16-1

مکتبہ اسلامیہ
بھوانہ بازار فیصل آباد

خطباتِ بہاولپوری

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوریؒ

مکتبہ اسلامیہ
بھوانہ بازار فیصل آباد

1-16

خطبات بہاولپوری

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری

نام کتاب ---------------- خطبات بہاولپوری

جلد ---------------- اول

طبع اول ---------------- نومبر 1996ء

طبع دوم ---------------- اکتوبر 1997ء

طبع سوم ---------------- ستمبر 1999ء

کمپوزنگ ---------------- مکتبہ اسلامیہ کمپیوٹرز فیصل آباد

اشاعت فنڈ ---------------- 70روپے

ناشر: عبدالغفار فیصل آباد

ملنے کے پتے

- مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار فیصل آباد فون:631204
- مکتبہ نور حرم 60/ نعمان سنٹر گلشن اقبال نمبر5 کراچی نمبر47 فون:4965124
- اتفاق سٹیل کارپوریشن حاجی آباد فیصل آباد فون:781493
- مسجد اقصیٰ اہل حدیث' چوک ون یونٹ' بہاول پور

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ خطبات کے بارے.......

خطبات کے بے شمار مجموعے مارکیٹ میں پائے جاتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں مزید کسی مجموعے کی بظاہر ضرورت نظر نہیں آتی ہے۔ لیکن "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" کے مصداق یہ خطبات اپنا بالکل الگ اور منفرد انداز' مخصوص طرز فکر اور انتہائی واضح' دو ٹوک لیکن خیر خواہانہ طرز بیان رکھتے ہیں۔

صاحب خطبات محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری (وفات 1991ء) ایک خاص وضع کے آدمی تھے۔ جس بات کو حق جانا اسے ببانگ دہل کہا' ڈنکے کی چوٹ کہا' علی الاعلان کہا' سرراہ کہا' برسر منبر کہا' بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا' بھاری بھر کم الفاظ کے لبادے میں لپیٹ کر کہنے کی بجائے انتہائی سادہ الفاظ میں کہا' الفاظ کی قافیہ بندی کی بجائے دلائل و حقائق کی پابندی سے کہا' گلا پھاڑ پھاڑ کر کہنے کی بجائے انتہائی متانت و سنجیدگی سے کہا' علمی تفوق و برتری ثابت کرنے کی بجائے سراسر اصلاح کی غرض سے کہا' عاجزانہ انداز میں کہنے کی بجائے معلمانہ رنگ میں کہا۔ پھسپھسا اور ڈھیلا ڈھالا کہنے کی بجائے ٹھوس اور قطعی کہا' بلا دلیل کہنے کی بجائے ہمیشہ بادلیل کہا' عقل و فکر سے خالی کہنے کی بجائے عین عقل کو ہلا دینے والا کہا۔

جسے غلط جانا اسے کھل کر کہا۔ خواہ اپنوں کے بارے میں کہنا پڑا' خوب کہا' بغیر کسی رو رعایت کے کہا' مخاطب خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ تھا پھر بھی کہا' اور جو کچھ کہا بڑوں بڑوں کو لاجواب کر دینے والا کہا اور جو بڑوں بڑوں سے نہ کہا جا سکا وہ بھی کہا۔ یہ سب کچھ اپنوں میں کہا' بیگانوں میں کہا' صرف احباب جماعت کی مخالفت کے باوجود نہیں حکومت وقت کی مخالفت کے باوجود کہا' عام حالات

میں کہا اور انتہائی کٹھن ایام میں بھی کہا۔ لیکن جو کچھ بھی کہا بڑے ہی خلوص سے کہا۔ شاہد عدل کے طور پر خطبات کا یہ سلسلہ پیش خدمت ہے۔ اس کا فیصلہ آپ خود کریں گے کہ یہ تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں' مبالغہ آرائی کی حد کی گئی ہے یا واقعتا خطبات مذکورہ بالا حقائق سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں

ہر طرح کے حالات میں کیوں کہا؟ صرف اس وجہ سے کہ وہ حق کو صرف اپناتے ہی نہ تھے بلکہ علی الاعلان کہنے میں ہی نجات پر یقین رکھتے تھے۔ لومۃ لائم کا خوف' سیاسی و مالی مفادات کا لالچ' جاہ منصب کی بیڑیاں' مقبولیت عامہ کے فتنے' دل آزاری کے اندیشے اور رواداری کے پر فریب دھوکے اکثر بیشتر بڑے بڑے اساطین علم و فن کو احقاق حق اور ابطال باطل کی جراء ت نہیں بخشتے۔ لیکن بفضل اللہ ان میں سے کوئی چیز بھی حضرت حافظ صاحبؒ کی راہ میں حائل نہ ہو سکی۔

وہ حق کی صدا برابر بلند کرتے چلے گئے۔ بہاولپور میں پہلے سے براجمان علم کے بعض پہاڑوں نے اس نووارد سے ٹکرانے کی کوشش کی۔ لیکن حق و صداقت کا مقابلہ باطل کے بس کی بات نہیں۔ بالآخر انہیں بہاولپور سے راہ فرار اختیار کرنی پڑی اور حافظ صاحبؒ کے خطبات بہاولپور کی تمسک قرآن و سنت سے محروم روحوں کے لیے اکسیر حیات کا کام کرتے چلے گئے۔ صرف عقائد و افکار اور دلوں کی دنیا ہی نہیں بدلی۔ ظاہر و باطن بدلے' طور اطوار بدلے' گھر بار اور درودیوار بدلے حتی کہ کاروبار بدلے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں بدلے۔

ارباب بصیرت نے خطبات کی یہ تاثیر صرف ریاست بہاولپور تک نہیں بلکہ ملک کے دور دراز کے گوشوں میں بھی دیکھی۔ اس تاثیر اور ان کے اندر پائی جانے والی اسلام کی انتہائی سادہ معقول لیکن قابل عمل تعبیر نے بعض دینی تڑپ

رکھنے والے دلوں کو شائع کرنے کے انتہائی کٹھن کام پر ابھارا اور الحمدللہ یہ پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔

کیسٹ سے تقریر کو تحریر میں لانے کے انتہائی توجہ طلب لیکن صبر آزما کام میں مسلسل محنت کرنے والے بھائی محمد یوسف صاحب کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہو گا۔ اب تک تقریباً 150 کیسٹ احاطہ تحریر میں لا چکے ہیں۔ جن کی مرحلہ وار طباعت جاری رہے گی۔ (ان شاء اللہ العزیز)۔

طبع ہذا میں آیات و احادیث اور تاریخی واقعات کی تخریج کے مشکل لیکن انتہائی مفید کام کو برادرم عبداللطیف صاحب نے سرانجام دیا ہے اور آمدہ جلدوں کی تخریج کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور اس کام پر ان کی راہیں آسان فرمائے! (آمین)

بعض مقامات کی تخریج میں بے بسی کے موقع پر محقق دوراں حضرت مولانا ارشادالحق اثری صاحب کی شفقت اور راہنمائی کام آئی۔ انتہائی قیمتی وقت میں سے کئی ایک گھنٹے عملی طور پر مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں اور اداروں کو تا دیر سلامت رکھے! (آمین)

ناسپاسی ہوگی اگر بھائی محمد سعید اور بھائی محمد اشرف صاحب کے قلمی تعاون نیز پروفیسر ظفر اقبال صاحب اور حاجی محمد طاہر صاحب کے مفید مشوروں اور تعاون کا ذکر خیر نہ کیا جائے۔ پروفیسر ظفر اقبال صاحب کا ذکر خیر آیا تو "حیات بہاولپوری" کا قرض بھی انہیں یاد دلانا مفید مطلب ہوگا۔ تاکہ اپنی گوناں گوں مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر اس قرض کو جلد چکانے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ ان کی راہیں آسان فرمائے۔ (آمین)

خطبات کی طباعت و اشاعت سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنے والے احباب کی فہرست بڑی طویل ہے۔ لیکن جماعت اہل حدیث بہاولپور کے حوالے سے بھائی خالد نعیم صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ انہوں نے ہمیں 50

کیسٹوں کی فراہمی کا بندوبست فرمایا۔ (جزاھم اللہ احسن الجزاء)

آخر میں قارئین پر ایک بات واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ تقریر اور تحریر کے فرق سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ تقریر کو تحریر میں لاتے وقت "یہ' وہ' اگر' مگر" جیسے الفاظ کا اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس طرح بعض الفاظ کا حذف بھی تحریر کی مجبوری بن جاتا ہے۔ یہ حک و اضافہ صرف تقریر اور تحریر کا فرق دور کرنے کے لئے واجبی حد تک کیا گیا ہے نہ کہ اصلاح عبارت کے نام پر اس کی روح کا جنازہ نکالا گیا ہے اور نہ ہی اپنی عبارات ان کے نام پر پیش کرنے کی سعی عبث کا شاہکار بنایا گیا ہے۔ لیکن یہ یقین رہے کہ ان خطبات کے افکار سو فیصدی اور الفاظ تقریباً سو فیصدی حضرت حافظ صاحب کے ہی ہیں۔ انسانی بساط کے مطابق حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ تقریر کی لذت بھی کم نہ ہونے پائے اور تحریر کا رنگ بھی آجائے۔ ممکن ہے بعض احباب تحریر کی سلاست و روانی اور بلند ادبی معیار کے حوالے سے اپنے ذوق طبع کی تسکین نہ پائیں لیکن تقریر کا جوش' افکار کی ندرت' دلائل کی معقولیت' دینی تڑپ' اور خلوص ضرور پائیں گے۔ خطبات کا حقیقی مقصد بھی ادبی ذوق کی تسکین کی بجائے دلوں کی دنیا میں انقلاب لانا ہوتا ہے جس میں یہ خطبات بڑے کامیاب رہے ہیں اور ان شاء اللہ العزیز رہیں گے۔

امید واثق ہے کہ آپ صرف تقریر کا لطف اور مزہ ہی نہیں پائیں گے بلکہ خطبات میں پائی جانے والی اسلام اور مسلمانوں کے لیے تڑپ اور بے قراری آپ کو بھی ضرور بے قرار کرے گی۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم سب کے لیے یہ خطبات خالص اسلام کی صحیح تعبیر کی تفہیم کا ذریعہ بنیں اور بالآخر غلبہ اسلام کی منزل کے لیے تدبیر راہ.....

مزید ایک بات کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ کہ جس طرح محترم حافظ صاحب نے دین کے نام اور کام پر دنیا نہیں کمائی بلکہ اس طرح سے کمانے

والوں کو انتہائی سخت ست الفاظ میں جھنجوڑا کرتے تھے۔ کہ دین سے صرف آخرت کماؤ۔ دنیا کمانے کے لیے دنیا کے طور طریقے اختیار کرو۔

" خطبات بہاولپوری " کی اشاعت کا مقصد بھی دنیا کی دولت کمانا قطعا نہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ یہ سلسلہ حضرت حافظ صاحب کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنے اور قارئین کے لیے ہدایت کا سبب۔

اکثر احباب ہمارے اس دعوی کو " رسائل بہاولپوری " کی شکل میں دیکھ چکے ہیں کہ تقریبا 900 صفحات کی ضخیم کتاب' عمدہ کاغذ' بہترین طباعت' مضبوط جلد کے باوجود صرف 100 روپے میں مارکیٹ میں لائی گئی ہے اور اس سے بھی ہونے والی معمولی سی بچت کو حافظ صاحب کے انتہائی پسندیدہ کام یعنی تعمیر مساجد میں صرف کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اسی طرح صرف اپنی رضا کے حصول کی خاطر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیاوی اغراض و مقاصد کو دیگر ذرائع سے پورا کرنے کی راہ دکھلائے۔ (آمین ثم آمین)

احباب گرامی ! "خطبات بہاولپوری" کے عظیم تبلیغی سلسلے میں کیسوں کی فراہمی کے حوالے سے تعاون کی گزارش ہے۔ اگر آپ کے پاس حضرت حافظ" صاحب کی کوئی کیسٹ مکمل اور صاف آواز میں پائی جاتی ہے تو اس پر آگاہی فرمائیں۔ ممکن ہو تو اس کی نقل بھیج دیں یا ہمیں اطلاع کر دیں تاکہ آپ کے پاس پہنچ کر کیسٹ کر سکیں۔ اس طرح "خطبات بہاولپوری" کی امانت بالآخر عمدہ اور مکمل شکل میں پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔ (ان شاء اللہ العزیز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ مصنف کے بارے میں

محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ صاحب بہاولپوری اپنے دور کے محقق، مفکر اور علم و عمل کے روشن مینار تھے، عقیدہ تفسیر وحدیث اور فرق باطلہ پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ دین اسلام کی عملی تصویر تھے الحب للہ والبغض فی اللہ اور فرمان الٰہی قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین کا عملی نمونہ تھے۔

حق بیانی میں کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی، اس وجہ سے اپنے اور بیگانے ہمیشہ ناراض رہتے تھے۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

اسلام کو لیڈر مانتے تھے، ماتحت نہیں۔ حالات و واقعات آپ کے راستے میں کبھی بھی رکاوٹ نہیں بن سکے بلکہ توحید و سنت کا پرچار جرات و عزیمت سے کرتے رہے۔

حالات کے قدموں میں کبھی مومن نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارہ تو زمین پر نہیں گرتا
دریا تو سمندر ہی میں گرتے ہیں ہر دم
سمندر مگر دریا میں کبھی نہیں گرتا

حضرت حافظؒ کی زندگی پر ہم ایک مفصل کتاب شائع کرنے کا عزم رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے!

موصوف کی وفات پر چند مضامین مختلف احباب نے تحریر کئے تھے۔ احباب کے شکریہ کے ساتھ بعینہٖ نقل کئے جا رہے ہیں۔

پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری

حافظ صلاح الدین یوسف

ایک پیکر اخلاص اور عظیم داعی و مبلغ کا سانحہ ارتحال

جماعت کے حلقوں تک یہ الم ناک اطلاع پہنچ ہی چکی ہے کہ گزشتہ ہفتے 21 اپریل 1991ء بہ مطابق 6 شوال 1411ھ بروز اتوار پروفیسر حافظ محمد عبداللہ صاحب بہاولپوری انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

پروفیسر صاحب مرحوم کی شخصیت جماعت اہل حدیث میں محتاج تعارف نہیں۔ مرحوم جہاں اپنے علم و عمل ' زہد و ورع' سیماب پائی اور سادگی و اخلاص کے لحاظ سے بے مثال تھے' وہاں دوسری طرف دعوت و تبلیغ اور دل سوزی و دردمندی کے بے پایاں جذبات کے اعتبار سے بھی اپنے اقران و اماثل میں ایک نہایت ممتاز مقام کے حامل تھے۔

جماعت کے اہل علم جانتے ہیں کہ پروفیسر صاحب مرحوم نے سرکاری ملازمت کے باوجود اپنے علاقے ریاست بہاولپور اور اس کے نواح میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ جس بے خوفی' اخلاص' دلسوزی اور جس لگن اور محنت سے ادا کیا ہے اس کی سعادت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی مساعی حسنہ کے نتیجے میں بہاولپور اور اس کے قرب و جوار میں تحریک عمل بالحدیث کو ایک نئی توانائی اور قوت ملی ہے' ایک نیا ولولہ اور جذبہ ملا ہے اور ایک نیا جوش و خروش حاصل ہوا جس سے تحریک کی منجمد رگوں میں تازہ خون دوڑنے لگا ہے۔ اور اہل حدیث کو ایک نئی زندگی نصیب ہوئی ہے۔ الحمدللہ! ان کی کوششوں سے ہزاروں افراد تقلید کی تاریکیوں سے نکل کر عمل بالحدیث کی روشنی میں آئے ہیں۔ رسم و رواج کی جکڑبندیوں کو توڑ کر خالص اسلام کی طرف آئے ہیں اور علم و عمل کی نئی جہتوں سے روشناس ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں سرکاری جامعات و مدارس میں بھی ان کے تلامذہ و فیض یافتگان کا ایک ایسا موثر گروہ تیار ہو چکا ہے جو عمل بالحدیث کا عمدہ نمونہ ہے اور دعوت و تبلیغ میں انہی کے سے جذبات کا حامل اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں کوشاں اور مصروف عمل ہیں۔

کثر اللہ سوادھم و نصرھم بحولہ و قوتہ

حافظ صاحب مرحوم نے اپنے دائرہ عمل کو بہاولپور اور اس کے نواح تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ وہ ملک کی اہم مساجد و مراکز میں بھی پہنچے اور وہاں بھی دعوت کا وہ پیغام پہنچایا جس کے لئے وہ ہر وقت بے قرار رہتے تھے اور وہ یہ سارا کام حسبۃ للہ محض رضائے الہٰی کے لئے کرتے رہے اس سے ان کا مقصود کوئی شہرت حاصل کرنا نہیں تھا' مالی مفاد کا حصول نہیں تھا' جاہ و امارت کی طلب نہیں تھی۔ ان کے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد تھا' ایک ہی لگن ان کو بے چین کئے ہوئے تھی' ایک ہی جذبے نے ان کو مضطرب کر رکھا تھا اور ایک ہی فکر میں وہ شب و روز غلطاں و پیچاں رہے۔ وہ مقصد اور لگن کیا ہے؟ وہ جذبہ و فکر کیا ہے ؟ دو لفظوں میں یہ ہے: " مسلمانوں کے عقیدہ و عمل کی اصلاح....! "

حافظ صاحب مرحوم چاہتے تھے کہ مسلمان جو طرح طرح کی اعتقادی و فکری غلطیوں کا شکار ہیں ان سے بچ جائیں۔ کوئی جمہوریت کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہے تو کوئی شاہد مغرب کی عشوہ طرازیوں سے مسحور' کوئی شوشلزم کے دام ہمرنگ زمین میں پھنسا ہوا تو کوئی کیپٹل ازم کے فتراک کا نخچیر' کوئی تقلید کی جکڑبندیوں میں کسا ہوا ہے تو کوئی شرک صریح میں مبتلا ہے۔ علاوہ ازیں بدعات کے جھکڑ ہیں' الحاد و زندقہ کا طوفان ہے' انکار حدیث اور تجدد کا فتنہ ہے۔ مغربیت کا سیلاب ہے اور بد عملی' مذہب بیزاری اور خدا فراموشی کا عام رجحان ہے۔

فکر و نظر اور اعتقاد و عمل کی ان سب خرابیوں کا علاج صرف اہل حدیث

کے پاس ہے لیکن افسوس ہے کہ اہل حدیث کے ایک گروہ میں تو سیاست کاری کے رجحانات نے جمہوریت جیسے غلط نظام کے حق میں نرم گوشہ پیدا کر دیا ہے جب کہ دیگر افراد کا دامن عمل سے خالی ہو گیا ہے۔ اہل حدیث' جو عمل بالحدیث کا علمبردار تھا' اب اس کے کردار و عمل میں' معیشت و معاشرت میں اور تجارت و کاروبار میں جذبہ و عمل بالحدیث کی وہ جھلک نظر نہیں آتی جو اہل حدیث کا طرہ امتیاز تھا۔ یوں اہل حدیث بھی: " زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز " کی بجائے " تو با زمانہ بساز" یعنی ع

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

کی پامال روش پر چل پڑے ہیں

حضرت حافظ صاحب مرحوم دیگر انہی کی طرح جذبات رکھنے والے علماء و زعماء کی طرح' اس صورت حال سے سخت مضطرب اور پریشان تھے' وہ دیکھ دیکھ کر خون کے آنسو روتے تھے کہ اہل حدیث کی اہلحدیثیت اب بصرف مساجد کی چاردیواری کے اندر محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ مساجد سے باہر کردار و عمل کے اعتبار سے اہل حدیث اور غیر اہل حدیث میں کوئی فرق نہیں رہ گیا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر اہل حدیث کا امتیاز ختم ہو گیا ہے۔ معیشت و معاشرت میں اور تجارت و کاروبار میں اہل حدیث کی کوئی امتیازی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ گویا:

مژدہ باد اے مرگ ! عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

والی کیفیت رونما ہو گئی ہے' جو اصلاح کا علمبردار تھا وہ خود فساد کا شکار ہے' جو داعی الی اللہ تھا وہ خود نفس و ہوی کا غلام ہے۔ جو رسوم و رواج کے خلاف جہاد کرنے والا تھا اس نے خود اپنے حریم دل کے طاقوں میں رسوم و رواج کے بت سجا لئے ہیں۔ جن کی وہ پرستش کر رہا ہے۔

اہل حدیث کے بگاڑ کی یہ کیفیت اور دین سے بعد و بیگانگی بہت بڑا المیہ ہے

جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اب خالص اسلام کی دعوت دینے والا کوئی نہیں رہا۔ فکر و نظر کی کجیوں کی نشاندہی کرنے والا کوئی نہیں رہا، اعتقاد و عمل کی گمراہیوں پر ٹوکنے والا کوئی نہیں رہا اور رسوم و رواج کے خلاف جہاد کرنے والا کوئی نہیں رہا اور یوں بے دینی کے سیلاب کی راہ کا یہ آخری بند بھی ٹوٹ گیا ہے، اس حصار اسلام میں بھی شگاف پڑ گیا ہے اور توحید و سنت کا وہ چراغ بھی گل ہو گیا ہے۔ جس سے اس تیرہ و تاریک ماحول میں روشنی کی کچھ کرن موجود تھی۔

حضرت پروفیسر حافظ محمد عبداللہ صاحب مرحوم بھی اسی صورت حال سے سخت کبیدہ خاطر اور دل برداشتہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے دعوت و اصلاح کا علم بلند کیا اور اس جمود کے خلاف آواز بلند کی جس میں اس وقت اہل حدیث مبتلا ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ اہل حدیث از سرنو اہل حدیث بنیں، اپنے ایمان کی تجدید کریں، نفس پرستی، رواج پرستی اور مفاد پرستی چھوڑ دیں اور اپنے اسلاف کی طرح مکمل اہل حدیث بنیں، تقویٰ و عمل سے وہ آراستہ ہوں جن میں معاشرتی برائیاں نہ ہوں، کردار و عمل کی کوتاہیاں نہ ہوں، رسوم و رواج کے شیدائی نہ ہوں بلکہ ان سے باغی ہوں اور وہ مسجد ہی میں اہل حدیث نہ ہوں بلکہ ان کے گھروں میں پردے کی پابندی ہو، ان کے گھر موجودہ فحاشی و عریانی (ٹیلی ویژن، وی سی آر وغیرہ) سے پاک ہوں، تصاویر اور بے جا آرائشوں سے پاک ہوں۔ وہ امانت و دیانت کے پیکر ہوں، وہ صداقت و راست بازی کے نمونے ہوں اور سیرت و کردار اور شکل وصورت میں نمایاں اور ممتاز ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب مرحوم کو اخلاص کے جذبات فراواں کے ساتھ استدلال و بیان کی قوت سے بھی نوازا تھا۔ ان کا انداز خطابت نہایت موثر، بلیغ اور طرز استدلال دلوں میں اتر جانے والا تھا وہ الفاظ کے طوطا مینا اڑاتے تھے نہ واعظان شیریں مقال کی طرح آواز کا جادو جگاتے تھے، ان کی باتیں بالکل سادہ

اور طرز تکلم بے ساختہ ہوتا تاہم وہ جو کچھ کہتے چونکہ وہ ان کے اخلاص بھرے دل کی آواز ہوتی تو وہ "از دل خیزد بر دل ریزد"

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

کا آئینہ دار ہوتیں۔ اس لئے ان کی خطابت میں گو گھن گرج نہیں تھی لیکن اس میں اس طوفان کی سی قوت ضرور موجود تھی۔ جس سے دریاؤں کے دل دہل جاتے ہیں۔ وہ اپنی جادو بیانی سے مجمع کو مسحور نہیں کرتے تھے البتہ استدلال کے تانے بانے سے سامعین کو ہمنوائی پر مجبور کر دیتے تھے۔ وہ اپنی تقریر و خطبات سے عوام کو فضائل کی میٹھی گولیاں نہیں دیتے تھے بلکہ ایک طبیب کی طرح زخموں اور بیماریوں کی نشاندہی کرتے اور ماہر سرجن کی طرح نشترزنی سے فاسد مواد نکالنے کی کوشش کرتے جس سے اگرچہ کچھ چبھن اور تکلیف تو ضرور ہوتی لیکن درحقیقت یہ نشتر شدت مرض سے کراہنے والے مریضوں کے لئے پیغام شفا ہوتے ہیں۔

کتنے ہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے پروفیسر مرحوم کے وعظ و بیان کے آب حیات سے اپنے دلوں کی کشت ویراں کو سیراب کیا ہے، کتنوں ہی نے ان کے جرعہ ہائے تلخ کو نوش جان کر کے باطنی بیماریوں سے نجات حاصل کی ہے۔ اور اسی طرح بہت سے لوگوں کیلئے ان کی نشتر زنی شرک و بدعت اور جہل و تقلید کے فاسد مواد سے شفایابی کا باعث بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ خدمات قبول فرمائے اور انہیں آخرت میں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے! آمین

پروفیسر صاحب مرحوم کا صاحبزادہ پروفیسر عبدالرحمٰن "الولد سر لابیہ" کے مصداق اپنے والد مرحوم کی طرح دعوت و تبلیغ کے جذبے سے سرشار اور خطابت و بلاغت کی ان خوبیوں سے آراستہ ہے جو حافظ صاحب مرحوم کو قدرت نے ودیعت کی تھیں۔ کئی سالوں سے یہ صاحبزادہ گرامی قدر سعودی عرب میں

مقیم ہے۔ ہم موصوف سے عرض کریں گے کہ وہ سعودی عرب سے واپس آجائیں اور اپنے والد مرحوم کی اس مسند کو رونق بخشیں جس میں اگرچہ دولت دنیا تو نہیں ہے لیکن آخرت کی بے پایاں نعمتوں کی امید ضرور ہے' اپنے "امروز" کو اس " فردا" پر قربان کر دیں تاکہ وہ فکر' جذبہ اور تحریک جاری رہے جس کا پرچار ان کے والد مرحوم کرتے رہے۔ وہ آواز بند نہ ہو جو ان کے والد مرحوم نے نہایت اخلاص اور دل سوزی کے ساتھ بلند کی ہے اور اس پیغام کو ہر اہل حدیث تک پہنچانے کی کوشش کریں جو حافظ صاحب مرحوم پہنچاتے رہے کیونکہ اہل حدیث کی عظمت اسی پیغام میں مضمر ہے۔ اس کی نشاۃ ثانیہ اسی تحریک سے وابستہ ہے اور اس کی کامیابی تمام تر اسی فکر سے مربوط ہے اور اہل حدیث کی عظمت اسلام کی عظمت ہے' ان کی نشاۃ ثانیہ ' اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہے۔ اور اس کی کامیابی' اسلام کی کامیابی ہے۔ کیونکہ اہل حدیث اور اسلام اصل میں دونوں ایک ہیں۔ یہ ایک حقیقت کے دو نام ہیں۔ ایک ہی ہیولی کے دو پیکر ہیں اور ایک ہی تصویر کے دو پہلو ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ صاحبزادہ صاحب گرامی قدر پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالٰی حافظ صاحب مرحوم کی مسند وعظ و ارشاد پر فروکش ہو کر والد کی جانشینی کا حق ادا کریں گے۔ واللہ الموفق والمعین

(الاعتصام 3 مئی 1991ء)

۱۔ موصوف وطن واپس لوٹ آئے ہیں

پروفیسر حافظ عبداللہ صاحب بہاولپوری

پروفیسر ظفر اقبال سلفی

پروفیسر ظفر اقبال صاحب نے اپنے استاد محترم پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری کے بارے چھوٹا سا سوانحی خاکہ تحریر کیا ہے۔ پروفیسر ظفر اقبال صاحب بنیادی طور پر بریلوی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے۔ وہ جب حضرت حافظ صاحب کی مجلس میں پہنچے تو نہ صرف یہ کہ اہل حدیث ہو گئے بلکہ حافظ صاحب کے شاگرد بن گئے اور آج وہ جو کچھ ہیں اپنے استاد کی تربیت کا ثمر ہیں۔ حضرت حافظ صاحب کے بارے آئندہ مجلہ الدعوۃ کے صفحات پر تفصیل سے آپ کی علمی اور داعیانہ سرگرمیوں کے بارے قارئین مجلہ الدعوۃ کو آگاہ کیا جائے گا...... (ادارہ)

21 اپریل 1991ء دن کو گیارہ بجے کے قریب دل کا شدید دورہ پڑا اور بارہ بجے کے قریب قریب پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری سرسٹھ سال کی عمر پا کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ زبان پر آخری الفاظ تھے: "اے میرے رب!"

اس کے ساتھ ہی بہاولپور کی تاریخ کا ایک دور ختم ہو گیا' بہاولپور آزادی پاکستان سے پہلے ایک خود مختار ریاست تھی جہاں عباسی خاندان نے صدیوں حکومت کی ہے۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں کسی حد تک شرعی قوانین کو نافذ کر رکھا تھا اور ریاست میں تعلیم کے میدان میں دینی علوم کی تدریس کا خاصا اہتمام کیا جاتا تھا۔ بہاولپور شہر میں ایک جامعہ عباسیہ بھی قائم تھی جو شرعی علوم کے لئے بہت اچھی شہرت رکھتی تھی۔

قریب قریب پوری ریاست میں حنفی مسلک ہی غالب تھا اور دینی مدارس اور جامعہ عباسیہ کی وجہ سے یہاں بڑے بڑے حنفی علماء موجود تھے۔

حافظ صاحب نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔اے اسلامیات کیا۔ ایس۔ای کالج میں لیکچرار منتخب ہو گئے اور 1953ء سے اس کالج میں تدریس کا کام شروع کیا۔

بہاولپور ریاست میں مولانا عبدالحق ریاستی نہایت فصیح اللسان اور شیریں بیان خطیب تھے جن کی کاوشوں کی وجہ سے مسلک اہل حدیث کا تعارف ہو چکا تھا لیکن وہ دارالحدیث مکہ میں منتقل ہو گئے' ان کے بیٹے مولانا عبدالرزاق صاحب اپنے ڈھب سے مسلکی خدمات انجام دے رہے تھے۔ بہاولپور شہر میں مسجد ٹوبکیاں والی میں چند اہل حدیث حضرات تھے جو حنفی ماحول کی وجہ سے کبھی بھی کھل کر مسلک کا اظہار نہ کر سکے۔ مولوی قادر بخش صاحب جو پٹیالہ کے مفتی اور جید عالم دین تھے قیام پاکستان کے بعد بہاولپور ہجرت کر کے آئے۔ تنہا تھے اس لئے جرات کے ساتھ مسلک کا کام نہ کر سکے۔

حافظ صاحب نے یہاں کے مخصوص ماحول کا جائزہ لیا۔ مولوی قادر بخش صاحب کے ساتھ مجلسیں کیں اور دعوتی اور دینی کام شروع کرنے کا عزم کیا۔ مہاجر کالونی میں گھر سے متصل جگہ مسجد کے لئے مخصوص کر دی۔ خطبہ جمعہ سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ پہلے خطبہ جمعہ میں صرف چار لوگ شریک تھے۔ کالج میں تدریس کے ذریعے کام کیا۔ مسجد میں ترجمہ و تفسیر قرآن کے ذریعے توحید کی دعوت دینا شروع کی۔

حافظ صاحب کی دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں دل پگھلنے لگے' منجمد تقلیدی ذہنیت نے اس اسلامی دعوت میں ایمانی حرارت پیدا کرنا شروع کر دی' شرک و بدعات اور مقلدانہ بیماریوں سے ماری ہوئی دلوں کی بنجر زمین میں دعوت حق کی سیرابی سے ایمان و ایقان کی نئی نئی کونپلیں پھوٹنے لگیں۔

اس کھری دعوت اور زوردار انداز بیان سے بریلوی اور دیوبندی مکتب فکر کے بڑے بڑے برز جمہروں میں کھلبلی مچ گئی۔ دیوبندیوں نے کہا کہ ہم مل جل کر کام کریں' خواہ مخواہ کا نفاق کیوں پیدا کرتے ہو۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ تم تقلید امام ابوحنیفہ ؒ کو چھوڑ کر قرآن و سنت کی کھری دعوت کو قبول کر لو۔ یہی اتحاد و اتفاق کی بنیاد ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ مجھے تم قرآن و سنت سے گرا کر

اتحاد قائم کرنا چاہتے ہو۔ مولانا شمس الحق اور مولانا رشید نعمانی جیسے متعصب کٹر حنفی علماء بہت سیخ پا ہوئے۔ انہوں نے اہل حدیث کے خلاف پمفلٹ اور کتابچے مختلف ناموں سے چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کئے۔ حافظ صاحب نے ایک سو صفحات کا ایک کتابچہ لکھا اور حنفیت کی حقیقت اور قرآن و سنت کی حقانیت واضح کی۔ کتابچے کے جواب میں پھر کسی کو رد کی جرات نہ ہوئی۔ حافظ صاحب کے خلاف انتظامیہ کے آگے بھی شکایتیں ہوئیں ' حتی کہ آپ کا تبادلہ مظفر گڑھ کروا دیا گیا۔ مظفر گڑھ جا کر بھی حافظ صاحب نے ایک نئی اہل حدیث مسجد کی بنیاد رکھی۔ کچھ عرصے کے بعد واپس تبادلہ بہاولپور ہوا۔ کام اس طرح جاری رکھا۔

بہاولپور شکارپوری گیٹ سے باہر ایک جامع مسجد کی بنیاد رکھی' جس کی تعمیر میں بذات خود حصہ لیا۔ گارڈر اپنے کندھوں پر رکھ کر اوپر چڑھائے۔ بڑی سے بڑی آزمائش بھی حافظ صاحب کے پائے ثبات کو متزلزل نہ کر سکی۔ ایک دفعہ جب فیصلہ کر لیتے پھر کوئی طاقت' کوئی لالچ' کوئی خوف اس سے ہٹا نہیں سکتا تھا۔ جامع مسجد میں خطبہ جمعہ اور درس قرآن یہ دو کام تھے جو آپ نے جاری کئے اور جمعہ میں توحید کی دعوت' بدعات کا رد' حنفی مذہب کے جمود کا توڑ خاص موضوع تھے جن کو آپ نے ہمیشہ اختیار کیا۔ درس قرآن کا انداز یہ تھا کہ پہلے لفظی ترجمہ کرتے پھر بامحاورہ ترجمہ اور مختلف مقاموں کی مختصر تفسیر کرتے' درمیان میں اگر کوئی سوال کرتا تو اس کا مدلل اور مفصل جواب دیتے۔ اس انداز تفسیر سے انہوں نے ہزاروں لوگوں کو متاثر کیا۔ حافظ کے درس نے پڑھے لکھے طبقے کو بڑی تیزی سے متاثر کیا۔ ان کی ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ ہر فرد پر انفرادی توجہ دیتے تھے اور ہر ایک کے حفظ مراتب کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اپنے پرانے قریبی ساتھیوں کو کسی غلطی پر ڈانٹ بھی دیتے تھے لیکن کسی نئے ساتھی کے لئے کبھی سخت الفاظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ تعلیم و تربیت کے

ڈھنگ اور اسلوب خوب جانتے تھے۔ داڑھی رکھنے کے لئے کبھی کسی کو مجبور نہ کرتے تھے۔ لیکن خطبات میں اس کی اہمیت بیان کر دیتے تھے۔ اس لئے آپ دیکھیں گے کہ بہاولپور اور آس پاس کے نوجوانوں میں کس قدر زبردست انقلاب برپا ہوا۔ کثرت سے داڑھی والے نوجوان آپ کو نظر آئیں گے۔ یہ تبدیلی اللہ کے فضل، حافظ صاحب کے اخلاص، مسلسل محنت اور کاوش کا نتیجہ ہی کہی جا سکتی ہے۔

حافظ صاحب ہمیشہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ زرق برق لباس اور تکلفانہ انداز زندگی سے ہمیشہ نفرت کی۔ گفتگو میں سادگی، چال ڈھال میں سادگی ہمیشہ آپ کا وطیرہ رہا ہے۔ اپنی اولاد کے ساتھ ہمیشہ اسی وجہ سے سختی کی۔ بڑی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں دھوتی پہن کر جاتے۔ جمعہ کا خطبہ ہمیشہ دھوتی پہن کر دیا۔ لیکن تقریر میں اتنی زبردست کاٹ اور مثالیں اور دلائل اتنے قوی ہوتے کہ انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ حقیقت واقعی یہی ہے۔

حافظ صاحب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے مختلف گوشے ایسے ہیں کہ جن پر الگ سے کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ان شاء اللہ تفصیل کے ساتھ ان پر روشنی ڈالیں گے۔ فی الحال مختصراً یہاں کچھ باتیں عرض کی ہیں۔

حافظ صاحب کا تعلیمی ریکارڈ انتہائی روشن ہے۔ آپ علی گڑھ کے ایف۔ایس سی تھے، انگریزی، عربی اور فارسی زبان پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ دینی علوم کی ابتدائی سے لے کر منتہی کتب تک آپ نے اہل حدیث اور حنفی علماء سے پڑھیں۔ حافظ عبداللہ روپڑی اور مولانا محمد حسین روپڑی آپ کے خاص اساتذہ میں شامل ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں آپ نے قیام پاکستان کے لئے زبردست کام کیا۔ علی گڑھ کا پچیس طالب علموں کے وفد کے آپ سربراہ تھے جنہوں نے سندھ میں جی۔ایم سید کے خلاف کام کیا۔ جب ہجرت کا اعلان ہوا آپ ۷ گاؤں کے امیر تھے۔ 90 ہزار کے قافلے کے آپ سربراہ بنے۔ جو

لڑائیاں کرتا ہوا بہت کم نقصان کے ساتھ پاکستان پہنچا۔ پاکستان کے اندر چلنے والی ہر اسلامی تحریک میں انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے جنازہ پر موجود ہزاروں لوگوں کو دیکھ کر اندازا ہوتا ہے کہ آپ کی محنت رنگ لائی۔ اللہ آپ کو اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے! (آمین)

بہاولپور اداس ہے

قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری

مرنے والوں کی عموماً چار قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ جس سے صرف اس کے گھر والے اور لواحقین متاثر ہوتے ہیں۔

۲۔ اس کی موت اپنے شہر اور علاقہ کیلئے صدمہ بنتی ہے۔

۳۔ جس کی موت کے اثرات ملک کے جمیع اطراف و اکناف میں محسوس کئے جاتے ہیں۔

۴۔ جس کی موت سے نہ صرف باشندگان ملک بلکہ عالم اسلام میں لاتعداد لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور ان کے خلا کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔

ہمارے ممدوح حضرت مولانا پروفیسر حافظ عبد اللہ بہاولپوری رحمہ اللہ علیہ وہ جامع کمالات اور مجموعہ اوصاف شخصیت تھے جنہیں مذکورہ بالا چاروں اقسام میں یکساں طور پر محسوس کیا گیا' رویا گیا اور ان کے صدمے کو اپنا صدمہ گردانا گیا۔

دیانت و امانت' خلوص و للہیت' تقوی و تدین' زہد و ورع' دعوت و ارشاد' وعظ و تبلیغ' علم و فضل' تحقیق و دانش' ظاہر و باطن' ابلاغ.توحید' اتباع سنت' اپنے دینی مشن کی تکمیل کیلئے مرمٹنے کے جذبے کے اعتبار سے وہ عظیم اسلاف کے عظیم وارث تھے۔

آپ قل انی صلاتی و نسکی و محیایی و مماتی للہ رب العلمین کے صحیح علمبردار تھے۔ زندگی کا کوئی لمحہ اللہ کی رضا کے بغیر صرف نہیں کیا۔ وہ جہاں بھی گئے توحید و سنت کی ضیا پاشیوں سے وہ علاقہ بقعہ نور بن گیا وہ جہاں بھی بیٹھے دبستان کھل گیا۔

آہ ! ۲۱ اپریل کو سڑسٹھ سال کی عمر میں انہیں دل کا شدید دورہ پڑا جو جان

لیوا ثابت ہوا۔

حافظ عبداللہ صاحب کا اصلا تعلق موضع ڈگری تحصیل روپڑ ضلع انبالہ مشرقی پنجاب سے ہے۔ اب روپڑ بھی ضلع بن چکا ہے اور انبالہ صوبہ ہریانہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ حافظ صاحب کے والد مرحوم مولوی نور محمد گجر برادری کے چشم و چراغ تھے۔ انتہائی نیک، مخلص، خدا ترس اور مجسم دعوت تھے۔ اندازہ فرمائیں کہ وہ کاشتکاروں کو جب وہ ہل جوتے ہوئے، مصروف کار ہوتے، تو ان کے ساتھ ساتھ چلتے اور انہیں کہتے کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں اور اپنی توجہ میری طرف موڑ دیں۔ پھر ان کو دو چار مسئلے بتاتے۔ پھر دوسرے کاشتکار کے پاس جاتے۔ پھر اس طرح اور دیگر کسانوں کے ساتھ اسی طرح تبلیغ دین فرماتے۔ ان سے کسی نے دریافت فرمایا کہ حضرت آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ جواب میں کہتے کہ یہ بیچارے کسان کاروبار زندگی میں ایسے منہمک ہیں کہ انہیں وعظ و تبلیغ سننے کیلئے فرصت میسر نہیں۔ میں چاہتا ہوں ان کی معروفیت قائم رکھتے ہوئے بھی انہیں دینی احکام کی تبلیغ کرنا چاہیے۔ انہی کے صاحبزادے مولانا پروفیسر حافظ عبد اللہ بہاولپوری تھے۔ اور یہ بات علی وجہ البصیرت کہی جا سکتی ہے کہ زندگی بھر حافظ عبداللہ مرحوم نے وعظ و تبلیغ اور خطبہ جمعہ کی پائی تک وصول نہیں کی۔ جو کام کیا اللہ کی رضا مندی کیلئے کیا اور ہمیشہ انبیاء کا موقف "ان اجری الا علی اللّٰہ" قائم رکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حافظ صاحب "الولد سر لابیہ" کے صحیح آئینہ دار تھے۔ مولانا نور محمد مرحوم نے حافظ صاحب کو اپنے مزاج کے مطابق دینی علوم کی تحصیل کیلئے وقف فرمایا۔ چنانچہ قیام پاکستان سے کافی پہلے حافظ صاحب جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں (جو اس وقت اوڈانوالہ میں تھا) چھوڑ گئے۔ حافظ صاحب نے اس وقت کے جید اساتذہ سے خوب اکتساب فیض کیا اور پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ ہندوستان میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ معیار تعلیم وضع داری، رکھ رکھاؤ کے

اعتبار سے عالمی شہرت رکھتی تھی۔ کسی کے نام کے ساتھ علیگ کا لاحقہ اس کی عظمت ثقافت اور عظیم دانشور ہونے کا ثبوت سمجھا جاتا تھا۔ حافظ صاحب مرحوم نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں داخلہ لے کر نمایاں حیثیت سے انٹر کیا۔ قیام پاکستان کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے کیا اور ان کا تقرر ایس۔ ای کالج بہاولپور میں بطور لیکچرر ہو گیا۔ ریاست بہاولپور میں اگرچہ تحریک اہلحدیث کے برگ و بار کافی عرصہ پہلے پہنچ چکے تھے۔ مولانا عبد الحق محدث احمد پوری اور پھر ان کے جانشین مولانا عبد الرزاق رحمہ اللہ علیہ کی تبلیغ مسلم ہے۔ مسجد عباسیہ اور ٹاہلی والی مسجد احمد پور شرقیہ میں ہمارے دو دینی مرکز تھے۔ مولانا ابو محمد عبد الحق مرحوم ایک گمنام عالم کی مساعی بھی قابل قدر ہے۔ مولانا سلطان محمود جلال پوری حفظہ اللہ کا تعلق بھی سابق ریاست بہاولپور سے ہے۔ الہ آباد اور خانپور میں بھی ہماری جماعتیں قدیم عرصہ سے چلی آرہی ہیں۔ بہاولنگر کے قریب موضع چاوے اہلحدیثوں کا دینی مرکز تھا۔ چونکہ ریاست بہاولپور ایک حنفی ریاست تھی اس لئے یہاں حنفیت کو تغلب اور تعلب حاصل تھا۔

ارضی اعتبار سے ریاست بہاولپور بڑی زرخیز ریاست تھی۔ لیکن مسلکی اعتبار سے یہ علاقہ بڑا بنجر تھا۔ ہیڈ سلیمانکی اور پنجند سے جب عباسیہ اور صادقیہ نہریں نکلیں تو اضلاع فیروز پور' امرتسر' جالندھر' انبالہ' اور دیگر علاقوں سے آباد کار بسلسلہ حصول اراضی وہاں پہنچ کر فروکش ہوئے۔ تو ان میں تحریک عمل بالحدیث کے علمبردار بھی تھے۔ متعدد دیہات اور موضعات میں ہماری اہل حدیث مساجد قائم ہو گئیں۔ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب کے مختلف علاقوں سے عاملین حدیث بھی اقامت پذیر ہوئے۔ لیکن ان میں شیرازہ بندی اور نظم و ضبط کا فقدان تھا۔ جب سے مولانا حافظ عبد اللہ بہاولپوری نے بہاولپور میں ڈیرے ڈالے تو بہاولپور شہر میں کہیں کوئی چھوٹی سے مسجد تھی۔ جو کسی گمنام جگہ میں واقع تھی۔ حضرت حافظ صاحب نے مہاجر کالونی میں اپنے مکان کا ایک حصہ مسجد

کے لئے وقف کیا۔ جمعہ و جماعت شروع کر دی اور مسلک کے فروغ کے لئے طرح ڈال دی۔ آج بحمد للہ اسی بہاولپور میں ایک درجن سے زائد مساجد میں خطبات جمعہ کا اہتمام ہے۔ چند ایک مساجد میں ابھی جمعہ نہیں شروع کیا گیا۔ جامع مسجد اہلحدیث شکار پوری گیٹ اور جامع مسجد اہل حدیث ون یونٹ حاصل پور روڈ ہماری عظیم الشان شاہی مساجد ہیں۔ بوجہ مقدمہ ون یونٹ مسجد میں ابھی جمعہ شروع نہیں ہوا۔ (اب شروع ہے)' اب یہ تمام قال اللہ و قال الرسول کی دلنواز صدائیں حضرت حافظ بہاولپوری رحمہ اللہ علیہ کا صدقہ جاریہ ہیں۔ انہوں نے صرف شہر ہی نہیں ریاست بھر کے دیہات و قصبات کو اپنی تبلیغی جولان گاہ بنایا۔ آج بحمد للہ دور افتادہ دیہات اور بستیوں سے قطع نظر سمہ سٹہ' احمد پور شرقیہ' چنی گوٹھ' اچ شریف' لیاقت پور' الہ آباد' فیروزہ' خانپور' صادق آباد' منٹھار' ماچھی گوٹھ' یزمان' خیر پور ٹامے والی' ڈیرہ بھکا' حاصل پور' چشتیاں' ڈاراں والی' ہارون آباد' فقیر والی' کھچی والا' فورٹ عباس' مروٹ' منچناں آباد' منڈی صادق گنج' میکلوڈ روڈ' گلاب علی' حافظ والا' بونگا بونگا قصبات میں ہماری ممتاز اور مخلص جماعتیں مسلک کے لئے شب و روز اپنی مساعی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حافظ صاحب مرحوم کی مساعی کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے۔

شورش عندلیب نے روح چمن میں پھونک دی
ورنہ یہاں کلی کلی محو تھی خواب ناز میں

حافظ صاحب موصوف کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ وہ اولاً' آخراً' ظاہراً' باطناً' شرقاً' غرباً' جنوباً' شمالاً' اہلحدیث تھے اور مسلک اہلحدیث کے فروغ کیلئے شہد سے میٹھی زبان اور تلوار سے زیادہ کاٹ کرنے والے دلائل رکھتے تھے۔ کچھ لوگ مسلک کی وابستگی کے اعتبار سے انہیں متشدد گردانتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے وہ وقتی مصلحتوں' سیاسی مفاد پرستیوں اور دنیوی خود غرضیوں سے بہت اعلیٰ

اور بالا تھے۔ آپ انہیں مسلک کے لئے شمشیر براں بھی کہہ دیں تو مبالغہ نہیں۔ ان کے پیش نظر ایک ہی بات تھی کہ مسلک کی حقانیت کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا جائے۔ تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کو وہ مسلک کیلئے سم قاتل سمجھتے تھے۔ دیوبندیوں کی توحید کو سنت کے بغیر وہ دینی طور پر ادھورا سمجھتے تھے۔ تقلید جامد' برادریوں کے رسم و رواج نفاق' مداہنت اور مسلک کے بارے میں تساہل و تغافل کو وہ انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے خطبات و تقریروں کا اکثر موضوع ان کی اصلاح ہوتا تھا۔ وہ جہاں گئے وہاں انہوں نے اہلحدیث کی مسجد بنوائی اور جماعت قائم کی اور اس کا سرکاری طور پر ردعمل بھی برداشت کرنا پڑا لیکن وہ بہادر اور اولوالعزم انسان تھے۔ اس قسم کی رکاوٹیں ان کی راہ میں سدراہ نہ بن سکیں۔ نہ وہ جدت پسند تھے اور نہ وہ جدید پسند تھے۔ سادگی ان کا زندگی بھر کا معمول رہا۔ کالج ٹائم کے بعد وہ ہمیشہ دھوتی پوش رہے۔ بعض اوقات بڑے بڑے جلسوں میں دھوتی سمیت ہی خطابات فرمائے۔ فیشن' مادیت اور ماحول کی جذب و کشش کبھی بھی انہیں متاثر نہ کر سکی۔ زندگی بھر ہمیشہ انہوں نے بھینس رکھی۔ دودھ اور دیسی گھی کے سلسلے میں بڑے ہی باذوق انسان تھے۔ بلکہ بھینس ان کی کمزوری تھی۔ اچھی بھینس کی پیشکش کرکے ان کو دوردراز کے سفروں پر بھی احباب آمادہ کر لیتے۔ طمع و لالچ اور حرص و آز ان کے قریب تک نہ پھٹکتے۔ ان کی بے نفسی بے نیازی اور خلوص کا یہ عالم تھا کہ اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد گریجوئیٹی کی بیشتر رقم مسلک کی تبلیغ کیلئے پجارو نامی گاڑی خرید کر مخصوص کر دی۔ تعیش نام کی کوئی چیز ان کے یہاں قطعا ممنوع تھی۔ خود سادہ زندگی بسر کی' گھر کا ماحول بھی سادہ رکھا' بچوں کو بھی سادگی کا عامل اور حامل بنایا۔ گھر کے ماحول میں پردہ وغیرہ کے سلسلے میں شریعت کی صحیح پابندی اختیار کئے رکھی۔ ان کے مکان کو دیکھ کر کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی پروفیسر یا پرنسپل کی کوٹھی ہے۔ وہ مروجہ جمہوریت کے بھی قائل نہیں

تھے۔ کچھ عرصہ پاکستان میں مسلح انقلاب کیلئے بھی سوچ و بچار کرتے رہے۔ پوری زندگی بے نیازی اور وضعداری سے بسر کی۔ کوئی بھی پیشکش انھیں اپنی طرف متوجہ نہ کر سکی۔ مسلک اور مشن سے ان کو کس قدر لگاؤ تھا اس سے اندازہ کیجیئے کہ سنیارٹی کے اعتبار سے انھیں پرنسپل بننے کے آرڈر آ چکے تھے۔ لیکن شرط یہ تھی کہ انھیں بہاولپور چھوڑنا پڑے گا۔ انہوں نے کمال بے نیازی اور پوری اولوالعزمی سے مسلک کے فروغ کی دلیز پر پرنسپل کا عہدہ نچھاور کر دیا۔ محکمہ تعلیم ان کے تبادلے پر بضد رہا۔ دو تین سال کی کشمکش کے بعد بالآخر محکمہ تعلیم کو ان کی استقامت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ سلفی مزاج، سلفی الذہن، سلفی الفکر انسان تھے۔ اللہ تعالی نے گفتگو کا طریقہ اور قرینہ انھیں خوب عطا فرمایا تھا۔ سوال و جواب کے وہ بادشاہ تھے۔ وہ جب بھی خطاب فرماتے تو سامعین اور نوجوانوں کو سوالات کرنے کا موقع دیتے اور پھر اپنے فاضلانہ مدلل جوابات سے نہ صرف قائل کرتے بلکہ اکثریت کو قافلہ عمل بالحدیث میں شامل کر لیتے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ کی تعلیم و تربیت ان کا سب سے بڑا مشن تھا۔ چنانچہ جامعہ مسجد اہلحدیث شکار پوری گیٹ بہاولپور میں انہوں نے یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ کے لئے دارالاقامہ تعمیر کروایا اور ان کو رہائش کی سہولتیں مہیا کیں۔ پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں تربیت کے تقاضے اس انداز سے پورے کئے کہ وہ نہ صرف ان کے ہمنوا بن گئے بلکہ وہ دینی دانشور اور مبلغ بن گئے اور "عبداللہ فاضل نوجوانوں" کی ایک ایسی کھیپ تیار ہو گئی جو ملک بھر میں پورے خلوص اور بے لوثی سے مسلک کے پرچار کرتے ہیں۔ بلکہ حافظ صاحب کی اس دینی تربیت نے ان پر ایسا رنگ چڑھایا کہ لوگ انھیں بہاولپوری برانڈ کے نام سے تعبیر کرنے لگے۔ حافظ صاحب کو جامعہ تعلیم الاسلام امیر المجاہدین صوفی عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ، مولانا عبد القادر ندوی، مولانا عبد الرشید حجازی، اور راقم سے خصوصی تعلق تھا۔ وہ ہماری بیشتر سالانہ کانفرنسوں میں شمولیت

فرماتے رہے اور کئی ایک مرتبہ انہوں نے کانفرنس کے موقع پر جمعہ کے خطبات بھی ارشاد فرمائے۔ نہ وہ مصلحت بین تھے اور نہ ہی مصلحت کوش۔ فکر فردا سے بھی وہ بے نیاز تھے اور نہ غم دوش میں محو۔ بے باکی' حق گوئی' اور راستبازی ان کا شعار تھا۔ مہمان نوازی ان کا امتیازی وصف تھا۔ ذوق تحقیق مسائل میں وہ فخر الاماثل تھے۔ ان کی دوستی دشمنی کی بنیاد: "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" پر استوار تھی۔ میں اور حجازی صاحب جب دسمبر کی تعطیلات میں ضلع بہاولپور جاتے تو ہمارا پہلا ٹھہراؤ آشیانہ بہاولپور ہوتا۔ شریعت کے نفاذ اور کتاب و سنت کی بالادستی کیلئے زندگی بھر جہاد کرتے رہے۔

تعاونوا علی البر والتقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ ان کے اشتراک و عدم تعاون کی بنیاد تھا۔ ان کے اٹھ جانے سے بہاولپور اداس ہے۔ ان کی مسجد کی اداسی کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے ع

تم کیا گئے روٹھ گئے دن بہار کے

بلکہ بہاولپور کی اداسی کو یہ مصرعہ صحیح بیان کرتا ہے ع

مجنوں جو چل بسا تو جنگل اداس ہے

ان کے خلا کو دیکھ کر عرب شاعر کی زبان میں کہہ سکتے ہیں۔

وما کان ہلک قیس ہلک واحد

و لکن بنیان قوم تہدما

حافظ صاحب کی وفات اگرچہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے ذریعے ملک بھر میں پہنچ گئی لیکن بہت سے حلقے اور مقامات ایسے بھی تھے جہاں ان کی وفات کی خبر بروقت نہ پہنچ سکی لیکن بایں ہمہ ملک کے کونے کونے سے ہزاروں علماء' صلحا' طلبہ' دانشور' اہل دل' اہل درد' ارباب بصیرت' اصحاب تقوی وہاں پہنچے۔ مولانا ارشاد الحق اثری نے بڑے درد دل اور خشوع و خضوع سے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حقیقت یہ ہے کہ بہاولپور میں ایک تاریخی قسم کا جنازہ تھا۔ ہزاروں سوگواروں کی آہوں' سسکیوں اور دعاؤں سے انہیں لحد میں اتارا گیا۔

(مجلہ تعلیم الاسلام۔ جون 1991ء)

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ کی یاد میں

اے محدث اے مفسر اے علم بردار دین
تھا تیرا توحید و سنت میں بڑا مسلک متین

زندگی بھر تو نے سمجھایا سبق اسلام کا — تھا تیرا پیغام دنیا کے لئے حق مبین
حق اور باطل کے تو نے فرق واضح کر دیئے — تیرے سمجھانے سے لوگوں کو ہوا عین الیقین
تیری ہی محفلوں سے دونوں یکساں مستفیض — بے خبر جاہل ہو یا ہو عالم و فاضل فطین
تو مجاہد تو مناظر تو تھا تنہا انجمن — ہو گئے مبہوت تیرے سامنے اعداء دین
تیرے انداز بیاں میں بے پناہ تاثیر تھی — تھا یہ کڑوا اور کسیلا وعظ مثل انگبیں
گلشن سنت میں تیرے آنیسے آئی بہار — جبکہ سب مرجھا گئے تھے لالہ و گل یاسمین
یاالٰہی باغ سنت کو بڑھا تو رات دن — کیونکہ اسکی آبیاری میں رہا حافظ حزیں
زندگی اپنی میں تو قانع بھی تھا خود دار بھی — اس سے تو دنیا کی نظروں میں رہا عالی مکین
دکھ اور تکلیف میں بھی تو رہا شب زندہ دار — سجدوں کی تاثیر سے روشن رہی تیری جبیں
زندگی تیری سے سیکھا ہم نے سبق اخلاص کا — موت تیری نے ہیں چھوڑیں بہت سی یادیں حسین
یاد کر کر کے وہ محفل میں رو دیتے ہیں مقتدی — کس قدر جرات کا پیکر کس قدر عالی ذہین
یاد رکھیں گے تیرا علمی تفوق عمر بھر — واہ! اپنے دور کا تو بھی تھا اک در ثمین
ہر مصیبت میں تو اپنے رب سے تھا مانگتا — مانگنے تیرے کا انداز بہت تھا دل نشیں

تیرے اس قیمتی ورثہ پہ سبکو ناز ہے   ہر طرف فرد جماعت اور مساجد ہیں حسین

ہے دعا رب سے کہ ہو توفیق فرزندان کو   ہوں نمونہ باپ کی مانند سلف الصالحین

ہم خدا کے فضل سے رکھیں گے تیری یادگار   سب کو دکھلائیں گے راہ سنت صادق امین

تیرا علم تیرے لئے جاریہ صدقہ بنا   روز محشر تیرا شافع ہوگا ختم المرسلین

مغفرت تیری کی ساجد دل سے کرتا ہے دعا
قبر میں ہو تیرا اللہ حامی و ناصر معین

پروفیسر یونس علی ساجد
ایس۔ای کالج' بہاولپور

خطبہ نمبر1

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم

قد افلح المومنون (23: المومنون:1)

قد افلح المومنون پاس وہ ہوں گے' جنت میں وہ جائیں گے جو مومن ہوں گے' جو مومن نہیں ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اور میرے بھائیو! ایمان کو خراب کرنے والی کیا چیز ہے؟ اگر عقیدہ غلط ہو گیا تو ایمان خراب ہو گیا اگر اعمال خراب ہو گئے تو ایمان برباد ہو گیا۔ مومن وہ ہوتا ہے جس کے عقائد بھی صحیح ہوں اور جس کے اعمال بھی اچھے ہوں ۔ حتی المقدور وہ اپنے اعمال کو بھی ٹھیک رکھے' کمائی اچھی ہو' خرچ کرنا اچھی جگہ ہو' زندگی آرام سے گزارے' کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور خود ناجائز کام نہ کرے' غلط کام سے بچتا رہے۔ اگر انسان اعمال میں کوتاہ رہا' اعمال میں گڑ بڑ ہوتی رہی تو برباد۔ اگر عقائد ٹھیک نہ ہوئے تو برباد۔ ہماری مسلمانوں کی اکثریت عقائد کی وجہ سے صاف ہے' جو جتنی مرضی نمازیں پڑھ لیں' وہ چلے کر لیں وہ وظیفے کر لیں۔ وہ جو مرضی کرتے رہیں' عقائد کی خرابی کی وجہ سے آدمی کی نجات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پچھلے جمعے میں نے بتایا تھا کہ ہمارے اعمال کا معاملہ اس قدر خراب ہے کہ بنیادی چیز سب سے پہلے اللہ پر ایمان ہے' وہ ہی غلط ہے' اس کے

بارے میں ہمارا تصور بالکل صحیح نہیں۔ دیکھو! اللہ کو ماننے والے سارے ہیں۔ حضور ﷺ کے مقابلے میں یہودی بھی تھے' عیسائی بھی تھے' مشرکین مکہ بھی تھے سارے اللہ کو مانتے تھے۔ لیکن سب کافر کیوں؟ ان کا ماننا صحیح نہیں تھا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ بار بار ان سے کہتے امنوا باللہ' امنوا باللہ اللہ پر ایمان لاؤ وہ کہتے ہم اللہ کو مانتے ہیں۔ تو اللہ کو بہت مانتا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ نہیں تمہارا اللہ پر ایمان ٹھیک نہیں ہے۔ آخر انہوں نے کہا صف لنا ربک پھر تو بیان کر تیرا رب کیسا ہے؟ کیسے اس پر ایمان لائیں؟ (جامع البیان تفسیر سورۃ اخلاص) اس لئے اللہ نے قرآن مجید میں یہ آیت اتاری فان امنوا بمثل ما آمنتم بہ اے میرے نبیؐ کے صحابہ! اگر دنیا کے لوگ ایسا ایمان لے آئیں جیسا تمہارا ایمان ہے فقد اهتدوا (2 : البقرۃ: 137) پھر یہ لوگ ہدایت والے ہوں گے ورنہ ہدایت والے نہیں۔ اور آج بالکل دیکھا نہیں جاتا کہ ہمارے عقائد صحابہ رضی اللہ عنہم والے ہیں یا کچھ اور ہیں۔

میرے بھائیو! ہم پر کچھ اثر ہے علاقوں کا' فلسفوں کا ہم پر کچھ اثر ہے' تہذیب کا ہم پر اثر ہے۔ جس جس علاقے میں جو ہے وہاں کا' عجیب طرح کا اسلام ہے' اتنا مختلف اسلام ہے' اتنا مختلف اسلام ہے کہ مشرق کا اسلام کچھ اور ہے اور مغرب کا اسلام کچھ اور ہے۔ یہاں کا اسلام دیکھ لو پاکستان میں لوگوں کے خیالات کیا ہیں' سعودی عرب میں چلے جاؤ آپ حیران ہوں گے وہاں کے لوگوں کے خیالات بالکل مختلف ہیں۔ اگر کوئی سوچے تو اسلام تو ایک ہے یہاں کا اسلام اور وہاں کا اسلام اور' جب دو اسلام مختلف ہیں تو سمجھ لیں ایک اسلام ہے اور ایک کفر' ایک اسلام ہے اور ایک اسلام نہیں ہے۔ اور اسلام کونسا معتبر ہے۔ اسلام وہ معتبر ہے جو رجسٹرڈ ہے' جو معیاری ہے جو اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم والا اسلام ہے۔ اللہ اکبر!

میرے بھائیو! یہ بات خوب ذہن نشین کرنے کی ہے۔ کوئی بدقسمت اس کو

نہ سمجھے تو نہ سمجھے ہم جب یہاں جمعے میں آتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم توجہ کریں' اپنی غفلت کو دور کریں اور اپنی نجات کی فکر کریں' اپنے ایمان کو درست کر لیں جیسے قرآن مجید کی یہ آیت ہے قد افلح المومنون ○ (23: المومنون :1) کامیاب ہو گئے مومن لوگ' اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ اے عمرؓ! مدینے کی گلیوں میں اعلان کر دے لا یدخل الجنة الا المومنون جنت میں صرف مومن ہی جائے گا۔ قرآن نے تو کہا قد افلح المومنون مومن کامیاب ہو گئے' مومن پاس ہو گئے' مومن جنت میں جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمرؓ مدینے کی گلیوں میں اعلان کر دے لا یدخل الجنة الا المومنون (رواہ مسلم مشکوٰۃ کتاب الجهاد باب قسمة الغنائم و الغلول فيها عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) جنت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے مومن کے۔

میرے بھائیو! ایمان جس کا درست ہو اس کے اعمال لازماً درست ہوتے ہیں۔ اعمال جو ہیں یہ ایمان کا نتیجہ ہیں' اعمال جو ہیں وہ ایمان کا پھل ہیں۔ اب آپ اندازا کر لیں اگر کوئی درخت کنو کا ہے آم کا ہے یا کوئی اور درخت ہے اس درخت کو وہی پھل لگے گا جس کا وہ درخت ہے۔ درخت اور ہو اور پھل کی امید رکھنا کہ کوئی اور لگے' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اعمال گندے ہوں' ایمان صحیح نہیں ہوگا اور اگر ایمان صحیح ہوگا اعمال یقیناً صحیح ہوں گے اس کی طرف ہماری بالکل توجہ نہیں ہوتی۔ اعمال کو کنٹرول کرنے والی چیز' اعمال کو درست کرنے والی چیز ایمان ہے۔ اگر ایمان ہے اعمال درست ہوں گے اور اگر ایمان نہیں اعمال کبھی درست نہیں ہوں گے۔ ہم لوگ بالکل پرواہ نہیں کرتے' ہم کہتے ہیں جو جہاں لگا ہوا ہے ٹھیک ہے۔ کیسا جاہلانہ جملہ ہے یہ کتنا غلط جملہ ہے؟ کہ جو جہاں لگا ہوا ہے وہ ٹھیک ہے۔

میرے بھائیو! کبھی یہ نہ سوچو کہ ہم جہاں جہاں ہیں سب ٹھیک ہیں' وہ بھی

ٹھیک' یہ بھی ٹھیک' سارے ٹھیک' لگے رہو' محنت کرتے رہو۔ یہ جاہلانہ بات ہے۔ بالکل پہلے نماز نہ پڑھو' روزہ نہ رکھو' کچھ نہ کرو پہلے رک جاؤ اور یہ دیکھو کہ پہلے میرا رستہ ٹھیک ہے کہ نہیں میرا مذہب ٹھیک ہے کہ نہیں۔ میرا ایمان درست ہے کہ نہیں۔ مجھے کس کو کیا ماننا چاہیے۔ ایمان کے معنی یہ ہیں کہ جو وہ ہے' جیسا وہ ہے' اس کو ویسا مانا جائے یہ ایمان ہے۔ ایمان کسے کہتے ہیں؟ جو جیسا ہے اس کو ویسا مانا جائے۔ بالکل صحیح صحیح' یہ ایمان ہے۔ اور اس کو کم و بیش کر دینا' اس میں مبالغے سے کام لینا' اس کا درجہ گرا دینا' اس کا درجہ بڑھا دینا یہ سب کفر کی صورتیں ہیں۔

عیسائی کافر کیوں ہوئے؟ عیسیٰ کی محبت میں' عیسیٰ کو بڑھانے میں' انہوں نے عیسیٰ کو اتنا بڑھایا' اتنا بڑھایا کہ خدا سے ملا دیا۔ اور آج وہی کام ہمارے بھائی بریلوی کرتے ہیں' آج وہی کام ہمارے بھائی شیعہ کرتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اتنا بڑھائیں گے اتنا بڑھائیں گے کہ نہ پتہ لگے اللہ کون ہے' نہ پتہ لگے علیؓ کون ہے' نہ پتہ لگے رسول کون ہے؟ سب ایک ہی لائن میں کھڑے ہیں اور اسی طرح بریلویوں کے ہاں بزرگوں کو پیروں کو ولیوں کو نبیوں کو ایسا بڑھانا ایسا بڑھانا اللہ اور یہ سب ایک لائن میں' کوئی پتہ نہیں کہ اللہ کون ہے؟ سب ایک ہیں۔ اوپر ہو یا نیچے ہو' ادھر ہو یا ادھر ہو۔ عیسائی جو کافر ہوئے عیسیٰ کی دشمنی میں کافر نہیں ہوئے عیسائی جو کافر ہوئے عیسیٰ کی محبت میں کافر ہوئے کہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا لیا۔ عیسیٰ کو خدا ہی بنا لیا۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (5 : المائدة: 17 ' 72) وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ ہی اللہ ہے۔ کس قدر یہ غلو کیا۔ کس قدر اپنے نبی کو بڑھایا؟ تو میں نے عرض کیا ہے ایمان خراب اس چیز سے ہوتا ہے جب انسان صحیح پہچانتا نہیں۔ اس کا اس کے بارے میں علم صحیح نہیں ہوتا۔ تو انسان کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے' کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور یہ سمجھنے کی بات ہے۔

میرے بھائیو! یہ جتنے دوسرے مذہب ہیں۔ اب بریلویت کو لے لیں۔ آپ چلے جائیں کسی علاقے میں چلے جائیں' منڈی یزمان کی طرف چلے جائیں' ادھر لودھراں سائیڈ پر چلے جائیں' ادھر احمد پور شرقیہ کی طرف چلے جائیں' دیہات میں جدھر دیکھو سارے بریلوی ہی بریلوی۔ کیا کسی کی تبلیغ سے وہ بریلوی ہوئے ہیں خودرو گھاس کی طرح جسے دیکھو جاہل ہے۔ جہالت کا دوسرا نام بریلویت ہے۔ کچھ پتہ نہیں جو بتادو وہ سب ٹھیک ہے' وہی بریلوی جو بنا لو' اب دیکھو ناں۔ صلاۃ و سلام' صلاۃ و سلام لگے ہوئے ہیں۔ جاہل یہ سمجھتا ہے ہاہا! نبی ﷺ پر درود' یہ کوئی بری چیز ہو سکتی ہے؟ لگے ہوئے ہیں سارے کے سارے۔ اب دیکھ لو یہ کتنے مست ہیں۔ اس طرح سے ہوا شہروں سے چلی یہ بات' پہلے شہروں میں ہوا' پھر آہستہ آہستہ جوں جوں لاؤڈ سپیکر ہوتے چلے گئے دیہات میں شروع ہوگئے۔ اب سارے لوگ لگے ہوئے ہیں۔ کون تبلیغ کرتا ہے؟

میرے بھائیو! خود رو گھاس' اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے' کسی محنت کی ضرورت نہیں ہے' نہ کھاد کی ضرورت' نہ تلائی گڈائی کی ضرورت' نہ زیادہ پانی کی ضرورت ہے' خودرو گھاس خود بخود اگتا چلا جاتا ہے۔ اور زمین کا جوہر چوستا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح سے جہالت' یہ مذہب جو غلط ہیں ان کا یہ حال ہے اور یہ صحیح مذہب' صحیح عقیدہ' اہل حدیث ہونا' یہ تو میرے بھائیو! بڑی محنت سے کوئی پودا تیار ہو جائے تو ہو جائے۔ جیسے کوئی آم کا اچھی نسل کا بوٹا لگانا ہو' کنو کا کوئی اچھی نسل کا بوٹا لگانا ہو' اسی طرح سے کوئی اور اچھا بوٹا لگانا ہو آپ کا کیا خیال ہے وہ خود بخود ہی ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کو بڑی محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے اردگرد کوئی گھاس خودرو گھاس بالکل نہ ہو' کیوں طاقت تو گھاس جذب کرلے گا' نکل جائے گا زمین کی طاقت جو ہے وہ کھینچ لے گا

اور جو بوٹا ہے وہ پیلا پڑ جائے گا۔ زرد پڑ جائے گا' اس کے ارد گرد کوئی گھاس نہ ہو' بالکل نہ ہو۔

میرے بھائیو! خالص دین تب پیدا ہوتا ہے جب بدعت کا نام و نشان کوئی نہ ہو۔ عین ساری بدعتیں جو ہیں ادھیڑ پھینک دی جائیں صرف محمد ﷺ کا جو بوٹا لگایا ہوا ہے وہی سنت اس کی خوراک ہو' وہی اس کا عمل ہو' وہی اس کا طریقہ ہو' کوئی خودرو چیز اس کے ارد گرد اگنے والی نہ ہو۔ پھر اس کی باقاعدہ حفاظت ہو' اس کی گڈائی ہو' اس کی تلائی ہو' اس کو پانی دیا جائے' اس کی دیکھ بھال کی جائے' اس کی حفاظت کی جائے۔ کام کا بوٹا بڑی مشکل سے اور قسمت سے پیدا ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہیں جی تم ہو ہی تھوڑے سے' تم ہو ہی دو چار۔ دیکھتے ہی نہیں کہ کام کی چیز بڑی مشکل سے تیار ہوتی ہے۔ آپ دیکھ لیں سکولوں اور کالجوں میں کتنے بچے پڑھتے ہیں' ان کا کیا حال ہوتا ہے۔ کوئی پانچویں چھٹی سے گر گیا' کوئی دسویں میں گر گیا کوئی ایف۔ اے میں گر گیا' اور اگر کوئی ایم۔اے میں چلا بھی گیا تو وہ بھی کچھ نہیں جانتا۔ کوئی لائق کوئی قابل کوئی کوئی' شاذ و نادر ہی ہوتا ہے' کام کا دانہ' کام کی جو چیز ہے وہ مشکل سے ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! صحیح مذہب جو ہے اس کے لئے بھی بڑی محنت کی ضرورت ہے' سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کا تصور بالکل صحیح ہو' نبی ﷺ کا تصور بالکل صحیح ہو' مسائل کو بالکل صحیح طریقے سے سمجھا جائے۔ تب جا کر آدمی کا دین خالص ہوتا ہے' ایمان صحیح ہوتا ہے۔ پھر جا کر کہیں جنت میں جانے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اب دیکھو ناں! یہ سارے دھوکے میں ہی ہیں اور مغالطے میں ہی ہیں' جبھی تو اس قدر بدعتیں ہیں اور حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے قریب لوگوں کا حال یہ ہو جائے گا۔ بدعتوں کے وہ اتنا رسیا ہو جائیں گے' بدعتوں میں ان کی زندگی اس طرح سے لت پت اسطرح سے ڈوبی ہوئی ہو گی جیسے باؤلے کتے کا زہر آدمی کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔

(الترغیب و الترہیب کتاب السنۃ باب الترھیب فی ترک السنۃ)
ساری زندگی بدعت کی زندگی' کوئی مسئلہ ان کا سیدھا نہیں۔ کوئی عقیدہ ان کا سیدھا نہیں' جسے دیکھو بگڑا ہوا' جسے دیکھو بظاہر دین دار ہوں گے لیکن بدعتوں میں ڈوبے ہوئے' سب کے سب برباد' اور اللہ کوئی عمل قبول نہیں کرے گا' نہ کوئی حج قبول' نہ کوئی روزہ قبول' نہ نماز قبول' کوئی چیز قبول نہیں۔ حدیث میں آتا ہے ابنِ ماجہ میں حدیث ہے بدعتی کے خدا نہ نفل قبول کرتا ہے نہ فرض قبول کرتا ہے۔ بدعتی کا خدا نہ حج قبول کرتا ہے نہ عمرہ قبول کرتا ہے۔ کوئی عمل خدا بدعتی کا قبول نہیں کرتا۔ (ابن ماجه باب اجتناب البدع و الجدل عن حذیفة ﷺ) اس کا جسم ہی سارا زہر آلود ہوتا ہے۔ سارا جسم زہر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس سے جو عمل سرزد ہوتا ہے وہ اللہ کو بالکل پسند نہیں۔ اور ہم لوگ اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کیسے ہو رہا ہے؟ کس طرح سے ہو رہا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں تصوف کے سلسلے۔ کوئی نقشبندی ہے' کوئی چشتی ہے' کوئی سہروردی ہے اور میرے بھائیو! یہ کیا ہے ؟ یہ سوائے بدعت کے اور بھی کوئی چیز ہے ؟ یہ بدعت کے طریقے' یہ تصوف کے سلسلے یہ سارے جو ہیں اور سب کے سب مولوی اس میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ عوام کو تو چھوڑو' مولوی اس میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور یہ ساری چیزیں جو ہیں سیدھی سے بات ہے ایک گر یاد رکھو۔ جو عمل آپ کے سامنے آئے' جو بات آپ کے سامنے آئے اس کو آپ اس انداز سے دیکھ لیا کریں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ تھا ؟ اگر آپ کے زمانے میں نہیں تھا تو برباد۔ ختم۔ کہیئے یہ بات اچھی ہے یا بری؟ کوئی مشکل ہے یہ ؟ اس کو کوئی چیلنج کر سکتا ہے؟ یعنی کتنی جنکی سی' سادہ سی بات ہے۔ اور کس قدر حقیقت پر مبنی ہے اب آپ اندازہ کر لیں کہ یہ سلسلے جتنے بھی ہیں۔ سارے دیوبندی اس میں مبتلا ہیں' سارے بریلوی اس میں مبتلا ہیں۔ کوئی دیوبندی عالم ایسا نہیں ہوگا جو اس میں مبتلا نہیں ہوگا۔ یا قادری ہوگا یا

نقشبندی ہو گا' کبھی اس سلسلے کا کبھی کسی سلسلے کا۔ اور صحابہ کرامؓ میں یہ سلسلے کہاں تھے؟ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ سلسلے کہاں تھے؟ اور پھر اسی طریقے سے سارے ذکر اور وظیفے اور یہ ساری باتیں جو ہیں ساری کی ساری' یہی تو ہے جو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بدعات ان کے اندر ایسے سرایت کر جائیں گی جیسے باؤلے کتے کا زہر آدمی کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک آدمی باؤلا ہو گیا۔ جب تحقیق کی تو پتہ لگا نہ اس کو کتے نے کاٹا ہے' کتے نے اسکو ٹیچ تک نہیں کیا۔ یہ باؤلا کیسے ہو گیا؟ تو بعد میں پتہ چلا کہ جس بھینس کو کتے نے کاٹ لیا تھا اس کا دودھ اس نے پیا لیا۔ یہ بھی باؤلا ہو گیا۔ اس کا زہر اس کے اندر آگیا۔ کتے کا زہر' باؤلے کتے کا زہر اس قدر خطرناک ہوتا ہے جس کی کوئی حد نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے بدعتوں کی تشبیہ اس سے دی ۔ اور مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے۔ (مشکوۃ باب الاعتصام' الفصل الثانی' عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) لیکن لوگوں کو کوئی ڈر نہیں۔ لوگوں کو کچھ خیال نہیں۔ بس لوگ گدیوں کو دیکھتے ہیں۔ مریدوں کو دیکھتے ہیں کہ جس کا مرید ڈی۔ سی وہ بڑا پکا ولی۔ وہ رجسٹرڈ ولی ہے وہ بڑا ولی ہے اور جس کا صدر مرید ہو جائے اس کا پھر کہنا ہی کیا ہے۔ وہ تو سمجھو خدا ہی ہے اور میرے بھائیو! یہ کوئی معیار ہے؟ خدا کے لئے دین کی طرف توجہ کرو۔

یہ آج کل الیکشن کا دور ہے۔ اللہ... الیکشن کا نام بیچارے ضیاء نے کیا لے لیا۔ جیسے برسات میں مینڈکیاں نکلتی ہیں اس طرح سے لوگ نکل آئے۔ الیکشن الیکشن الیکشن وہ بھی کھڑا ہو گا۔ وہ بھی کھڑا ہو گیا۔ یہ بھی کھڑا ہو گیا۔ اور اللہ جانتا ہے جتنا یہ الیکشن میں کامیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں ان کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے اگر کہیں یہ دسواں حصہ بھی دین کے لئے کوشش کریں تو شاید یہ جنت میں چلے جائیں۔ اور آپ کو کیا ہو گیا؟ اب الیکشن میں کھڑے ہو گئے۔ تھوڑا بہت جو پہلے ایمان تھا وہ بھی صاف ہو گیا۔ ہے ہی گند' سارا ہی گند' ذرا

گند' نظام کافرانہ۔ اور اس کافرانہ نظام کے ہم دیکھ لو کس قدر شیدائی ہیں۔ کتنے دیوانے ہیں۔ اور کس طرح سے ہم اپنے آپ کو تباہ و برباد کریں گے اور یہ خدا کا عذاب ہے۔یہ الیکشن کیا ہیں؟ یہ جمہورت کیا ہے؟ یہ خدا کا عذاب ہے اور یہ کن میں ہے۔ یہ مسلمانوں میں اور اللہ کی قدرت دیکھو یہ چلتی بھی نہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ چیز بھی' جائز ہو یا ناجائز ہو' حلال ہو یا حرام ہو' چیز تو مزے دار ہے ناں ۔ یہ کم بخت کسی کام کی ہی نہیں۔ ہمارے ملک میں بلکہ مسلمانوں کے کسی ملک میں جمہوریت چلتی ہے؟ آپ نے دیکھی ہے ؟ دنیا کے کسی ملک کا آپ نام لے لیں۔ کیا مصر' شام' عراق' لیبیا کوئی ملک آپ بتا دیں جس میں جمہوریت چلتی ہو۔ یہ چیز ہی ایسی نہیں جو مسلمانوں میں چل سکے اور خدا چلنے بھی نہیں دیتا۔ خدا کو غیرت آتی ہے۔ کہ ظالمو ! میں نے تمہیں اسلام جیسا نظام دیا تم اس کو نکال کر جمہوریت لاتے ہو۔ دیکھو ! میں کبھی نہیں چلنے دوں گا۔

اسلام کو چھوڑ کر مسلمان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا' وہ ذلیل ہی ہوگا۔ مسلمان سے کچھ نہیں ہوتا' جو مسلمان اسلام چھوڑ دے اس سے کبھی خیر اور برکت نہیں' اس کی کبھی کوئی پوری نہیں پڑتی' کہ اس سے کوئی اچھا کام ہو جائے کچھ نہیں ہوتا۔ جس سے خدا ناراض ہو' جس پر خدا کی دھتکار ہو' جس پر خدا کی لعنت ہو' اس پر کبھی کوئی فیض نہیں ہوتا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے فکر کرو اپنی آخرت کی کہ آخرت درست ہو جائے اور میرے بھائیو! یہ یاد رکھو جو قوم اپنی آخرت کو درست کرنے کی فکر کرتی ہے اللہ اس کی دنیا خود بخود درست کر دیتا ہے۔ صحابہؓ کو دیکھ لو جی ! صحابہؓ کو دیکھ لو' ان کی ترقی' کس طرح سے وہ دنیا پر حکمران ہوئے' کس طرح سے وہ دنیا پر چھا گئے کیا بات ہے ؟ ان کا دین ٹھیک تھا ان کی دنیا خود بخود درست ہوتی چلی گئی۔ ہم نے دین کو برباد کیا دنیا کی خاطر۔ ہمارا دین بھی گیا' ہماری دنیا بھی گئی۔ اور یہ قاعدہ ہے' کوئی مثال آپ دنیا میں ایسی پیش نہیں کر سکتے جو کہ دین کا نام بھی لیتا ہو اور خدا اس کو عزت

بھی دے دے اور ترقی بھی کر جائے۔ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ ایک مثال ایسی پیش نہیں کر سکتے۔ ہاں ! ایا دین کا نام نہ لو' دین کا دھوکہ چھوڑ دو جیسے روس اور امریکہ وغیرہ۔ مذہب کو بالکل علیحدہ کر دو' مذہب کو علیحدہ کر دو۔ اب ہمارے بڑے سے بڑے حکومت والے لیڈر یہ وہ سارے' جب اسلام کو دھوکہ دینا ہوتا ہے تو نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا' نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اور طریقہ انگریز کا' تہذیب انگریز کی' نظام انگریز کا' نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا' نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا۔ یہ آدمی ' ایسا منافق ہے جو اسلام کو برباد کرتا ہے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ایسا مسلمان دنیا میں کبھی بھی سرخرو نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کا ایمان صحیح نہ ہو اور ایمان کس چیز کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔ اللہ اکبر۔ ارے تم دنیا کی ترقی چاہتے ہو۔ من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا (35 : الفاطر : 10) ارے تم دنیا کی ترقی چاہتے ہو دنیا کس کے قبضے میں ہے؟ اللہ فرماتا ہے دنیا میرے قبضے میں نہیں ہے ؟

اگر تم عزت چاہتے ہو تو عزتوں کا مالک کون ہے ؟ و للہ العزۃ و لرسولہ و للمومنین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عزت تو میرے قبضے میں ہے۔ (63 : المنافقون : 8) اگر تم عزت چاہتے ہو' اگر تم سرخروئی چاہتے ہو' اگر تم دنیا میں اچھا مقام حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہ بھی میں دیتا ہوں۔ جسے لینا ہو مجھ سے آ کر لے لو لیکن جب تم مجھے دھوکہ دیتے ہو اور پھر تم چاہو کہ تمہیں کچھ مل جائے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ذلیل سے ذلیل' رسوا سے رسوا ' دن بدن نیچے ہی نیچے جا رہا ہے۔ ہمیں شیطان نے بڑا دھوکہ دیا ہے۔ بے فکر کر دیا ہے۔ ہم بے فکر ہیں۔ خاندانی طور پر ہم مسلمان ہیں۔ بس بے فکر ہے کہ مسلمان ہوں اللہ اللہ خیر سلا۔

میرے بھائیو ! مسلمان کسے کہتے ہیں؟ مسلمان کوئی قوم ہے ؟ مسلمان کوئی خاندان ہے ؟ مسلمان تو وہ جو اصولوں کا مالک ہو۔ چند اصول ہیں چند باتیں ہیں .

ان کے ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔ جو ان باتوں کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔ وہ بیشک نبی کا بیٹا ہو' وہ بیشک سیدزادہ ہو' وہ بیشک مولوی کا بیٹا ہو۔ وہ مسلمان نہیں' اسلام نام ہے نبی ﷺ کی پیروی کا' نبی ﷺ کے طریقے پر چلنے کا۔ دنیا اس کی ٹھیک رہے یا خراب ہو وہ ٹھیک ہو جائے۔ خدا کہتا ہے اگر تو میری خاطر تھوڑی سے تکلیف اٹھائے گا میں تجھے وہ عزت دوں گا کہ دنیا پر تیری حکمرانی ہو گی۔

دیکھ لو ابراہیم علیہ السلام... کوئی وسائل نہیں' کوئی ذرائع نہیں' باپ سے لڑ پڑے' باپ سے الجھ پڑے' باپ سے کہتے ہیں ابا میرے پیچھے چل فاتبعنی اھدک صراطا سویا (19 : مریم : 43) ابا میرے پیچھے لگ میں تجھے صحیح راہ پر لے چلوں گا اب باپ جو ہے وہ بادشاہ کا خاص مشیر ہے۔ بادشاہ تک اس کی رسائی ہے اور بڑے اونچے مقام کا آدمی ہے۔ وہ ان کو ڈانٹتا ہے حتی کہ ان کو واھجرنی ملیا (19 : مریم : 46) ان کو گھر سے نکال دیتا ہے۔ اب دیکھ لو بظاہر کتنی رسوائی ہے' کتنی رسوائی ہے کہ ایک بے چارے کو گھر سے نکال دیا جائے۔ لیکن ابراہیم ؑ نے کہا کہ میں جاتا ہوں۔ میرا رب جو ہے وہ میرے لئے رہنمائی کرے گا' میرے لئے راستے کھول دے گا۔ گھر سے نکل گئے۔ لیکن دیکھ لو اللہ نے ابراہیم ؑ کو کتنی عزت دی۔ کوئی تصور کر سکتا ہے ابراہیم کی عزت کا۔ بادشاہ مٹ گیا' باپ ختم ہو گیا' باپ پر لعنتیں برستی ہیں' بادشاہ پر لعنتیں برستی ہیں۔ لیکن ابراہیم ؑ جب کوئی نام "ابراہیم" لے گا تو ابراہیم علیہ السلام کہے گا اور اس کے علاوہ ان کی اولاد میں بادشاہت۔ ان کی اولاد میں نبوت۔ اللہ نے ابراہیم ؑ کو وہ درجہ دیا کہ آج دنیا میں اس درجے کو کوئی پا ہی نہیں سکتا۔ بظاہر دنیا خراب ہوئی جب گھر سے نکل گئے۔ انی ذاھب الی ربی سیھدین جب باپ گھر سے نکالتا ہے تو سننے والا کہتا ہے کہ اب تو کیا کرے گا' گھر تیرا نہیں' باپ تیرا نہیں' کوئی چیز تیری نہیں تو کہاں جائے گا؟ ابراہیم ؑ کیا کہتے ہیں انی

ذاهب الی ربی سیھدین میں اپنے رب کی خاطر لڑ رہا ہوں' اپنے باپ سے جو بحث ہو رہی ہے میرے رب کی خاطر ہے۔ باپ مجھے نکالتا ہے نکال دے۔ میں یہاں سے نکلوں گا تو اپنے رب کی طرف ہی جاؤں گا انی ذاهب الی ربی سیھدین (37 : الصافات : 99) وہ میرے لئے راستے کھول دے گا۔ اب اندازہ کر لیں ایک سو بیس سال کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اسماعیل ؑ بیٹا دیا جس سے محمد ﷺ پیدا ہوئے ' حضرت اسحاق ؑ پیدا ہوئے اور پھر دوسرے بیٹے پیدا ہوئے۔ زبردست حکومتیں اللہ نے دیں۔ کیا چیز ہے جو اللہ نے ابراہیم ؑ کو نہ دی؟

میرے بھائیو! دنیا کی کوئی مثال آپ کو ایسی نہیں ملے گی کہ جس نے دین کی خاطر اللہ کی خاطر وقتی طور پر تھوڑی دیر کے لئے اپنی دنیا کو خراب کیا اللہ تعالیٰ نے اس کا دین بھی درست نہ کر دیا ہو اور اس کی دنیا بھی مثالی نہ بنا دی ہو۔ یہ ایمان ہے اس پر یقین کرو اور بالکل نہ ڈرو۔ ہمارے گھروں میں یہی مصیبت ہے۔ باپ بدعتی ہے بیٹا بھی بدعتی ہے۔ اب بیٹا یہ سوچتا ہے کہ میں ابا کو کیسے ناراض کردوں۔ میں تو جی آخر جو باپ کہے گا وہی کروں گا۔ بس اسی طرح سے چلتے رہتے ہیں یہ یقین ہی نہیں کہ میرا باپ مجھے قتل کر دے گا میرا باپ مجھے مار دے گا۔ مجھ پر کوئی اور تکلیف آ جائے گی تو کیا ہے؟ یہ دنیا کی زندگی ہے کب تک؟ میں کم از کم اپنی آخرت کو ٹھیک کر لوں۔ اللہ تو مجھ سے راضی ہو۔ یہ سمجھ کر آدمی قدم اٹھا لے۔ اللہ کی راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔ اللہ کہتا ہے تیرا میں ذمہ دار ہوں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر تجھے کوئی تکلیف آ جائے اور اللہ نے فرمایا و اذا ابتلی ابراھیم ربه بکلمات فاتمهن اللہ نے ابراہیم ؑ کو چند باتوں میں آزمایا فاتمهن ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا۔ قال انی جاعلک للناس اماما۔ (2 : البقرہ : 124) اللہ نے فرمایا کہ اے ابراہیم ؑ اب میں تجھے دنیا کے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ چنانچہ دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے کس طرح

سے عزت دی ہے ہم درود پڑھتے ہیں درود شریف میں کیا ہے اللھم صل علی محمد یہ جو کھرا درود ہے' اصلی درود ہے ایک ہے رولڈ گولڈ درود۔ نقلی خود ساختہ گھر کا بنایا ہوا اور پتہ نہیں کس نے بنایا؟ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم اے اللہ ! محمد ﷺ پر ایسے رحمتیں نازل کر جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام پر کیں ۔ دیکھو کیسی مثال بن گئی۔ اور یہ کیوں مثال بنی ابراہیم علیہ السلام نے نہیں سوچا کہ کیا ہو گا یہ سوچا جو اللہ کہتا ہے وہ کردوں۔ بس یہ ایک جذبہ ہے۔

میرے بھائیو ! اصل میں اسلام کہتے بھی اسے ہیں۔ اسلام کسے کہتے ہیں ؟ اسلام کہتے ہیں اللہ کا حکم ماننا۔ اسلام یہ نہیں کہتا ہے کہ آپ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے ' آپ مسلمان ہیں۔ بڑا مغالطہ جو ہے وہ یہی ہے کہ ہم خاندانی مسلمان ہیں۔ یہ اسلام نہیں ہے۔ میرے بھائیو ! اسلام کسے کہتے ہیں؟ جو اللہ کہہ دے آپ وہ کر دکھائیں۔ یہ اسلام ہے اور اگر آپ اس میں فیل ہیں تو سمجھ لیں کہ آپ فیل ہیں۔ آپ صحیح مسلمان نہیں ہیں۔ اب دیکھو حد نہیں ہے۔ اللہ ابراہیمؑ سے کہتا ہے بیٹے کو ذبح کر دے' یہ صرف ایک ٹسٹ تھا ناں۔ اللہ کو کیا ضرورت تھی؟ کیا کام تھا آخر؟ خدا یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ابراہیمؑ مسلمان بن گیا اور اللہ نے قرآن میں کہا ہے اذ قال لہ ربہ اسلم (2 : البقرہ: 131) جب اللہ نے ابراہیمؑ سے کہا اسلم ابراہیمؑ مسلمان ہو جا' ابراہیمؑ نے کہا اسلمت یااللہ میں مسلمان ہوں تو حکم دے جو دیتا ہے۔ اللہ نے کہا کہ بیٹے کو ذبح کر دے۔ اب دیکھو لو بیٹا جوان فلما بلغ معہ السعی کام کاج کرنے لگ گیا بچہ چھوٹا ہی مر جائے۔ دو دن کا چار دن کا تو اتنا افسوس نہیں ہوتا۔ دو چار سال کا بھی مر جائے تو افسوس نہیں ہوتا جب بچہ بولنے لگ جاتا ہے۔ دوڑ دوڑ کر باپ سے ملتا ہے بلکہ تھوڑا بہت کام کاج کرنے لگ جائے پھر اس کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ پھر اس کا صدمہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ نے پہلے تو وقت بتایا کہ جب بچہ

اس Stage پر پہنچ گیا فلما بلغ معه السعی (37 : الصافات: 102) کہ باپ کے ساتھ کام کروانے لگ گیا۔ باپ کا کچھ نہ کچھ سہارا بننے لگ گیا ہم نے اس وقت کہا کہ بیٹے کو ذبح کر دے۔ اب کوئی اور ہوتا کہتا یااللہ ! آخر تجھے کیا ضرورت پڑ گئی۔ تو کیوں کہتا ہے؟ میرا بیٹا ہے' بڑی دعاؤں سے لیا ہے۔ بلکہ بیٹے کا نام کیا تھا۔ اسماعیلؑ اور اسماعیل کے معانی یہ ہیں۔ ئیل سریانی زبان میں اللہ کو کہتے ہیں۔ یہ جبرائیل' میکائیل' اسرافیل' اسرائیل' ئیل کے معانی اللہ۔ اس زبان میں اللہ کو کہتے ہیں۔ اور اسماعیل کیا ہے ؟ کہ جب انہوں نے اللہ سے دعائیں کیں' بہت دعائیں کرتے رہے کہ یااللہ دے ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر ہو گئی۔ یااللہ بیٹا دے! یااللہ بیٹا دے اللہ نے دعائیں سن لیں' اللہ نے بیٹا دے دیا تو انہوں نے وہی سمع یسمع اس کے معانی سننا ۔ تو انہوں نے " اسماعیل" یعنی اللہ نے سن لی بیٹے کا نام ہی وہی رکھ دیا۔ اسماعیل کے معانی یہ کہ اللہ نے میری دعا سن لی۔ اس نام پر بیٹے کا نام رکھ دیا۔ دعا مانگ کر لیا جب بچہ بڑا ہو گیا کام کاج کرنے لگ گیا۔ خدا امتحان لیتا ہے صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ ابراہیمؑ مسلمان ہے یا نہیں کہ بیٹے کو ذبح کر دے۔ یہ نہیں کہا یااللہ کیا فائدہ۔ یہاں ہمارے ہاں کالج میں دیکھتے ہیں۔ اے جی! نماز کا فلسفہ بیان کریں۔ تم فلسفہ بیان کرتے رہو۔ پڑھنی بالکل نہیں۔

خدا کہتا ہے اسلم فرمانبردار ہو جا۔ ابراہیمؑ کہتے ہیں اسلمت لرب العالمین اللہ تو رب العالمین ہے میں تیرا فرمانبردار ہوں ۔ میں تیرا فرمانبردار ہوں پھر خدا نے کہا اپنے بیٹے کو ذبح کر کے دکھا۔ ابراہیمؑ نے بیٹے کو ذبح کر دیا کمال دیکھیں یہ اصل میں ساری بات دل کی تیاری کی ہے ناں۔ چھری چلا دی پٹی آنکھوں پر باندھ لی تھی۔ چھری چلا دی۔ جب پٹی کھول کر دیکھا تو دیکھتے ہیں بیٹا پاس بیٹھا ہے اور دنبہ ذبح ہوا پڑا ہے۔ فوری یہ خیال آیا کہ یہ کام تو ٹھیک نہیں بیٹا تو بچ گیا۔ اس کو ذبح کرنا تھا۔ پھر دوبارہ تیار ہوئے بیٹے کو ذبح کرنے کے

لئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ و نادینہ ان یابراہیم ہم نے پھر آواز دی۔ اے ابراہیمؑ! قد صدقت الرءیا (37 : الصافات : 104' 105) تو نے اپنے خواب کو سچا کر دیا ہے۔ ہمیں تیرے بیٹے کے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہم تو صرف تجھے چیک کرنا چاہتے تھے۔ تیرا Test لینا چاہتے تھے کہ تو صحیح مسلمان ہے کہ نہیں' اب تجھے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو ہمارا فضل ہے تیرا بچہ بھی بچا دیا اور دنبہ بھی ذبح کروا دیا۔

میرے بھائیو! بالکل یہی صورت ہوتی ہے اگر شبہ ہو تجربہ کر کے دیکھ لو۔ خدا کے دین کے لئے کھڑے ہو جاؤ' نہ پرواہ کرو اپنے باپ کی' نہ پرواہ کرو اپنی ماں کی' نہ پرواہ کو اپنی بیوی کی' ایک حکم اللہ کا آپ تک پہنچ جائے صحیح طور پر سمجھ کر حکمت کے تحت صحیح طریقے سے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ دیکھئے! پھر خدا آپ کو کیا دیتا ہے۔ ہم یہ جو کہتے ہیں ناں۔ دل تیار نہیں ہوتا دل نہیں مانتا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اسلام ٹھیک نہیں۔ ایمان ٹھیک نہیں اور ہمیں شیطان کا دھوکہ' دنیا کا دھوکہ' شیطان کیا دھوکہ دیتا ہے کہ ہم اللہ کے رسولؐ کی امت میں ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ سفارش کرنے والے' وہ سفارش کریں گے' بیڑہ پار ہو جائے گا۔ تو مزے سے زندگی گزار' جو تیری مرضی کرتا رہ۔ مولوی بھی بے فکر اور مقتدی بھی بے فکر' مزے سے عیش ہو رہے ہیں۔ شیطان نے یہ دھوکہ دے رکھا ہے کہ نبیؐ چھڑوا لے گا۔ اور یہ میرے بھائیو! یہ بہت بڑا دھوکہ ہے' بہت بڑا دھوکہ ہے۔ میں نے آپ سے عرض کیا قرآن کی آیت جو تین جمعے سے چل رہی ہے قد افلح المومنون مومن کامیاب ہو گئے مومن لوگ۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! اعلان کردے کہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون جنت صرف مومنوں کی جگہ ہے جنت میں صرف مومن جائے گا اور کوئی نہیں جائے گا اور مومن کون ہوتا ہے؟ حدیث میں آتا ہے جنگ خیبر کی بات ہے جنگ خیبر

میں بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ لوگوں نے کہا فلاں شہید' فلاں شہید وہ بھی شہید' وہ بھی شہید' لوگوں نے ایک آدمی کا نام لیا۔ آپ ؐ نے فرمایا تم اسے شہید کہتے ہو جبکہ میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے۔ یعنی اللہ نے مجھے دکھایا وہ دوزخ میں جل رہا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ؐ !کیوں؟ فرمایا: اس نے مال جو تھا مسلمانوں کا اس میں سے ایک چادر چرا لی۔ اب اندازہ کر لو' یہ بھی شہید' لڑائی بھی کفر اور اسلام کی ہے' مر بھی گیا' قتل بھی ہو گیا' خون بھی بہہ گیا اور صحابہ ؓ کہہ رہے ہیں شہید ہے' اللہ کے رسول ؐ فرما رہے ہیں میں اسے دوزخ میں دیکھ رہا ہوں' وہ دوزخ میں جل رہا ہے۔ (رواہ مسلم کتاب الجہاد باب قسمۃ الغنائم و الغلول فیہا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

کیوں ؟ ایک چادر چرا لی ہے۔ اب یہ آپ اندازہ کر لیں۔ مسلمانوں کے نقلی شہیدوں کا نام سن سن کر ہندو بھی اپنے مردوں کو' مرداروں کو شہید کہنا شروع ہو گئے ہیں۔ اور میرے بھائیو ! شہادت ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ شہادت ایک بہت بڑا انعام ہے اور انعام اسے ملتا ہے جو پہلے سے پاس ہو' تب انعام۔ ہم اپنے کالجوں میں دیکھتے نہیں کہ اگر لڑکا فیل ہوجائے تو اسے کوئی انعام نہیں۔ کوئی انعام دینا ہو تو پہلے یہ دیکھیں گے کہ یہ پاس بھی ہے کہ نہیں۔ اگر پاس نہیں تو کوئی انعام نہیں۔ میرے بھائیو ! شہادت بہت بڑا انعام ہے۔ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن کس کو ملتا ہے جو بنیادی طور پر پاس ہو۔ جس کا ایمان ہی ٹھیک نہیں یا جس کے اعمال ہی بڑے گندے ہیں اس کے لئے یہ معاملہ بڑا خطرناک ہے۔

میرے بھائیو ! اگر آپ لوگ دین سے واقفیت حاصل کر لیں اور آج کل تو بہت آسانی ہے۔ قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ تفسیریں بہت ہیں۔ اگر لوگ قرآن اور احادیث کا مطالعہ کرنے لگ جائیں صدق دل سے اخلاص کے ساتھ۔ اپنے دل کو صاف کر کے' تعصب کو دور کر کے' تو میں سمجھتا ہوں یہ جتنے

جھوٹے اور باطل مذہب ہیں خودبخود مٹنے لگ جائیں۔ باطل مذہب مر جائیں۔ لیکن چونکہ لوگ جاہل رہتے ہیں پھر مولوی کا بھی داؤ لگ جاتا ہے۔ دیکھیں ناں کسی کی چیز اڑانا ہو تو اندھیرے میں داؤ لگ جاتا ہے۔ کسی کی چیز اڑانے کا روشنی ہو تو داؤ نہیں لگتا۔ اگر لوگوں میں صحیح علم ہو قرآن اور حدیث کا تو مولویوں کا کبھی داؤ نہ لگے کہ لوگوں کو گمراہ کریں۔ یہ مولویوں کا داؤ لگتا ہی جہالت میں ہے۔ اندھیرے میں جو مولوی داؤ مارتے ہیں اندھیرے میں لڑھک جاتے ہیں۔ برباد ہو جاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! توجہ سے سن لو میں تمہیں اطلاع دے رہا ہوں ۔ کل کو تم میدان محشر میں ہو گے۔ تم نے کسی کا اونٹ چرایا ہے' بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ اونٹ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہوگا اور مجھے آوازیں دیں گے کہ مجھے بچائیے یا رسول اللہ ﷺ' مجھے بچائیے یارسول اللہ ﷺ ! میں گیا' میں مر گیا فرمایا کہ میں صاف کہہ دوں گا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں پہلے بتا دیا تھا کہ چوری نہیں کرنی۔ کوئی بکری اٹھائے آ رہا ہوگا۔ کوئی سونا اٹھائے آ رہا ہوگا ' کسی نے کسی کو قتل کیا ہوگا وہ لاش اٹھائے ہوئے آ رہا ہو گا۔ اور لوگ میدان محشر میں مجھے آوازیں دیں گے مجھے پکڑیے یا رسول اللہ ﷺ میں مر گیا۔ میں مر گیا' مجھے بچائیے ! اور میں صاف کہوں گا میرا کوئی اختیار نہیں' میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ حدیث ہے اور آگے تفصیلی بیان آ رہا ہے۔ اب ہمارا حال کیا ہے۔ جاہلوں نے یہ بنا رکھا ہے اور میرے بھائیو میں کیا عرض کروں۔ اللہ نے دو ہی بڑے دھوکے بتائے ہیں یایھاالناس ان وعداللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا (35 : الفاطر : 5) اے لوگو اللہ کا وعدہ سچا ہے تمہیں خدا کے پاس جانا ہے۔ اس کے سامنے پیش ہونا ہے ۔ یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور دوسرا ولا یغرنکم باللہ الغرور شیطان تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ دنیا کی زندگی کا دھوکہ تو یہ ہے اس کی ترقی اس کو بنانا دنیا کے حصول میں

لگے رہنا' دنیا ہی دنیا۔ اب دیکھ لو کتنے لوگ اس کا شکار ہیں اور شیطان' شیطان کا دھوکہ یہ ہے کہ وہ غلط نظریات لوگوں کے اندر Introduce کرتا ہے۔ لوگوں کو غلط نظریات سکھاتا ہے۔ اب دیکھ لو ہمارے مسلمانوں کی لڑائی کا مسئلہ ' مرنے مارنے کا مسئلہ' بشر نور کا مسئلہ ۔ بریلوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نور تھے دوسرے کہتے ہیں کہ نور نہیں تھے۔ اب دیکھ لو اس پر کتنی سخت ٹشول ہوتی ہے' کس قدر لڑائی جھگڑے اور فساد ہوتے ہیں اور یہ مسئلہ کس نے کھڑا کیا ہے؟ شیطان نے۔ یہ مسئلہ کیوں کھڑا کیا ہے کہ جب ہم کہہ دیں گے کہ اللہ کے رسول' بشر تو تھے ہی نہیں۔ مافوق الفطرت۔ نور تھے۔ جی بس۔ ان کا کہہ ہی کیا سکتے ہیں پتہ نہیں وہ کیا تھے؟ جب ہمارا یہ نظریہ ہو جائے گا تو پھر ہم آرام سے کہہ سکتے ہیں کہ نبیؐ کی پیروی تو ہم نہیں کر سکتے پیروی تو ہم کسی اپنے جیسے کی کر سکتے ہیں۔ جو ہو ہی مافوق الفطرت۔ جو ہو ہی اتنا اونچا کہ نورانی مخلوق بن جائے' کوئی اس کی حقیقت کو سمجھ ہی نہ سکے۔ جو اتنا اونچا ہو اس کی پیروی کون کرے ؟ لہذا نبی ﷺ کی پیروی چھوڑ دو۔ اسلام گیا۔ یہ شیطان نے دھوکہ اس لئے دیا۔ اب دیکھو ناں ! جب نبی ﷺ کو خود نور کہہ دیا انسانیت والی باتیں ختم ہو گئی۔ تو نبیؐ کی پیروی بھی ختم ہو گئی۔ کہیں اللہ نے کہا ہے کہ لوگو! جبرائیل کی پیروی کرو۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ فرشتے کی پیروی کیسے کریں ؟ کیوں ؟ وہ فرشتہ۔۔ نورانی مخلوق۔۔ اور ہم انسان ' ہم انسان فرشتے کی پیروی نہیں کر سکتے۔ شیطان نے کہا کہ تم کہو کہ محمد ﷺ بھی نور ہیں تاکہ لوگ نبیؐ کی پیروی کا خیال ہی چھوڑ دیں۔ نبی ﷺ کی سنت پر چلنے کا خیال ہی چھوڑ دیں۔ کریں اپنی مرضی ادھر نبیؐ کی تعریف کرتے رہیں۔ ادھر اپنی مرضی کرتے رہیں۔ چنانچہ دیکھ لو بریلویوں کے ہاں نبی ﷺ کی پیروی کا کوئی تصور ہے ؟ بس بڑھاتے جاؤ' بڑھاتے جاؤ نبیؐ کو بڑھاتے جاؤ اس کو وہ دین سمجھتے ہیں اور نماز روزہ دین کے مسائل اپنی مرضی سے کرتے جاؤ۔ اپنی مرضی سے کرتے جاؤ۔

بھاڑ میں جائے اسلام۔ اسلام بھی گیا' عمل بھی گیا' ایمان بھی گیا ' سب کچھ ہی برباد ہو گیا۔ اور یہ شیطان کا دھوکہ ہے اور یہ بھی شیطان کا دھوکہ ہے کہ بالکل بے فکر رہ ' اللہ کے رسول ﷺ بہت رسائی والے ہیں انکی بڑی اپروچ (Approach) ہے اللہ عاشق ہے ان پر اور عاشق اپنے معشوق کی بات کو کبھی رد نہیں کرتا۔ نبیؐ کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا یہ میری امت کے لوگ ہیں خدا کچھ نہیں کر سکے گا۔ سب کو بخش دے گا۔ تو بے فکر ہو کر مزے کر یہ شیطان کا دھوکہ ہے اور اللہ کے رسول کیا کہتے ہیں میں آپ کو وہ حدیث سناؤں عن ابی ھریرۃ قال قام فینا رسول اللہ ﷺ ذات یوم فذکر الغلول آپ ﷺ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ ایک روز حضورؐ کھڑے ہوئے۔ آپ نے تقریر کی' خطبہ دیا۔ فذکر الغلول آپ نے خیانت کا ذکر کیا فعظمہ و عظم امرہ اور آپ نے فرمایا بڑی خطرناک چیز ہے' اس کی بڑی اہمیت بتلائی ثم قال پھر آپؐ نے فرمایا لا الفین احدکم و یجئی یوم القیامۃ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ قیامت کے دن آئے علی رقبتہ بعیرلہ رغاء کہ اس کی گردن پر اونٹ چڑھا ہوا ہو اور اونٹ بڑبڑا رہا ہو۔ اور وہ کہے یا رسول اللہ اغثنی اب بریلوی یہی کہتے ہیں ناں۔ اور وہ کیسے فریادیں کرے گا' یا رسول اللہ اغثنی میں کہوں گا فاقول لا املک لک شیئا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ قد ابلغتک میں نے تجھے دین پہنچا دیا۔ اب بتائیے ! بریلوی اس کو نہیں پڑھتے یہ مشکوۃ ہے۔ پھر بھی اغثنی یا رسول اللہ اغثنی یا رسول اللہ' اغثنی یا رسول اللہ دن رات یہی ہوتا ہے اور اگر وہ قرآن حدیث کھول کر دیکھ لیں' پڑھ لیں' میں نے کہا نہیں میرے بھائیو! یہ جتنے غلط اور باطل مذہب ہیں یہ سب اندھیرے میں چلتے ہیں اور مولوی ڈاکو ہے' مولوی چور ہے' مولوی دھوکہ دیتا ہے۔ اور یہ دھوکہ کب چلتا ہے جب اندھیرا ہو۔ اور یہ ان کی ذمہ داری ' ان کا یہ گناہ ! دیکھو ناں ہم کہتے ہیں کمزوری سب سے بڑا جرم ہے '

جہالت سے بڑا جرم' وہ ہمیں جاہل دیکھتے ہیں وہ ہمیں اندھا دیکھتے ہیں ' وہ ہمیں اندھیرے میں دیکھتے ہیں ' جو چاہتے ہیں اندھیرے میں دھوکہ دیتے ہیں۔ یاد رکھیئے گا دنیا کو اگر گمراہ کیا ہے تو مولویوں نے کیا ہے۔ کوئی چھپانے والی بات نہیں' دنیا کو گمراہ کیا تو مولویوں نے ' مولویوں نے دنیا کو دھوکے میں ڈالا ہے۔ بے فکر رہو' بے فکر رہو۔ ارے میرے بھائی! جب نبی ؐ اپنے بیٹے کو نہیں چھڑا سکتا تو اور کون چھڑا لے گا۔ جب نبی ؐ اپنے بیٹے کو نہیں چھڑا سکتا تو دوسرا کون چھڑا سکتا ہے۔ لیکن دیکھ لو کیسے تسلی ' پیر بڑا موٹا تازہ سا پکڑ لو تمہارا بیڑا پار ' یہ شیطان کا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ تو فرمایا وہ کہے گا اغثنی میں کہوں گا لا املک لک شیئا میرے پاس تیرے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ قد ابلغتک میں نے تجھے دین پہنچا دیا تھا۔ میں نے تجھے دنیا میں مسئلہ بتا دیا تھا۔

پھر فرمایا لا الفین احدکم یجی یوم القیامة علی رقبته فرس له حمحمة میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ میدان محشر میں آئے اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو گا یقول یا رسول الله اغثنی وہ مجھے کہے یا رسول اللہ اغثنی میری مدد کیجئے فاقول میں کہوں گا لا املک لک شیئا میرا کوئی اختیار نہیں قد ابلغتک میں نے تجھے دنیا میں بتا دیا۔ لا الفین احدکم یجی ء یوم القیامة علی رقبته شاة فرمایا کوئی نہ آئے کہ اس پر بکری سوار ہو لها ثغاء اور بکری بلبلا رہی ہو' میں میں کر رہی ہو۔ یقول وہ کہے گا یا رسول الله اغثنی یا رسول بچائیے ! فاقول میں کہوں گا لا املک لک شیئا میں تیرے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ قد ابلغتک میں نے تجھے مسئلہ دنیا میں بتا دیا۔

کسی پر کوئی آدمی چڑھا ہوا ہو گا' جس کو اس نے قتل کیا ہے' جس کا اس نے ستیاناس کیا ہے۔ وہ اس پر سوار ہو گا اور وہ وہی کہے گا علی رقبته نفس لها صياح وہ اوپر والا چیخ رہا ہو گا' اللہ مجھ پر ظلم ہوا' مجھے بچا مجھ پر ظلم ہوا'

مجھے بدلہ ولا فیقول یا رسول اللہ اور چلا کے اے اللہ کے رسول اغثنی میری مدد کر حتی کہ میں پھر وہی کہوں گا یعنی تیری مدد کا کوئی اختیار نہیں۔ کوئی کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائے ہوئے چلا آ رہا ہو گا اور وہ بلبلا رہا ہو گا یا رسول اللہ مجھے بچائیے۔ میں کہوں گا لا املک لک شیئا (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب الجهاد باب قسمة الغنائم و الغلول فیها عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ) یہ ساری باتیں آپ نے خطبوں میں وعظوں میں بتادیں۔ لیکن دیکھا آپ نے لوگ کتنے بے فکر۔ یہ دھوکہ کس نے دیا' یہ شیطان نے دھوکہ دیا ہے کہ نبی شفیع المذنبین ہے' وہ تجھے بخشوا لے گا' وہ تجھے چھڑوا لے گا۔ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کو رد نہیں کرے گا۔

میرے بھائیو! اپنے ایمان کو درست کرو'۔ ایمان کس چیز کا نام ہے کہ جو چیز اصل ہے وہ سمجھو یہ کیا ہے یعنی ہر چیز کی حقیقت کو' حیثیت کو سمجھ لو' مبالغہ آرائی سے بالکل کام نہ لو' نبی کو نبی سمجھو' خدا نہ بناؤ' امام کو امام سمجھو نبی نہ بناؤ۔ اب ہمارا ظلم کیا ہے ہم نے اماموں کو نبی بنا دیا۔ جی ! آپ کون ہیں؟ ہم حنفی ہیں۔ بھئی حنفی کون ہوتا ہے؟ کہ جو امام صاحب کی تقلید کرے نماز ان کے طریقے کی' روزہ ان کے طریقہ کا' حج ان کے طریقے کا۔ ارے پھر تو وہ رسول ہو گیا۔ لیکن نہیں ہم رسول تو نہیں کہتے' کہتے تو امام ہی ہیں۔ بات کیا نکلی۔ نبی کو خدا بنا دیا۔ امام کو رسول بنا دیا۔ خدا کو نیچے کر دیا۔ اوروں کو اوپر کر دیا۔ یہ ایمان نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ایمان کیا ہے ؟ لا الہ الا اللہ معبود صرف اللہ ہے ' عبادت کے لائق صرف اللہ ہے' کوئی نبی عبادت کے لائق نہیں' کوئی ولی عبادت کے لائق نہیں۔ عبادت کے لائق صرف اللہ ہے ' محمد کون ہیں ؟ اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے اور اس کا پریکٹیکل کر کے دکھانے والے' ہم مسلمان کب ہوں گے؟ جب نبی کی ہر سنت پر عمل کریں گے تو ہم مسلمان ہوں گے اور

باقی جتنے بھی ہیں کوئی اتباع کے لائق نہیں' کوئی اطاعت کے لائق نہیں کوئی امام' کوئی پیر' کوئی فقیر' کوئی چھوٹا' کوئی بڑا ' کوئی زندہ ' کوئی مردہ کوئی اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اتباع کے لائق محمد ﷺ ہیں یہ ایمان ہے اور کتنا سادہ سا معاملہ ہے۔

میرے بھائیو ! تعصب کو دور کرو' ہم اس بات کو بار بار دہراتے ہیں کیونکہ یہ بنیاد ہے۔ میرے بھائیو ! نماز کی عمارت' روزے کی عمارت' حج اور پھر اس کے بعد اور جتنے مسائل ہیں ان سب کی تعمیر اس بنیاد پر ہے اس عقیدے پر ہے کہ پہلے آپ کا ایمان درست ہو۔ اگر آپ کا عقیدہ پہلے صحیح نہیں ہے' اس میں گڑ بڑ ہے تو نماز روزہ حج زکوٰۃ جو ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اب بیچارے تبلیغی جماعت والے عصر کے بعد لوگوں کو کھینچتے ہیں' شام کو سب کو مسجد میں لے جا کر جمع کر دیتے ہیں۔ نماز پڑھنے لگ جاؤ' ایمان اور عقیدہ بلا سے جو ہے سب ٹھیک ہے سب چلتا رہے' اب نام لیں گے اللہ اور اس کے رسول کا' نام لیں گے کتاب و سنت کا' اور چلائیں گے حنفیت ' اب دیکھ لو ملک میں اسلام آئے گا' کتاب و سنت' کتاب و سنت کے نعرے' نام یہ کہ کتاب و سنت اچھا جی پھر کون سا اسلام ؟ فتاوی عالمگیری والا ' اب فتاوی عالمگیری کیا ہے ؟ وہ فتویٰ ہے پانچ سو مولویوں کا اورنگزیب عالمگیر جو بادشاہ تھا اس کے زمانے میں پانچ سو عالموں نے مل کر مسئلے جمع کئے' ان عالموں کا نام کیا تھا؟ وہ کیسے تھے ؟ کوئی پتہ نہیں' کوئی پتہ نہیں وہ کون تھے ؟ کیا تھے ؟ کیسے تھے؟ چنانچہ مسائل عجیب طرح کے' بڑے بڑے Typical کہ انسان حیران رہ جائے' یہ ہے ان کی کتاب و سنت۔ دھوکہ..... اللہ اللہ ! دھوکہ..... نام کتاب و سنت' مذہب حنفیت ' نام رسول کا' کہنا محمد رسول اللہ اور پیروی اپنے امام کی۔ پیروی اپنے امام کی' طریقہ اپنے پیر کا اور دھوکہ یہ کہ اللہ کا رسول ' اللہ کا رسول ۔

میرے بھائیو جیسے قرآن و حدیث میں آتا ہے قرآن پر ایمان کس کا ہے؟

جو قرآن کو چومے ؟ یہ ایمان نہیں‘ قرآن کو سر پر اٹھانے کا نام ایمان ہے؟ یہ ایمان نہیں‘ قرآن کو پیٹھ نہ کرے یہ ایمان نہیں‘ قرآن پر عمل کرے یہ ایمان ہے اور جو قرآن پر عمل نہیں کرتا‘ اس کو چومتا ہے‘ اس کو چاٹتا ہے‘ اس کو سر پر رکھتا ہے‘ اس کو پیٹھ نہیں کرتا‘ اس کی بڑی عزت اوراحترام کرتا ہے اس کا کوئی ایمان نہیں وہ قرآن کو بالکل نہیں مانتا‘ اور بالکل یہی حال رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ پیروی ‘ اماموں کی‘ پیروی پیروں فقیروں کی اور نام رسول اللہ ﷺ کا۔

میرے بھائیو ! ہوشیار ہو جاؤ ‘ میں یہ سختی ‘ یہ زور‘ اس لئے لگا رہا ہوں‘ کورس بڑا سخت ہے ‘ امتحان بڑا سخت ہے۔ یہ ٹھیک ہے آپ میں سے بہت لوگ اس کو برا جانتے ہوں گے‘ یہ بڑی سختی کی باتیں ہیں۔ ٹھیک نہیں لیکن مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے کہ یہ کیا مقام ہے‘ یہ جمعہ کیا چیز ہے اور یہ دین کیا چیز ہے؟ میرے بھائیو ! دین اگر خالص ہے تو اسلام ہے اور اگر ملاوٹی ہے تو وہ کفر ہے‘ وہ اسلام نہیں‘ میں اس لئے ایک ہی بات بار بار زور دے کر کہتا ہوں کہ اگر مسلمان ہونا چاہتے ہو تو اپنے دین کو خالص کرو‘ کوئی ملاوٹ اس میں نہ ہو۔ اللہ اور اس کے رسول پر دین ختم ہو جاتا ہے۔

سوالات

س : عورت کے لئے شرعی پردہ فیشنی برقعہ‘ ٹوپی والا برقعہ یا چادر میں سے کونسا ہے ؟

ج : پہلے بھی جمعہ میں یہ بات کئی دفعہ آ چکی ہے۔ شاید انہوں نے نہ سنی ہو جنہوں نے سوال کیا ہے۔ میں عرض کروں ‘ دیکھئے پردہ کسے کہتے ہیں؟ پردہ کے معنی ہیں عورت کے محاسن کو چھپانا‘ حسن کی چیزوں کو جن میں Attraction ہو‘ جاذبیت ہو۔ عورت کے لئے Attraction کی صورت کیا ہے؟ عورت کا چہرہ اور اس کے بعد

اس کے کپڑے یہ چیزیں چھپانے کی ہیں اور پردہ اس چیز کا ہو کہ پھر اس کی طرف دیکھنے کے لئے نگاہ تیار نہ ہو یہ پردہ ہے۔ اور اگر اس نے ایسا کپڑا پردہ کے لئے لیا ہے' برقعہ یا چادر جو اندر کے کپڑوں سے بھی زیادہ حسین ہے' اس میں جھول ہے تو پھر پردہ نہیں ہے بے پردگی ہے۔ اس لئے پردہ میلے کپڑے کا ہونا چاہیے' چادر ہو میلی' اس پر کوئی کشیدہ کاری نہ ہو۔ برقعہ ہو پرانے type کا' سفید یا کسی اور رنگ کا جن کی طرف لوگوں کا دیکھنے کو دل نہ چاہے۔ Off White بالکل جس کو دیکھ کر یہ نظر آئے کہ یہ عورت دقیانوس' پرانی ٹائپ کی' کوئی کھوسٹ' بوڑھی سی ہے۔ بس یہ پردہ ہے۔ اور اگر دیکھنے کو دل چاہے برقعہ ایسا لیا ہے چادر ایسی لی ہے خواہ مخواہ جس کی طرف نگاہ اٹھے تو پردہ کے باوجود بے پردگی ہے۔ یہ پردے کی حقیقت نہیں ہے۔ اور دیکھ لیجئے گا میں آپ سے عرض کردوں یہ شریعت کا مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں جو شریعت کا مسئلہ ہے وہ عین فٹ آتا ہے۔ خانے میں اتر جاتا ہے' عقل اس کو تسلیم کرتی ہے۔ کوئی اس کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھ لیجئے گا کہ جو میں نے پردے کی وضاحت کی ہے یہ ٹھیک ہے یا جو آج کل ہمارے گھروں میں برقعے استعمال ہوتے ہیں اور وہ ٹمکنوں والی چادریں استعمال ہوتی ہیں وہ پردہ ہے؟ وہ پردہ بالکل نہیں ہے۔

س: کیا میری بیوی رشتہ داروں مثلاً چچا کے لڑکے ماموں کے لڑکے اور خالہ کے لڑکے سے بھی پردہ کرے؟

ج: دیکھئے! اس کے اصول سمجھ لیجئے جس سے نکاح ہو سکتا ہے اس سے پردہ ہے' اصول قاعدہ اور قانون یہ ہے کہ جس سے نکاح ہو سکتا ہے اس سے پردہ کرو۔ ماموں کے لڑکے سے نکاح ہو سکتا ہے' خالہ

کے لڑکے سے نکاح ہو سکتا ہے' چچا اور تایا کے لڑکے سے نکاح ہو سکتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے اس کا خاوند زندہ ہے اس لئے نکاح نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر فارغ ہو جائے ادھر سے' جس سے نکاح ہو سکتا ہے اس سے پردہ ہے۔ جس سے نکاح نہ ہو سکے اس سے کوئی پردہ نہیں۔ اس اصول کو یاد رکھیں مثلاً کسی لڑکے کا نکاح عورت سے ہو گیا۔ اب عورت کا جو خسر ہوگا اس کے خاوند کا باپ اس کے لئے وہ لڑکی وہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ اور اس سے کوئی پردہ نہیں ہے پہلے پردہ تھا جب تک اس کے بیٹے کا اس سے نکاح نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہ خود نکاح کر سکتا تھا۔ جب اس کے بیٹے سے نکاح ہو گیا اب اس کے باپ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کبھی پردہ نہیں' جن عورتوں سے نکاح نہیں ہو سکتا' خالہ پھوپھی' ماں' بیٹی' بہن جن سے نکاح نہیں ہو سکتا ان سے پردہ نہیں ہے۔ اور جن سے نکاح ہو سکتا ہے ان سے پردہ ہے۔ اور اگر پھر کوئی کہے: جی! میرا وہ بھائی ہے۔۔ چچا کا لڑکا۔۔ ہم تو اکٹھے کھیلتے رہے ہیں - یہ فوج داری ہے۔ آپ زبردستی کریں نہ کریں' یہ تو پھر وہی بات ہو گئی ناں دین اپنی مرضی کا' اجنبی سے پردہ اور جو گھر کا ڈاکو ہے اس سے پردہ نہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! دیور اور جیٹھ سے (خاوند کے بھائی سے) پردہ ہے؟ فرمایا تو پردے کے بارے پوچھتا ہے هو الموت وہ تو موت ہے۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبة و بیان العورات عن عقبة بن عامر) اور ہمارے ہاں دیکھ لو میری بیوی کو میرا بھائی لے جائے تو لے جائے' سسرال سے میرا بھائی بیوی کو لائے گا' چھوڑ آئے گا' وہ سمجھتے ہیں یہ سب کی مشترکہ ہی ہے' یہ تو سکھوں کا حال ہوتا ہے۔ میرے بھائیو! اسلام کو اسلام

سمجھ کر قبول کرو' ہم مجرم اسی بات کے ہیں کہ ہم نے دین کو بگاڑ دیا۔
اپنی مرضی کا دین' اپنی مرضی کا پردہ کروایا کہ عورتیں برقعہ بھی پہنیں
اور پردہ بھی نہ ہو۔ یہ خدا سے مذاق ہے پردہ کروایا غیروں سے اور
جن سے پردہ کروانا زیادہ ضروری ہے ان سے پردہ نہیں ۔ اب بھائی
ہو گا قریبی ہو گا' پاس رہتا ہو گا' اس سے خطرہ زیادہ ہے' باہر والے
سے کیا خطرہ ہے۔ وہ تو آئے گا بھی ڈرے گا' آئے گا بھی تو لوگوں کو
نظر آئے گا اور وہ ہر وقت گھر رہتا ہے اس سے ہم پردہ نہیں کروائیں
گے' وہ باہر والے سے پردہ کروائیں گے۔ مسلمان جو ہوئے۔

س : شادی سے پہلے طلاق دی جائے تو بیوی وراثت کی حق دار ہے یا
نہیں؟ عدت بھی ہے کہ نہیں؟

ج : دیکھئے اگر نکاح ہو جائے' رخصتی نہیں ہوئی' بیوی نہیں آئی' اور
طلاق دے دی جائے' ایسی صورت میں جو مہر مقرر ہو اس کا نصف دینا
پڑتا ہے۔ اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو تو کم از کم کپڑوں کا ایک جوڑا دے
دے۔ اور عدت اس عورت کی نہیں ہو گی۔ آج ادھر طلاق دی اسی
وقت وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے چونکہ وہ آئی ہی نہیں
رخصتی ہوئی ہی نہیں اور اگر رخصتی ہو چکی ہے' وہ آ چکی ہے' وہ
دونوں ایک کمرے میں علیحدہ ہو چکے ہیں عدت بھی گزارے گی۔ مہر
بھی پورا لے گی۔ سارے حقوق اس کو پورے حاصل ہو جائیں گے۔

رہا وراثت کا مسئلہ۔ جب بیوی کو طلاق ہی دے دی تو وراثت
کہاں سے لینی ہے؟ وراثت تو مرنے کے بعد ہوتی ہے۔ وراثت جو
ہے وہ مرنے کے بعد ہوتی ہے۔ ہمارے بعض لوگ یہ غلطی کرتے
ہیں' اپنی زندگی میں ہی ورثہ وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور پھر اس میں کمی
بیشی کرتے ہیں اور پھر کچھ اپنے لئے رکھ لیتے ہیں۔ وہ پھر فساد کی جگہ

رہ جاتی ہے قرآن مجید میں یہ جو رکوع ہے جس میں ورثہ کا ذکر ہے
ما ترک جو مرنے والا چھوڑ جائے ورثہ اس میں جاری ہوتا ہے۔

یہ چوتھا سوال مرزائیوں کے متعلق ہے یہ مرزائی کافر تو پہلے سے تھے لیکن اب تو حکومت نے اعلان کر دیا ہے اس لئے مرزائی اگرچہ ان کے عقائد ہمارے جو دوسرے بھائی ہیں ان سے بہتر ہیں۔ لیکن ان کا ایک کفر اتنا بڑا کفر ہے کہ وہ سب کو برباد کر جاتا ہے۔ وہ کیا ؟ نیا نبی کھڑا کر دیا' کفر شرک سے بھی ہو جاتا ہے' کفر اور چیزوں سے بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن نبی نیا کھڑا کرنے سے وہ امت بدل جاتی ہے۔ یہ اتنا جری کفر ہے اتنا بڑا کفر ہے۔

حدیث میں آتا ہے ایک دن آپ صبح کی نماز میں بہت دیر ہوئے آئے تو آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز پڑھا کر فرمایا الا مکانکم جہاں بیٹھے ہو بیٹھے رہو' کوئی نہ جائے تو پھر آپ ؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں آج مجھے یہ دیر کیوں ہو گئی۔ میں اپنے نفل نوافل پڑھتا رہا۔ پھر اس کے بعد میں بیٹھ گیا۔ مجھے نیند آ گئی۔ اور بیٹھے بیٹھے غنودگی سی طاری ہوئی کہ خواب میں میں نے اپنے رب کو دیکھا اور بڑی اچھی صورت میں دیکھا۔ تو خدا مجھ سے پوچھتا ہے:

فرشتے کس بارے میں بحث کر رہے ہیں میں نے کہا کہ یا اللہ ؐ! تو بہتر جانتا ہے۔ مجھے تو پتہ نہیں ہے۔ پھر اللہ نے خواب میں ہی میری یہاں پیٹھ پہ پیچھے ہاتھ رکھا جس سے مجھے یہاں ٹھنڈک محسوس ہوئی فتجعل لی کل شئی پھر میرے سے اوپر والی فضا جو تھی عین واضح ہو گئی' مجھے وہ منظر نظر آنے لگا فرشتوں کا کہ فرشتے بحث کرتے ہیں۔ پھر مجھ سے خدا نے سوال کیا کہ اب بتا فرشتے کیا بحث کرتے ہیں ؟ میں نے کہا کہ یااللہ ! فرشتے اس بارے میں بحث کرتے ہیں کہ کفارہ کس چیز پر ہوتا ہے ؟ بندہ گنہگار ہو تو کیا عمل کرے جس سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر ثواب کے بارے میں فرشتے بحث کرتے ہیں کہ جو وضو کرے سردی میں دل نہیں چاہتا' ٹھنڈے پانی سے اللہ اس کو کتنا ثواب دے گا۔

ایک کہتا ہے کہ اتنا دے گا دوسرا کہتا ہے نہیں زیادہ دے گا۔ یہ بحث ہو رہی ہے۔ اللہ کے رسول نے جب یہ بتایا اس کے بعد حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے فرمایا اے نبیؐ! اے محمد! میں تجھے دعا بتاتا ہوں اس دعا کو خود بھی یاد کر' اس کو پڑھا کر اور اپنی امت کو بھی سکھا دے۔ وہ دعا حدیث میں آتی ہے۔ بڑے کام کی دعا ہے۔ اللھم انی اسالک فعل الخیرات و ترک المنکرات و حب المساکین و ان تغفرلی و ترحمنی و اذا اردت فتنۃ فی قوم فتوفنی غیر مفتون و اسالک حبک و حب من یحبک و حبک عمل یقربنی الی حبک (رواہ احمد و الترمذی' مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب المساجد و مواضع الصلاۃ' الفصل الثالث' عن معاذ بن جبل)

خطبہ 2

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق و لا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب (38 : ص: 26)

ہم مسلمان ہیں لیکن جیسا ہمیں مسلمان ہونا چاہیے ویسے نہیں ہیں۔ ہمارے ذہن میں اسلام کے بارے میں یہ بات بالکل پختہ ہونی چاہیے اور عملاً ہمیں اس کو بروئے کار لانا چاہیے کہ اللہ اس کائنات کا خالق اور مالک ہے' اسی کی ہر جگہ پر حکومت ہے' اور ہم اس کے بندے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر حاکم بنایا ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ اللہ کا حکم آسمان سے آئے اور وہ دنیا میں نافذ ہو جائے باقی ہر جگہ اللہ کا حکم چلتا ہے۔ آسمانوں میں' زمین میں' نباتات اور اس کے بعد جمادات' یہ' وہ' حیوانات' سب میں اللہ کا حکم چلتا ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس کی مطابقت کرتے ہوئے انسانوں میں بھی اللہ کا حکم چلے تو پھر یہ ہماری کامیابی ہے۔ لیکن اس طرف ہمارا ذہن بالکل نہیں جاتا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت ہی محدود سا تصور رکھتے ہیں۔ اگرچہ ہم مسلمان ہیں حالانکہ تصور یہ ہونا چاہیے کہ اللہ احکم الحاکمین ہے اس کا ایک قانون ہے اور

وہ قانون ساری جگہ جاری و ساری ہے۔ وہ قانون ہماری طرف بھیجتا ہے' ہمیں خود بھی اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اور اس کو دنیا میں نافذ کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو دیکھیں۔ آپ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ تیرہ سال آپ پر اللہ کی طرف سے وحی اترتی رہی' تو اس کے تحت رسول اللہ ﷺ لوگوں کو تیار کرتے تھے۔ اور ان سے کہتے تھے۔ قولوا لا الہ الا اللہ لوگو! اسلام کو قبول کرلو۔ لا الہ الا اللہ اسلام کا عنوان ہے۔ لوگو اسلام قبول کر لو تملک العرب والعجم تم عرب اور عجم۔ عرب کے علاوہ جتنی دنیا ہے۔ سب پر تمہاری حکومت ہوگی۔ یعنی لا الہ الا اللہ کہنے والوں کی ساری دنیا پر حکومت ہو تو پھر مزہ ہے۔ چنانچہ اسی کے لئے آپ نے تیرہ سال کوشش کی۔ جب کہ بہت کمزوری تھی۔ ایک مسلمان ہوا' پھر دوسرا مسلمان ہوا' پھر تیسرا مسلمان ہوا۔ آہستہ آہستہ جماعت تیار ہو گئی اور وہ سب سے کٹتے چلے گئے۔ اپنے بھائی سے' اپنے باپ سے' اپنی بہن سے۔ سوسائٹی بالکل علیحدہ ہو گئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ انہیں اپنا ایک معاشرہ قائم کرنا تھا۔ انہیں اپنی ایک سوسائٹی کا نمونہ پیش کرنا تھا۔ کہ مسلمانوں کی سوسائٹی یہ ہوتی ہے۔ جب کافروں نے زیادہ تنگ کیا تو ہجرت کر گئے۔ نہ اپنے ملک کی محبت کہ مکہ ہمارا ہے اس کے پہاڑ ہمارے ہیں۔ نہ ملک کی محبت نہ اپنی قوم کی محبت' نہ وطن کا خیال' سو چھوڑ کے چلے گئے کہ جہاں ہمارا دین محفوظ ہو' جہاں ہمیں دین کا کام کھل کر کرنے کا موقع ملے' ہمیں وہاں رہنا چاہیے۔

یہ زمین اللہ کی ہے ناں' اللہ مالک ہے۔ اللہ کے علاوہ اس زمین پر ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' ٹھیک ہے۔ یہ میرا باپ ہے لیکن اگر اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تو میرا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ماں میری ماں ہے' اگر اس کا اسلام کے ساتھ تعلق نہیں تو میرا بھی اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں جہاں پیدا ہوا ہوں لیکن اگر یہاں اسلام کی

حکومت نہیں' اسلام کا ڈنکہ نہیں بجتا۔ بلکہ اسلام غریب' یتیم' کمزور ہے یہاں' تو یہاں رہنے کا فائدہ ہی کیا۔ اپنے گھربار کو چھوڑ گئے۔ اپنے ملک کو چھوڑ گئے اور اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ: حب الوطن من الایمان وطن کی محبت ایمان کا جزو ہے۔ مسلمان کا وطن وہ ہے جہاں اسلام کی حکومت ہو' وہ مسلمان کا وطن ہے اور جہاں اسلام کی حکومت نہیں تو خواہ وہاں پیدا ہوا ہو۔ اس کی اپنی ملکیت' اس کی اپنی برادری سب کچھ اس کا ہو۔ لیکن جب اسلام اس کا ہو گیا۔ تو کوئی چیز پھر اس کی نہیں رہتی۔ چنانچہ لوگ گھر بار چھوڑ کر چلے گئے۔ بلکہ مسلمان ہی وہ شمار ہوتا تھا جو ہجرت کر جائے۔ جو اسلام کی خاطر اپنے گھربار کو نہیں چھوڑتا وہ مسلمان ہی نہیں۔ یعنی اپنی دوسری چیزوں کو اسلام پر ترجیح دیتا ہے اور آج ہمارے ہاں اس کی فکر ہی نہیں' کبھی آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ اسلام کے مقابلے میں اپنے باپ کو چھوڑیں' اپنی ماں کو چھوڑیں' اپنی بیوی کو چھوڑیں کیونکہ وہ اسلام سے دور ہیں۔ اسلام کا کوئی خیال نہیں۔

آدمی اصل میں مسلمان ہوتا ہی اس وقت ہے جب اس کی طبیعت یہاں تک راسخ ہو جائے' پختہ ہو جائے۔ اسلام سب سے اونچا باقی سب اس کے نیچے' کوئی چیز اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی' نہ باپ نہ ماں' نہ زمین' چنانچہ ہم نے دیکھا ہے۔ ہندوستان سے لوگ نکلے لیکن بہت سے لوگ مسلمان تھے' اپنی زمین کی وجہ سے کہ زمین چھوڑنی پڑے گی ہندو ہو گئے۔ مالا گڑھ ریاست تھی ہمارے قریب ہی اور سرکاری علاقہ تھا۔ اس میں بھی بہت سے ایسے تھے جو اپنی جائیداد کیوجہ سے' اپنی زمین کی وجہ سے ہندو مذہب اختیار کر گئے۔ اور پھر خدا کی قدرت یہ ہے کہ اسلام تو قبول کر لیتا ہے۔ جو بھی اس میں آ جائے۔ کوئی غیر مذہب سے آئے تو اسلام بالکل اس کو اپنی جزو بنا لیتا ہے' اس کو ضم کر لیتا ہے۔ لیکن دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں کہ اگر کوئی مسلمان اس میں چلا جائے تو اس کو قبول کر لے۔ ہندو پھر بھی اسے بالکل نیچ' ذلیل' چھوت ہی کہیں گے۔ انہوں

نے سب کچھ قبول کر لیا۔ صرف اس لئے کہ زمین نہ چھوڑنا پڑے۔ اب نتیجہ کیا نکلا' جو اپنی زمین کی قدر اپنے اسلام سے زیادہ کرتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور یہاں ہمارا حال بھی یہی ہے کہ لوگ مسلمان ہیں لیکن اسلام کی عزت ہماری نگاہ میں نہ بیوی سے زیادہ ہے' نہ اولاد سے زیادہ ہے' نہ والدین سے زیادہ ہے' نہ اپنی زمین سے زیادہ بلکہ اسلام ان سب سے نیچے اور یہ سب چیزیں اوپر ہیں۔ یہ بڑا زبردست امتحان ہے۔ اس لئے ہجرت جو ہے بہت وہ بڑی چیز ہے۔ ہجرت کے معنی کیا ہیں؟ ہر وہ چیز جو دین کے لئے رکاوٹ بنے اس کو چھوڑ دو پس خواہ وہ کوئی چیز بھی ہو۔ آپ کی بیوی ہو' آپ کی جائیداد ہو' خواہ وہ آپ کا وطن ہو' ملک ہو کچھ ہو' جو آپ کے اسلام میں رکاوٹ بنے' آپ کی ترقی روکے اسے چھوڑ دو' اس پر لعنت بھیج دو' وہ آپ کی نہیں۔ اسلام سب سے زیادہ عزیز۔ اسلام سب سے پیاری اور اعلیٰ چیز ہے۔

اب یہ اسلام کا تصور ہے' آپ سوچئے اور پھر اپنے اسلام کو جانچئے کہ ہمارا اسلام کیسا ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے۔ حدیثوں میں مستقل باب ہیں۔ باب تغیر الناس کہ قیامت کے قریب جا کر اس طرح سے لوگ بدل جائیں گے' ہوں گے مسلمان لیکن حالت کیا ہوگی ؟ آپؐ نے فرمایا: جیسے کسی کے پاس سو اونٹ ہوں' سو اونٹ' اب اسے سفر کی ضرورت پڑ جائے۔ سفر کرنا پڑ جائے تو دیکھے گا کہ میرے پاس سو اونٹ ہیں لیکن افسوس ہے کہ سواری کے قابل ایک بھی نہیں۔ (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب الرقاق باب تغیر الناس عن ابن عمر [illegible]) یعنی مسلمانوں کی تعداد اتنی ہوگی۔ لیکن جب مسلمان کوئی کام کرنا چاہیں گے تو ان کو نظر آئے گا کہ بندہ تو کوئی بھی نہیں کس سے کام لیں۔ اب یہ بالکل وہی وقت ہے یعنی اوروں کا تو نام ہی چھوڑیں اپنا خاص طور پر اہل حدیثوں کا حال دیکھ لیں۔ ...ویسے ہم جل رہے ہیں... میں سوچا کرتا ہوں اپنی جماعت کے لوگوں کو دیکھ کر کہ حالت کیا ہے۔ کسی کی کوئی حالت' کسی کی کوئی

حالت۔ اگر تھوڑی سی گڑ بڑ ہو جائے تو سب سے پہلے وہ دین کا گلہ کاٹیں گے۔ میں نے دیکھا ہے بہت سے لوگ اہل حدیث اگر کوئی مجھ سے ناراض ہو گیا تو اہل حدیثی گئی۔ بس اگر مجھ سے بنی ہوئی ہے ٹھیک ہے وہ آتا رہے گا اور اگر اس کی ناراضگی مجھ سے ہو جائے تو وہ مسجد چھوڑ جائے گا۔ گئی آئی دینداری یہ کوئی دین ہے بھلا۔ معمولی سی رنجش ہو جائے دین گیا۔ یعنی دوستی کی بناء پر مذہب جو ہے وہ مذہب کوئی چیز نہیں ہے کہ اگر کوئی یوں کرے تو میرا مذہب جاتا رہے۔ مذہب تو ایسی چیز ہے کہ دنیا بدل جائے' بگڑ جائے' اس کا کچھ ہو کچھ نہ ہو' لیکن مذہب نہ چھوڑے۔ اب دیکھو ناں رسول اللہ ﷺ کی بات کتنی پیاری بات ہے۔ کتنے تجربے کی بات ہے۔ اور اس وقت جب کہ ابتداء ہے آپ نے فرمایا: مسلمانوں کی مثال ایسے ہو جائے گی ناکارہ' بے کار' مسلمان ہو جائیں گے۔ مثال کیا ہے؟ کہ جیسے کسی کے پاس سو اونٹ گھر میں بندھا ہے' سفر کی ضرورت پڑ گئی تو سواری کے قابل ایک بھی نہیں۔ سینکڑوں ہزاروں مسلمان ہیں' لیکن دیکھ لو اب ذہن کیسے بن گئے ہیں اور پھر آپ نے فرمایا: یذھب الصالحون (ایضا۔ عن مرداس الاسلمی رضی اللہ عنہ) نیک لوگ دنیا سے مرتے جائیں ایک ایک کر کے' ایک ایک کر کے چلتے جائیں گے۔ تو پیچھے کیا رہ جائے گا۔ کباڑ خانہ' بالکل جیسے بھوسہ رہ جاتا ہے۔ بچی کھچی چیز رہ جاتی ہے۔ نکمے لوگ پیچھے رہ جائیں گے۔ اور سارے اچھے اچھے لوگ جو ہیں وہ اٹھتے چلے جائیں گے۔

اور پھر حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا: ارذل القوم زعیمھم (جامع الترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی اشراط الساعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) لیڈر کون بنے گا؟ جو ان میں سے سب سے زیادہ کمینہ اور بدمعاش ہو گا۔ لیڈر وہ بنے گا۔ آج دیکھ لو الیکشنوں میں کون لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور کون کامیاب ہوتے ہیں۔ جو گھٹیا قسم کا آدمی ہو گا' انتہائی بدکردار' غنڈہ ٹائپ کا

وہ ان کا لیڈر ہوگا۔ یعنی یہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت بیان کیا تو اب آپ اندازہ کر لیں کہ ہم اگر مسلمانوں کو منظم کرنا چاہیں کہ مسلمان ایک ہو جائیں تو ذہن اس قدر بدلے ہوئے ہیں ذہن اس قدر بگڑے ہوئے ہیں۔ ذہن اسلام کی بات کو قبول کرنے کو چاہتے ہی نہیں۔ بس اپنی اکڑ۔ اپنے ذہن میں جو بیٹھاہوا ہے اسی کے تحت کام چلتا ہے۔ اس کے علاوہ بات ہی کچھ نہیں۔ حالانکہ مسلمان کو سوچنا یہ چاہیے کہ ہمارا اتحاد پارہ پارہ نہ ہو' ہم مسلمان ایک جان ہوں' کسی سے کسی کو تکلیف بھی پہنچے تو اس کی وجہ سے جماعت میں انتشار اور فتور نہ ڈالے۔ اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: من شذ شذ فی النار جو اپنی رنجش کی وجہ سے جماعت سے علیحدہ ہو گیا وہ دوزخ میں گیا اپنی رنجش کی وجہ سے کسی سے ناراضگی ہو گئی اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ' مشکوۃ: کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما) وہ دوزخ میں گیا۔ یعنی جب تک ایثار نہ ہو' قربانی نہ ہو اپنے نفس کی اور اصل میں قربانی ہے ہی یہی۔ اپنی اکڑ' اپنی انا جب تک آدمی اس کو قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو اسلام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ مسلمان ہو جائے اور اس میں ہونا یہ چاہیے کہ ہمیشہ آدمی قرآن و حدیث کو اپنا حاکم مانے' قرآن و حدیث جو کہے بس کوئی مانے نہ مانے میں پکا ہوں۔ میں قرآن و حدیث کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔

تصور یہ ہونا چاہیے اللہ احکم الحاکمین ہے اور ہم اللہ کے قانون کو جو ادھر سے آئے دنیا میں نافذ کریں اور یہ وہ عمل ہے' دیکھئے! قرآن مجید میں ہے الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السماوات ومن فی الارض والطیر صافآت کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ .... (24 : نور : 41) الم تر ان اللہ کیا تو دیکھتا نہیں کہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں آسمان بھی اور زمین بھی والطیر اور پرندے بھی صافات پر کھولے ہوئے۔ کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ

کائنات کی ہر چیز سب کچھ اپنی نماز کا اپنی ڈیوٹی کا پکا ہے۔ دیکھو صلاۃ کا لفظ کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ پرندوں تک نے' جانوروں تک نے اپنی نماز اور تسبیح کو پہچان لیا ہے کہ ان کی عبادت کی کیا صورت ہے اور ان کی ڈیوٹی ادا کرنے کی صورت کیا ہے۔ اللہ نے جس کام پر لگایا ہے وہ اس کو کیسے سرانجام دیتا ہے۔ انسان کا معاملہ ہی تو اصل ہے اور' انسان کا معاملہ کیا ہے

ہمارا فرض ہے کہ اللہ کے قانون کو دنیا میں نافذ کریں۔ اللہ کا حکم آئے اور وہ دنیا میں چلے یہ ایک مسلمان کا امتیاز ہے۔ باقی کافروں سے یا جانوروں سے اور یہ بھی اسی وقت ہو سکتا ہے جب مسلمان ایک حکومت قائم کریں۔ اور حکومت کیا ہو۔ حکومت یہ ہو کہ حکم اللہ کا چلانے کا مقصد ہو اور جس حکومت میں یہ بات نہیں ہے کہ قانون اللہ کا چلے' حکم اللہ کا چلے وہ کافروں کی حکومت ہے۔ مسلمانوں کی حکومت نہیں۔ اسلام کی حکومت اور کفر کی حکومت میں فرق ہی یہ ہے جو اسلام کی حکومت ہوگی اس میں اللہ کا قانون چلے گا اور جو کفر کی حکومت ہوگی اس میں اور قانون چلے گا۔ اور پھر یہ حکومت ایک تو ہے ملک کی حکومت۔ اللہ نے انسان کو خلیفہ بنایا۔ ہر انسان اللہ کا نائب ہے اللہ کا وائسرائے ہے۔ اگر ملک کی حکومت میں اللہ کے قانون کی حکومت نہیں اس میں کون سے لوگ پکڑے جائیں گے۔ جناح صاحب سے لے کر۔ پہلے سے لے کر آخری حکمران تک جب تک پاکستان ہے۔ سارے کے سارے ذمہ دار ہوں گے کہ تم ملک کے حکمران بنے باری باری۔ ملک میں اللہ کا قانون کیوں نہیں آیا۔ صدر پکڑا جائے گا۔ وزیراعظم پکڑا جائے گا۔ گورنر پکڑے جائیں گے۔اور پھر نیچے تک جہاں تک عملہ سرکاری ہے۔ سب کے سب اس کے ذمہ دار ہیں۔

ہر انسان خدا کا خلیفہ ہے' اللہ کا نائب ہے' اللہ کا وائسرائے ہے۔خدا کی طرف سے وہ حاکم ہے اپنے گھر میں۔ ہر آدمی سے یہ سوال تو لازمی ہوگا۔ جتنے آپ بیٹھے ہیں آپ میں سے کوئی اس سوال سے بچ نہیں سکتا۔ خدا کہے گا ملک کا

ذمہ دار صدر ہوا۔ جونیجو ہوا یا اور ہوا لیکن تو اپنے گھر کی بتا کہ تیرے گھر میں میرا قانون کیوں نہیں چلا۔ اپنے گھر میں تو تو بادشاہ تھا' اپنے گھر میں تو حاکم تھا۔ تیرے گھر میں پردہ کیوں نہیں تھا۔ تیرے گھر تیری بیوی اور تیرے بچے نماز کیوں نہیں پڑھتے تھے۔ تیرے گھر میں تصویریں کیوں تھیں' تیرے گھر میں ٹی۔ وی اور بدمعاشی کے سلسلے' عریانی کے سلسلے' بے حیائی کے سلسلے' کفر کی تہذیب کے نمونے' یہ سب کچھ جو اسلام کی ضد ہے یہ سب چیزیں کیوں موجود تھیں؟ تو تو اپنے گھر میں حاکم تھا۔

میرے بھائیو! صرف نماز پڑھنے سے جان نہیں چھوٹے گی۔ یہ پوری ذمہ داریاں۔ اب دیکھو ناں! آپ اپنے گھر میں ہیں کوئی ایک کام کر کے آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں گھر کی ساری ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوں۔ مثلاً آپ کہہ سکتے ہیں کہ جی میرا کام ہے ان کو روٹی لا کر دینا۔ کھلانا' پلانا۔ کیا اس سے آدمی اپنے گھر کو درست کر سکتا ہے؟ بچوں کی تربیت اس کے ذمہ نہیں ہے؟ صرف روٹی کھلانا ہی گھر کا کام ہے؟ اس طرح سے یاد رکھو کوئی ایک کام کر کے یہ سوچ لینا کہ میری بخشش ہو جائے گی' میں بچ جاؤں گا' میں چھوٹ جاؤں گا۔ میری ذمہ داری ختم ہو گئی۔ یہ دھوکہ ہے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا: قوا انفسکم و اھلیکم نارا (66 : التحریم : 6) اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچا لو۔ ایک آدمی خود تو پاس ہو رہا ہو گا' لیکن بیوی اس کو پاس نہیں ہونے دے گی۔ خدا کہے گا تیری بیوی غلط کام کرتی تھی۔ بے پردہ پھرتی تھی۔ تیری بیوی بے نماز تھی' کیوں تو کیا کرتا تھا۔ پس اس کو پکڑ کر ساتھ اس کو دوزخ میں لے جائے گی۔ نمازیں اس کی سب بیکار جائیں گی۔ اور دوزخ میں جائے گا۔ ذمہ داری اس کی نہیں ہے' آپ بتائیں' سوچیں! کسی کی بیوی کی بدنامی ہو تو خاوند پر حرف نہیں آتا۔ کیا صرف یہ ہی ہے کہ وہ گھر میں رہ لے اس سے اس کی ذمہ داری پوری ہو جائے۔ گھر' عزت' اس کی حفاظت بھی خاوند کا فرض ہے۔

تو اللہ جب احکم الحاکمین ہے اللہ حاکم ہے اس کا قانون ہے تو دوزخ سے بچنے کے لئے کیا ضروری ہے کہ اللہ کے قانون کا احترام ہو۔ بس آپ اللہ کے قانون کو جاری و ساری کریں۔

سوچیں تو سہی کبھی' ہم نے یہی سوچ رکھا ہے کہ نماز روزہ ' حج زکوۃ بس قصہ ختم۔ یہ تصور بڑا ہی محدود سا تصور ہے۔ تصور یہ ہونا چاہیے کہ خدا بادشاہ۔ ہر آن اس کا قانون آتا ہے۔ جب ہم مسلمان ہوگئے ہم نے اس کو اللہ تسلیم کر لیا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اس کے قانون کا احترام کریں۔ جو قانون آئے جو حکم آئے اس کی دیکھ بھال کریں۔ کہ وہ جاری ہو رہا ہے؟ صرف نماز پڑھنے سے تو جان نہیں چھوٹ سکتی اور آج ہم نے بالکل یہی سمجھ رکھا ہے۔ وہ ایک عورت ہے' لاہور سے کبھی کبھی مسئلہ پوچھنے کے لئے خط لکھ دیتی ہے۔ تو وہ کہتی ہے کہ میں اپنے خاوند سے کہتی ہوں کہ تو جمعہ پڑھنے جایا کر' تو نماز پڑھنے جایا کر۔ خاوند کہتا ہے کہ تو اپنی ذمہ دار ہے۔ میں اپنی نماز کا ذمہ دار ہوں تجھے مجھ سے کیا؟ جو تیرا خرچ ہے وہ مجھ سے لے لے۔ یعنی تصور کریں کیسا گھٹیا تصور ہے یعنی خاوند بیوی کا صرف اتنا تعلق ہے کہ خاوند بیوی کے کپڑے لا دے اور بیوی روٹی اس کو دے دے۔ اس کے بعد خاوند آزاد اور بیوی جو مرضی کرے اور خاوند جو مرضی کرے۔ اب دیکھو بچہ ہے' بچہ پیدا ہوگیا' پالنا آپ کا فرض ہے' لیکن کیا صرف پال دینا اس کو ہاتھی بنا دینا' اونٹ بنا دینا یہی فرض ہے۔ اس کو انسان بنانا بھی آپ کا فرض ہے' اگر آپ مسلمان ہیں تو اسے بھی مسلمان بنائیں۔ اور اگر آپ مسلمان نہیں بناتے تو اس کے معانی یہ ہیں کہ آپ خود مسلمان نہیں۔

میرے بھائیو! غلط انداز سے سوچنے کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اسلام ناقص' اسلام ادھورا اور پھر جو حدیث میں نے آپ سے بیان کی اس میں بتایا تھا کہ جب ذمہ دار لوگ ختم ہو جائیں گے اور پیچھے تلچھٹ'

کوڑا کباڑ رہ جائے گا' بھوسہ ہی بھوسہ پیچھے رہ جائے گا تو پھر نمازیں پڑھیں گے۔ لا یبالیھم اللہ بالۃ لیکن اللہ ان کی بالکل پرواہ نہیں کرے گا۔ ہوں گے وہ مسلمان۔ اب دیانتداری سے بتایئے ! اللہ آج مسلمانوں کی پرواہ کرتا ہے۔ (مشکوۃ کتاب الرقاق باب تغیر الناس عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی کہ قومیں ایک دوسرے کو دعوت دیں گی کہ آؤ مسلمانوں پر چڑھ جائیں' جیسے کھانے والا کھانے پر بیٹھتا ہے تو صلح مارتا ہے' آ بھئی ! تو بھی کھا لے۔ اس طرح قومیں مسلمانوں پر چڑھیں گی۔ صحابی کہنے لگا یارسول اللہ ! مسلمان تھوڑے ہوں گے۔ لوگ جو اتنی جرات کریں گے۔ کہ مسلمانوں پر چڑھیں گے تو کیا مسلمان تھوڑے ہوں گے۔ فرمایا تھوڑے نہیں ہوں گے۔ ہوں گے بہت لیکن اللہ کا خوف ان کے دلوں میں نہیں ہوگا۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ خوب سن لو یہ بات اپنے دل پر لکھ لو کہ جو بندہ اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا۔ اور جب اللہ سے نہیں ڈرتا تو ہر ایک سے ڈرتا ہے۔ دیکھ لو تجربہ کرکے۔ آپ کے دل میں اگر اللہ کا خوف آ جائے آپ اللہ کو پہچان لیں اور اللہ سے ڈریں آپ بڑے دلیر ہوں گے' بڑی جرات والے ہوں گے۔ نہ آپ کو صدر کا ڈر ہوگا نہ کسی افسر کا ڈر ہوگا' بڑی آپ میں ہمت اور حوصلہ ہوگا۔ جب آپ اللہ کو نہیں پہچانتے ہوں گے اللہ کا ڈر نہیں ہو گا تو پھر ہر ایک سے ڈریں گے۔ اس سے بھی ڈریں گے' اس سے بھی ڈریں گے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ یہ مشرک ہندو پیپل سے ڈرتا ہے۔ پیپل کی پوجا کرتے ہیں' چوہے کی پوجا کرتے ہیں۔ سانپ کی پوجا کرتے ہیں آگ کی پوجا کرتے ہیں' پانی کی پوجا کرتے ہیں۔ کیوں ان سے ڈرتے ہیں کہ سانپ کاٹ کھاتا ہے لہذا اس کی پوجا شروع کر دے تاکہ ہمیں کاٹے نہ۔ پانی سیلاب کی صورت میں آکر تباہ کر سکتا ہے پانی کی پوجا شروع کر دو۔ یہ خواجہ خضر وغیرہ پانی کے کنارے جاکر چلے کرنا اور اس کی عبادت کرنا یہ ..... اور مومن ! مومن کسی چیز کی پرواہ ہی

نہیں کرتا وہ سمجھتا ہے سب طاقتیں اس کے قبضے میں ہیں' حکم اللہ کا چلتا ہے' یہ تو سب چیزیں محتاج ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گیں تو اس وقت یہ نہیں کہ مسلمان تعداد میں تھوڑے ہوں گے فرمایا وہ اللہ کو نہیں جانتے ہوں گے۔ نہ اللہ کی محبت ان کے دل میں' نہ اللہ کا ڈر ان کے دل میں۔ (رواہ ابوداؤد' مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب تغیر الناس' عن ثوبان رضی اللہ عنہ) اور ویسے آج کل حقیقت یہ ہے کہ اب آپ محسوس نہیں کرتے کہ جیسے اللہ والی کھڑکی آپ کے دل کی بالکل بند ہے۔ کبھی آپ کو خدا سے ڈر لگتا ہے۔ اور اس کا پتہ کیسے لگتا ہے؟ جب گناہ کا وقت آئے آپ ڈر جائیں سمجھیں کہ آپ اللہ کو مانتے ہیں اور اگر گناہ کا وقت آئے اور آپ کا دل نہ ڈرے سمجھ لو کہ کھڑکی بند ہے۔ اللہ کا آپ کے دل میں کوئی تصور نہیں۔ اسی لئے تو ہے کہ ایمان والا آدمی حتی المقدور گناہ کے قریب نہیں جاتا۔

ایک عورت نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر زمین کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جن کو آپ' نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ان کے گھر میں تھی تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کیطرف گئے کہ میں آپ' کو قتل کروں اور قصہ پاک کر دوں۔ یہ کیا سارے مکے میں آگ لگا رکھی ہے اس نے۔ تو کسی نے کہہ دیا اے عمر! تو جا رہا ہے نبیؐ کی طرف' جا کر اپنی بہن کا حال تو دیکھ لے وہ بھی مسلمان ہو گئی ہے تو وہ اپنی بہن کے گھر آگئے۔ ان کے خاوند حضرت سعید رضی اللہ عنہ تھے ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم اپنے اس دین کو چھوڑ دو۔ ان کو مارا پیٹا' خون خرابہ جو کچھ کرنا تھا وہ کیا۔ بڑے نیک آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک عورت نے ان پر دعویٰ کر دیا کہ اس نے میری زمین دبا لی ہے۔ گورنر سے جس کے پاس دعویٰ دائر ہوا تھا حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے اپنے

کانوں سے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی دبا لی، تھوڑی سی زمین بھی دبا لی ساتوں زمینوں کے طبق قیامت کے دن اس کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔ میں نے اپنے کانوں سے حضور ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ میں حضور ﷺ سے یہ بات سن کر کسی کی زمین دبا سکتا ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ سے یہ بات سنوں پھر کسی کی زمین غصب کر لوں؟ قیامت کے دن اتنا بوجھ۔ آدمی دو من کا وزن نہیں اٹھا سکتا پورے ساتوں طبق زمین کے اس کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔ میں اس عورت کی زمین کیسے دبا سکتا ہوں۔ تو حاکم کہنے لگا کہ اچھا آپ گواہ لائیں۔ حضرت سعیدؓ کہنے لگے میرے پاس کوئی گواہ نہیں، میں زمین چھوڑتا ہوں حالانکہ میں نے زمین نہیں دبائی۔ جس زمین پر اس عورت نے دعوی کیا ہے۔ میں وہ زمین چھوڑتا ہوں۔ عورت خوش ہو گئی کہ میں کامیاب ہو گئی۔ کہنے لگے ٹھیک ہے تو خوش ہے کہ میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن خدا سے دعا کرتاہوں اللہ تجھے زندگی میں اندھا کر دے اور تیری گھر میں قبر بنے۔ تجھے زمین کا اتنا لالچ ہے۔ تیرے گھر میں تیری قبر بنے چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ اندھی ہو گئی۔ اور ان کے گھر میں کنواں تھا وہ اس میں گر کر وہیں مری۔ (رواہ البخاری و مسلم، مشکوۃ کتاب الفضائل باب الکرامات عن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) تو آپ نے دیکھا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا استدلال کہ جب میں نے نبی ﷺ سے کسی کی چیز غصب کرنے کے بارے میں یہ سن لیا کہ قیامت کے دن وہ اس کے سر ہو گی۔ پھر غصب کرنا مرے لیے کیسے ممکن ہے۔ آپ نے جس کی کوئی چیز چرائی ہے کسی کا پن، کسی کا بٹوا، کسی کا جوتا؛ کسی کی اور چیز۔ میدان محشر میں آپ وہ چیز لئے لئے پھریں گے وہ آپ کے ہاتھ میں ہو گی۔ کسی کا جوتا، جو چیز آپ نے کسی کی غصب کی ہے میدان محشر میں آپ وہ چیز لئے لئے پھریں گے ثبوت ساتھ موجود ہوگا۔ بے دھڑک آپ نے گناہ کر لیا تو سمجھ لو

کہ اللہ والی کھڑکی آپ کیلئے بند ہے۔ اب اگر ایمان نہ ہو تو نماز کا کیا فائدہ' روزے کا کیا فائدہ' حج کا کیا فائدہ' کسی نیکی کا کوئی فائدہ نہیں۔ نیکی کا فائدہ تو تب ہے جب اللہ پر ایمان ہو۔ جب اللہ پر ایمان نہیں تو کوئی نیکی نیکی نہیں۔ یہ معاشرہ کیوں بگڑتا ہے' یہ برائی کیوں زوروں پر ہے صرف اس وجہ سے کہ اللہ یاد نہیں اگر اللہ یاد ہو پھر گناہ ہو جائے! بھلا پھر گناہ کہاں ہوتا ہے؟ اور قرآن پڑھ کر دیکھو' قرآن کیا کہتا ہے؟ جیسے کوئی کسی پر افسوس کرتا ہے۔ جب بچے سکول میں پڑھتے ہیں' استاد بچوں کی حالت دیکھ دیکھ کر افسوس کرتا ہے کہ کیسے کھلنڈرے ہیں' کیسے نکمے ہیں' امتحان سر پر آ گیا ہے اور ان کو پرواہ ہی کوئی نہیں۔ باپ بچوں کے سامنے روتا ہے کہ بدبختو! امتحان سر پر آ گیا تمہیں پرواہ کوئی نہیں' تم اپنی کھیلوں میں پڑے ہوتے ہو۔ بالکل اسی طرح سے اللہ فرماتا ہے اقترب للناس حسابهم و هم فی غفلة معرضون لوگوں کا حساب تو قریب آ گیا ہے و هم فی غفلة معرضون (21 : الانبیاء: 1) اور لوگ غفلت میں ہیں' انہیں کچھ پرواہ نہیں اور اندازہ کر لیں۔ اللہ اکبر.... اب جو حالات اس وقت گزر رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں کس قدر تباہی ہوگی اور اس کے اسباب کیا ہوں گے۔ جنگ ہو جائے' آپ پاکستان کی حالت نہیں دیکھ رہے' دیکھو خدا کی قدرت جب کسی کی بدبختی آتی ہے تو اسے سوجھتی نہیں۔ اب یہ ہم لوگ اخبار پڑھتے ہیں اور نظر آ رہا ہے کہ پاکستان پر کون کون تیار ہو رہا ہے۔ انڈیا' افغانستان' روس' ایران۔ دیکھ لو کس طرح سے وہ اور سب جانتے ہیں کہ حالات یہ پیدا ہو رہے ہیں اور ہمارے لیڈر مزے سے سو رہے ہیں۔ خراٹے مارتے پھر رہے ہیں عیش کر رہے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں اور یہ بدبختی کی انتہاء ہے کہ حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی قوم کی تباہی بالکل قریب آ جاتی ہے۔

لوط علیہ السلام کی قوم' ان کو برائی کی عادت تھی لڑکوں سے بدفعلی

کرتے' حضرت لوطؑ نے بڑا سمجھایا' بڑا سمجھایا' بڑا سمجھایا لیکن باز نہ آئے۔ آخر دونوں طرف سے وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے عذاب کے لئے بھیجے اور فرشتے کس شکل میں آئے۔ دیکھو فرشتہ اپنی اصلی شکل میں ہو تو انسان اس کو برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو بخار چڑھا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کو بخار ہو گیا۔ (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب الفضائل باب المبعث و بدء الوحی عن عائشہؓ) فرشتہ اپنی اصلی شکل و صورت میں انسان اس کا متحمل ہو ہی نہیں سکتا اور پھر جو عذاب لے کر آئیں بھلا وہ کیسے۔ لیکن اللہ کی قدرت دیکھو' اللہ کی حکمتیں دیکھو اس کے ہاتھ دیکھو کہ وہ کیسے کرتا ہے لوطؑ باہر کھیتوں میں کام کر رہے ہیں وہاں چھوکرے جن کے ابھی داڑھی مونچھ نہ پھوٹی ہو ان کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے ہم آپ کے مہمان ہیں۔

حضرت لوطؑ ڈر گئے کہ یہ میرے مہمان ہیں میں ان کو گھر لے جاؤں گا۔ میری قوم تو ان پر ٹوٹ کر پڑ جائے گی اتنے خوب صورت ہیں۔ اور ایسی حالت میں میری قوم ان کو کہاں چھوڑے گی۔ لیکن اللہ کو چونکہ کارروائی کرنا منظور تھی' کچھ مہمانوں نے مجبور کیا۔ کچھ انہوں نے دیکھا کہ بہرکیف گھر تو لے جانا ہے۔ ان کو گھر لے آئے اور گھر آتے ہی جلدی سے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا کہ کوئی بدمعاش آ نہ جائے۔ لوطؑ کو بالکل پتہ نہیں کہ یہ فرشتے ہیں۔ اب دیکھو قوم کا جرم کیا تھا۔ لڑکوں سے بدفعلی کرنا۔ لوطؑ نے بڑا سمجھایا' بڑا سمجھایا' لیکن قوم نے ان کی ایک نہ مانی اب جب وقت قریب آگیا عذاب کا یعنی یہ آپ لازمی سمجھ لیں کہ برائی کا نتیجہ برا اور وہ عذاب ہوتا ہے' جب گناہ ہوں گے تو خدا کا غضب جوش میں آئے گا اور عذاب کی صورت اختیار کرے گا۔ لیکن خدا کا عذاب کیسے آیا' فرشتوں کو عذاب کی شکل میں بھیجا' جلدی سے اندر کر کے دروازہ لگا لیا۔ لوطؑ کی بیوی کافرہ تھی۔ اس نے کوٹھے پر سے ہی اپنے پڑوسیوں کو بتایا اور فٹافٹ سارے شہر میں بات پھیل گئی کہ ہمارا تو شکار

آیا ہے۔ نوجوان چھوکرے آئے ہیں۔ اس نے اپنے گھر میں ٹھہرائے ہیں۔ آ کر لگے دروازہ توڑنے' لوطؑ نکال ان کو باہر' کھول دروازہ' لوطؑ ان کی منتیں کر رہے ہیں' ان کے سامنے گریہ زاری کر رہے ہیں' طرح طرح سے ان کی خوشامد کر رہے ہیں سب کچھ کہہ دیا کہ.... لیکن قوم باز نہ آئی اور آخر کہنے لگے۔

کاش ! مجھ میں طاقت ہوتی کہ میں دفاع کر سکتا یا میرے پاس کوئی مضبوط قلعہ ہوتا۔ جس میں میں ان کے بچاؤ کی صورت کر سکتا۔ اب یہ بدمعاش تھے' دروازہ توڑنے لگے۔ جبرائیلؑ کو جو بالکل چھوکرے کی صورت میں آئے تھے غیرت آ گئی' خدا کا غضب جوش میں آیا' لوطؑ سے کہا کہ ہٹ جا پیچھے' دروازہ کھول دیا" وہ یوں ٹوٹ کر پڑے' رش کر کے آگے آئے' جبرائیلؑ نے پر مارا اور سب کی آنکھیں اور ناک پلیٹ بنا دیئے۔ ہوش حواس گم ہو گئے' شکلیں بدل گئیں' بس جونہی قوم نے دیکھا' سارے شہر میں کہرام مچ گیا۔ پتہ نہیں لوطؑ کے گھر میں کون قوم آ گئی' پتہ نہیں کیا ہے' یہ نہیں خیال آیا کہ ہم گناہ کرتے ہیں' حرکتیں کیا کرتے ہیں۔ خدا کا عذاب۔ وہ کہتے ہیں پتہ نہیں ہو کیا گیا ہے؟ اب اللہ تعالیٰ لوطؑ سے کہتے ہیں کہ اے لوطؑ سن اپنی بچیوں کو ساتھ لے اور تڑکے تڑکے یہاں سے نکل جا۔ اب ہم پوری قوم کا ایکشن لیں گے۔ چنانچہ تیری بیوی ساتھ نہ آئے ۔ وہ راز دینے والی ہے۔ وہ نہ ساتھ آئے۔ لیکن وہ کہاں ٹلتی تھی' لڑکیوں کے ساتھ وہ بھی نکلی' پھر جب شیلنگ شروع ہوئی اس کے بھی ایک پتھر لگا' وہیں ڈھیر کر دی۔ ماں جو تھی لڑکیوں کی اور خدا کی طرف سے وہاں پتھراؤ ایسا ہوا کہ صرف پتھراؤ پر ہی کفایت نہیں کی' زمین کا تختہ نیچے سے اٹھا کر اوپر لے جا کر فرشتوں نے الٹا کر نیچے مارا۔ پورا تختے کا تختہ زمین پر۔ اوپر کا طبق نیچے اور نیچے کا طبق اوپر اور پھر پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔ تو دیکھا جب کسی قوم کے دن برے آتے ہیں وہ اپنے گناہوں کو تو نہیں دیکھتے جو وہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن خدا پھر کیسے پکڑتا ہے بلکہ (Red Handed) ریڈ ہینڈڈ

کے معانی کیا ہیں۔ عین کام کرتے ہوئے ادھر ہاتھ ڈالا ادھر خدا نے پکڑ لیا۔ جیسا کہ آپ کو احساس ہو کہ آدمی کوئی میری جیب میں سے کچھ پیسے نکالنا چاہتا ہے۔ وہ ہاتھ لگا رہا ہے اب آپ الرٹ تو ہو گئے لیکن آپ نے کوئی کارروائی نہیں کی' جب دیکھا کہ اس کا ہاتھ جیب میں پڑ گیا' نیچے چلا گیا' پھر ہاتھ دبا لیا۔ اندازہ آپ کو پہلے ہی ہو گیا کہ کوئی حرکت کر رہا ہے۔ لیکن آپ ہاتھ نہیں ڈالتے کب پکڑتے ہیں جب اس کا ہاتھ آپ کی جیب میں داخل ہو جائے پھر آپ اپنی جیب سمیت پکڑیں گے تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ دیکھ لو اس کا ہاتھ میری جیب کے اندر ہے خدا نے بالکل وہی کارروائی کی کہ فرشتوں کو چھوکرے بنا کر بھیجا کہ وہ بدمعاش ان پر لپکیں گے اور ہم ان کو اس حالت میں پکڑیں گے۔ تو سوچیں آپ بھلا یعنی کتنا زبردست یہ فارمولہ ہے یہ گناہ ہوں اور خدا کا عذاب نہ آئے۔ ہاں ہلکے پھلکے گناہ چلتے رہیں' لوگ وعظ کرتے رہیں۔ لوگ ان کو سمجھاتے رہیں' ان کو نصیحت کرتے رہیں۔ و ما کان ربک لیھلک القری بظلم واھلھا مصلحون(11 : ھود : 117)

تیرا رب کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتا کہ جب کچھ لوگ گناہ کرتے ہوں لیکن ان میں کچھ نیک لوگ بھی ہوں جو ان کی اصلاح کرتے ہوں' ان کو روکتے ہوں' اس وقت اللہ عذاب نہیں بھیجتا۔ عذاب کب آتا ہے جب مولوی بھی ساتھ ہی مل جائیں' مولویوں نے تو روکنا تھا۔ لو لا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم... (5 : المائدہ : 63) جب مولوی بھی ساتھ ہی مل جائیں پھر خدا کا عذاب آ جاتا ہے کہ اب روکنے والا کوئی نہیں اور اب ہمارے ملک میں حال دیکھ لیں یعنی یہ کوئی کہنے کی بات ہے کہ مولویوں کا طبقہ آج کل سب سے زیادہ بگڑا ہوا ہے۔ اس قدر بگاڑ ہے مولویوں میں علماء میں جس کی کوئی حد نہیں' دین کو علیحدہ بگاڑتے ہیں اور دنیا میں دنیا داروں کے پیچھے چلتے ہیں مولویوں کا ڈبل کردار دیکھا آپ نے۔ آج کل کیا ہے کہ مولوی دین کو برباد

کرتے ہیں۔

چنانچہ اب آپ اپنے ملک کا حال دیکھ لیں۔ یہ جمہوریت کی سیاست، مولوی سب پیچھے لگے ہوئے ہیں یہ جمہوریت کی سیاست کفر ہے کھلا ہوا کفر، جمہوریت کیا ہے؟ عوام کی حکومت خدا کہتا ہے حاکم میں ہوں ظالمو! میری زمین، میرا آسمان، میری مخلوق حکومت عوام کریں؟ تم کون ہو حکومت کرنے والے ارے! انسان، انسان پر حکومت کرے، زمیں میری، آسمان میرا، روزی میں دیتا ہوں، زندگی میں دیتا ہوں، قانون میرا ہو گا۔ اس کے بالمقابل جمہوریت کفر ہے۔ اور مولوی ساتھ ہے، دنیا یوں برباد اور دین میں دیکھ لو مولویوں نے دین کو اتنا بگاڑا اتنا بگاڑا اتنی بھرتی کی اتنی بھرتی کی کہ آج خالص دین کا تصور ہی جاتا رہا۔

میرے بھائیو! میں اپ کو پتے کی بات بتاتا ہوں آپ آج بھی اپنے آپ کو خالص کر کے ایک طرف ہو جائیں جو آدمی کسی کی برائی دیکھ کر اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا وہ حقیقت میں مسلمان نہیں ہے۔ دودھ میں ملاوٹ بالکل نہیں ہو سکتی، خواہ آپ دودھ میں کستوری ڈال دیں دودھ برباد۔ دودھ میں پانی ڈال دیں۔ دودھ میں زم زم ڈال دیں پھر بھی دودھ برباد۔ دودھ اصلی کون سا ہوتا ہے۔ وہی جو تھنوں سے نکلے، اسی حالت میں ہو تو اصلی دودھ ہے اور جب آپ نے ملاوٹ کر دی خواہ زم زم ڈال دیا یا کچھ اور ڈال دیا۔ دودھ کی کوالٹی برباد ہو گئی۔ دودھ کا جو حسن تھا دودھ کی جو شان تھی وہ ختم ہو گئی۔

اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام خوب سن لو اور کان کھول کر سن لو کیونکہ اس پر نجات کا مدار ہے۔ اسلام صرف وہ ہے جو آسمان سے آتا ہے اور محمد ﷺ لے کر آئے ہیں۔ جو مولویوں نے بنایا ہو وہ اسلام نہیں۔ یہ آپ کا عقیدہ اس طرح سے پختہ ہونا چاہیے جیسے بچے کو الف ' با' یاد ہوتا ہے۔ دین کیا ہے؟ دین وہ ہے جو اللہ نے بھیجا ہے اور محمد ﷺ لے کر آئے ہیں۔ اس میں ایک شوشے کا اضافہ کرنا اپنی طرف سے تھوڑی سے ملاوٹ کرنا دین کو پلید

کرتا ہے۔ اب آپ نے دیکھا نہیں شیعہ اذان دیتے ہیں تو کیسے ؟ پہلی لمبی کو چھوڑو آخر میں جب ختم کرتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر ہم تو کہتے ہیں ناں لا الہ الا اللہ شیعہ اذان دے گا تو دو دفعہ لا الہ الا اللہ' لا الہ الا اللہ کہے گا آپ اگر کبھی غور نہیں کیا تو اب غور کر لینا' شیعہ جب اذان دیتے ہیں اور اذان کو جب ختم کرتے ہیں تو اللہ اکبر ' اللہ اکبر لا الہ الا اللہ ایک دفعہ نہیں کہتے' دو دفعہ کہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں وہ اذان صحیح ہے جو محمد ﷺ نے سکھائی تھی۔ اس میں لا الہ الا اللہ ایک دفعہ ہے یا جو لوگوں نے بنائی ہے اس میں لا الہ الا اللہ دو دفعہ کہا ہے کیا وہ اذان صحیح ہو سکتی ہے ؟ خرابی کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ کوئی برا کلمہ نہیں لا الہ الا اللہ کیا پیارا کلمہ ہے لیکن دیکھ لو اگر اذان میں اس کو دو دفعہ کہہ دیں گے تو اذان خراب ہو جائے گی۔ کیوں ؟ وہ اسلام نہیں ہے۔ اور اسلام کیا ہے؟ جو محمد ﷺ نے سکھایا۔ اب دیکھ لو سارا ملک ہی برباد ہو رہا ہے۔ یہ عید میلاد ...... مسلمانوں کی عیدیں صرف دو ہیں۔ عیدالفطر اور عید الاضحی۔ وہ میٹھی عید جسے کہتے ہیں اور سلونی عید وہ جو رمضان شریف کے بعد آتی ہے اور جس میں قربانی کی جاتی ہے عید الاضحی۔ لیکن دیکھ لو لوگوں نے زبردستی عید میلاد کو گھسوڑ دیا اور پوری حکومت اور پوری عوام ادھر لگی ہوئی ہے' زبردستی لوگ دکانوں سے پیسے وصول کرتے ہیں۔ بھگوان پورہ انہوں نے ہماری کار گھیر لی۔ پیسے دیں' پیسے دیں عید میلاد کیلئے۔ یعنی زبردستی وصول کیے جاتے ہیں۔ ہم نے ان سے کہا ارے پیسے کیسے۔ کہ جی عید میلاد کے۔ ہم نے ان کو کہا یہ تو عیسائیوں کی سنت ہے۔ مسلمانوں کا تو کوئی طریقہ ہی نہیں ہے۔ ان کو سمجھایا۔ دیر تو کافی لگی لیکن اللہ کا شکر ہے ہم بھی بچ کر نکل گئے اور ان کو بھی ہم نے سمجھایا۔ تو یہ عید میلاد کیا ہے؟ یہ عیسائیوں کی سنت ہے یہ اسلام کی سنت نہیں۔ عیسائی کرسمس ڈے مناتے ہیں۔ برتھ ڈے مناتے ہیں اور آج کا مسلمان کافروں کی طرح سالگرہ بھی مناتا ہے اور عید میلاد بھی مناتا ہے' یہ کفر

ہے۔

میں نے آپ سے کہا نہیں۔ اسلام ایک خالص دودھ ہے۔ حضورؐ جب معراج کو چلنے لگے۔ آپ کے سامنے پیالہ پیش کیا گیا' شراب کا اور دودھ کا کہ ان میں سے پسند کیجئے' آپ نے دودھ کا پیالہ پسند کیا۔ جبرائیلؑ نے کہا اے محمد ﷺ! اگر آپ شراب کا پیالہ پسند کرتے تو آپ کی ساری امت برباد ہو جاتی۔ (الرحیق المختوم ص 214) اسلام تو دودھ ہے اور دودھ کب خالص ہوتا ہے خوب سمجھ لو۔ آپ پڑھے لکھے ہیں دودھ کب تک خالص ہوتا ہے جب وہ اسی حالت میں رہے جس حالت میں تھنوں سے نکلا ہے جس طرح تھنوں سے نکلتا ہے اسی حالت میں دودھ خالص ہے۔ اور اگر آپ اس میں کچھ ڈال دیں کوئی عرق ڈال دیں۔ ماء اللحم ڈال دیں' زم زم جو اتنا مقدس پاک ہے ڈال دیں تو دودھ برباد ہو جائے گا۔

میرے بھائیو! سوچ لو یہی فرق ہے اہل حدیث میں اور غیروں میں۔ اہل حدیثوں میں اور دیوبندیوں میں پس اہل حدیثوں میں اور بریلویوں میں' اہل حدیثوں میں اور شیعہ میں یہی فرق ہے۔ اہل حدیث کیا کہتے ہیں کہ اسلام وہ جو آسمان سے آئے۔ اسلام وہ جس کو محمد ﷺ لے کر آئیں۔ اسلام وہ جو اللہ کا بھیجا ہوا ہے اور اگر آپ نے اپنی طرف سے کوئی اضافہ کر لیا آپ نے اسلام کو خراب کر لیا۔ اب دیکھ لو دیوبندی' دیوبندی بن گیا۔ ہم اس سے پوچھتے ہیں دیوبندی تیرا خاندان ہے کہ جی نہیں' خاندان تو نہیں۔ ہمارے اکابر کا ہمارے بزرگوں کا ایک مذہبی سلسلہ ہے' ہمارے علماء اکابر دیوبند ہیں یہ ہماری لائن ہے۔ کر لیا ناں پیوند' برباد ہو گئے۔ دیوبندی اصل اسلام پہ نہ رہا۔ بریلوی کوئی خاندان کا نام نہیں۔ احمد رضا خان جو بریلی میں پیدا ہوئے انہوں نے اس کو پیوند کیا تھا۔ وہ اسلام قاری ہو گیا۔ وہ برباد ہو گئے۔ شیعہ نے اس کو پیوند کیا' اس میں ٹیکے لگائے اس میں بھرتی کی' اسلام برباد ہو گیا۔

ہم ہیں جو کہتے ہیں سن لو! اسلام میں کوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری انسان تک اگر کسی کی بات کو اسلام میں داخل کر دیا جائے اسلام کبھی ٹھیک نہیں رہتا۔ اسلام وہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا کہیئے! آپ کا دل نہیں چاہتا۔ صحیح مسلمان ہونے کو کیا اس کے بعد جب فرشتہ آپ سے قبر میں پوچھے گا ما دینک (رواہ احمد و ابوداؤد' مشکوۃ کتاب الایمان باب اثبات القبر عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ) آپ یہی کہیں گے کہ میں حنفی ہوں۔ اپنے اسلام کو خدا کے لئے درست کر لو۔ توبہ کرو اس دیوبندیت سے اس بریلویت سے' اس وہابیت سے۔ ان تمام گمراہیوں سے توبہ کرو اور صاف کہو کہ اسلام وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ قصہ ختم۔

دیکھ لو مسلمان حج کرنے جاتے ہیں خصوصا انڈیا کے' پاکستان کے۔ حج کہاں ہوتا ہے۔ مکہ کا مدینے کا حج تو نہیں ہوتا۔ کیوں نہیں ہوتا' دلیل کیا ہے؟ اگر مدینے کے رہنے والا حج کرنا چاہے تو مکے آئے گا۔ یا مدینے میں ہی کام کرے گا۔ توجہ سے سن لیجئے گا۔ اگر مدینے والے کے دل میں خیال آئے کہ حج کرنا ہے تو وہ مکہ آئے گا۔ نتیجہ کیا نکلا۔ حج مکے ہوتا ہے مدینے نہیں۔ لیکن جہالت کی وجہ سے ہمارے پاکستانی مسلمان اور انڈیا کے' ادھر کے لوگ اگر آج سعودی یہ اعلان کر دے کہ مدینہ بند ہے کسی وجہ سے رکاوٹ ہوگئی ہے وہاں راستے نہیں کھلے' کوئی جا نہیں سکتا یہ آپ دیکھ لیں کہ کوئی پاکستانی حج کرنے کیلئے چلا جائے۔ کبھی نہیں جائے گا۔ ان کے نزدیک حج ہے ہی مدینے کا۔ میجر اسلم پہلے جماعت اسلامی کے رکن تھے۔ پھر اس کے بعد جماعت اسلامی سے انہوں نے استعفی دے دیا۔ وہاں وہ ریاض یونیورسٹی میں داخل ہوگئے۔ وہاں انہوں نے امتحان پاس کیا اور وہیں مبلغ لگ گئے۔ ان کے تعلقات جماعت اسلامی والوں سے بہت تھے۔ ہم گئے تو وہ بتانے لگے کہ میاں طفیل حج کے لیے گئے۔ ان سے ملاقات

ہوئی انہوں نے کہا کہ میاں صاحب اللہ کا شکر ہے آپ بھی حج کیلئے آ گئے۔ کہ جی مجھے حضور ﷺ نے یاد کر لیا ہے۔ یہ بھیڑ چال ہے 'بھیڑ چال لوگوں کا رجحان ہے۔ جدھر لوگ عام چلتے ہیں۔ ادھر کو لوگ چلتے ہیں۔

تو میرا مقصد جو ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے۔ اور یہ مسجد بنائی تھی۔ اسی نیت سے بنائی تھی اللہ کوئی ایسی کھلی جگہ دے دے جہاں لوگ آئیں۔ اور تیرا دین سکھائیں اور دین کیسا؟ خالص۔ خوب یاد رکھ لو اگر دین خالص نہ ہوا ثواب کوئی نہیں ملے گا۔ دین خالص۔ اور خالص کے معنی کیا ہیں؟ مخلصین لہ الدین قرآن جا بجا یہ کہتا ہے کوئی عمل قبول نہیں ہوگا جس کا دین ملاوٹی ' نہ اس کی نماز قبول ' نہ اس کی زکوۃ نہ اس کا روزہ قبول نہ اس کا حج قبول' نہ اس کی زکوۃ قبول کوئی عمل اس کا قبول نہیں ہے کیونکہ جو اعمال ہوں گے یہ اسلام کی زمین میں اگتے ہیں۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ یہ اسلام کے اندر لگتے ہیں اگر اسلام ہی آپ کا (Polluted) پلید ہے ' ملاوٹی ہے' آمیزش ہے تو پھر نتیجہ کیا نکلے گا۔ سب کچھ آپ کا برباد۔

اس لئے وعظ بڑا سخت لیکن خدا کے لئے اس کو خوب غور سے سنیں۔ ان شاء اللہ العزیز آپ کی نجات ہو جائے گی۔ کسی کی دل آزاری مقصد نہیں۔ آپ کا مسلمان کرنا مقصود ہے۔ اور پھر یہ بھی نہیں کہ میں کوئی بات زبردستی ٹھونس رہا ہوں دلیل کے ساتھ جو بات میں کرتا ہوں مجھے اپنے پر بڑا Confidence ہے' بڑا Confidence ہے کوئی کتنا بھی پڑھا لکھا کیوں نہ ہو ان شاء اللہ العزیز میری بات کو رد کبھی نہیں کر سکتا کیوں؟ ہم بات ہی وہی کرتے ہیں جو قرآن و حدیث ہے' اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو خوب زور کے ساتھ یہ بات سمجھائی ہے اور میری نیت یہ ہے اللہ آپ کو ہدایت دے' اللہ آپ کے دین کو خالص کر دے۔ آپ کا عقیدہ درست کر دے۔ اور اسی سلسلے میں ہم یہ جلسہ بھی کر رہے ہیں۔ کیونکہ جمعہ میں بہت کم لوگ آتے

ہیں تاکہ شہر کے لوگ اور ادھر ادھر کے لوگ جو ہیں وہ بھی آئیں اور جلسہ سنیں۔ اٹھارہ اور انیس نومبر کو یہاں جلسہ ہوگا۔ اور اس میں تعارف کروایا جائے گا کہ اہل حدیث کون ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! دنیا میں اصلی اسلام کو پیش کرنے والا صرف اہل حدیث ہے بشرطیکہ وہ باعمل ہو' برباد نہ ہوا ہو' جیسے مسلمان برباد ہو گئے ہیں۔ ایسے ہی اہل حدیث بھی برباد ہو گئے۔ صحیح اہل حدیث کون ہے؟ جو قرآن و حدیث کا پابند ہے باہر بھی اور گھر میں جو قرآن و حدیث کے احکام ہیں ان کی پوری نگرانی کرے اور اپنے گھر میں نافذ کر دے

یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے تجھے حکومت دی فاحکم بین الناس بالحق لوگوں کو حکم دے لوگوں میں انصاف کر حق کے تحت جو میں نے کہا ہے اس کے تحت' حق وہ بات ہے جو اللہ کہے۔ جو اللہ نبیؑ کے ذریعے سے بھیجے۔ و لا تتبع الھوی لوگوں کی باتوں میں نہ آنا و لا تتبع الھوی خواہش کی پیروی نہ کر کیونکہ اللہ کی بات کے علاوہ جو بھی بات ہو گی کسی کی خواہش ہوگی و لا تتبع الھوی لوگوں کی باتوں میں نہ آ' لوگ کیا کہتے ہیں؟ اگر تو لوگوں کی باتوں میں آ گیا پھر کیا ہو گا۔ فیضلک عن سبیل اللہ تیری گاڑی کو ڈی ریل (Derail) کر دیں گے۔ تجھے پٹڑی سے اتار دیں گے۔ اور ان الذین یضلون عن سبیل اللہ جو لوگ اللہ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں لھم عذاب شدید ان کے لئے بڑا ہی سخت عذاب ہے۔ کیوں؟ بما نسوا یوم الحساب (38 : ص : 26) انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔ میرے بھائیو! ہم مریں گے تو اللہ کے پاس جائیں گے خدا ہم سے پوچھے گا سنا کیا کر کے آیا ہے؟ کیا نہیں پوچھے گا؟ خدا ضرور پوچھے گا کیا کر کے آیا ہے۔ اگر آپ نے یہ کہہ دیا اپنی مرضی کر کے آیا ہوں تب بھی مارے گئے۔ اور اگر یہ کہہ دیا کہ فلاں کے پیچھے لگ گیا تھا تب بھی مارے گئے۔

بچاؤ کی صورت کیا ہے؟ یااللہ جو تو نے محمد ﷺ کے ذریعے سے کہا ہے وہی کیا ہے۔ آپ پاس ہو گئے۔ خوب یاد کر لو اللہ آپ سے پوچھے گا کہ جو میں نے کہا ہے وہ کیا ہے یا نہیں؟ اور آج ہمارا حال کیا ہے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ آج ہم مرضی کرتے ہیں یہ جتنے سوشلسٹ' کیمونسٹ' نیشنلسٹ یہ جمہوریے سب اپنی مرضی کرتے ہیں اور یہ جو دیوبندی' بریلوی' شیعہ یہ دوسروں کے پیچھے لگتے ہیں' مولوی نے ان کو برباد کیا۔ بچے گا کون؟ جو صرف یہ کہے گا کہ یااللہ! جو تو نے کہا اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے سے' آپ پاس ہو گئے' کہیے! اسلام سمجھنا کوئی مشکل کام ہے؟ بالکل آسان۔ اس لئے اسی سبق کو خوب یاد کر لو۔

سوالات

ان سوالوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہاتھ سے تصویر بنانا کیمرے سے تصویریں کھینچنا کیا انکا ایک جیسا گناہ ہے؟

دیکھئے! یہ مشین کا دور ہے جہاں پہلے مزدور کام کرتے تھے وہاں اب مشینیں کام کرتی ہیں۔ فرق تو کچھ نہیں' پہلے یہ کپڑا جلاہا بنتا تھا اب مشین بنتی ہے' کپڑا تیار ہوا نا' ہے تو کپڑا۔ تصویر کوئی ہاتھ سے بنائے' کوئی کیمرے سے بنائے تصویر ہے اور تصویر حرام ہے کھینچنا بھی اور کھنچوانا بھی۔ اور ہماری Tendency' رجحان کیا ہے؟ یعنی یہ کہ جب کوئی چیز عام ہو جائے اس کا کوئی حرج نہیں۔ جب کوئی چیز عام ہو جائے اس کا کوئی حرج نہیں۔ اب آپ دیکھ لینا اللہ تعالیٰ نے اکٹھا چار چیزوں کو حرام کیا ہے۔ چاروں چیزوں کا اکٹھا ذکر ہے۔ شراب کو' مردار کو' خنزیر کو' اور یہ چڑھاوے گیارھویں شیارھویں۔ اب چونکہ شراب عام ہو گئی ہے' اس لئے کوئی شراب پی لے اس میں کوئی خاص نفرت نہیں ہوتی' اس کے گھر آنا جانا' اس سے رشتہ داری کرنا اس سے میل جول کرنا' اس کو سوسائٹی میں درجہ دینا' اس کو الیکشن میں کھڑا کرنا اس کے پیچھے لگنا

کوئی بات نہیں۔ اور کوئی مردار کھا لے' دیکھ لو طوفان بچ جائے گا' کوئی سور کھا لے طوفان بچ جائے گا۔ اور انگلینڈ میں سارے سور کھاتے ہیں۔ وہاں کوئی پوچھتا کچھ نہیں۔ انسان جب دیکھتا ہے کہ یہ چیز عام ہو گئی ہے' کہتا ہے یہ جائز بھی ہو گئی۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کیا کہتا ہے۔ اب یہ لوگ جو ہیں مثلاً داڑھی کا مسئلہ اب داڑھی منڈانا' کٹانا جرم ہے۔ لیکن اب سارے کرتے کرواتے ہیں۔ مولوی بھی یہ کام کرتے ہیں' اب لوگوں نے تو سمجھا ہے کہ معمولی بات ہے' کوئی ایسی بات نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے جس آدمی نے داڑھی منڈوائی تھی اس کی شکل دیکھنا گوارہ نہ کی۔ لیکن اب چونکہ ایک عام بیماری لگ گئی ہے اس لئے اس میں کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ سو میرے بھائیو! خوب یاد رکھو' اسلام کو زندہ دلی سے قبول کرو۔ اور اپنے اسلام کی فکر کرو اپنی صحت سے زیادہ۔ اللہ... میں دیکھتا ہوں میرے جیسے بعض صبح کو چکر لگاتے ہیں' سیر کرتے ہیں اب میں ان کو دیکھتا ہوں' ان کو ڈاکٹروں نے کہا ہے "صبح صبح سیر کرنا صحت کے لئے اچھا ہے" اور اگر ان سے پوچھیں آپ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے گئے تھے کہ جی نہیں۔ جماعت کے ساتھ نماز' دیکھ لو ڈاکٹر نے کہہ دیا تو لازمی اگر محمد ﷺ فرمائیں کہ نماز پڑھ تو کوئی ضروری نہیں۔ سوچا کیا حشر ہو گا' مر تو آخر جانا ہے۔ آج نہیں مریں گے تو کل مر جائیں گے۔ خواہ کوئی بہت احتیاط کرے۔ بشیر صاحب تھے یہ منیجر نیشنل بینک والے' اتنا پرہیز' اتنا پرہیز' سیر کی' پرہیز کیا۔ سب کچھ کیا۔ لیکن دیکھ لو وقت آ گیا۔ دیر نہیں لگی۔ اب حیران تھے ہم لوگ' چلو میرے جیسا کوئی بدپرہیزی کرتا' لسی سے نہیں ٹلتا' گھی سے نہیں ٹلتا' اس سے نہیں ٹلتا' چلو مر گیا۔ ہم نے تو ڈاکٹر کی بات نہیں مانی تو مر گئے۔ لیکن وہ اس قدر پرہیز کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ہم سے پہلے مر گئے۔ موت تو آنی ہی آنی ہے۔ اب جو ڈاکٹر کہے وہ زیادہ ضروری ہے اور جو محمد ﷺ کہیں اس کی پرواہ کوئی نہیں کرتا۔ یہ بدبختی کی انتہاء ہے ناں۔ بدبختی کی علامت ہے۔ بچی

بات ہے کہ لوگوں کو دیکھ دیکھ کر ترس آتا ہے۔ یااللہ یہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان لیکن ان کے نزدیک محمد ﷺ کی بات سب سے ہلکی اور اوروں کی بات بہت بڑھ چڑھ کر۔ ان کی بات خاص پرواہ کریں گے اور محمد ﷺ کی بات کی پرواہ نہیں کریں گے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان.....

خطبہ نمبر 3

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وکل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة و کل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم' بسم الله الرحمن الرحیم○

الا الذين صبروا وعملوا الصلحت اولئک لهم مغفرة و اجر كبير○

(11: هود: 11)

ہمارا اس دنیا میں آنا یہ کوئی اتفاقی نہیں ہے کوئی حادثہ نہیں ہے۔ یہ باقاعدہ ایک حکمت کے تحت اللہ تعالٰی کی ایک تدبیر کے تحت یہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ہمیں اس کا یقین آتا ہی نہیں کہ ہم اس دنیا میں کسی خاص مقصد کے تحت بھیجے گئے ہیں۔ بس ہم سمجھتے ہیں کہ اس دنیا میں لوگ آتے ہیں' یہاں رہتے ہیں' مر جاتے ہیں۔ پھر نئے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں اس طرح سے یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

یہ خیال بالکل نہیں کہ یہ کوئی نظام ہے جس کے تحت یہ سارا سلسلہ چل رہا ہے۔ دیکھو اوپر آسمان ہے اور نیچے زمین ہے اور پھر آسمانوں کے اوپر پھر خدا کا عرش ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔ یہ ساری کائنات یہ سارا نظام میں نے اس لئے سیٹ (set) کیا ہے کہ انسان کو اسمیں آباد کیا جائے اور انسان کو یہاں کیوں بھیجا گیا ہے۔ لیبلوکم ایکم احسن عملا (67 : الملک : 2) یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کیسے کام کرتے ہیں۔ اب ہم اس کا احساس کریں یا نہ

کریں۔ خدا ہمیں بھیج کر یہی دیکھتا ہے کہ یہ کیسے کام کرتا ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں۔ خدا نوٹ کر رہا ہے۔ انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون (45 : الجاثیہ : 29) قیامت کے دن اللہ کہے گا اے بندو ! جو تم کرتے تھے ہم لکھواتے رہتے تھے۔ سو میرے بھائیو اس پر بہت یقین کرو ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لو کہ میرا یہ کام اللہ نے نوٹ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا یہ کام اپنے رجسٹر میں' اپنے کھاتے میں لکھوا لیا ہے۔ اب یہ اچھا ہے یا برا۔ اس کی ہمیں فکر بھی کرنی چاہیے اور جو فکر نہیں کرتا وہ یقین جانئے بالکل مسلمان نہیں۔ کیونکہ مسلمان کبھی غافل نہیں ہوتا مسلمان وہی ہوتا ہے جس کا ایمان زندہ ہو۔ جس کو یہ احساس ہو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ ہر وقت میری طرف دیکھتا ہے کہ یہ کیا کام کرتا ہے۔ کیسے کام کرتا ہے اگر میں اچھے کام کروں گا تو میرے بچاؤ کی صورت ہے اور اگر میں برے کام کرتا رہا تو میرے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں اور جسے خیال ہی نہیں کہ کیسے کام ہو رہے ہیں وہ پورا کافر ہے۔ اب آپ سوچ لیں اپنے دل میں اس پر دھیان کرلیں کہ اگر آپ کو یہ ڈر نہیں رہتا یہ فکر نہیں رہتی۔ تو سمجھ لیں کہ پھر خواہ آپکو نمازوں کی عادت یا روزے رکھنے کی عادت پڑ جائے۔ اسلام والا کام بالکل ختم۔ اسلام اسی شعور' اسی احساس' اسی بیداری کا نام ہے۔ کہ آپ یہ یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ لیبلوکم ایکم احسن عملا کہ تم کیسے کام کرتے ہو اچھے کام کرتے ہو یا برے کام کرتے ہو فرمایا کہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت اے نبی ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر تو ان سے یہ کہہ دے کہ بھئی موت کے بعد تمھیں اٹھنا ہے تو کیا کہیں گے ان ھذا الا سحر مبین یہ تو بہت بڑا جادو ہے کہ مردہ زندہ ہوجائے۔ یعنی ان کو حیرانی ہوتی ہے اچھا مر کر اٹھیں گے اب پچھلے لوگ مرے ہوئے کسی کو ہزار سال گزرے کسی کو دو ہزار سال گزر گئے کوئی نام و نشان تک نہیں بالکل کوئی پتہ ہی نہیں اس کے

ذرات کہاں چلے گئے ہیں کہاں پہنچ گئے ہیں پھر یہ ہے کہ انکم مبعوثون من بعد الموت کہ تم موت کے بعد کھڑے کئے جاؤگے تو وہ کہتے ہیں۔ ان هذا الا سحر مبین یہ تو بہت بڑا جادو ہے۔ یعنی حیرانی ہوتی ہے اس بات پر ویسے چونکہ ہم مسلمان خاندانی ہیں۔ اسلئے ہم اس کا انکار تو نہیں کرتے کہ مر کر اٹھنا نہیں ہے یہ تو ہم کہہ لیتے ہیں کہ ہاں مر کر اٹھنا ہے تو یہ صرف بات ہماری زبان سے نکلتی ہے۔ دل میں یہ بات ہمارے ہاں بھی نہیں ہے۔ آپ سوچیں اس بات پر کبھی غور کریں۔ کہ اب دنیا کے حالات کیا ہیں کوئی شاید ایک آدمی ہو جو قابل اعتماد ہو۔ جس کو پیسہ ہاتھ لگ جائے تو پیسہ نہیں۔ کسی کی عزت پر ہاتھ کرنے کا موقع مل جائے تو وہ چیز نہیں یعنی گناہوں کی اس قدر بھرمار ہے۔ اس قدر حد ہو چکی ہے۔ اور پھر ہم یہ کہیں کہ ان لوگوں کو آخرت یاد ہے۔ ان کو یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ کہ یہ اچھے کام کرتے ہیں۔ یا برے کام کرتے ہیں۔ نہیں یہ بالکل وہی لوگ ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہی فرمایا اگر تو ان سے کہے کہ مر کر اٹھنا ہے تو چونکہ وہ کافر تھے صاف کہہ دیتے تھے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ایسا ہو سکتا ہی نہیں۔ ویسے ہم زبان سے یہ نہیں کہتے کہ یہ جھوٹ ہے لیکن دل ہمارا بھی یہی کہتا ہے کہ مر کر اٹھنا نہیں۔ کیوں کہ اگر ہمیں یہ یقین ہو مر کر اٹھنا ہے اور اللہ ہم سے حساب لے گا۔ تو پھر یہ عدالتیں بھری پڑی ہوں؟ اللہ میرا معاف کرے! سچ اور جھوٹ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ نہ جج کے دل میں خدا کا خوف ہے۔ نہ وکیل کے دل میں خدا کا خوف ہے نہ موکلان جو ہیں وکیل کرنے والے ان کے دل میں خدا کا خوف ہے۔ بس ایک ہی مقصد ہے کہ میں جیت جاؤں مقدمہ کا میرے حق میں فیصلہ ہو جائے۔ بس یہ کسی طرح سے بھی ہو پیسہ دے کر جھوٹے گواہ پیش کر کے چرب زبانی سے جس طرح بھی ہو۔ دن رات عدالتوں میں یہ معاملہ چل رہا ہے اور یہ اس قوم کا حال کبھی نہیں ہو سکتا

جس قوم کے دل میں یہ خیال ہو کہ ہمیں مر کر اٹھنا ہے اور اللہ کو حساب دینا ہے۔ اللہ تعالی نے دیکھو کہیں کافر کا لفظ استعمال کیا ہے اور کہیں کہیں کافر کی خصلتیں بیان کی ہیں۔ ہمیں خصلتوں کو دیکھنا چاہیے۔ کہ کافروں کا کردار کافروں کی جو خصلت بیان کی گئی ہے۔ اس کو دیکھے کہ کہیں وہ تو ہم میں نہیں پائی جاتی۔ اگر وہ خصلت کافر والی ہم میں پائی جائے تو پھر کہئے ! کوئی شک والی بات رہ جاتی ہے کہ ہم بھی انہی جیسے ہیں ویسے بے شک ہمیں کوئی کافر نہ کہے لیکن جب خصلتیں ساری کافروں والی پائی جائیں تو پھر کافر ہونے میں کیا شک ہے۔ اللہ تعالی نے اس کے بعد ان کا حال بیان فرمایا۔ ولئن اخرنا عنهم العذاب الى امة معدودة ليقولن مايحبسه الا يوم ياتيهم ليس مصروفا عنهم و حاق بهم ما كانوا به يستهزءون (11 : هود : 8)

کہ موٹی بات ہے جب آپ جرم کرتے ہیں یہ معمولی معمولی حکومتیں ہیں' جرم کرتے ہیں۔ تو آپ کے خلاف مقدمہ قائم ہوجاتا ہے۔ سزا ملتی ہے۔ تو اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ کہ آخر میری بھی حکومت ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ جب تم گناہ کرتے ہو۔ میری نافرمانی کرتے ہو۔ میری حدود کو توڑتے ہو تو میں ناراض نہیں ہوتا تو کیا میں سزا نہیں دوں گا۔ فرمایا کہ اگر میری طرف سے سزا میں دیر ہوجاتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں سزا ملتی اللہ ہے ہی نہیں یہ تو خواہ مخواہ مولوی کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ سارا باطل ہے۔ بات ہی کچھ نہیں۔ فرمایا۔ ولئن اخرنا عنهم العذاب الى امة معدودة اگر ہم کچھ دیر کے لئے عذاب کو ذرا پیچھے کر دیں۔ عذاب نہ آئے تو وہ کہتے ہیں۔ ليقولن ما يحبسه کیوں نہیں آتا کس چیز نے روک رکھا ہے۔ اب دیکھو ناں گناہوں کی کوئی حد ہے۔ اتنے گناہ ہوں لیکن ڈر کوئی نہیں ہے۔ بات کیا ہے دل میں ہمارے۔ اسی خیال سے کہ نہیں عذاب و ذاب کی کوئی بات نہیں ۔ اتفاق ہے جو ہوجائے وہ ہو جائے فرمایا الا يوم ياتيهم ليس مصروفا لوگو سن لو جس دن آگیا اس دن کو ٹال کوئی

نہیں سکتا۔ یہ تو میری حکمت ہے ابھی نہیں آرہا۔ الا یوم یاتیھم سن لو جس دن میرا عذاب آگیا لیس مصروفا عنھم اس کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ کوئی دنیا کی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ فرمایا و حاق بھم ما کانوا بہ یستھزؤن فرمایا آج یہ مذاق کرتے ہیں ان کو یقین نہیں آتا میری باتوں کو ٹھٹھا سمجھتے ہیں۔ فرمایا جس کو یہ نہیں مانتے وہی چیز ان کے سامنے آکر کھڑی ہوگی۔ تو اب کافر کی خصلت بیان کی یہ دیکھو توجہ سے سننا ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ ثم نزعنھا منہ انہ لیوس کفور (۱۱ : ہود : ۹) فرمایا انسانوں کا یہ حال ہے کہ اگر ہم اسے کوئی رحمت دکھاتے ہیں اپنی طرف سے اس پر کوئی انعام کردیتے ہیں۔ اسے خوش حال کردیتے ہیں۔ اسے کوئی اچھا عہدہ مل گیا۔ وہ صدر بن گیا وزیر اعلیٰ بن گیا پرائم منسٹر بن گیا یا اور کوئی اچھی پوزیشن مل گئی۔ فرمایا۔ و لئن اذقنا الانسان منا رحمۃ اگر ہم کوئی اس کو رحمت چکھا دیں اور پھر کسی وجہ سے ہم وہ چیز چھین لیں۔ انہ لیؤس کفور بالکل ناامید ہو جاتا ہے۔ جیسے بس ختم۔ اب کبھی (change) آہی نہیں سکتی۔ یعنی اگر خدا کی طرف سے کوئی تکلیف آجائے کوئی پریشانی آجائے تو بالکل ناامید ہوجاتا ہے۔ اذقنہ نعماء بعد ضراء اور اگر دکھوں کے بعد ہم اسے کوئی نعمت دے دیں اس کو کوئی ترقی دے دیں تو پھر وہ کہتا ہے۔ ذھب السیات عنی ہمارے پچھلے آباؤ اجداد بیچارے غریب تھے تنگ دست تھے ہم تو بہت ترقی یافتہ ہیں۔ ہم تو خاندانی لوگ ہیں اس طرح بڑا خوش ہوتا ہے۔ شیخیاں مارتا ہے۔ بڑا اتراتا ہے۔ الا الذین صبروا وعملوا الصلحت فرمایا لیکن ایمان والے ایسے نہیں ہوتے ہیں۔ یہ کردار کس کا ہے۔ یہ کافر کا کردار ہے۔ اذا مسہ الشر جزوعا ○ و اذا مسہ الخیر منوعا ○ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو شور مچاتا ہے اور جب اسے خدا کی طرف سے آرام ملتا ہے عزت ملتی ہے۔ مال اسکے ہاتھ میں آتا ہے۔ پھر، پھر پرواہ ہی کوئی نہیں۔ کنجوس بخیل۔ لا پرواہ اللہ اسے یاد ہی نہیں۔ الا المصلین

(70 : المعارج : 20 ـ 22) مگر نمازی ایسے نہیں ہوتے۔ یہاں فرمایا۔ الا الذین صبروا وعملوا الصلحت مومن ایسا نہیں ہوتا مومن کا کردار کیا ہے؟ حدیث میں آتا ہے کہ مومن کا کردار یہ ہے۔ اگر وہ تنگ ہے تو اس پر خدا کی رحمت اور اگر وہ خوش حال ہے تو اس پر خدا کی رحمت اگر تنگ ہے تو صبر کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری کسی غلطی کی سزا مجھے ملی ہے۔ اللہ بڑا مہربان ہے اور وہ کہتا ہے۔ رضیت باللہ ربا (رواہ مسلم ' مشکوۃ : کتاب الرقاق باب التوکل و الصبر عن صہیب رضی اللہ عنہ) اللہ میں تیرے رب ہونے پر راضی ہوں۔ شور نہیں مچاتا۔ جزع فزع نہیں کرتا گھبراہٹ کا اظہار نہیں کرتا اور جس وقت اسے اللہ کی طرف سے کوئی نعمت ملتی ہے تو اتراتا نہیں۔ شیخیاں نہیں مارتا فخر نہیں کرتا۔ اس کی طبیعت بڑی مسلسل (constantly) لگا تار ایک چال پر رہتی ہے اور دنیا دار کا حال کیا ہے اور جو کافر ہے اس کا کردار کیا ہے۔ فرمایا واذا انعمنا علی الانسان اعرض و نا بجانبہ قرآن مجید نے اس بات کو بہت جگہ بیان کیا ہے۔ تاکہ لوگ اپنے مزاج کو دیکھ کر اپنی طبیعت کو دیکھ کر اپنے بارے میں اندازہ کر لیں کہ میں مسلمان ہوں یا کافر ہوں۔ فرمایا و اذا انعمنا علی الانسان جب ہم انسان پر جو کافر ہوتا ہے انعام کرتے ہیں۔ اعرض تو ہماری پرواہ ہی نہیں کرتا۔ و نابجانبہ اور ہماری طرف سے منہ موڑ لیتا ہے۔ و اذا مسہ الشر (17 : الاسراء : 83) اور جب ہم اسے کبھی کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں۔ کوئی بیماری آگئی خدا کی طرف سے کوئی اور مار پڑی۔ بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے یہ کافر کا کردار ہے اور آپ دیکھ لیں اگر غریب ہے تو محلے میں مکان ہے۔ کسی نہ کسی مسجد میں نماز پڑھ لیتا ہے۔ اور جب امیر ہو جاتا ہے تو پھر ماڈل ٹاؤن اے میں کوٹھی۔ اب وہاں سے کون آئے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے بس دور۔ اللہ سے۔ پھر وہ اپنے مکان کو دیکھتا ہے۔ میرے بھائیو۔ آج کل لوگ اپنے بچوں کو بناتے ہیں۔ ان کے بال

ان کے کپڑے ان کا رہنا سہنا اور کیا سمجھتے ہیں کہ ہم ترقی یافتہ ہیں۔ ہم کوئی دیہاتی لوگ ہیں۔ ہم ترقی یافتہ ہیں اس کا پتہ کس چیز سے لگے گا میری بیوی سے۔ جب وہ بے پردہ پھرے گی بازار میں جاکر خود خریداری (Shopping) کرے گی۔ بے حیائی کے ساتھ پھرے گی۔ میری لڑکیاں آوارہ پھریں گیں تو وہ میری عزت ہوگی کہ یہ اونچا خاندان ہے یہ ترقی یافتہ ہے۔ اور اگر شرم وحیا کے ساتھ سادگی کی زندگی' بالکل بہت ہی مسکینی کی زندگی' تو جی ! یہ تو بیچارہ کوئی غریب' بہت ہی پسماندہ سا ہے۔ اس کا Status کچھ نہیں ۔آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ نظریہ کافروں کا ہے یا آج کل کے سب مسلمانوں کا۔ اب دیکھ لو ! وہ دو لڑکیاں شعیب علیہ السلام کی جن کی بزرگی کا ذکر کرتے ہیں دیکھ لو باپ بوڑھا بیچارہ اور کوئی آدمی نہیں بعض دفعہ کوئی نوکر میسر نہیں آتا۔ گھر میں مال کافی تھا یہ جانور وغیرہ۔ تو لڑکیاں ہی بکریاں چرانے جایا کرتی تھیں اور پھر جب وہ پانی پلانے کے لیے کنویں پر آتیں تو وہاں سارے بے دین لوگ تھے۔ وہ بیچاری اپنی بکریوں کو روک روک کر پیچھے کھڑی ہو جاتیں کہ جب یہ چلے جائیں' لوگ پانی پلا کر چلے جائیں اور پانی وغیرہ بھر لیں تو پھر ہم اپنی بکریوں کو چھوڑ دیں گے جو بچا کھچا پانی ہوگا وہ تھوڑا بہت بیچاری پی لیں گی۔ اگر ہمارے جانور ان کے جانوروں میں مل گئے تو کون جھگڑا کرے گا کہ ہمارے جانوروں کو چھوڑو' یہ تو غائب کردیں گے۔ ادھر سے موسیٰ علیہ الاسلام فرعون کے ہاں قبطی کو جب قتل کر دیا ان کے ہاتھ سے مرگیا موسیٰ علیہ الاسلام ادھر سے بھاگ کر آرہے تھے تو وہاں اس کنویں پر پہنچ گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں۔ و وجد من دونهم امراتين تذودان انہوں نے ایک طرف دو لڑکیوں کو دیکھا۔ دو عورتوں کو کہ وہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں اور باقی جو ہیں سب مرد عورت گھس کرایک دوسرے میں پانی بھر رہے ہیں۔ لا رہے ہیں لے جا رہے ہیں تو موسیٰ علیہ الاسلام ان سے پوچھنے لگے۔ قال ما خطبكما بھی

تمہارا یہ کیا حال ہے تم کیوں پیچھے رکیں کھڑی ہو اپنے جانوروں کو بھی روک رہیں ہو اور ایک طرف علیحدہ کھڑی ہو تو وہ کیا کہنے لگیں۔ قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعا وابونا شیخ کبیر (28 : القصص : 23) کہ ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلاتیں جب تک کہ یہ سارے چرواہے چلے نہ جائیں اور ہمارا باپ بوڑھا ہے وہ خود یہ کام نہیں کر سکتا اس لیے ہم ان میں خلط ملط ہونا نہیں چاہتیں ہم علیحدہ کھڑی ہیں۔ دیکھو اللہ ان لڑکیوں کا یہ کردار پیش کر رہا ہے جو ایک پیغمبر کی لڑکیاں ہیں اور ہمارے ہاں کیا ہے؟ دیکھ لو ہماری حکومت اور ہماری عوام۔ مخلوط تعلیم' مخلوط سوسائٹی اور عین ایک دوسرے میں گھس کر مل جل کر رہنا کہ ہم ایک دوسرے کی Study کریں۔ یہ تو مولویوں نے پردہ ڈال رکھا ہے ورنہ اصل یہ ہے کہ جتنا آپس میں میل جول ہوگا۔ ایک دوسرے کی Study کریں گے تو اس میں بہت ترقی ہوگی۔ ذہن بڑھے گا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام کو بڑا ترس آیا آگے بڑھ کر انہوں نے پانی نکال کر بکریوں کو پلایا اور پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہوگئے وہ اپنی بکریوں کو لے کر گھر چلی گئیں باپ نے دیکھا کہ آج پہلے آگئی ہیں پوچھا کس طرح سے کیا معاملہ ہوا اور وہ خود حیران تھیں انہوں نے ساری بات سنائی ایک اجنبی اس طرح سے آگیا اس نے ہماری حالت کو دیکھا تو ہم سے پوچھنے لگا۔ ہم نے اس کو بات بتائی اس نے آگے بڑھ کر پانی نکال کر ہماری بکریوں کو پلا دیا اس لیے ہم جلدی آگئیں۔ باپ نے کہا کہ تم نے اس کو وہاں کیوں چھوڑا۔ ایک لڑکی کو بھیجا کہ جا جا کر اس کو بلا لا۔ گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے جس کو بھیجا جاسکے۔ ایک غیر اجنبی آدمی ہے اس کو بلانے کے لیے باہر لڑکی جارہی ہے۔ اب اس سے کیا بات نکلی؟ کہ اگر ضرورت ہو تو عورت کو بھیجا جاسکتا ہے۔ عورت ایسا کام کر سکتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ عورت جو ہے اس کو بالکل پتھر بنا کر بٹھا دیا جائے اگر ضرورت ہو تو عورت سب کام کر سکتی ہے۔ اب وہ آئی آکر کہنے لگی۔ ان ابی یدعوک میرا

باپ تجھے بلا رہا ہے۔ لیجزیک اجر ماسقیت لنا یعنی جو تو نے پانی پلایا ہے تاکہ تجھے اس کا بدلہ دے تیرے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اب اللہ تعالی فرماتے ہیں وہ گئی اور آرہی ہے۔تمشی علی استحیاء وہ چلتی تھی بڑی شرم کے ساتھ شرم و حیاکے ساتھ۔اس کی چال کیسی تھی؟ تمشی علی الستحیاء بڑی شرم و حیاکے ساتھ چلتی تھی۔ ضرورت کے تحت گئی ہے۔ غیر آدمی کو بلانے گئی ہے۔ کہ میرے باپ نے تجھے بلایاہے لیکن اللہ اس کی چال کو بیان کرتا ہے۔ تمشی علی الستحیاء بڑی شرم و حیا کے ساتھ وہ چلتی ہے اور پھر دیکھو مشاہدہ لڑکی کا جب وہاں چلے گئے باپ سے بات چیت ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے سارا حال سنایا تو انہوں نے کہااب نجوت من القوم الظالمین یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ فرعون کی یہاں حکومت نہیں ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ لڑکی کہنے لگی اپنے باپ سے یا ابت استاجرہ ابا جی ہمیں بھی تو آدمی کی تلاش ہے۔ ہمارے اتنے جانور ہیں اتنا گھر کا کام ہے۔ ہم ہمیشہ آدمی کی تلاش کرتے ہیں کہ کوئی آدمی مل جائے تو ہم اس کو ملازم رکھ لیں اس کو کام پر رکھ لیں یابت استاجرہ ابا غنیمت ہے۔ اس کو رکھ لے۔ ان خیر من استئجرت القوی الامین جو کسی کو گھر میں رکھنے کے لئے کسی کام پر اس کی ڈیوٹی لگانے کے لئے جو خوبیاں چاہئیں وہ اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ یہ بڑا طاقتور ہے۔اور بڑا ہی امین ہے۔ طاقتور؟ کس سے اندازہ کر لیا؟ کہ جس (بوکے) کو وہ جو چرخ تھا کئی آدمی مل کر نکالتے تھے۔ موسی علیہ السلام نے اکیلے نے نکال کر پلا دیا۔ اور پھر شرم و حیا کا یہ حال ہے۔ کوئی اور ہوتا سو باتیں کرتا کوئی دوسری بات نہیں کی۔ دور جاکر کھڑے ہو گئے۔ تو لڑکی نے دیکھئے کیا نوٹ کیا ان خیر من استئجرت القوی الامین سب سے اچھا کارکن سب سے اچھا کام کرنے والا وہ ہے جو طاقت والا بھی ہو اور ایمان دار بھی ہو۔ اور اب یہ اللہ نے بات بیان کی ہے۔ اب آپ یہ اندازہ کر لیں کیا ہمارا معاشرہ ؟ ہم آجکل کے مسلمان لا

اله الا اللّٰہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے۔ ہمارا یہی حال ہے؟۔ نہیں' میری لڑکی تو بس کالج میں جائے گی' لڑکی سکول میں جائے گی بے شک مخلوط تعلیم ہو' جو بھی ہو کوئی پرواہ نہیں۔ وجہ کیا ہے؟ وہ تو کہہ رہی ہے ابونا شیخ کبیر ہمارے گھر میں اور کوئی ہے ہی نہیں ہم بڑی مجبوری کی وجہ باہر آئیں ہیں۔ اور یہاں دیکھ لو کیا حال ہوتا ہے؟ یہ کیوں؟ میرے بھائیو میں نے جو آپ سے عرض کیا جب ایک نظریے کے تحت ذہن بن جاتا ہے تو پھر اس ذہن سے جو چیزیں نکلتی ہیں۔ وہ عجیب طرح کی ہوتی ہیں اور پھر جو چیزیں اس ذہن سے نکلتی ہیں وہ بالکل اور طرح کی ہوتی ہیں۔ اب دیکھو! حضرت خنساء بہت بڑی عرب شاعرہ ہے' بہت مشہور ہے۔ جنگ قادسیہ میں چار جوان بیٹے' ان سب کو مسلمانوں کی فوج میں بھیجا۔ صبح کو جنگ ہونے والی ہے' چار بیٹے ہیں اور سب ہی لڑائی میں آئے ہوئے ہیں۔ بہت بڑی شاعرہ رات کو ان کے سامنے تقریر کرتی ہے کہ دیکھو میں نے تمہیں اس فوج میں بھیجا ہے' صبح کو کافروں سے مقابلہ ہے' اسلام اور کفر کی جنگ ہے' دیکھو میری تمنا کو پورا کرنا' جس شوق کے تحت میں نے تمہیں داخل کیا ہے' میری وہ آرزو پوری کرنا' دشمن کو پیٹھ نہیں دکھانا۔ تمہارا خدا کی راہ میں شہید ہو جانا مجھے تمہاری زندگی سے زیادہ اچھا ہے۔ مر تو جانا ہی ہے آخر' کوئی آج مر جائے گا کوئی کل مر جائے گا اور اگر تم چاروں خدا کی راہ میں شہید ہوگئے تو میرے جیسی خوش قسمت اور کوئی نہیں۔ (الاستیعاب 1، 1826) اب اندازہ کرلو! یعنی ماں کے چار بیٹے ہیں' چاروں کو جنگ میں بھیج رہی ہے اور کیا اپنے خیالات کا اظہار کر رہی ہے۔ ذہن بن گیا کہ یا میں مرجاؤں گی یا یہ مر جائیں گے۔ جدائی تو ہے ہی ہے۔ اس دنیا میں لمبا چوڑا عرصہ رہنا تو نہیں ہے اور اگر یہ صورت بن جائے کہ یہ چاروں اللہ کی راہ میں چلے جائیں اور اللہ ان کو قبول کرے۔ میری جیسی سعادت اور کسی کو کیا ملے گی۔ میں تو بہت خوش نصیب ہوں گی اور اتفاق کی بات ہے چاروں شہید ہو گئے۔ کہ یہ ذہن کی تیاری

ہے اور ہمارے ہاں کیا ہے ہمارے ہاں دیکھ لو پہلے دن سے لڑکی کا پہلا بچہ پیدا ہو جائے تو دل میں کیا ہوتا ہے۔ میں اس کو صادق پبلک سکول میں داخل کروں گی۔ میں اس کو جہاں شروع سے ہی انگریزی پڑھائی جائے وہاں بھیجوں گی۔ پہلے دن سے ہی اسکی شکل انگریزی بنائے گی۔ اس کے بال بگاڑے گی۔ اس کو پتلون پہنائے گی۔ اس کو نیکر پہنائے گی۔ اس کو انگریزوں کے الفاظ یاد کروائے گی۔ ذہن جو ادھر ہے وہ اسلامی رنگ ہی نہیں ہے اور اگر کوئی مسلمان عورت ہوگی۔ جس کے دل میں دین کا درد ہو گا۔ وہ اپنے بچے کو پرورش کرے گی اس انداز سے کہ شروع سے اللہ ربی لا اشرک بہ شیئا اللہ ربی بیٹا کہو پڑھو اسے جب سے بچے کی زبان چلنا شروع ہوتی ہے۔ جو سمجھ والی ماں ہوگی۔ وہ یہ سکھائے گی۔ اللہ ربی لا اشرک بہ شیئا۔ اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرونگا۔ لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔ ورنہ دیکھ لو اب ہمارے بریلوی بھائی دیکھ لو کس طرح سے اللہ کے شریک' اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ کا شریک' پیروں کو اللہ کا شریک' فقیروں کو اللہ کا شریک' اولیاء کو اللہ کا شریک اور اگر بچے کو پہلے دن سے یہ سکھایا جائے۔ اللہ ربی اللہ میرا رب ہے لا اشرک بہ شیئا میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا' یہ تربیت ہو' اسکا نتیجہ اچھا ہی نکلے گا۔ ہم اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو انگریز بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی تہذیب ان کی تربیت ان کا طور طریقہ ان جیسا پڑھنا ان جیسا رہنا سہنا ویسا کھانا وہی سارے کے سارے طریقے تو میرے بھائیو آپ کیا توقع کریں گے۔ کیا توقع کریں گے کہ ہماری جو پود آنی والی نسل ہے یہ بھی کوئی اچھا رنگ لائے گی؟ چنانچہ دیکھ لو۔ جب سے پاکستان بنا ہے۔ ہمارے جتنے بھی کرتا دھرتا لوگ ہیں۔ سارے دوڑ دوڑ کر دوڑ دوڑ کر۔ کبھی امریکہ کی گود میں کبھی برطانیہ کی گود میں۔ جو اشارے ادھر سے ہوتے ہیں ان کے اشاروں پر چلتے ہیں جو کچھ سیکھتے ہیں۔ وہی ان کے ملک کا حال' دیکھو لو کیا حال ہو رہا ہے اور پھر عورتوں کا حال ان

سے بھی آگے۔ اگر کبھی یہ بات ان کے کان میں پڑ بھی جائے کہ اب پاکستان میں اسلام آئے گا اور عورتوں کے لئے پردہ لازمی ہوگا۔ جن کو آپ مسلمان عورتیں کہتے ہیں سب سڑکوں پر نکل آئیں گی۔ پردہ میں ہم بند رہیں؟ ۔ کبھی برداشت نہیں کریں گیں۔ ہم مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ اسلئے مسلمان ہیں۔ کردار کو دیکھو سیرت کو دیکھو طریقے کو دیکھو۔ جب ہم لاہور پڑھا کرتے تھے۔ قلعہ گجر سنگھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ مسجد کے ساتھ ہی ایک آدمی بینک کا مینجر لکھ پتی کروڑ پتی بالکل مسجد کے آگے سے گزرتا تھا۔ جوان لڑکی بالکل بے پردہ وہ اور ایک کتا تینوں نکلتے سیر کو جاتے کار ان کے پاس ہوتی۔ بالکل یاد نہیں کہ یہ مسجد ہے اللہ کا گھر ہے۔ اللہ بھی کوئی ذات ہے کوئی پرواہ نہیں بالکل۔ لڑکی بیمار ہوگئی۔ اب ڈاکٹروں سے علاج کروایا۔ جوں جوں وہ علاج کرتے وہ نیچے ہی نیچے جارہی تھی۔ پھر ایک دفعہ نکلا ادھر سے میں مسجد سے نکلا۔ اس نے کہا ہماری بچی بیمار ہے اسکے لیے دعا تو کرنا۔ تو میرے دل میں فوراً خیال آیا۔ دیکھو لو آج اسے اللہ یاد آگیا۔ اللہ نے فرمایا و اذا انعمنا علی الانسان کہ جب ہم کسی آدمی پر نعمتوں کی بارش کرتے ہیں۔ اعرض ہماری طرف منہ نہیں کرتا۔ ونا بجانبہ یوں پہلو مارتا ہے جب اسے کوئی درخواستیں کرتا ہے۔ اب دیکھ کرتا ہے دعا اور خدا اس سے مذاق کرتا ہے۔ خدا کو غیرت آتی ہے۔ فذو دعاء عریض لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے۔ اب سوچیں آپ کا کیا خیال ہے۔ خدا ایسے آدمی کی دعا قبول کرتا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کوئی آدمی آپ سے آنکھ نہ ملائے۔ لیکن جب کبھی کام پڑ جائے تو پھر آپ کے پاس آئے اس کو دور سے آتا ہوا دیکھ کر کہے گا اس خبیث کو دیکھو اب کوئی مطلب ہے۔ دیکھو نا آ رہا ہے۔ ورنہ کبھی سلام نہیں کرے گا۔ اس کو کوئی مطلب ہے تو آ رہا ہے۔ میرے بھائیو وہ دعا کرتا ہے۔ خدا کو غضب آتا ہے۔ حالانکہ دعا عبادت ہے۔ دعا بہت بڑی نیکی ہے۔ لیکن ایسا آدمی جب دعا کرتا ہے تو خدا کو غصہ آتا ہے۔ خدا کو دعا کس کی پیاری

ہے۔ جو خدا کو نہ خوشحالی میں بھولے اور نہ تنگی میں بھولے۔ خدا کو اس کی دعا پیاری لگتی ہے اور جو پھنس جائے پھر دعائیں کروائے۔ وہ سمجھ لے کہ لوگ اسے کوئی نہ کہے۔ مولوی اسے نہ کہے اور اسے کوئی نہ بتائے قرآن کی آیت تو میں نے آپ کو سنا دی ہے ناں کہ خدا کا اس پر کتنا غضب ہوتا ہے۔ خدا اس سے سخت ناراض ہوتا ہے۔ کہ یہ اب کم بخت آیا ہے۔ کیسے یہی حال ہے۔ اگر اللہ وہ اس مصیبت کو دور کردے۔ پھر بھول گیا۔ اب ہم نے دیکھا ہے ہمارے بہت سے لڑکے میڈیکل کالج کے یا اور دوسری انجینئرنگ یونیورسٹی کے جب امتحان ہوتا ہے۔ مسجد میں آتے ہیں۔ اذانیں دیتے ہیں مسجد میں جھاڑو دیتے ہیں۔ مسجد کی بڑی خدمت کرتے ہیں۔ بڑے شوق کے ساتھ اب جب امتحان ہوگیا۔ اللہ اللہ خیر سلا قصہ ختم کونسی مسجد کون اللہ اور کیا بات۔ اللہ ! یاد رکھو۔ اللہ دوستی لگاتا ہے اور اللہ خود کہتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا میں تو مومنوں کا دوست ہوں۔ یہ قرآن کہتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا اللہ تو مومنوں کا دوست ہے۔ (2 : البقرہ : 256) اور اللہ نے اپنے نبی کے بارے میں کہا ہے۔ کہ اے نبی تو ان کو بتا دے۔ کہ لوگو ! تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ ان ولی اللہ الذی (7: الأعراف: 196) میرا دوست اللہ ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون (5 : المائدہ: 55)

اے ایمان والو! تمھارا دوست اللہ ہے' تمھارا دوست اس کا رسول ہے۔ تمھارے دوست مومن ہیں۔

اچھا آپ سوچئے میں جو آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ خدا کے لیے سوچنا کیا یہ مسلمان کا شعار ہے؟ جو نہیں سوچتا وہ جانور ہے اور جانور کا قریبی ہوتا ہے۔ مومن کبھی جانور نہیں ہوتا۔ مومن کا یہ خاصہ ہے کہ مومن سوچتا ہے اور قرآن کیا بیان کرتا ہے:

ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون (8 : الانفال : 22)

جتنے چلنے پھرنے والے ہیں ناں اور چلنے پھرنے والی کیا کیا چیز ہے؟ یہ حشرات الارض، یہ سانپ، یہ نیولا، کیڑے مکوڑے یہ چیزیں؟ پھر چھوٹے جانور پھر بڑے جانور کتا سور یا پھر بندر وغیرہ سارے کے سارے فرمایا۔ ان شر الدواب اب سب چلنے پھرنے والوں میں سے سب سے برا کون ہے۔ الصم البکم الذین لا یعقلون وہ انسان جو نہ اللہ کی سنے اور نہ حق بات زبان سے کہے الذین لا یعقلون اور جو عقل سے کام نہ لے۔ اللہ نے انسان کو عقل دی ہے، کس لئے؟ کبھی آپ نے غور کیا۔ کہ عقل انسان کو کیوں ملی ہے؟ دیکھئے بچہ کیا کرتا ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ اس کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ بالکل۔ اب جوں جوں ذرا اسے ہوش آتی ہے۔ سب سے پہلے وہ اپنے پالنے والے کو پہچانتا ہے۔ ماں کو پہچانے گا۔ کوئی اجنبی ہاتھ لگائے گا روئے گا۔ ہائے مجھے اس سے لے لو یہ کون ہے کہے گا مجھے ماں کے پاس جانے دو یا جو گود میں اٹھا کر کھلاتی پھرتی ہے۔ اس کی بہن ہے اس کا کوئی بھائی ہے سب سے پہلے جب انسانی بچے کو عقل آئے گی۔ تو اپنے محسن کو اپنے احسان کرنے والے کو اپنے مربی کو سب سے پہلے پہچانے گا۔ دوسروں سے دور رہے گا۔ جو غیر ہیں۔ جو اجنبی ہیں۔ لیکن جو پالنے والے ہیں۔ جو اس کی تربیت کرتے ہیں۔ ان کو سب سے پہلے پہچانے گا، تو نتیجہ کیا نکلا۔ عقل کا تقاضہ کیا ہے؟ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی سب سے پہلے اپنے رب کو پہچانے۔ دیکھو نا بچہ نابالغ ہے۔ اس وقت تو جو کچھ ہے اسکے لئے باپ ہے اسکی ماں ہے لیکن جب ذرا جوان ہو جائے گا۔ سنبھل جائے گا پھر اسے پتہ لگ جائے گا۔ میرا ابا بیچارہ کیا ہے۔ میرے سامنے فلاں نے میرے ابا کو پیٹ دیا۔ کچھ بھی نہیں کر سکا۔ بیچارہ میرا ابا تو بہت کمزور ہے۔ پھر اسے پتہ لگتا ہے کہ اوہو اصل رب تو وہ ہے جس نے میرے باپ کو پیدا کیا۔ وہ میرے باپ کو دیتا تھا کہ اپنے بچے کو کھلا پلا۔ اصل رب تو وہ ہے وہ ڈرنے کے لائق ہے۔ وہ

سب سے طاقتور ہے۔ پھر وہ اسے پہچانتا ہے اور اس دن سے وہ مسلمان ہوتا ہے۔ جس دن سے اس کو رب کی پہچان ہوتی ہے۔ رب کا خوف اس کے دل میں بیٹھتا ہے اور رب سے آس اور رب سے امید' یہ چیزیں اس کی طبیعت میں' اس کے دل میں راسخ ہوتی ہے۔ اس دن سے اس کے اسلام کی ابتدا ہوتی ہے اور اگر کوئی ساری زندگی اللہ کو نہ پہچانے تو وہ ساری زندگی کافر کا کافر ہے مسلمان ہے ہی نہیں۔

سنو میرے بھائیو ! اس بات کو خوب سمجھ لو اور میں اکثر یہ بات دھراتا ہوں کہ مسلمان کبھی بے عقل نہیں ہوتا اور کافر ہمیشہ بے عقل ہوتا ہے اور کافر کے معانی یہ نہیں کہ امریکہ کا رہنے والا یا روس کا رہنے والا یا انڈیا کا رہنے والا۔ کافر وہ بھی ہے جو پاکستان میں بھی رہتے ہیں۔ وہ بھی کافر ہو جائے گا کب۔ ؟ جب وہ اپنے رب کو نہ پہچانے اور سب کو پہچان لے۔ جس نے اپنے رب کو نہیں پہچانا اور وہ اپنی ماں کو پہچانتا ہے اپنے باپ کو پہچانتا ہے۔ ارے ماں باپ کا نمبر تو بعد میں آتا ہے۔ اصل خالق تو وہ ہے اور جو اپنے رب کو نہ پہچانے وہ یقیناً کافر ہے۔ خواہ وہ پاکستان کے رہنے والا ہو یا کسی اور ملک کے رہنے والا ہو اس بات کو خوب ذہن نشین کرلو اسلئے کبھی اللہ سے مطلبی دوستی نہ لگانا۔ میرے بھائیو بڑے اخلاص کی بات ہے جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کبھی اپنے رب سے مطلب کی دوستی نہ لگانا کہ کوئی مصیبت پڑ گئی مسجد میں آگئے۔ مولویوں کے پیچھے کہ جی دعا کرو جی دعا کرو جی۔ یہ سوچا کرو جب مجھ پر یہ مصیبت نہیں تھی۔ میں مزے کرتا تھا۔ اس وقت میرا اللہ کے ساتھ کیا سلوک تھا۔ اگر اس وقت اللہ کے ساتھ آپ کا سلوک یہ تھا کہ آپ نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں ہے۔ اب جب مصیبت پڑ گئی اب آپ اللہ کو پکارتے ہیں۔ تو خدا کیا کہتا ہے یہ کافر ہے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ اس انداز سے نقشہ کھینچتے ہیں کہ جیسے کسی پر طنز کیا جائے جیسے کسی سے مذاق کیا جائے۔ فرمایا ولذ مسه الشر فذو دعاء عريض (41 : حم

السجدة 51) جب ہم نعمتیں عطا کرتے ہیں تو میری طرف پیٹھ کرتا ہے منہ نہیں کرتا اور جب میں تکلیف پہنچاتا ہوں فذو دعاء عریض بڑی لمبی لمبی چوڑی چوڑی دعائیں کرتا ہے خدا اس کا یہ نقشہ کھینچتا ہے۔ میرے بھائیو آپ یہ نہ کہیں کہ دیکھو ہمیں یہ کہتے ہیں بار بار کہ ہم مسلمان نہیں ہم مسلمان نہیں۔ یہ واقعی حقیقت ہے جب اللہ آپ کو سمجھ دے گا تو آپ خود تسلیم کریں گے کہ آپ نے یہ بات صحیح کہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ کو پہچانتے نہیں۔ ہم اللہ کو کماحقہ جانتے ہی نہیں۔ اللہ کا ماننا کیا ہے؟ اللہ کا ماننا یہ ہے کہ آپ کی طبیعت میں اللہ کی طرف سے اتار چڑھاؤ کبھی نہ ہو۔ دیکھو تکلیف آئے تو اللہ کے سامنے جھکو۔ اللہ آپ کو عیش کروائے تو خدا کے سامنے جھکو اور کہو یا اللہ یہ سب آنی جانی چیزیں ہیں۔ تو کبھی دے کر آزماتا ہے کبھی لے کر آزماتا ہے۔ اللہ میں جانتا ہوں

دیکھو! قرآن میں اللہ نے کیا فرمایا: انما اموالکم و لولادکم فتنہ (8 : الانفال : 28) دنیا میں یہ دو ہی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے آدمی برباد ہوتا ہے۔ یہ تمہارے مال اور یہ تمہاری اولادیں تو فرمایا انما اموالکم ولولادکم یہ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں فرمایا صرف تمہیں جانچنے کے لئے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو ہم اپنی اولاد کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ ہم مال کیوجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ اب دیکھ لو کاروبار کو ترقی دیتا ہے اپنے آپ کو بڑا بناتا ہے اور پیسہ بنے گا سود سے۔ ہم سود سے کبھی نہیں ٹلیں گے۔ خواہ خدا ناراض ہوتا ہے ہو جائے۔ اب اسکے لئے مال آزمائش تھا۔ جس کی وجہ سے یہ فیل ہو گیا۔ اس نے مال کمانے میں اللہ کو ناراض کر دیا۔ جب خدا کہتا ہے۔ کہ میں مال جو ہے آزمانے کے لئے دیتا ہوں۔ کبھی نہیں دیتا ہوں تو آزماتا ہوں۔ کبھی دیتا ہوں تو آزماتا ہوں۔ اسی طرح سے اولاد ہے۔ اب دیکھ لو اولاد نہ ہو تو آدمی کیا کیا پاپڑ بیلتا ہے۔ ایک شادی دوسری شادی تیسری شادی مزاروں پر جائے گا' قبروں پر

جائے گا ادھر جائے گا ادھر جائے گا۔ ہائے اولاد' ہائے اولاد' اولاد نہیں ہوتی۔ اولاد نہیں ہوتی اور اگر اولاد ہو جائے تو پھر اس کے بعد دوسرا عذاب اب اولاد کی خاطر یہ کرنا ہے۔ اولاد کی خاطر یہ کرنا ہے اور اللہ بھول گیا۔ اب آپ سوچیں یہ دنیا کی ہلکی سی مثال ہے۔ دیکھو باپ نے اولاد کو پالا اس کی شادی کردی اب بیوی آگئی اس کے اپنے بچے ہوگئے۔ اب اگر وہ اپنے باپ کو دیکھے ہی نہ۔ اسے اپنی بیوی ہر وقت یاد اور بچے ہر وقت یاد تو باپ کیا کہے گا؟ کبھی باپ اس سے خوش ہو گا۔ کہ دیکھو ظالم کو میں بھول گیا۔ اگر انسان مال میں پڑ کر اولاد میں پڑ کر اللہ کو بھول جائے تو کیا خیال ہے اللہ راضی ہوجائے گا۔ دیکھو میں نے اسی لئے کہا ہے کہ مسلمان عقل والا ہوتا ہے بات سمجھنے کی ہے۔ اللہ نے فرمایا یایھاالذین امنوا اے ایمان والو۔ اے کلمہ پڑھنے والو۔ لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ تمہیں کہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ کہ تم اللہ کو بھول جاؤ ومن یفعل ذالک (63 : المنافقون: 9) اور جس نے یہ کام کر لیا اپنے مال اور اپنے اولاد میں پڑ کر وہ اللہ سے غافل ہوگیا۔ وہ خسارے میں پڑھ گیا۔ دیکھ لو اب ہمارا حال لوگوں کو دیکھ دیکھ کر جوں جوں ترقی ہوتی ہے عہدہ مل جائے کاروبار ترقی کر جائے۔ بس نماز سے گیا' نماز سے غافل ہو گیا۔ میرے بھائیو ایسا آدمی سردیوں میں غریبوں کو کپڑے پہنائے گرمیوں میں سبیلیں لگائے' کچھ کرلے' خدا کی عدالت کا قانون کیا ہے؟ موطا امام مالک اور ترمذی شریف میں حدیث آتی ہے۔ کہ قیامت کے دن جب بندہ خدا کے سامنے جائے گا۔ خدا کہے گا کہ مجھے سب سے پہلے اسکی نماز دکھاؤ۔ پتہ تو اللہ کو سارا ہے سب سے پہلے خدا نماز کو دیکھے گا۔ اگر وہ نماز پاس ہو گیا۔ تو اس کے اور صدقہ خیرات زکوۃ کوئی اور نیکی اس کو خدا دیکھے گا اور اگر نماز میں ہی فیل ہوگیا۔ کہ سرے سے پڑھی ہی نہیں یا پڑھی تو ٹھونگے والی جیسا کہ ہمارے آجکل عام چلتا ہے۔ جو نماز میں فیل ہوگیا۔

خدا اس کے پورے ریکارڈ پر قلم پھیر دیتا ہے۔ کہ لے جاؤ اسے سب برباد' قصہ ختم۔ (اخرجہ ابوداؤد و الترمذی' والنسائی' و ابن ماجہ' موطا امام مالک باب العمل فی جامع الصلاۃ) سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور نماز جو ہے اللہ کی یاد کے لئے بہت بڑا ذریعہ ہے۔ بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پانچ دفعہ کمال دیکھ لو۔ روزے سال میں ایک مرتبہ زکوۃ سال کے بعد حج زندگی میں ایک مرتبہ اور کوئی چیز بھی قسمت میں ہو تو اور نماز دن میں پانچ مرتبہ اور یاد رکھو اس لئے قرآن میں بھی یہ بات بالکل واضح ہے اور احادیث میں بھی بہت واضح طور پر بات کہی گئی ہے۔ کہ جو آدمی نماز نہیں پڑھتا۔ ہم تو مولوی جو ہیں جنازہ بے نمازوں کا پڑھتے ہیں۔ دیکھئے بخشش کی دعا جس آدمی کے لیے کرنی جائز نہیں۔ اس کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ یہ مسلم شریف میں حدیث ہے اور اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث ہے مشکوۃ شریف میں بھی ہے۔ اللہ کے رسول اپنے سفر سے آ رہے ہیں۔ ایک ہزار صحابی آپ کے ساتھ ہے۔ راستے میں آپکی والدہ کی قبر آ رہی تھی۔ اللہ کے رسول نے' چونکہ رسول پابند ہوتا ہے۔ سرکاری اس کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کے لیے نمونہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر کام خدا کی اجازت سے کرتا ہے۔ حالانکہ معمولی بات تھی' بغیر پوچھے بھی چلے جاتے' لیکن نہیں' نبی ایسا نہیں کرسکتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خدا سے اجازت مانگی کہ یا اللہ! میری ماں کی قبر آگے آ رہی ہے۔ میں اس کے لئے دعا کر سکتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: نہیں۔ یہ مسلم شریف میں حدیث ہے۔ دعا نہیں کرسکتا۔ اب کیا کرسکتے تھے کوئی چوں نہیں کی۔ آپ بہت روئے' صدمہ ہوا' پھر پوچھا کہ یا اللہ! ماں کی قبر پر جا سکتا ہوں۔ فرمایا: ہاں قبر پر جاسکتا ہے۔ (رواہ مسلم' مشکوۃ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور) اب بخشش کی دعا کیوں نہیں؟ چونکہ جس کی نجات نہیں اس کے لئے بخشش کی دعا نہیں اور بے نماز جو ہے بے نماز کا چونکہ کھاتا ہی سارا صاف ہے۔ اس لئے بے نماز کے لئے بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب وہ

مر جائے اور جب اس کے لئے بخشش کی دعا کا کوئی فائدہ نہیں تو جنازے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ بعض آدمیوں کے جنازے کے بارے میں آپؐ کا خیال تھا کہ میں جنازہ پڑھوں۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی کا جنازہ آپؐ نے پڑھا استغفرلھم لو لا تستغفرلھم اللہ نے فرمایا کہ اے نبیؐ تیری مرضی دعا مانگ یا تیری مرضی دعا نہ مانگ۔ ان تستغفرلھم سبعین مرۃ اگر تو ستر مرتبہ بھی اسکے لئے بخشش کی دعا کرے گا۔ فلن یغفر اللہ اللہ اسکو کبھی نہیں بخشے گا تو اللہ کے رسول نے سوچ لیا کہ نجات تو اس کی ہوگی نہیں لیکن ایک مصلحت کے تحت ایک حکمت کے تحت کہ اگر میں اسکا جنازہ پڑھ دوں۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کا کرتہ پکڑ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ نہ پڑھیں۔ روکا نہ پڑھیں۔ لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھا دیا۔ (بخاری: تفسیر سورۃ براۃ، مسلم: صفات المنافقین و احکامھم) اسلئے کہ اسکے بیٹے کے لئے اچھا اثر پڑیگا اس کے خاندان پر اچھا اثر پڑے گا کہ دیکھو یہ کیسی کیسی شرارتیں کرتا تھا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی کتنا اچھا سلوک کیا اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔ آپ نے یہ سوچ کر کہ اس کا اثر بہت دور رس ہوگا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔ لیکن اللہ نے کیا کیا اسکے بعد قرآن مجید میں اس کے متعلق آیتیں فورا نازل ہوگئیں۔ ولا تصلی علی احد منھم مات ابدا اے نبی ایسے آدمی کی کبھی نماز جنازہ نہیں پڑھنی۔ ولا تقم علی قبرہ اسکی قبر پر جاکر کھڑے بھی نہیں ہونا۔ اب آپ اندازہ کرلیں۔ ولا تقم علی قبرہ یہ قرآن کی آیت ہے اسکی قبر پر بھی جاکر نہیں کھڑے ہونا۔ کیوں انھم کفروا باللّٰہ ورسولہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کا ایمان درست نہیں۔ بے شک نمازیں پڑھتا تھا۔ کلمہ پڑھتا تھا۔ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون (9 : التوبۃ: 84) یہ اپنی اسی حالت پر مرگیا ہے۔ اس لئے ان کو کوئی فائدہ نہیں۔ چاہے تو دعا کرے چاہے کوئی اور دعا کرے اب آپ اندازہ نہیں کرتے۔ کہ جب اللہ کے رسول

نے جنازہ پڑھایا ہوگا۔ تو کون کون ساتھ ہوگا؟ اللہ کے رسول آگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیچھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے۔ ولیوں کے ولی اولیاء کے اولیاء۔ جن سے بڑھ کر کوئی نیک ہو سکتا ہی نہیں۔ رسول جو تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ وہ آگے کھڑے ہیں۔ اور جنازہ پڑھایا جارہا ہے۔ اور خدا کہتا ہے۔ ستر بار بھی دعا کر لو میں پھر بھی بخششوں گا نہیں۔ یعنی یہ قرآن ہے۔ یہ کوئی ادھر ادھر کی فضولیات تو نہیں ہیں۔ اگر لوگوں نے دین کو سمجھا ہو۔ مولویوں نے آکر دین کو سمجھا ہوتا۔ تو یہ لوگ جو آجکل کے ہیں کبھی یہ حال نہ ہوتا۔ مولویوں نے کیا سمجھ رکھا ہے کہ اسلام ایک خاندان ہے۔ ہر مسلمان کے گھر مسلمان پیدا ہوتا ہے وہ جو مرضی کرتا رہے۔ وہ نمازیں پڑھے یا نہ پڑھے۔ وہ شرک کرے یا نہ کرے وہ بدعتیں کرے یا نہ کرے۔ جو مرضی کرتا رہے۔ چنانچہ اسکا جنازہ مولوی پڑھتے ہیں اور لوگوں کا دینی عقیدہ ہے۔ حالانکہ سن لو بخاری شریف میں حدیث ہے ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ جو بدعت کرتا ہے۔ بدعت کے معانی کیا؟ اپنی طرف سے دین میں خود ہی باتیں بناتا رہتا ہے۔ جیسے یہ دیکھ لو عید میلاد مسلمانوں کی تو دو عیدیں تھیں۔ ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحی۔ مسلمانوں نے تین بنالیں ایک عید میلاد۔ دیکھو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دو عیدیں' اللہ نے دو عیدیں مقرر کیں رسول نے دو عیدیں رکھیں۔ خلفاء راشدین نے دو عیدیں رکھیں لیکن مسلمانوں نے کہا۔ آجکل کے بگڑے مسلمان نے کہا کہ اگر میں ترقی نہ دوں اس اسلام کو پھر ترقی کون دے گا؟ اس نے کہا تین عیدیں' عید میلاد ایک اور بھی عید ہے۔ اب آپ دیانتداری سے بتائیں اس سے دین بگڑے گا یا سدھرے گا۔ بدعتی سے دین بگڑتا ہے۔ اور جو نبی کے دین کو بگاڑے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بدعتی کی عزت کرے۔ جو بدعتی کو اپنے گھر ٹھہرائے فرمایا اس پر اللہ کی بہت لعنت ہے۔ اس پر فرشتوں کی بھی لعنت ہے اور سارے

مومنوں کی بھی لعنت ہے۔ جو اللہ کے رسول کے دین کو بگاڑتا ہے (رواہ البخاری کتاب الاعتصام باب اثم من اوی محدثا عن انس رضی اللہ عنہ) اور آجکل کیا نہیں ہوتا۔ دیکھ لو کسی گھر میں میت ہوجاتی ہے۔ اب لوگ جاتے ہیں گئے ہاتھ اٹھا لیا دعا کر لی۔ اب سوچو دعا کیا ہے۔ دعا کیا ہے؟ کہ جب بھوک لگے۔ آپ کھانا مانگیں اور نقلی دعا کیا ہوتی ہے؟ جو دل سے نہیں نکلتی وہ یہی ہے کہ مجھے روٹی دے وہ لے کر آجائے میں تو ویسے ہی کرتا تھا۔ کھانی تو مجھے نہیں ہے۔ جو دعا دل سے نہیں نکلتی وہ خدا سے مذاق ہے۔ اب ہمارے گھر میں میت ہوگئی۔ ایک آدمی آگیا۔ چلو دعا کرلی۔ دس منٹ کے بعد دوسرا آگیا۔ چلو دعا کر لیں۔ پھر مجھے ہاتھ اٹھانے پڑ گئے۔ دس منٹ کے بعد ایک اور آگیا۔ پھر اور آگیا دری بچھائی ہوئی ہے۔ آخر آنا ہی ہے لوگوں نے چل سو چل چل سو چل اب وہ دعا کرتا ہے یا خدا سے مذاق کرتا ہے۔ پھر ہاتھ اٹھایا ہے یہ اور یوں ہاتھ اٹھا کر یوں کر لیتا ہے۔ یہ مذاق کس سے ہے۔ یہ مذاق نہیں ہے؟ یہ خدا سے مذاق ہے۔ کہ آپ کسی سے روٹی مانگیں اور وہ روٹی لے کر آئیں آپ کہیں مجھے کھانی تو نہیں میں تو ویسے ہی کر رہا تھا۔ اللہ کے رسول نے فرمایا ہاتھ اس وقت اٹھاؤ جب تمہارے دل سے آواز نکلے اور خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ کہ جو کلمات تمہاری زبان سے نکلیں تمہارے عزم کی فورس اس کے پیچھے ہو وہ دعا خدا قبول کرتا ہے اور اگر دعا نقلی سی کرے۔ ویسے ہی زبان سے کہتا جارہا ہے۔ تو خدا سے مذاق ہے۔ ہمارے مولوی نے سلام پھیرا ہاتھ اٹھایا۔ اللھم انت السلام منک السلام اللہ اللہ خیر سلا۔ یہ کوئی دعا ہے؟ دعا کے لئے آدمی کو چاہیے دل کو حاضر کرے اگر دل چاہتا ہے مانگے ورنہ نہیں۔ حدیث میں آتا ہے سلام جب پھر گیا۔ تحلیلھا التسلیم سلام پھر گیا۔ (ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب تحریم الصلاۃ و تحلیلھا عن علی رضی اللہ عنہ رواہ ابن ماجہ عنہ و ابی سعید رضی اللہ عنہ) چھٹی۔ جس کی مرضی کرے اٹھ کر چلا جائے۔ اب اگر دعا کو دل چاہتا ہے۔ بیٹھ

کر دعا کر لیں۔ لیکن دعا کب جب واقعتاً دل سے تیرے آواز نکلے۔ تیرے دل میں سچی طلب ہو عاجزی انکساری کے ساتھ دعا کرو۔ ویسے یہ ہاتھ اٹھانا اور منہ پر مارنا یہ مذاق ہے۔ تو میرے بھائیو یہ بدعت ہے۔ میت ہو اور ویسے بھی دیکھئے کسی کے گھر میت ہو جائے اس گھر میں کیوں جایا کرتے ہیں۔ کیا اسلام کا حکم ہے جانے کے لئے؟ لازماً حکم ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ وہاں جاؤ کس لیے جاؤ؟ سب جانتے ہیں فوتیدگی پر تعزیت کے لئے جاؤ۔ جس گھر میں کوئی فوت ہو جائے۔ اس گھر میں تعزیت کے لئے جاؤ اور تعزیت کے معانی کیا ہیں؟ تعزیت کے معانی اعزا یعزی تعزیۃ ۔ ایک دوسرے کو تسلی دینا۔ دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔ ان کو حوصلہ دلانا یہ کہنا کہ ہمیں تمہارے اس نقصان کا پورا صدمہ ہے احساس ہے۔ دوسرے کے گھر میں اس مقصد کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن جاہلوں نے کیا بنالیا جاہلوں نے بنا لیا کہ دعا کے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر دعا کرنی ہو تو قبر پر جاکر دعا کرو۔ دعا کرنی ہو تو مسجد میں آکر کر۔ دعا کرنی ہے تو اپنے گھر میں دعا کر۔ تو ان کا ادھار اتارنے جارہا ہے کہ وہاں جاکر ان کو ہاتھ اٹھا کر بس گیا۔ ہاتھ اٹھائے اور منہ پر مار لیا۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ رسم پوری ہو گئی۔ یہ اللہ سے مذاق ہو جاتا ہے۔ آجکل کے مسلمان نے جو خالص دین تھا اس پر تو چلنا نہیں تھا اس دین کے بخیے اڈھیڑنے شروع کر دے۔ اس دین کو برباد کرنا شروع کر دیا رسم بنالیا۔ وہ جو دین ایک حقیقت تھا۔ اس کو ایک رسم ایک رواج بنا کر رکھ دیا۔ اور میرے بھائیو دو باتیں ہیں ان کو خوب یاد رکھ لو نجات کے لیے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نجات ہو جائے اور آپ بڑے اچھے طریق سے اللہ کے پاس جاکر کامیاب ہوں تو دو بڑے طریقے ہیں۔ ان کو دیکھ لو ایک تو اپنے مذہب کو درست کرو۔ اپنے مذہب کو درست کریں۔ مذہب آپ کا کونسا ہونا چاہیے۔ جو حضور ﷺ کے زمانے میں تھا۔ یہ کھرا مذہب ہے۔ کہئے کسی کو اس پر کوئی شبہ ہو سکتا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ جو موجود ہیں بعض نئے چہرے بھی ہیں

اپنے علم سے اور اپنی عقل سے پوچھو کھرا دین کونسا ہے؟ کھرا دین وہ ہے جو محمد ﷺ کے زمانے میں تھا نقلی دین کونسا ہے؟ جھوٹا مذہب جھوٹا فرقہ کون سا ہے؟۔ جو حضور ﷺ کے بعد بنا ہو۔ خواہ دو دن بعد بنا ہو دس دن بعد بنا ہو دو سو سال بعد بنا ہو۔ وہ جھوٹا مذہب جھوٹا دین اور جھوٹا فرقہ ہے۔ اپنے مذہب کو ٹٹول کر دیکھ لو۔ کہ کیا آپ کا مذہب وہ تو نہیں جو بعد کا بنا ہوا ہو۔ اگر آپ کا دین بعد والا ہے تو بس آپ کا پتہ کٹ گیا۔ آپ کا سب کچھ برباد ہو گیا۔ ایک دوسری بات کہ دنیا کی بڑائی کا خیال چھوڑ دو۔ دنیا میں بڑا بننے کا خیال چھوڑ دو۔ کہ میرا Status اتنا اونچا ہو۔ دیکھو جی ہم خاندانی ہیں ہم یہ ہیں۔ قرآن کی آیت ہے۔

تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض......

(28 : القصص : 83)

یہ آخرت کا گھر یہ جنت کا گھر ہم اسکو دیں گے۔ جو دنیا میں بڑائی نہیں چاہتا۔ سادگی' عاجزی' مسکینی اللہ کے رسول کو دیکھ لو کتنی عزت ہے۔ دنیا کے اعتبار سے بھی اور اللہ کے نزدیک بھی۔ آپ کے پاس باہر سے کوئی آدمی آیا۔ ایک آدمی تھا مسافر۔ آپ کے پاس آگیا آپ گھر لے گئے۔ حضرت عائشہ سے پوچھا کچھ کھانے کو ہے۔ کہنے لگیں یارسول ﷺ اللہ ! کھانے کو تو کچھ نہیں۔ بس پانی ہی ہے۔ دوسری بیوی کے پاس گئے پھر تیسری بیوی کے گھر گئے۔ چوتھی بیوی کے گھر گئے کچھ نہ ملا۔ کسی گھر سے کچھ نہ ملا یہی جواب ملا کہ بس پانی ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے پھر مسجد میں آکر پوچھا۔ (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب المناقب فصل ثالث عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) اب آپ نے دیکھ لیا آپ ﷺ کا Standard' لیکن آپ دیکھ لو ہمارا حال کیا ہے۔ رشوت لو اپنا Status اونچا کرو۔

خطبہ نمبر4

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

یایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید

(35: الفاطر: 15)

انسان اللہ کا اس سے کہیں زیادہ محتاج ہے جتنا کہ یہ جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور اپنے ماں باپ کا محتاج ہوتا ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ والدین چاہیں اس کو پھینک دیں' چاہیں اس کو رکھ کر پال لیں۔ اس میں اپنی جان' اپنی ہمت اپنی طاقت کوئی زور' کچھ نہیں ہوتا۔ وہ والدین کے رحم و کرم پر ہی ہوتا ہے انتہائی مجبوری ہوتی ہے اس سے زیادہ مجبوری انسان کو زندگی بھر کبھی نہیں ہوتی۔ لیکن جب بچہ جوان ہو جاتا ہے اٹھارہ سال کا' بیس سال کا ہو جائے۔ اپنے کاروبار پر لگ جائے' شادی شدہ ہو جائے۔ پھر وہ والدین کا محتاج کہاں رہتا ہے۔ ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ راضی رہیں یا ناراض رہیں۔ وہ ان کو خاطر میں نہیں لاتا۔ لیکن بندہ اللہ کا محتاج اس طرح رہتا ہے۔ جیسا کہ جب وہ پیدا ہوا تھا اللہ کا محتاج تھا۔ جب بیس سال کا ہو تو بھی اتنا ہی اللہ کا محتاج ہوتا ہے۔ حتی کہ پوری زندگی میں کبھی وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اب مجھے کسی کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے اللہ کی کوئی پرواہ نہیں۔ جو اتنا محتاج ہو کسی کا' پھر وہ اس

کو بھول جائے' اس کی پرواہ نہ کرے۔ اس جیسا احمق کون ہو سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا : " یایھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم و لا اولادکم عن ذکر اللہ اے ایمان والو! کافروں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ اے وہ لوگو! جو اسلام میں داخل ہو گئے ہو' جو کلمہ پڑھتے ہو' اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو۔ کہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہارے دنیا کے دھندے تمہیں اللہ سے غافل نہ کردیں کہ تمہیں اللہ ہی بھول جائے۔و من یفعل ذلک جو ایسی حرکت کر بیٹھے گا فاولئک ھم الخاسرون (63 : المنافقون : 9) اس جیسا خسارے والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ بہت خسارے والے ہیں۔ لیکن دیکھ لو دنیا۔ اللہ... سفر کر لیں ' سٹیشنوں پر دیکھیں' گاڑیوں میں لوگوں کو اترتے 'چڑھتے بیٹھے' باتیں کرتے دیکھیں' کچہریوں میں جا کر دیکھیں دنیا کس طرح اللہ کو بھلائے ہوئے ہے۔ اللہ ... بہت ہی کم لوگوں کو یاد ہے۔ بہت ہی کم لوگوں کو یاد ہے۔ حالانکہ انسان کی حقیقت کچھ نہیں۔ منٹ میں کچھ کا کچھ ہو جائے' اب دیکھ لو یہ کویت کا بادشاہ ' دیکھ لو فقیر بنا دیا' ایک لمحہ بھی نہیں' ایک منٹ بھی نہیں لگا۔ جو کروڑ پتی تھے' عیش و عشرت میں ان کا نمبر تھا۔ دنیا میں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آج دیکھ لو کپڑے کو ترس رہے ہیں۔ یہ سب اللہ کے کام ہیں۔ سمجھ والا ہو آدمی۔ تو اس کی ہدایت کے لئے یہی کافی ہے کہ مجھے اللہ یاد ہے کہ نہیں۔ دیکھو اللہ کی یاد کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو یاد ہے کہ سب کو بھلا کر اللہ کو یاد کرے۔ وہ نماز پڑھے وقت' قرآن پڑھتے وقت۔ ایک یہ ہے اپنے دنیا کے کاموں میں لگا ہوا ہے اپنے بچوں کے پالنے میں لگا ہوا ہے اور اللہ یاد نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی گناہ کی صورت آ جائے فوراً اللہ یاد آ جاتا ہے۔ میں اپنی عیش میں لگا ہوا ہوں اور اللہ ناراض ہو جائے۔ ہائے ہائے۔ اس کو ناراض نہیں کرنا خواہ کچھ ہو جائے۔ ایک یہ اللہ کی یاد کی صورت ہے۔ جس بدبخت کو گناہ کے وقت بھی اللہ یاد نہیں آتا اور وہ گناہ کو بے خوف ہو کر' بے فکر ہو کر کرتا ہے وہ تو سمجھو

بالکل گیا۔ برباد ہو گیا۔ اصل میں گناہ ہوتا ہی اس وقت ہے جب اللہ یاد نہ رہے۔ ورنہ اگر بھول چوک ہو جائے کوئی ایسی ویسی بات ہو جائے تو اللہ یاد آ ہی جاتا ہے کہ بھئی یہ گناہ کا کام میں نہیں کروں گا۔ وہ مجھے دیکھ بھی رہا ہے۔ میں اس کے قبضے میں ہوں۔ میرے ساتھ جو چاہے وہ سلوک کر دے۔ ابھی مجھے پکڑ لے کوئی چھڑانے والا نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکھف میں دو بھائیوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک بہت امیر تھا۔ ہوں گے تو دونوں برابر کے ہی۔ کیونکہ باپ کے وارث ہوئے۔ دونوں کو برابر کا مال مل گیا ہو گا۔ ایک بیچارہ درویش تھا۔ اس نے مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ادھر ادھر لگا دیا۔ اپنی غریبی کی زندگی گزارتا تھا۔ دوسرا جو تھا اس نے مال کو بڑا سیٹ (Set) کر کے لگایا باغ لگائے۔ یہ' وہ... اور خوب امیر بن گیا۔ وہ امیر جو تھا غریب کو بڑا حقیر جانا کرے۔ کہ تو کیا احمق' تو مسیٹر' تو کیا مولویوں کے راستے پر چلا گیا۔ آ پاگل میں تجھے لے جاؤں۔ ایک دن وہ اسے باغ میں لے گیا۔ اور لے جا کر دکھانے لگا۔ دیکھ! یہ فلاں بوٹا ہے۔ یہ دیکھ فلاں بوٹا ہے۔ پانی آ رہا ہے' فوارے چل رہے ہیں۔ ما اظن ان تبید ھذہ ابدا پاگل بتا یہ کبھی تباہ ہو سکتی ہیں۔ پشتوں کی پشتیں کھائیں۔ میں کھاؤں' میری اولادیں کھائیں۔ اولاد در اولاد کھائیں۔ میں نے زندگی بنالی' احمق! تو نے غلط اڑا دیا۔ وہ جو بیچارہ غریب تھا۔ اگرچہ مال نہیں تھا۔ لیکن ایمان تھا' دین کی سمجھ تھی۔ وہ کہنے لگا پاگل ایسی باتیں نہیں کیا کرتے' تو کیا سمجھتا ہے اس باغ کو' یہ کیا چیز ہے' ایک منٹ نہیں لگے گا جب یہ صاف ہو جائے گا۔ تو اللہ کو ناراض نہ کر۔ یہ ایسی باتیں اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ لیکن اسے کوئی خیال نہ آیا۔ اس نے کہا کہ تجھے جب تو باغ میں آیا ماء شاء اللہ کہنا چاہیے تھا' تجھے لا حول و لا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہیے تھا' تجھے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا۔ کہ اللہ کا فضل ہے' اللہ نے سب کچھ دیا تھا' تجھے اسی قسم کے شکریے کے الفاظ کہنا چاہیے تھے

تو بیوقوف بن کر تکبر اور اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ چونکہ اس کا دماغ بہت چڑھا ہوا تھا وہ دنیا دار تھا۔ وہیں کھڑے کھڑے خدا کا ایسا عذاب آیا سب تباہ و برباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نتیجہ نکالتے ہیں ۔ میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔ و لم تکن فئة ینصرونه من دون الله (18 : ا لکھف : 32) جب ہم نے اس کو تباہ کیا اس کی پارٹی اس کی مددگار کھڑی نہ ہوئی۔ آخر امیر لوگوں کی پارٹیاں ہوتی ہیں نا۔ جو لوگوں کا خون چوستے رہتے ہیں۔ یہ آصف زرداری وغیرہ۔ یہ اخباروں میں آپ پڑھتے ہیں۔ یہ بڑے بڑے زمیندار (Land Lord) وغیرہ جو ہیں۔ جب لاقانونیت ہوتی ہے پھر ان لوگوں کی عید ہوتی ہے۔ اور ریل پیل ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے رگڑا دیا۔ و لم تکن له فئة کوئی ایک پارٹی ایسی کھڑی نہ ہوئی ینصرونه من دون الله جو اس کی مدد کرتی۔ و ما کان منتصرا نہ اس میں خود ہمت تھی مقابلہ کرتا۔ بدلہ لے لیتا۔ کہ تو نے میرا باغ برباد کر دیا' تو نے مجھے اجاڑ دیا' تو نے مجھے یوں کر دیا۔ ھنالک الولایة لله الحق اللہ تعالیٰ یہ نتیجہ نکالتے ہیں ھنالک الولایة لله الحق ایسے موقع پر چلتی ہے اللہ سچے کی' کسی دوسرے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس لئے اللہ کو کبھی نہ بھولو ھو خیر ثوابا و خیر عقبا اگر وہ کسی پر راضی ہو تو اس جیسا ثواب کوئی نہیں دے گا وہ سب سے بہتر ثواب دینے والا ہے' اجر دینے والا ہے۔ اور نتائج کے اعتبار سے بھی سب کچھ اس کے قبضے میں ہے۔ خیر عقبا' نتیجے کے اعتبار سے بھی اللہ بہت اچھا ہے۔ زندگی تو یہ تھوڑی سے دیر کی ہے۔ کوئی سوچ لے اگر وہ پچیس سال کا اور اگر اس کی عمر پوری بھی ہے پچیس چھبیس سال' تیس سال اور باقی ہیں اب قصہ ختم۔ اگر کوئی پچیس سال سے بہت مستی کی عمر میں ہے تو وہ سوچ لے کہ پچیس تیس سال اور ہیں' پھر کھیل ختم' اور اگر کوئی پچاس سال کا ہے وہ تو بالکل تیار رہے اپنے کپڑے باندھ لے اپنی گٹھڑی باندھ کر رکھے۔ پتا نہیں دس سال اور باقی ہیں کہ نہیں۔ اگر بلا لے' پکڑ لے' اگر ہاتھ

ڈال لے تو پیدا ہوتے ہی اٹھا لے' کسی عمر میں آ لے۔

میرے بھائیو! یہ اسلام کی بہت بڑی نعمت ہے جو ہمیں یاد دلاتی ہے کہ لوگو! اللہ کو نہ بھولو۔ اللہ کو یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: یایھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم و لا اولادکم عن ذکر اللہ کہیں اپنے مالوں میں اپنی اولادوں میں ان چکروں میں الجھ کر اللہ کو نہ بھلا دینا۔ و من یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون جو ایسا کرے گا وہ بڑے خسارے میں و انفقوا موت آنے سے پہلے پہلے جو ہو سکتا ہے کر لو۔ دوڑ دوڑ کر جو پیسہ ہے خرچ کر لو۔ طاقت ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو' وقت ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو انفقوا مما رزقناکم یہ عمر ہم نے دی ہے' تو کہتا ہے کہ فرصت ہی نہیں ہے۔ کوئی خرچ کا کام آ جائے تو میرے پاس تو گنجائش ہی نہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ جو اتنا بینک بیلنس ہے وہ کس نے دیا' صحت ہے' طاقت ہے و انفقوا مما رزقناکم موت'موت آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو اور جب موت آ جائے گی اور پھر تم کہو گے لو لا اخرتنی الی اجل قریب یااللہ ! تھوڑی سے مہلت تو دے دے۔ جب موت آ جائے گی'فرشتہ سینے پر چڑھ کر بیٹھ جائے گا۔ جان نکالے گا' تو پھر کہے گا: لو لا اخرتنی الی اجل قریب یا اللہ ! تھوڑی سے مہلت تو مجھے اور کیوں نہیں دیتا فاصدق میں کوئی صدقہ خیرات کر لوں۔ پھر کوٹھی یاد آئے گی اسے ۔ اللہ اکبر۔ اسے اپنے Toilets ٹائیلٹ' بیسن' جن پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا ہوا ہے یاد آئیں گے ۔ جا کر کوٹھیاں دیکھو تو سہی۔ جو نئی کوٹھی بنتی ہے پہلی سے اونچی ہوتی ہے۔ کہ جی ! فلاں نے کوٹھی بنائی اس نے تو یہ خرچ کیا۔ میں بناؤں گا میں تو یہ کروں گا اور یہی روئے گا۔ پھر اسے کوٹھی یاد آئے گی' بار بار وہ کہے گا میں کیسا احمق تھا۔ میں نے ٹلیوں پر پیسہ لگا دیا۔ کیا اچھا ہوتا میں کسی جگہ کسی گاؤں میں آٹھ دس ہزار روپے خرچ کر کے ایک مسجد بنا دیتا۔ چندہ نہ مانگتا لوگوں سے' خود ہی اکیلا مسجد بنا دیتا۔ وہ میرے کام

آتی۔

سوچ لیں اگر آج ایٹم بم چل جائیں تو ملوں والے بڑی بڑی کوٹھیوں والے ' کارخانہ دار کتنا روئیں گے۔ اور جس کے پیچھے کچھ ہے ہی نہیں وہ کیوں روئے گا۔ جس کا گزارا ہی ہے ' جو کمایا کھالیا ' وہ روئے گا؟ اس کو رونے کی کیا ضرورت؟ کوئی چیز یاد نہیں آئے گی۔ فاصدق و اکن من الصالحین (63 : المنافقون : 9۔10) جب اس دنیا دار کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے یااللہ ! تھوڑی سے مہلت دے دے کہ میں کوئی صدقہ خیرات کر لوں۔ میرے پاس تو اتنا بینک بیلنس ہے ' اتنا روپیہ بینک میں پڑا ہوا ہے۔ کچھ خرچہ ورچہ کردوں ۔ ہمارے ہاں لوگ جب کوئی گھر میں بیمار ہو جاتا ہے تو پھر صدقے کرنے لگتے ہیں۔ یعنی ان کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ خدا کے ساتھ سودا کرو۔ سنا ہے صدقہ رد بلا ہوتا ہے۔ صدقہ کرو یہ مصیبت ٹل جائے۔ خدا کہتا ہے پاگل تو نے سمجھا ہی نہیں۔ یہ مصیبت آئی کیوں ہے۔ تیرا کیا خیال ہے؟ تو سو دو سو روپے کا بکرا خرچ کر کے یا کوئی اور چار پانچ سو روپیہ خرچ کر دے گا تو تیرا میرا سودا ہو جائے گا۔ تجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ مصیبت آتی کیوں ہے اور کیا وہ دو چار سو' آٹھ دس سو ' ہزار سے ٹل جاتی ہے مصیبت خدا کی ناراضگی سے آتی ہے۔ خدا کو ہزار کی رشوت دیتا ہے۔ لے لے یہ۔ چھوڑ دے۔ بیوقوف تو نے مجھے گھٹیا سمجھا' دنیا دار جیسا' پاگل کوئی نہیں ہوتا' یقین جانیں دنیا دار جیسا پاگل وہ جیسے دنیا کو ٹھگتا ہے' وہ جیسے دنیا کو دھوکہ دیتا ہے خدا کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اور نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ جو کھلا کافر ہوتا ہے اس کو تو خدا مہلت دے دیتا ہے۔ کھلا چھوڑ دیتا ہے' مزے کر لے' لیکن خدا کے ہاں (Law lessness) نہیں ہے کہ لاقانونیت ہو۔ کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہ ہو۔ کافر کے ساتھ خدا کا قانون کیا ہوتا ہے وہ جو کرنا چاہتا ہے کر لے' بس قصہ ختم۔ نہ تیرے ساتھ ادھار اور تیرے ساتھ کوئی اور چکر اسی قسم کا۔ جو کہ وہ لے لے' کافر دنیا کی

محنت کرتا ہے' خدا دنیا دے دیتا ہے۔ اگر وہ پیسہ خرچ کرتا ہے' مسجد پر یا کسی اور جگہ پر "شو" کے لئے نمائش کے لئے کہ میرے نام کا پتھر لگوا دو۔ خدا لگوا دیتا ہے۔ محلے میں اس کی اچھی "say" ہو جاتی ہے۔ اس کی شہرت ہو جاتی ہے۔ الیکشن میں کھڑا ہوتا ہے لوگ اس کو ووٹ دے دیتے ہیں۔ خدا کہتا ہے کہ ٹھیک ہے نا۔ تو یہی چاہتا تھا' یہ لے لے۔ تو نے مجھے راضی کرنے کے لئے تو خرچ نہیں کیا کہ تیرا میرا کوئی خاص تعلق ہو۔ کوئی لین دین ہو۔ کہ میں تجھے آگے دوں۔ لے لے نقد بنقد کام۔ اور جو منافق ہوتا ہے ہمارے جیسا تر ڑ مسلمان ' مسلمان ... اللہ... میرے بھائیو ! میں نے کئی دفعہ عرض کیا ہے۔ کہ یہ دنیا ایک کتاب ہے جو ان پڑھوں کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ ایک تو کتاب ہوتی ہے ناں۔ جو حروف (Alphabets) سے بنتی ہے' اردو کے ہوں یا انگریزی کے ہوں' یا کسی اور زبان کے ہوں حروف تہجی سے بنتی ہے ایک یہ کتاب ہے جس میں واقعات ہوتے ہیں۔ ان کو ان پڑھ سے ان پڑھ بھی پڑھ سکتا ہے تاکہ کل خدا کے پاس جا کر کوئی کہے نہ کہ یااللہ ! مجھے پتا نہیں لگا۔ اب دیکھ لو کویت اور سعودی عرب کا معاملہ۔ میں نے پچھلے سے پچھلا جمعہ ملتان پڑھایا تھا۔ میں نے وہاں لوگوں کو یہ بات بتلائی تھی کیونکہ وہاں اہل حدیث بہت ہیں۔ اور بڑے بڑے امیر اہلحدیث ہیں۔

دیکھو ! سعودیہ والے۔ انہوں نے دنیا میں اتنی مسجدیں بنائی ہیں' آپ کو پتا ہی ہے ان کے کتنے مبعوث ہیں اور وہ لوگ مختلف دینی مدارس میں پڑھاتے ہیں۔ کتنی کتابیں ہیں وہ لوگوں کو دیتے ہیں' اور پھر مالی امداد بھی لوگوں کی بے انتہا کر دیتے ہیں۔ فلاں جگہ پاکستان کو اس کو' اس کو۔ مسلمان ملکوں کی مدد بھی کتنی کرتے ہیں کتنا پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن دیکھ لو اور کویت کا حال دیکھ لو۔ لاکھوں مسجدیں انہوں نے دنیا میں مسلمان ملکوں میں انہوں نے بنا دیں اور کتابوں پر کتنا خرچ کیا' میں پچھلے دنوں رحیم یار خان گیا۔ چھ ٹرک کتابوں کے

آئے جس میں دین کی کتابیں مختلف عالموں کی لکھی ہوئی اردو ترجمے کئے ہوئے تاکہ لوگوں میں مفت تقسیم ہوں۔ دین کی کتنی خدمت کرتے تھے۔ لیکن آپ دیانتداری سے دیکھئے عقل بڑی چیز ہے۔ عقل سے سوچنا چاہیے یہ جو اللہ نے کویت کے ساتھ عرب والوں کے ساتھ معاملہ کیا' سلوک کیا ہے' یہ اللہ نے خوشی کا معاملہ کیا ہے ؟ بس تم سے بہت راضی ہوں۔ یا ناراضگی کا معاملہ کیا ہے۔ کیا کہتا ہے آپ کا ذہن دل سے پوچھئے ! جو سلوک کویت کے ساتھ ہوا ہے وہ خدا کے قہر کی علامت نہیں ؟ اور جو سعودیہ کا' سعودیہ گیا' سعودی خاندان گیا۔ اب اس کی حکومت وہاں نہیں رہے گی۔ امریکہ بیٹھ گیا ہے وہاں۔ اس نے عراق کا ہوا دکھایا' آ کر بیٹھ گیا۔ اب عراق کو کچھ نہیں کہا۔ حالانکہ امریکہ بڑی طاقت تھی۔ چاہتا تو کان سے پکڑ کر کویت سے نکال دیتا' معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو جاتا۔ لیکن نہیں۔ کچھ نہیں کہا۔ بلکہ اسے کہتا ہے۔ بیٹھا رہے مزے کر کیوں۔ تاکہ میں بھی سعودی عرب میں بیٹھا رہوں۔ جب سعودی عرب تھوڑی سے حرکت کرے گا۔ اسے کہوں گا دیکھو ! عراق آ جائے گا۔ چپ۔ وہ کہے گا اچھا بہت اچھا آپ تشریف رکھیں۔ میں کچھ نہیں کہتا۔ اور کچھ مدت کے بعد کیا کرے گا کوئی عبوری حکومت بنا دے گا۔ ان کا تختہ الٹ دے گا۔ کوئی جمہوری حکومت بنا دے گا۔ مکے اور مدینے کو انٹرنیشنل (International) شہر بنا دے گا۔ یہ خدا کا عذاب ان لوگوں پر کیوں آیا۔ جو کروڑوں روپیہ خرچ کرتے تھے۔ مسجدیں بناتے تھے۔ لوگوں کو پیسے دیتے تھے۔ ان پر خدا کا عذاب کیوں آیا۔ صرف اسی وجہ سے کہ وہ جو دین والی بات ہے وہ نہیں۔ یہ جو نفلی سا خرچ ہوتا ہے۔ اب دیکھو ناں لکھ پتی آدمی کو' کروڑ پتی آدمی کو دس بیس ہزار دینا کوئی مشکل ہے۔ اس کو کوئی تکلیف ہوگی' کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ایک کارخانہ دار ہے کروڑ پتی ہے اسے جا کر آپ کہیں جی ! یہ مسجد بنا دو۔ اگر لاکھ دو لاکھ روپیہ لگا کر مسجد بنا دے گا تو کوئی غریب ہو جائے گا۔ اسے کوئی تکلیف

ہوگی۔ جب تکلیف کوئی نہیں تو ثواب بھی کچھ نہیں۔ اس کے لئے ثواب کس بات میں ہے۔ جس میں اس کو تکلیف ہو' عیش چھوڑے ' خدا کے دین کا سپاہی بنے۔ اب دیکھو ناں ۔ اسرائیل کیسے ترقی کر رہا ہے۔ ان کا ایک ایک بچہ ٹریننگ لے رہا ہے۔اور سعودی عرب کے عیاشی میں نمبر لے رہے ہیں' سعودی عرب کے لوگ بڑھ چڑھ کر سمندر میں محل بنا رہے ہیں۔ شاہ فہد کا سمندر میں محل بن رہا ہے۔ جہاں اربوں روپیہ لگے گا۔ خدا کو غیرت نہ آئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک محلے سے گزر ہوا تو آپ نے ایک چوبارہ دیکھا۔ چوبارہ ۔ کوٹھے کے اوپر کوٹھا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کس کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ فلاں آدمی کا ہے۔ آپ کو ذرا تھوڑا سا کوئی رنج ملال ہوا کہا کچھ نہیں' پھر چلے گئے۔ وہ آیا تو محلے والوں نے کہا کہ آج رسول اللہ ﷺ کا گزر ادھر سے ہوا تھا انہوں نے تیرا یہ چوبارہ دیکھا وہ کچھ ناراض ہوئے' خوش نہیں ہوئے۔ وہ سمجھ گیا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں چاہتے کہ چوبارے بنیں اور مکانوں پر پیسہ خرچ ہو۔ اس نے "کسی" لی ۔ "کسی" کدال لیا' سب گرا گرا کر برابر کر دیا اور رسول اللہ کے پاس چلا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جو مجھ سے غلطی ہوئی تھی میں نے اس کا ازالہ کر دیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب فی البناء و الخراب عن انس رضی اللہ عنہ) بات کیا تھی۔ اللہ کے رسول یہ دیکھتے تھے کہ ہمیں یہودیوں سے جنگ لڑنی پڑ رہی ہے' مہاجروں کے گروہوں کے گروہ آ رہے ہیں پیسے کی اتنی ضرورت ہے کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں اور تو چوبارے بنا رہا ہے۔ دنیا اتنا اسلحہ تیار کر رہی ہے۔ مسلمان ملک ۔ کشمیر آپ کے سامنے ہے افغانستان آپ کے سامنے ہے اور چھوٹے چھوٹے ملک ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کی کیا گت بن رہی ہے۔ اسلحے کی ضرورت مسلمانوں کو' لیکن یہ عیاشیاں ہو رہی ہیں۔ جو حج کرنے جاتے ہیں انہوں دیکھا ہی ہے کہ حرم کے ساتھ شاہ فہد کا محل ہے اور کتنا اونچا۔ حرم سے بھی کہیں اونچا'

میناروں سے بھی اوپر نکل گیا ہے۔ میرے بھائیو! یہ ترڑ قسم کا مسلمان اللہ کو پسند نہیں ہے۔ دیکھو ناں ہمارے بڑے بڑے چوہدری جو ہیں' امیر لوگ جو ہیں۔ وہ خوب سن لیں سمجھ لیں۔ امیر لوگ جو ہوتے ہیں۔ بکرا کر دیا' رمضان شریف میں افطاریاں خوب کروائیں' فلاں موقع پر یوں کر دیا فلاں پر یوں کر دیا' مسجد کو اتنا پیسہ دے دیا۔ پھر یوں کر دیا۔ لیکن گھر دیکھ لو عین انگریز کا گھر۔ بیوی کو دیکھ لو بچیوں کو دیکھ لو' بہوؤں کو دیکھ لو' کوٹھی کو دیکھ لو' وہاں کے ٹائلٹ کو دیکھ لو' باورچی خانہ کو دیکھ لو۔ بس بٹنوں کا ہی کام ہے۔ سارا بٹنوں کا کام ہے۔ عین کافروں کا مقابلہ پورا ہو رہا ہے اور باقی دینداری۔ کیوں جی آپ کا بیٹا آپ کے ساتھ نماز کو نہیں آتا۔ جی! اسے فرصت نہیں ہوتی' اس کا اپنا کاروبار اتنا وسیع ہے' اس کو فرصت نہیں۔

اب آپ سوچئے کہ بندہ اللہ کے پاس اس کے گھر میں تو نہ آئے اور باہر سے پیسے دیتا رہے۔ اللہ کبھی اس سے راضی ہوگا۔ کبھی نہیں راضی ہوگا۔ دنیا اور دین میں وہ Amalgamate کیسے ہوئے جیسے کہ جوڑ لگا دیتے ہیں۔ یہ جتنے دنیا دار اور دین دار ملے جلے سے ہوتے ہیں یہ اللہ کو بالکل پسند نہیں۔ اللہ کو تو وہی پسند ہے جو بالکل صاف ہو۔ عین معلوم ہوتا ہو کہ یہ میرا درویش ہے۔ کوئی تکلف نہیں۔ کوئی کچھ نہیں۔ پیسہ سوچ کر خرچ کرے گا۔ کبھی پیسے کو فضول خرچ نہیں کرے گا۔ کوئی "شو" نہیں کوئی نمائش نہیں کوئی بڑائی کا تصور نہیں۔ میں بڑا بن جاؤں' لوگوں میں میری شہرت ہو جائے کوئی ایسی بات نہیں' بس دل میں یہ جذبہ ہو کہ دین کی خدمت جتنی مجھ سے ہو سکے میں دین کی خدمت کروں ۔ اللہ پسند کرتا ہے۔

میری ان ساری باتوں کو آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ایک مولوی صاحب کا نظریہ ہے۔ ہو سکتا ہے غلط ہو لیکن آپ اس پوائنٹ کو ذہن میں رکھیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ یہ سعودی عرب کی دین داری جیسے ہمارے اہل

حدیث چوہدریوں کی دینداری ہوتی ہے ۔ وہ خرچ بھی کرتے ہیں وہ مسلمانوں سے ہمدردی بھی کرتے ہیں' پیسہ بھی دیتے ہیں۔ ہر طرح کی امداد بھی کرتے ہیں دنیا داری کے طور پر لیکن دیکھ لو خدا نے رگڑا کیوں دیا۔ اس بات کو سوچیں خدا نے ان سے راضی ہو کر یہ سلوک کیا ہے کہ خدا ان سے ناراض ہے۔ اس کا جواب ہے کہ خدا ان سے ناراض ہے۔ کیا وہ مسجدیں نہیں بناتے' کیا وہ لوگوں کو پیسہ نہیں دیتے۔ ان سے آخر خدا کیوں ناراض ہے۔ یہی کہ تم میں غیرت نہیں۔ تمہیں انگریز اچھا لگتا ہے۔ تمہیں ان کی عورتیں اچھی لگتی ہیں' تمہیں ان کا لباس اچھا لگتا ہے۔ ان کی تہذیب اچھی لگتی ہے۔ ان کا تمدن اچھا لگتا ہے۔ تم علاج کراتے ہو تو ان کے ہاں جا کر کرواتے ہو۔ اب دیکھ لو۔ تم سیر کرتے ہو تو ان کے ہاں جا کر کرتے ہو۔ اب دیکھ لو خدا نے رگڑا دے دیا۔ اور رگڑا بھی کیسا۔ اللہ میرا معاف کرے۔ بس یونہی سمجھ لو صفحہ ہستی سے مٹانے والی بات تھی۔

ایک تو ہوتی ہے نظریاتی چیز اس کے لئے آپ کو دلائل دینے پڑتے ہیں۔ ایک ہے عملی واقعہ اس کا تجزیہ کریں۔ آپ کو ہوش آ جائے گی۔ آپ کو پتا لگ جائے گا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔ آپ کا اللہ کے نزدیک کیا مقام ہے۔ اچھے بھلے داڑھی بھی منڈاواتے ہیں اور اہل حدیث بھی بنتے ہیں۔ گناہ اتفاق سے کبھی ہو جائے تو ہو جائے۔ چلو بھئی گناہ ہو گیا۔ لیکن عادت داڑھی منڈوانے کی! خدا اس سے کبھی راضی ہوگا؟ دل سے پوچھئے ! حضور ﷺ جب کوئی سمجھنے کے لئے آتا اور بات بڑی عام فہم ہوتی تو آپ ﷺ فرمایا کرتے "استفت قلبک (رواہ احمد و الدارمی بحوالہ اربعین نووی رقمہا: 27) "فتوی اپنے دل سے پوچھ۔ آپ بتایئے جب تم داڑھی منڈاتے ہو اللہ راضی ہوتا ہے یا ناراض۔ داڑھی منڈانے والو! سوچو مسلمان ہونے کا مقام ہے۔ جب تم داڑھی منڈاتے ہو تو اللہ راضی ہوتا ہے کہ اللہ ناراض ہوتا ہے۔ لازما تمہیں یہی کہنا

ہو گا کہ اللہ ناراض ہوتا ہے۔ پھر تمہیں شرم نہیں آتی۔ روز تم اس کو ناراض کرتے ہو۔ شیشہ دیکھ دیکھ کر تم خوش ہوتے ہو اور وہ ناراض ہوتا ہے۔ تم خوش ہو رہے ہو۔ تمہاری اس سے دوستی ہو سکتی ہے۔ اور اللہ جیسا دوست! ہائے ہائے! ایسی نازک دوستی کہ وہ منٹ میں روٹھ جائے اور منٹ میں راضی ہو جائے اور تو ایسا ڈھیٹ کہ تجھے شرم ہی نہ آئے۔ تو ایک کام کو بار بار کرتا ہے دکھا دکھا کر کرتا ہے' دیکھ دیکھ کر کرتا ہے' شیشے کے آگے کھڑا ہو ہو کر پینترے بدل بدل کر' تو یہ سارا کچھ کرتا ہے۔ تو کیا تجھے خدا کو کہ خدا مجھ سے راضی ہے لیکن کوئی احساس ہی نہیں ہے۔

داڑھی منڈوانے والوں کو خیال تک نہیں ہوتا۔ وہ کہتا ہے کیا بات ہے؟ میں نماز تو پڑھتا ہی ہوں سعودیوں جتنی نمازیں پڑھنے والا کون ہے۔ جتنے سعودی نماز پڑھتے ہیں اتنا کوئی بھی نہیں۔ لیکن اللہ کو کوئی بھی نماز پسند نہیں۔ جب اللہ ناراض ہی ہو گیا' قصہ ختم ہو گیا۔ دیکھو آخرت میں اللہ ایسے لوگوں سے رعایت کر دے تو وہ اور بات ہے لیکن دنیا میں تو تختہ الٹ دیا ناں۔

ہمیں خدا سے ڈرنا چاہیے' کیا کرو' خدا کو کبھی دھوکہ نہ دیا کرو کہ آدھا دیندار بننا اور آدھا بے دین بننا۔ یہ خدا سے چالاکی ہے' یہ خدا سے مذاق ہے اور خدا کو یہ چیز بہت بری لگتی ہے اور اس پر خدا کا عذاب لازمی آتا ہے۔ خدا کے سامنے گر جاؤ' خدا کے سامنے جھک جاؤ' اکڑ توڑ دو' اپنے آپ کو ہیچ سمجھو۔ جو جرات کے ساتھ گناہ کرتا ہے اور پھر اپنی نماز پر فخر بھی کرتا ہے' جو جرات کے ساتھ انگریز کا بیٹا بنتا ہے انگریزوں جیسی کوٹھیاں بناتا ہے اور پھر خوش بھی ہوتا ہے۔ یہ خدا سے چالاکی نہیں کرتا تو اور کیا کرتا ہے؟

میرے بھائیو! چیز کتنی ہی اچھی ہو قبول اس وقت کی جاتی ہے جب جس کو آپ دینا چاہیں وہ آپ سے راضی ہو۔ اگر وہ آپ سے راضی ہی نہیں تو چیز آپ کی کتنی ہی اچھی کیوں ہو تو وہ قبول کرے گا؟ اور اب اللہ اکبر... بعض

لوگ پانچ پانچ' چھ چھ قربانیاں کرتے ہیں' یہ نہیں دیکھتے میں جو پانچ چھ قربانیاں دوں گا وہ میری قربانی رکھ بھی لے گا' کہیں وہ مجھ سے ناراض تو نہیں۔ میرا پیسہ ٹھیک ہے' میرا گھر کا معاملہ ٹھیک ہے وہ مجھ سے ناراض تو نہیں' میرے بھائیو! اس کے لئے میں آپ سے کیا مثال عرض کروں۔ بڑی سادہ سی چیز' بڑی عام فہم چیز ہے۔ آپ اس بات کو خوب سمجھ لیں کہ اللہ آپ سے ناراض ہو تو اللہ آپ کی کوئی چیز قبول نہیں کرے گا۔اور یہی وجہ ہے ہم لوگ مار کھا رہے ہیں۔ اب دیکھ لو اہل حدیثوں کا حال' اور دیکھ لو ویسے نام کی کتنی اعلیٰ جماعت ہے۔ اللہ کی پارٹی ہے۔ کیونکہ اہل حدیث ہی دنیا میں صحیح مذہب ہے۔ باقی تو سب ملاوٹی ہیں' بھرتی ہیں ۔ کوئی حنفی بن گیا کوئی دیوبندی بن گیا' کوئی بریلوی بن گیا کوئی شیعہ بن گیا۔ مذہب کے اعتبار سے اگر خالص اسلام کا کوئی تصور ہے تو صرف اہل حدیث کا ہے۔ اہل حدیث کے معانی قرآن وحدیث کو ماننے والا اور صرف یہی ایک جماعت ایسی ہو سکتی ہے جو اللہ کی پیاری جماعت ہو۔ لیکن پاکستان میں دیکھ لو اہل حدیث کتنا ذلیل ہو رہا ہے۔اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ وہ سارے اہل حدیث دنیا دار ہیں۔ وہ اہل حدیث حقیقت میں ہیں ہی نہیں۔ جیسے دوسرے نقلی مسلمان ہیں' جیسے دوسرے لوگ جھوٹے مسلمان ہیں اور اللہ کافروں کو ان پر مسلط کرتا ہے۔ ایسے اہل حدیث نقلی اہل حدیث ہیں۔ اس لئے اللہ ان پر بریلویوں کو کمیونسٹوں کو اور دوسرے گندے سے گندے لوگوں کو مسلط کرتا ہے۔ اسرائیل عربوں پر چڑھا ہوا ہے کہ نہیں کوئی شبہ ہے؟ ایک ایک۔ کوئی ملک اسرائیل سے لڑ کر دیکھ لے وہ کھا جائے گا۔ کیا مسلمان اللہ کو برے لگتے ہیں یا نہیں۔ اللہ ان سے ناراض ہے۔ اللہ ان کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور اللہ کی ناراضگی کا تو یہ حال ہے ۔ توبہ توبہ' اللہ معاف کرے۔ قرآن مجید پڑھ کر دیکھو۔ جنگ احد میں اللہ کا رسول ﷺ موجود۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

موجود، حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود، اولیاء خلفاء، نیک سے نیک اعلیٰ سے اعلیٰ بہتر سے بہتر، ان جیسا تو کبھی پیدا ہو سکتا ہی نہیں۔ لیکن دیکھ لو شکست ہو گئی۔ اب یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ یااللہ یہ تو تیری پارٹی تھی جس کے Head نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس کے رائیٹ اور لیفٹ جو ہیں ابوبکرؓ عمرؓ اور صحابہ رضی اللہ عنھم وغیرہ ہیں۔ یااللہ یہ کیا بات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیت اتار دی کہ کیا تم نے مجھے بے وفا سمجھا ہے تم نے مجھے یہ سمجھا ہے کہ میں اپنی پارٹی کا ساتھ نہیں دیتا۔ "ولقد صدقکم اللہ وعدہ" میں نے تو اپنا وعدہ پورا کیا تمہارا ساتھ دیا کس طرح سے تم کافروں کو کاٹ رہے تھے۔ "ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ" اللہ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کہا۔ "اذ تحسونھم باذنہ" جب کہ تم ان کو بے حس کر رہے تھے۔ قتل کر رہے تھے۔ خدا کے حکم ساتھ وہ آگے آگے بھاگے جا رہے تھے اور تم پیچھے۔ ان کو قتل کر رہے تھے۔ اور ان کا مال لوٹ رہے تھے لیکن تم نے کیا کیا۔ جب تمہیں کہا گیا تھا کہ یہ درہ نہیں چھوڑنا فتح ہو یا شکست ہو۔ یہ درہ نہیں چھوڑنا۔ تم نے کیوں نافرمانی کی۔ مسلمان اس قسم کا ہوتا ہے؟ جب تمہیں یہ حکم دیا گیا تھا۔ تمہارے نبی نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ یہ درہ نہیں چھوڑنا حتی اذا فشلتم جب تم بزدل ہو گئے پیسے کا لالچ تمہارے دل میں آ گیا۔ و تنازعتم فی الامر تمہارا کمانڈر تمہیں کہہ رہا ہے کہ نہ جاؤ تم نہ ہلو یہاں سے۔ تم نے کہا کہ نہیں اب فتح ہو گئی ہے چلو لوگ مال لوٹ رہے ہیں۔ ہم بھی مال لوٹیں۔

وعصیتم من بعد ما اراکم۔ تم نے نافرمانی کی میں تمہیں وہ چیز دکھا دی تھی، جو تم چاہتے تھے۔ یعنی فتح دکھا دی تھی۔ جب تم نے نافرمانی کی اس نافرمانی کی سزا خدا نے فوراً تمہیں دے دی۔ پانسہ پلٹ دیا۔ تم نے درہ چھوڑ دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کافروں کے کمانڈر تھے وہ تاک میں تھے کہ یہ مسلمان درہ چھوڑیں گے اور میں پیچھے سے آ کر حملہ کروں گا۔ پیچھے

سے آ گئے۔ آگے بھی کافر' پیچھے بھی کافر' مسلمان درمیان میں آ گئے۔ ستر بہتر کے قریب مسلمان شہید ہو گئے' حضورﷺ زخمی ہو گئے' کسی کا کچھ بنا' کسی کا کچھ بنا۔ اللہ نے صاف قرآن میں کہہ دیا کہ جاؤ میں نے گناہ معاف کر دیا ہے۔ اس کی سزا جو دینی تھی دے دی ہے اب آئندہ میں تم سے پوچھوں گا نہیں۔ ولقد عفا عنهم (3 : آل عمران : 52) اللہ نے معاف کر دیا ہے۔ ساتھ ہی یہ سرٹیفکیٹ دے دیا تاکہ اس کے بعد تم پر کوئی دھبہ نہ رہے۔ ولقد عفاالله عنهم۔ اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ اللہ بہت جلدی روٹھ جاتا ہے اور بہت جلدی مان جاتا ہے۔ دوستی اس کی بڑی نازک ہے اور جو لاپرواہ ہو وہ چاہے کہ میں اللہ کے ساتھ نباہ لوں وہ کبھی نہیں نباہ سکتا۔ یہ مسلمان آدھا تیتر' آدھا بٹیر۔ آدھا کافر' آدھا مسلمان۔ آدھا انگریز' آدھا مسلمان۔ اوپر سے مسلمان نیچے سے کافر۔ ایسے سے اللہ دوستی کبھی نہیں لگاتا۔

میرے بھائیو! نمازیں پڑھتے ہو۔ جمعے پڑھتے ہو۔ گرم سے گرم' تیز سے تیز وعظ سنتے ہو۔ مسلمان ہونے کی کوشش کرو۔ لوگوں کو نہ دیکھو کہ لوگ کیا کرتے ہیں ہماری زندگی کیا ہے۔ پہلے میں دولت پیدا کرنے کی کوشش کروں۔ حرام حلال طریقے سے۔ جائز ناجائز طریقے سے اپنی لیڈری بنانے کی کوشش کروں گا۔ خواہ میں وکیل ہوں۔ خواہ میں کارخانہ دار ہوں۔ خواہ میں زمیندار ہوں۔ پھر میں الیکشن میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ امید یہ کہ چلو فی الحال ایم. این. اے بن جائیں گے۔ ایم. پی. اے بن جائیں گے۔ کبھی داؤ لگ گیا تو شاید وزارت مل جائے۔ جیسا کہ جتوئی کا داؤ لگ گیا۔ وزیر اعظم بھی بن گیا اور بس۔ میں اگر وزیر اعظم بن گیا۔ صدر بن گیا پھر میں سب کچھ بن گیا' سب عہدے مل گئے۔ یہ ہے ہماری زندگی کا انجام یہ دیکھ لو میں یہ غلط نہیں کہہ رہا۔ تجربے کی بات ہے۔ میں بہت سوچا کرتا ہوں۔ وکیلوں کو دیکھتا ہوں۔ جو وکیل ذرا اٹھنے لگتا ہے پھر وہ لیڈر بننے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر وہ الیکشن میں کھڑا ہوتا ہے۔

زمیندار وہ بھی پھرا ایکشن میں کھڑا ہو گا۔ محلے داری میں لوگوں کے کام کیے۔ ادھر ادھر پولیس میں گئے۔ بس یہ زندگی بنانے کا طریقہ ہے۔ اور یہ گندے لوگوں کی سوچ ہے

مومن کی سوچ کیا ہوتی ہے۔ کام زیادہ کرنا۔ بڑا بننے کی بالکل کوشش نہ کرنا۔ مسلمان کا طریقہ ہے سن لو ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ دیکھو جی میں نے اتنا کیا۔ یہ عہدہ مجھے ملنا چاہیے۔ امیر میں بنوں گا۔ لیڈر میں بنوں گا۔ میں نے اتنا بڑا کام کیا ہے۔ میں پیچھے رہ جاؤں تم مجھے نہیں مانتے۔ بس جس نے اس نیت سے کام کیا وہ برباد ہو گیا۔ اور مسلمان جب ہوتے ہیں تو نخرے وخرے نہیں کیا کرتے۔ سادگی بالکل کپڑے سادہ۔ رہنا سہنا سادہ۔ گفتگو سادہ۔ مجلس سادہ۔ سوسائٹی سادہ۔ دوستی یہ نہ ہو کہ بڑوں سے میل جول۔ اللہ ہماری کتنی کوشش ہوتی ہے کہ ہماری تھانیدار سے دوستی ہو جائے تاکہ لوگوں پر میری حکومت ہو۔ لوگ مجھ سے ڈریں۔ تھانیدار مجھے سلام کرے۔ اور یہ بدبخت لوگوں کا طریقہ ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ایسی سوسائٹی دور سے دور۔ ایسے ماحول سے بہت دور رہیے۔

یاایھا لناس انتم الفقراء الی اللّٰہ اے لوگو تم سب محتاج ہو اللہ کے۔ ھواللّٰہ ھوالغنی اللہ غنی ہے وہ بے پرواہ ہے اس کو کوئی پرواہ نہیں دیکھو اللہ نے کیا بیان کیا" ان یشاء یذھبکم ایھاالناس ویات بآخرین " (4 : النساء : 133) کہ آج دنیا میں کئی ارب لوگ آباد ہیں۔ "ان یشاء" اگر وہ چاہے سب کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ایسی ہی فورا دوسری مخلوق پیدا کردے اللہ کوئی سٹرائیکوں سے ڈرتا ہے۔ اللہ کوئی دنیا کا بادشاہ ہے کہ بادشاہ لوگ سوچتے کچھ ہیں جب دیکھتے ہیں کہ لوگ عوام سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ دب جاتے ہیں ڈر جاتے ہیں۔ اللہ ڈرنے والی ذات نہیں۔ اللہ اکبر میرے بھائیو قرآن پاک پڑھا کرو۔ قرآن مجید سمجھ کر پڑھا کرو۔ دیکھو سب سے اونچے درجے میں کون ہو سکتے ہیں

نبی یا فرشتے۔ ٹھیک ہے انسانوں میں سے نبی اور نبیوں میں سے نبی ﷺ سب سے اونچے۔ اللہ نے قرآن مجید میں ان دونوں کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ اگر یہ نبی محمد ﷺ خاص طور پر آپ ﷺ ۔اگر یہ میرا نبی بگڑ کر کوئی ایسی حرکت کر دے تو میں اس کو بھی کبھی نہ چھوڑوں اور اگر کوئی فرشتہ فرشتوں کو لوگ بہت پوجتے ہیں مشرکین مکہ فرشتوں کو معبود بناتے تھے۔ لات' منات' عزیٰ یہ سب فرشتوں کے نام تھے۔ فرشتوں کو معبود سمجھتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : و من یقل منھم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم (21 : الانبیاء: 29) اگر فرشتوں میں سے کوئی کہہ دے کہ میں الہ ہوں۔ میں اس کو جہنم کی سزا دوں گا۔ کوئی فرشتہ کہے گا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ نے کیوں دھمکی دی۔ لوگوں کو بتانے کے لئے کہ اللہ نہ فرشتے سے ڈرتا ہے' نہ نبی سے ڈرتا ہے وہ جسے چاہے جیسے چاہے سزا دے۔ و من یقل منھم انی الہ من دونہ اے مشرکین مکہ تم نے فرشتوں میں سے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو ان میں سے کہہ دے میں معبود ہوں فذلک نجزیہ جہنم ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے اور محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ اے مشرکین مکہ تم اس کے پیچھے لگے ہوئے ہو کہ تو ہمارے ساتھ چل جیسے ہم کہتے ہیں ویسی تقریر کیا کر' کچھ توڑ مروڑ کر کچھ ٹیڑھا کر دے' ڈھیلی ڈھیلی باتیں کر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرماتے ہیں و لو تقول علینا بعض الاقاویل اگر میرا نبی میری کسی بات کو بگاڑ کر بیان کرے اس میں کچھ نرمی پیدا کر دے۔ لوگوں کو جیسا کہ ہمارے ہاں اکثر اہل حدیثوں میں یہ ہے کہ جی مولوی صاحب ! تقریر ایسی کرو کہ لوگ بدکیں نہیں' مسجد بھری رہے' دیوبندی' بریلوی سب ٹھیک ٹھاک چلتے رہیں' کوئی ناراض نہ ہو' سب خوش ہی جائیں۔ اور اس میں آدمی کو کچھ نرمی کرنی ہی پڑتی ہے۔ اللہ نے فرمایا: ودوا لو تدھن فیدھنون اے نبی ! یہ کافر تو چاہتے ہیں کہ تو نرم ہو جائے۔ پھر یہ بھی نرم ہو جائیں گے۔ سن لے تو بالکل نرم نہیں

ہو گا' تیری کسی بات میں جھول نہیں ہو گی و لو تقول علینا بعض الاقاویل اگر میرا یہ نبی میری کسی بات کو بھی بگاڑ دے لاخذنا منہ بالیمین میں اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لوں۔ ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین (69 : الحاقۃ 44-45) پھر ساری دنیا کے نبی پیر' فقیر اولیاء کوئی بھی چاہے کہ میرے نبی کو بچا لے کوئی بچا نہیں سکتا۔ فما منکم من احد عنہ حاجزین کوئی راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ کہ ناں ناں اللہ۔ اس کو کچھ نہیں کہنا' ہم نہیں کرنے دیں گے' ہم مٹ جائیں گے' مار دیں گے' یہ کردیں گے' وہ کردیں گے' اللہ بالکل نہیں ڈرتا اور میرے بھائیو! جب ہمارا رب ہے وہ ڈرے کسی سے نہیں' ہم سارے اس کے محتاج ہیں تو ہم کیوں نہ اس کو دل سے مان لیں' اس کے سامنے دل سے جھک جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے بندے اب تو تجھ میں ہمت ہے' طاقت ہے' تو پیسہ بھی خرچ کر سکتا ہے' تو وقت بھی لگا سکتا ہے اور بھی قربانی وغیرہ کی صورتیں جو ہوں تو کر سکتا ہے کر لے' گنجائش ہے' ابھی وقت ہے' ابھی زندگی ہے' جب تو مرنے لگا موت آگئی' پھر دنیا کا معاملہ تو ختم ہو جائے گا۔ آپ نے کبھی مرنے والے کی کیفیت دیکھی ہو گی۔ جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو ٹکٹکی لگ جاتی ہے' آنکھیں پتھرا گئی ہیں' اب بچنے کی امید نہیں۔ وہ اصل میں بات کیا ہوتی ہے۔ اگلے جہاں کا پردہ اٹھ جاتا ہے۔ فرشتے اس کو نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ جب آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوتی ہیں کہ آنکھ جھپکتا نہیں ہے وہ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے' یہ علم غیب کا پردہ' یہ غیب کی جو صورت ہے وہ ختم ہو جاتی ہے اللہ زبان بند کر دیتا ہے اب اس کے سامنے سب حقیقتیں کھل جاتی ہیں۔ جن چیزوں کے بارے میں دنیا میں یقین نہیں آتا پھر بالکل یقین آ جاتا ہے او ہو... بھئی مولوی ٹھیک ہی کہا کرتے تھے۔ میں تو مذاق ہی سمجھتا رہا' میں نے تو خاص کبھی توجہ دی نہیں کہ یہ مولویوں کا پیشہ ہے۔ آخر انہوں نے جمعہ پڑھانا ہے' بولنا ہی ہے ناں' کچھ تو

کہیں گے وہ' میں گیا' پڑھ کر چلا آتا تھا' میں نے خاص کبھی توجہ نہیں دی' لیکن اب تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے' جب پردہ ہٹ گیا' ملک الموت اپنی پارٹی کو لے کر آگیا اس وقت اسے افسوس ہو گا

اس وقت یاد آتا ہے ہائے ہائے! میں کیسا احمق تھا' کہ رات کو گیارہ بجے تک گلیوں میں بیٹھا رہتا تھا' عشاء کی نماز کی پرواہ نہیں کرتا تھا ایک تو یہ ہے کہ نیند آگئی چلو جب آنکھ کھلے نماز پڑھ لے ایک یہ ہے کہ نماز کی پرواہ ہی کچھ نہیں' بارہ بارہ بجے تک ' ایک ایک بجے تک اپنے دوستوں کے ساتھ مختلف منڈیوں مختلف سوسائٹوں میں وقت برباد کیا' رات کو برباد کرتا رہا' پھر اسے یاد آئے گا کہ میں کیسا احمق تھا۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں نماز بھی پڑھ لیتا' امیر کو اپنی کوٹھی یاد آئے گی کہ میں نے اپنی کوٹھی پر کتنا پیسہ برباد کیا کیا ہی اچھا ہوتا میں وہی پیسہ کسی مسجد پر لگا دیتا' اسی پیسے سے میں کوئی اسلحہ خرید کر میں کشمیریوں کی مدد کرتا' جہاد کی تیاری کرواتا' کوشش کرتا' پھر پچھتائے گا اور اللہ نے قرآن میں کئی جگہ یہ نقشہ کھینچا ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یااللہ تھوڑی سے مہلت دے دو۔ فرشتوں کو ذرا بھیج دے اور مجھے ذرا کھڑا کر دے ' اتنا مال پڑا ہے اور یہ جو بینک میں پڑا ہوا ہے میں گھروالوں سے کہہ دوں کہ اتنا فلاں جگہ دے دو' اتنا فلاں جگہ دے دو' اتنا فلاں جگہ دے دو۔ تھوڑی سے مہلت دے دے۔ خدا کہتا ہے "نہیں" ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا (63 : المنافقون : 11) جب کسی کی موت آ جائے ایک لمحے کے لئے بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ یہ جو جاہل لوگ کہتے ہیں روحیں آتی ہیں کہاں آتی ہیں' یہ سب بکواس ہے' اللہ کی قید میں سے کوئی نکل کر آ سکتا ہے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ مولویوں نے کھانے کے ڈھنگ بنائے ہوئے ہیں کہ جمعرات کو روحیں آتی ہیں اور پھر کمال یہ ہے کہ جن کی میت ہے ان کے گھر نہیں آتیں' آکر مولوی کو اطلاع کرتی ہیں کہ میں آگیا پھر مولوی کہتا ہے کہ بھئی تیرے باپ کی

روح میرے پاس آئی تھی' تیرا باپ مجھے رات کو ستاتا ہے' وہ کہتا ہے کہ اچھا جی مولوی صاحب پھر بتاؤ میں کتنا روپیہ دوں' دیکھو کیسی ٹھگی ہے جیسے رولڈ گولڈ والے ٹھگتے ہیں' سڑکوں پر گاڑیوں میں جگہ جگہ اور لوگ ٹھگیاں کرتے ہیں' ویسے مولوی ٹھگی کرتا ہے۔ ہائے ہائے! دیکھو جب زوال آتا ہے تو سب سے بڑا سبب دین کے لئے مولوی بنتا ہے۔ جب اسلام کو زوال آتا ہے'دین کا سب سے بڑا سبب مولوی بنتا ہے۔ مولوی کھاتا ہے زکوۃ کا پیسہ ' مولوی پلتا ہے زکوۃ پر اور ہمارے مدرسے بھی' مدرسوں سے کیا نکلتا ہے' آپ نے دیکھا ہی ہے جیسے دیکھ لو' دینی مدرسے' دینی جامعات' سڑکوں پر جاتے ہیں' کوئی ایک بورڈ ہے۔

جامع عبدالرحمٰن ' جامع فلاں' جامع فلاں مدرسے ہی مدرسے مسجدیں ہی مسجدیں۔ اور بریلوی اپنے چھوکروں کو ٹریننگ کیا دیتے ہیں' وہ ہرا جھنڈا ہاتھ میں یوں کہ دیکھ لو یہ مسجد ہے' پیسے ' پیسے ' پیسے دے دو۔ پیسے مانگنا سکھاتے ہیں۔ بعض تو بچوں کو ساتھ پکڑ کر انگلی لگاتے ہیں اور مانگنا سکھاتے ہیں۔ مولوی یوں مانگنا سکھاتا ہے' کھڑا ہو جا' مسجد دکھا اور مانگ۔ جو طبقہ زکوۃ پر پلے' آپ نے سنا ہے ناں کہ سیدوں کے لئے زکوۃ حرام ہے دنیا میں ممکن ہے بہت سے سید نقلی ہوں لیکن اصلی سید نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی اولاد اور آپ نے فرمایا زکوۃ ہمارے لئے حلال نہیں کیوں یہ میل کچیل ہے کہئے !

زکوۃ میں میل کچیل ہوتی ہے کہ نہیں یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کڑاہے میں رس ڈال دیا جائے اور اوپر جھاگ آ جاتی ہے تو لوگ جھاگ کو اتار اتار کر جو میل کچیل ہے اس کو اتار کر نیچے پھینکتے ہیں۔ یہ زکوۃ میل کچیل ہے۔ اگر وہ زیادہ ہوتا جا رہا ہے تو اس کو اتار کر پھینک دو' میل کچیل جو ہوتی ہے۔ اب آپ بتائیے میل کچیل سے کوئی ہیرا ابن تیمیہ جیسا' کوئی جوہر کام کا نکل سکتا ہے' وہاں تو گندے کیڑے ہی نکلیں گے اور یہی وجہ ہے کہ آج کل مولویوں کو دیکھ لو۔ گندے کیڑے بالکل گندے کیڑے ' طالبعلم کیا اور مولوی کیا' کیوں پلتے زکوۃ

پر اور زکوۃ میل کچیل ہے اور میل کچیل میں سے کوئی جوہر نکلے گا' میل کچیل سے کوئی ہیرا نکلے گا۔ ابن تیمیہ جیسے جو دنیا میں کوئی انقلاب لائے' لوگوں کے ذہنوں کو پلٹ دے بس مانگ کھانے والے ' بھیک مانگنے والے سارے گندے لوگ اور پھر جاہل مولوی وہ ہے۔ کیا کہیں کسی کو ' سب مولوی ہی مولوی۔ میرے بھائیو! دین کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ رسمی دین کسی کام نہیں آئے گا۔ جیسا کہ کویت اور سعودیہ کے کام نہیں آیا۔ دیکھ لو اللہ نے ساتھ دیا؟ ساتھ نہیں دیا۔ اچھا بھلا سعودی عرب پاک صاف تھا۔ لیکن دیکھ لو امریکہ کیسے ڈٹ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ جائے گا نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ چلا جائے' وہ کیوں جائے گا۔ وہ تو اللہ کا عذاب آیا ہے۔ وہ جائے گا کیوں۔ اور عذاب کیوں آیا۔کیا سعودی عرب پیسے نہیں خرچ کرتا تھا۔ سعودی عرب کتابیں تقسیم نہیں کرتا تھا۔ سعودی عرب مسجدیں نہیں بنواتا تھا۔ سب کچھ کرتا تھا۔ جو آج کا ترڑ مسلمان ۔ یہ امیر مسلمان یہ کارخانہ دار یہ مل اونر(Mill Owner) بڑے بڑے اہل حدیث جو کرتے ہیں سب کچھ وہ بھی کرتا تھا۔ لیکن غیرت نہیں ہے۔ انگریزی تہذیب اچھی ہے۔ انگریز ۔ اندر سے انگریز ہیں سارے' آپ سوچیں جس کا رنگ اچھا نہ ہو۔ وہ چیز کبھی اچھی لگتی ہے؟ آپ خربوزہ لینے جائیں اور رنگ تربوز کا ہو آپ کو ریڑھی والا کہے کہ نہیں یہ خربوزہ ہی ہے آپ کہیں گے میں نہیں لیتا۔ بھئی کیوں نہیں لیتے یہ خربوزہ ہے۔ نہیں یہ تو تربوز ہے۔ وہ کہے گا کہ نہیں یہ خربوزہ ہے آپ کہیں گے خربوزے والا اس پر رنگ ہی نہیں ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے رنگ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ شکل و صورت کا کوئی اثر نہیں ہوتا؟ لباس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ رہنے سہنے کا۔ چہرے کا کوئی اثر نہیں ہوتا اب جو داڑھی منڈائے اور اللہ کے رسول آ جائیں تو کیا خیال ہے وہ آپ کو اپنا سمجھیں گے کہ یہ میرا ہے۔ کبھی بھی نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کی نماز تو نماز کے وقت نظر آئے گی اگر آپ سے ملاقات ہو جائے نبی

ﷺ کی راستے میں جاتے وقت' آپ داڑھی منڈے ہوئے ہوں اور اللہ کے رسول ادھر سے آ جائیں اور شہر ہو کویت جیسا' شہر ہو جدہ جیسا' شہر ہو کراچی جیسا۔ کہ انگریز بھی وہاں پھر رہے ہوں' ہندو بھی وہاں پھر رہے ہوں اور داڑھی منڈا مسلمان بھی وہاں پھر رہا ہو تو دیانتداری سے بتا تجھے محمد ﷺ السلام علیکم کہیں گے۔ کیسے سمجھ میں آتی ہے بات کہ کہیں گے' تجھے وہ اپنا سمجھیں گے ہی نہیں کیوں کہ تیرا رنگ اپنا نہیں' تیرا رنگ مسلمانوں والا نہیں۔ اگر تیرا رنگ مسلمانوں والا ہوتا تو نبی تجھے لازما السلام علیکم کہتے۔ سو میرے بھائیو! اس رنگ کا بڑا اثر ہوتا ہے اور یہ رنگ کس سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ کی لڑکی سے' آپ کی لڑکی کا رنگ کیسا ہے وہ کپڑے کیسے پہنتی ہے وہ کیسے پھرتی ہے اگر آپ کی کوشش یہ ہے کہ بالکل یہ ماڈرن لیڈی ہو تو پھر آپ یہ کہیں کہ یہ مسلمان ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میرے بھائیو! آپ کہیں گے کہ بار بار یہ باتیں کہہ رہا ہے۔ اور ہمیں چوٹیں لگا رہا ہے۔ اللہ اکبر۔ میں چاہتا ہوں کم از کم۔ ویسے بہاولپور میں بڑی مسجدیں ہیں۔ دیوبندیوں کی مسجد کتنی بڑی ہے؟ اویسی کی مسجد کتنی بڑی ہے؟ میں چاہتا ہوں کم از کم جو ہماری مسجد میں آئے وہ کندن ہو اس میں کوئی کسر باقی نہ ہو۔ یہ بات نہ ہو کہ اس کی کسی طرف سے صفائی نہیں ہوئی۔ رگڑائی نہیں ہوئی۔ جب عقائد کی بات آتی ہے تو ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ کیا دیوبندی ہو' کیا بریلوی ہو' سب گمراہ ہیں بالکل گمراہ ہیں۔ عقیدہ درست کر لو۔ ان کا اسلام ملاوٹی ہے۔ اسلام کو خالص کرو۔ حنفی اسلام کا کوئی شعبہ نہیں حنفی اسلام کی کوئی قسم نہیں۔ اسلام پہلے دن سے جب سے محمد ﷺ آئے ہیں محمدی رہا ہے۔ اور محمدی رہے گا۔ وہ کبھی بھی حنفی' وہابی نہیں بنے گا۔ کہیئے! کسی کے پاس اس کا کوئی جواب ہے۔ جب سے رسول اللہ ﷺ نے آ کر کہا ہے قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (7 : الاعراف : 158) اے دنیا

کے لوگو سن لو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں۔ اس وقت سے اسلام کا ایک ہی ایڈیشن (Edition) ہے اس کی ایک ہی قسم ہے اور وہ کیا ہے محمدی وہ کبھی حنفی نہیں ہو سکتا۔ وہ کبھی دیوبندی نہیں ہو سکتا۔ وہ کبھی وہابی نہیں ہو سکتا۔ وہ کبھی بریلوی نہیں ہو سکتا۔ وہ کبھی شیعہ نہیں ہو سکتا وہ صرف محمدی ہے۔ قال اللہ و قال الرسول جو اللہ نے کہا ہے اور جو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا ہے۔ یہ اسلام ہے۔ دیکھ لو کتنی سخت بات ہے۔

اللہ کا شکر ہے اللہ بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔ ورنہ جب ہم نے کام شروع کیا تھا۔ یہاں اہحدیث کون تھا۔ یہ جتنے بیٹھے ہیں قریب قریب سب اللہ نے دیوبندیوں سے بدلے ہیں۔ بریلویوں سے بدلے ہیں۔ یہ بات بڑی سخت ہے دل کو چیرنے والی ہے لیکن اللہ کا شکر ہے میں کبھی لیڈروں کی طرح نہیں کروں گا۔ کسی قسم کا کوئی لالچ مجھے نہیں ہے۔ اس کے لئے میں لوگوں کو لڑاؤں اور یہ کروں اور وہ کروں اور دبنے کی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ اس لئے میں جو بات کرتا ہوں صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے کرتا ہوں۔ میں اس بات سے بالکل نہیں ڈرتا۔ کہ لوگوں کا دل خراب ہوگا۔ میں بالکل یہ خدا سے دعاء کرتا ہوں کہ یااللہ بجائے دل خراب ہونے کے اس کے دل کو صاف کردے۔ اور اللہ کرتا ہے بعض نئے نئے چہرے دیکھ کر مجھے یہ ڈر ہوتا ہے کہ یہ بدکا۔ اب یہ بدکا۔ اب یہ اگلے جمعے نہیں آئے گا۔ اور اتفاق سے ایسا ہوا ہے کہ میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے کہ جاتے وقت مجھ سے مسئلے پوچھ کر جا رہا ہے۔

میرے بھائیو! اس بات کی قدر آپ کو اس وقت معلوم ہوگی جب آپ کی جان نکلے گی۔ کہ میں جو دعوت اب دین کی آپ کو دے رہا ہوں یہ خالص محمدی دعوت ہے یا یہ ملاوٹی دعوت ہے۔ مکاری' فریب کی یا شرارت کی دعوت ہے یہ خالص دین کی دعوت ہے۔ ہمیں کسی قسم کا نہ کوئی ڈر ہے نہ کوئی لالچ ہے لیکن دل میں ایک تڑپ ہے کہ یا اللہ! جو کم از کم ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے آئیں وہ تو

صاف ہو جائیں اب اتنی ہم میں طاقت نہیں ہے کہ ہم سارے بہاولپور کو دھو ڈالیں۔ ہم تو انہی کو صاف کر سکتے ہیں جو ہمارے پاس آ جاتے ہیں پھر اللہ نے ہمیں جو دیا ہے۔۔ قرآن و حدیث۔۔ اس کے صابن کے ساتھ ان کو دھونے کی' رگڑائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ صاف کر دیتا ہے۔ اور اسی لئے میرے بھائیو ! میری کوشش یہ ہے کہ آپ دل سے مسلمان ہوں اور سادہ مسلمان ہوں۔ بڑائی کا تصور بالکل چھوڑ دیں۔ اپنی آخرت کی فکر کریں۔ موت کو ہر وقت یاد رکھیں۔ موت کی گولیاں ہر وقت چھوٹتی رہتی ہیں۔ اور اب تو قیامت کا وقت بہت قریب ہے۔ بہت قریب ہے امریکہ کا خلیج فارس میں اور سعودی عرب میں آ کر بیٹھ جانا امریکہ کے خاتمے کی دلیل ہے۔ اب امریکہ یہاں سے جائے گا نہیں۔ بلکہ ختم ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

ٹھیک ہے عربوں کا ستیاناس ہو جائے گا۔ لیکن اب بچے گا امریکہ بھی نہیں۔ کیوں کہ اب اللہ نے انکو نکال لیا ہے۔ اب کہ تم نے کھا پی لیا ہے۔ انہوں نے بھی کھا پی لیا ہے۔ اب آ جاؤ اب میدان تیار ہو گیا ہے۔ اور ساری دنیا کے لئے میدان تیار ہو گیا۔ روس تو ویسے ہی اڑ گیا۔ دیکھ لو۔ روس کیسی سپر پاور تھی لیکن اب سپر چھوڑ کچھ بھی نہیں۔ کہاں گئی طاقت بس اڑ گئی۔ اللہ کو منظور ہی نہیں تھا۔ سو اسی طرح سے اللہ ہے جو کرتا ہے ہم دینا کے کسی بھی ملک میں جائیں تو ہم کہتے ہیں یہاں پاکستان کی حکومت ہے۔ یہاں فلاں ملک کی حکومت ہے یہاں فلاں ملک کی حکومت ہے خدا کہتا ہے اے بندے تو میری زمین پر رہے تجھے یہ احساس نہیں ہوتا کہ میری بھی کوئی حکومت ہے تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء (3 : آل عمران: 26)

میری حکومت کیسی ہے۔ صبح کو بادشاہ بنا دیتا ہوں' شام کو اتار کر نیچے پھینک دیتا ہوں تو دیکھتا نہیں میری حکومت کو تو کیسا احمق ہے کہ تجھے دنیا کے بادشاہوں کی حکومت نظر آتی ہے تجھے میری حکومت نظر نہیں آتی۔ تو میرے

آگے نہیں جھکتا۔ میرے آگے جھک جا۔ خاتمہ بھی اچھا ہوگا دنیا کی زندگی بھی اچھی گزرے گی۔

خطبہ مسنونہ (دوسرا)

یہ پرچیاں بیماروں کے لئے ہیں۔ کہ ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ ان کو صحت دے۔ سو ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو واقعتاً صحت دے۔ لیکن میرے بھائیو! میں نے بہت دفعہ تجربہ کیا کہ آپ کبھی حکیم کے پاس جائیں تو حکیم جب آپ کی نبض دیکھے گا' کچھ اس کی بیماری کا اندازہ ہوگا۔ پھر وہ آپ سے پوچھے گا کہ تونے کیا کھایا تھا۔ تجھ سے کیا بد پرہیزی ہوئی ہے تو پھر اس کے بعد وہ کوئی دوائی وغیرہ تجویز کرتا ہے۔ بیماری اس کی سمجھ میں آتی ہے۔ تو یہ بھی ایک الجھن ہے کہ آدمی کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ بیمار ہونا گھر میں یہ بھی ایک بہت بڑی مصیبت ہے اور پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ پیسہ بھی خرچ ہوتا ہے' سارے گھر والے جو ہیں وہ الجھے رہتے ہیں۔ مصروف رہتے ہیں' سکون ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اللہ میرا معاف کرے کوئی مقدمہ وغیرہ یا کوئی ایسی آفت آ جائے تو ٹھیک ہے اس کے لئے دعا بھی کرنی چاہیے۔ لیکن دعا کرنا بالکل چھوٹے ہی دعا کرنا۔ مذاق کرنے والی بات ہے۔ دعا جو ہے بلا سبب پوچھے بغیر تشخیص کے علاج کرنے والی صورت ہے۔ کہ جی یہ ہو گیا دعا کرو۔ اگر صحیح طور پر آپ علاج کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کی تشخیص کرواؤ اور آپ اپنا علاج اس کی قسم کی صورتوں میں خود کر سکتے ہیں۔ تشخیص کی صورت یہ ہے اپنی زندگی کو دیکھو کہ یہ جو اللہ نے ہمیں اس ابتلاء میں ڈالا ہے اس بیماری میں مبتلا کیا ہے اور اللہ قرآن میں کیا کہتا ہے : و ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم (42 : الشوری: 30) کہ لوگو جو تمہیں مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے آتی ہے۔ یہ تشخیص ہے کہ جیسے جی میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے' میں نے کچی

روٹی کھا لی تھی۔ درد ہوگا پیٹ میں تو حکیم پوچھے گا کہ تونے رات کھایا کیا تھا۔ اگر وہ کہے کہ جی کہ میں چنے چبا لیے۔ میں نے کچی روٹی کھا لی تھی یا فلاں چاول کچے کھا لیے تھے کوئی ایسی بات تھی تو پھر اس کی سمجھ میں آ جائے گا معاملہ؟ اب جو وہ دوائی دے گا سوچ سمجھ کر دے گا کہ اس کا سبب فلاں چیز ہے تو علاج کرتے وقت جو صحیح علاج یہی ہوتا ہے کہ آدمی اللہ سے بات کرے کہ یااللہ اب تو مجھے معاف کردے۔ اپنے گناہوں کو یاد کرے' اپنی زندگی کو یاد کرے پھر دیکھے۔ ان شاء اللہ العزیز علاج ہو جائے گا اور اگر یہ کہے کہ دعا کرنا شروع کردے تو اللہ ہمیں تو یہ کہہ سکتا ہے تم مانگ رہے' تم دعائیں کر رہے ہو میرا اس سے معاملہ ہے میں اس سے نپٹوں گا' تجھے اس سے کیا' تمہیں کیا پتا بات کیا ہے۔ کیسے یہ بات ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ مثلاً میں کسی کی سفارش کرنے کے لئے کسی کے پاس گیا مجھے کہنے لگا حافظ صاحب آپ آئے ہیں مجھے آپ کا بڑا احترام ہے لیکن آپ کو پتا ہے کہ واقعہ کیا ہے میں نے کہا اصل تفصیل کا تو مجھے علم نہیں کہنے لگا تفصیل مجھے معلوم ہے اور آپ کو تفصیل معلوم نہیں تو آپ سفارش کیسی کرتے ہیں میں نے کہا یہ سراسر میری غلطی ہے۔ میں نے اس کے اعتماد پر کہ مجھے اس سے حسن ظن ہے جو کہتا ہے ٹھیک کہتا ہوگا۔ وہ واقعتاً مظلوم ہوگا۔ میں سفارش کے لئے آگیا۔ لیکن اگر یہ ہے کہ معاملہ کچھ اور ہے تو یہ میری غلطی ہے میں سفارش بالکل نہیں کروں گا۔ دیکھو ناں جب ہم کسی کے لئے دعا کرتے ہیں منطقی (Logical) بات ہے کہ جب ہم کسی کے لئے دعا کرتے ہیں اللہ ہم سے بولتا نہیں لیکن اپنے نبی کے ذریعے سے اس نے سب کچھ بتا ہی دیا ہے ناں۔ تو کیا خدا ہمیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو دعا کرتا ہے اس سے ہمدردی کے اظہار کا میں تجھے اجر دوں گا لیکن میں نے تو اس کو پکڑا ہے تجھے کیا بات ہے۔ پتہ ہے میں نے کس وجہ سے پکڑا ہے؟ میرا اس کا معاملہ ہے' اس کو ٹھیک ہونے دے پھر میں بھی اس کو ٹھیک کر دوں گا۔ کہیئے نیچرل بات ہے کہ

کوئی تصنع (بناوٹ) ہے دیکھو اسلام بڑا سائنٹیفک (Scientific) مذہب ہے' اسلام بڑا معقول (Rational) ہے اس لئے بچی بات ہے میں کالج میں جتنا عرصہ بھی رہا ہوں میں ہمیشہ بچوں کے ذہن صاف ہی کرتا رہا کہ بچوں کے ذہنوں میں اسلام کی فوقیت بیٹھ جائے۔ اسلام جیسا دین کوئی نہیں ہے' بڑا ہی معقول دین ہے۔ یہ تو گندے مولوی نے اس کو بدنام کیا ہے۔ جو لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں ورنہ اسلام صحیح تشخیص کرتا ہے' صحیح تجویز کرتا ہے' صحیح علاج کرتا ہے۔ اور اسلام کبھی ظلم نہیں کرتا اسلام کے ظلم کے یہ معنی ہیں کہ اللہ ظالم ہے تو اس لئے یہ جن دوستوں نے پرچیاں دی ہیں اللہ ان کے مریضوں کو صحت دے ان کو بھی اپنے طور پر سوچنا چاہیے کہ آخر ہم میں خرابی کیا ہے وہ اللہ سے ۔۔۔ دیکھیں بندہ اپنا ایک گناہ یاد کرے کہ مصیبت میں مبتلا ہوں اور خدا سے عہد کرے کہ یااللہ میں آج سے توبہ کرتا ہوں وہ کبھی نہیں کروں گا۔ پھر دیکھیے کہ اللہ اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے کہ نہیں۔ اور اپنے گناہوں کا نام نہ لے اور یہی کہتا رہے یااللہ اگر کوئی گناہ ہے تو معاف کر دے آپ جا کر کسی سے کہیں کوئی بات ہو اور یہ کہیں اچھا اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دیں اپنی غلطی کا اعتراف نہ کریں' غلطی نہ مانیں گول مول باتیں کریں۔ غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دے گا۔ بتائیں وہ کبھی معاف کردے گا۔ بتایئے! وہ کبھی مطمئن ہوگا اور اللہ جیسا' اللہ اکبر! حقیقت کو دیکھنے والا' دلوں کو سمجھنے والا۔ اس لئے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اللہ کے ساتھ کبھی ہوشیاری نہ کرو۔ اللہ کے سامنے اپنے دل کھول کر رکھ دیا کرو۔ یااللہ میں گناہگار ہوں' اپنے گناہوں کو یاد کرو' اپنے اندر انقلاب پیدا کرو اپنی طبیعتوں کو درست کرو' پھر دیکھو خدا کی رحمت کیسے ٹھاٹھیں مارتی ہے۔ خدا کا کس طرح فضل ہوتا ہے۔ یہ خدا سے دوستی لگانے کا طریقہ ہے۔ دیکھو گناہ آلائش ہے' گناہ گندگی ہے۔ گناہ بہت بری چیز ہے اور جہاں آلائش اور گندگی ہو وہاں خدا کہاں قریب آتا ہے اس لئے جوں ہی

آپ کو معلوم ہو کہ یہ گناہ کا کام ہے اس کو چھوڑو ورنہ خدا ناراض ہو جائے گا۔ یہ کبھی نہ سوچیں یہ تو معمولی سی بات ہے۔ اللہ جیسا لطیف دیکھو ناں اللہ نے اپنا نام لطیف رکھا ہے۔ عبدالطیف نام رکھتے ہیں "لطیف" اللہ کا نام ہے اور لطیف کے معانی بہت ہی لطافت والا جس میں بڑی باریکی ہو' بڑی نزاکت ہو' لوگ اس کو لطیف کہتے ہیں' اللہ کا معاملہ بڑا ہی نازک ہے۔ اس لئے آدمی کو ہر وقت خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ استغفار کرنی چاہیے اور اگر آدمی یہ سوچ لے میں دنیا دار بھی بنا رہوں اللہ کو بھی مٹھی میں رکھوں اللہ بھی میرے تابع رہے۔ جب چاہوں میرے بچے کو راضی کر دے۔ خدا کہے جی حاضر۔ میں کہوں اللہ میرا فلاں کام کردے اللہ کہے حاضر اور پھر دنیا دار بھی پکا رہے۔ تو خدا ایسا تو نہیں ہے۔ اس لئے میرے بھائیو ان چیزوں کو سوچو' میں نے دعا کے لئے جو درخواست کی تھی وہ میں نے آپ سے کی ہے اور آپ کو مسئلہ بھی سمجھایا ہے اور پھر سستی کبھی نہ کرنا ابھی بڑی دیر ہے میں جوان ہوں اور آج کل تو میرے خیال میں دیکھو میں ویسے بوڑھا آدمی ہوں بیمار بھی برسوں سے ہوں دل کا' بوڑھے کو دل کا عارضہ ہو' دل کا اٹیک ہو تو کچھ وقت لگ جاتا ہے' جوان کو ہارٹ اٹیک ہو تو وہ فورا مر جاتا ہے' جوان نہیں بچتا۔ کسی ڈاکٹر سے پوچھ لیں۔ اور تجربے والے لوگوں سے پوچھ لیں تو اس لئے یہ خیال دل سے نکال دیں کہ میں جوان ہوں ابھی مجھے وہ کیا ہے اور آج کل کی خوراکیں اور آج کل کا جو طرز زندگی ہے اس میں اٹیک. کسی بوڑھے کو کب ہوتا ہے۔ اگر آپ کو اللہ ہدایت دے' دین کی سمجھ دے تو ہر وقت تیاری رکھیں اور داڑھی منڈانی چھوڑ دیں۔ میں چاہتا ہوں کم از کم آپ کا سائن بورڈ تو ٹھیک ہو جائے۔ آپ ایک پارٹی نظر آئیں کہ آپ محمدی پارٹی میں ہیں۔ جب اللہ سے ملیں۔ فرشتے آپ کی جان نکالنے کیلئے آئیں تو آپ پر کچھ ترس کر لیں۔ آپ کا کوئی لحاظ کریں کہ یہ ٹنڈ منڈ نہیں ہے۔ یہ شرم و حیا والا ہے۔ تو

آپ کو اپنے چہرے کو محمدی بنانا چاہئے۔ چہرے کے اوپر ڈاڑھی رکھنی چاہیے۔ یہ سنت رسول ہے اسلامی شعار ہے۔ مسلمانوں کا انداز ہے اور یہ گندے لوگوں کا طریقہ ہے کہ یہ دیکھنا فلاں ڈاڑھی منڈاتا ہے۔ بیوی کہتی ہے فلاں کہتا ہے اور ان چکروں میں آپ کبھی نہ آئیں اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

خطبہ نمبر5

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث کتاب الله و خير الهدی هدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وکل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم ○

فلا يصدنک عنها من لا يومن بها واتبع هوه فتردی (20 : طه : 16)

اس ساری کائنات کا خالق اور مالک اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے۔ دنیا اگر اس حقیقت کو تسلیم کر لے کہ اس جہاں کا مالک ایک ہے صرف اسی کی یہاں چلتی ہے تو یہی اصل اسلام ہے اس کو توحید کہتے ہیں۔ اور یہی ایمان ہے اور آدمی کے جنت میں جانے کے لئے یہ تصور بہت کافی ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب فوت ہو گئے تو صحابہؓ کو بہت غم ہوا' بعض تو اپنے ہوش و حواس بھی کھو بیٹھے۔ اس قدر وہ محو ہو جاتے اپنی سوچوں میں' وسوسوں میں' خیالات میں کہ ان کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ میرے پاس سے کون گزرا ہے ؟ کیا بات ہوئی ؟ معاملہ کیا ہے؟ جیسے کوئی Mentally Absent سا ہو جائے۔ پریشانی کی وجہ سے گھبراہٹ کی وجہ سے' صدمے کی وجہ سے ' وہ جو آپ ﷺ کی وفات کی وجہ سے شاک ہوا اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اپنے خیال میں' حالانکہ دن تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے' انہوں نے السلام علیکم کہا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی پتہ نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہوئے کہ یہ میرا دوست بڑا عزیز' بہت

پیارا' میں نے سلام کیا اس نے جواب کیوں نہیں دیا؟ بات کیا ہے؟ ان کو یہ کچھ برا سا محسوس ہوا۔ اور یہ ویسے حق بھی ہے ایک مومن کا دوسرے مومن پر۔ یہ حق ہے کہ جب ایک سلام کہے تو وہ اس کا جواب دے۔ بہت سے حقوق اللہ نے رکھے ہیں دعوت کرے ایک مسلمان کی تو وہ اس کی دعوت کو قبول کرے۔ یہ نہ کہے کہ یہ غریب ہے' کیا کھلائے گا کیا جانا ہے۔ سلام کہے تو جواب دے' کوئی مسلمان مر جائے تو اس کے جنازے میں جائے اس قسم کی باتیں' یہ مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب نہ دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر کیس دائر کر دیا۔ اس وقت کی جو حکومت تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔ وہاں جا کر انہوں نے دعوی دائر کر دیا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں سلام کہوں اور وہ جواب نہ دیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہیں ۔ اور کہنے لگے کیا بات ہے؟ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ سلام کیسا اور جواب کیسا؟ مجھے تو پتہ ہی کچھ نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ تیرے پاس سے نہیں گزرا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہی نہیں تو سلام کے جواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہیں نے سنا ہی نہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے اے عثمان ؓ! کیا بات ہے تو ایسا کھویا ہوا کیوں تھا؟ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جھوٹ تو نہیں بول رہے' لازما تیرے پاس سے گزرے ہیں۔ انہوں نے تجھے سلام کیا ہے۔ تو بھی بالکل سچا ہے کہ تو نے سنا بھی نہیں۔ دیکھا بھی نہیں۔ لیکن آخر تو اس طرح کھویا ہوا کیوں تھا کہ تجھے پتہ نہیں لگا۔ تو وہ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم تو ہے' میں پتہ نہیں کس خیال میں تھا۔ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں حالت ہی کچھ ایسی ہے جیسے جسم جواب دے رہا ہو۔ اعضاء بالکل ڈھیلے پڑ رہے ہوں۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں اتنی نقاہت اور اتنی کمزوری تھی' اتنی بے

بھتی سی محسوس ہوتی ہے جیسا کہ دماغ ہی جواب دے گیا ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخر جدا تو ہونا ہی تھا۔ تجھے ایسا غم کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ غم تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا بھی بہت ہے ۔ لیکن مجھے جو فکر ہے ایک بڑی وہ یہ کہ ہم اتنی دیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے 'جنگوں میں بھی ساتھ رہے ' نمازیں بھی آپ کے ساتھ پڑھیں' آپ کے خطبے بھی سنے' تقریریں بھی سنیں۔ لیکن مجھے یہ افسوس ہے کہ میں نے دو ٹوک (Clear Cut) الفاظ میں آپ سے یہ نہیں پوچھا کہ یارسول اللہ کام تو ہم بہت کرتے ہیں نجات کس بات پر ہوگی؟ ہم دوزخ سے کس طرح بچیں گے۔ ہماری نجات جو ہے وہ کیسے ہوگی۔ میں یہ نہ پوچھ سکا کہ آخر کون سی ایسی چیز ہے جس پر ہمیں منہمک (Concentrate) ہونا چاہیے۔ جس پر ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ میں یہ سوال نہ کرسکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اے عثمانؓ! تو فکر نہ کر میں نے یہ سوال پوچھ لیا تھا' میں نے آپؐ سے یہ بات پوچھی تھی کہ یارسول اللہ ! لڑائیوں میں تو منافق بھی آپ کے ساتھ چلے جاتے ہیں' نمازیں تو آپ کے پیچھے منافق بھی آکر پڑھ لیتے ہیں' چندہ بھی دے دیتے ہیں اور بھی مختلف کاموں میں وہ شمولیت کر لیتے ہیں۔ آپ یہ بتایئے گا کہ نجات کس بات پر ہوگی۔ کونسا ایسا پوائنٹ ہے کہ جو بالکل بنیادی چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! وہی کلمہ جو میں نے اپنے چچا ابوطالب کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے اس کو رد کر دیا' لا الہ الا اللہ یعنی نجات جو ہے نمازوں پر نہیں' زکوۃ پر نہیں۔ حج پر نہیں' فلاں چیز پر نہیں' فلاں چیز پر نہیں' بنیاد یہ ہے۔ (رواہ احمد' مشکوۃ کتاب الایمان' فصل ثالث عن عثمان رضی اللہ عنہ)

چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ ایک آدمی بالکل ایسے وقت پر جاکر مسلمان ہوتا ہے کہ اسے کوئی موقع نہیں ملتا' نہ نماز کا نہ جہاد کا نہ حج کا ویسے بھی وہ بیچارہ غریب ہے زکوۃ کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اور صرف کلمہ ہی پڑھا ہے کیا اس کی نجات ہو

گی کہ نہیں ہوگی؟ ظاہر بات ہے کہ یہ کلمہ جو ہے ایک ایسی چیز ہے کہ اگر انسان
اس حقیقت کو سمجھ لے کہ یہ کیا کہتا ہے اس کا مفہوم کیا ہے' اس کا تقاضا کیا
ہے۔ تو بس سمجھ لو کہ انسان Enlist ہو گیا' بھرتی ہو گیا' اللہ کا بن گیا۔ اب
بعد میں تو جو کچھ ہے وہ تو گھر کے افراد کی طرح ہو گیا۔ جیسے گھر کے افراد ہوتے
ہیں' گھر کا آدمی بن گیا۔ اب جو اس سے ہو سکتا ہے تھوڑا کرے زیادہ کرے۔
اب دیکھو ناں گھر میں کتنے افراد ہوتے ہیں۔ بوڑھا باپ ہے جو بیچارہ ہل بھی
نہیں سکتا۔ لیکن اس کی خدمت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ چھوٹا بچہ ہے جس
میں کوئی جان ہی نہیں لیکن دیکھ لو سارا زور اس پر ہوتا ہے۔ کسی کو دودھ ملے
یا نہ ملے اس کو ضرور دودھ ملنا چاہیے۔ یہ چھوٹا ہے روٹی نہیں کھا سکتا اور باقی
جو بیچارے کمانے والے ہیں' محنت مشقت کرنے والے ہیں ان کو روکھی سوکھی
جیسی بھی مل جائے۔ یہ اس لئے کہ جب وہ گھر کا فرد ہو گیا اب وہ تھوڑا سا کام
کر سکتا ہے یا زیادہ کام کر سکتا ہے۔ اب وہ ایک Family بن گئے۔ اس میں
شامل ہو گئے۔ اب اس کا استحقاق پورا ہو گیا۔ دیکھئے موسیٰ آ رہے ہیں' رات کا
وقت ہے' بالکل اندھیری رات ہے' بالکل ہی اجنبی سا راستہ ہے۔ اجنبی ملک
ہے' بیوی ساتھ ہے' سردی کا موسم ہے' سردی لگ رہی ہے راستہ بھول گئے'
دور سے روشنی نظر آئی' بیوی سے کہتے ہیں۔ آپ یہاں ٹھہریں۔ میں وہاں جاتا
ہوں۔ اگر وہاں کوئی آدمی مل گیا تو اس سے کوئی راستہ وغیرہ پوچھ لیں گے ورنہ
میں کوئی آگ وغیرہ کا انتظام کر لوں گا۔ ہم تھوڑا سا تاپ لیں گے' کوئی سینک
لیں گے۔ بیوی کو ساتھ نہ لے گئے۔ انی انست نارا تم یہاں ٹھہرو کیونکہ تمہارا
وہاں جانا ٹھیک نہیں۔ اللہ جانے کیا حالات ہوں ۔ چلے گئے اب جب ذرا وہاں
قریب ہوئے تو وہ آگ کیا تھی وہ اللہ کا نور تھا۔ اللہ نے موسیٰ سے کہا اے
موسیٰ! آگے آ جا! انی انا ربک میں تیرا رب ہوں فاخلع نعلیک جوتے
پیچھے کھول دے انک بالواد المقدس طوی تو پاک وادی جس کا نام طویٰ ہے تو

اس کے اندر ہے' آگے آ جا اب اللہ آگے کہتے ہیں و انا اخترتک اے موسیٰؑ دنیا بہت آباد ہے پتہ نہیں دنیامیں کتنے انسان ہیں۔ و انا اخترتک میں نے سب میں سے تجھے منتخب لیا ہے۔ تجھے چن لیا ہے۔ میں تجھے اپنا رسول بناؤں گا۔ اپنا پیغمبر بناؤں گا۔ فاستمع لما یوحی اب سن میں کیا کہتا ہوں؟ اننی انا اللہ میں اللہ ہوں۔ لا الہ الا انا میرے سوا کوئی معبود نہیں' فاعبدنی میرا بندہ بن' میری بندگی کر واقم الصلاۃ لذکری -اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کر۔ کہ پہلے کلمہ سکھا دیا دوسری نماز سکھا دی ' پھر بتایا ان الساعۃ اتیۃ میں تجھے بتاؤں کہ یہ کیوں ضروری ہے تیرا کلمہ پڑھ لینا اور مجھے یاد رکھنا اور یاد کے لئے نماز پڑھنا ان الساعۃ اتیۃ قیامت آنے والی ہے۔ یہ جو میں نے دنیا کا نظام چلایا ہے۔ یہ میں نے کھیل نہیں بنایا' کوئی دل لگی نہیں ہے' یہ کوئی تماشہ نہیں۔ اس کا نتیجہ نکلے گا۔ ان الساعۃ اتیۃ قیامت آئے گی ۔ سب تہس نہس ہو جائے گا' سب نظام درہم برہم ہو جائے گا اکاد اخفیھا قیامت ایک ایسی چیز ہے میں اس کو چھپائے ہی رکھوں گا۔ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ نہ کسی فرشتے کو معلوم قیامت کب آئے گی' نہ کسی نبی کو معلوم قیامت کب آئے گی۔ نہ کسی زندہ کو معلوم نہ کسی مردے کو معلوم اکاد اخفیھا میں اسے چھپاتا ہی رہوں گا' یہ علم وہ علم ہے کہ میرے سوا کسی کو پتہ نہیں ہو سکتا کہ قیامت کیوں آئے گی؟ لتجزی کل نفس بما تسعی تاکہ میں نے جو دنیا میں اتنا نظام قائم کیا ہے' کتنے انسانوں کو بھیجا ہے' اس قدر یہ دنیا کا سلسلہ ہے لتجزی کل نفس بما تسعی تاکہ میں جزا دے سکوں' بدلہ دے سکوں ہر آدمی کو جو اس نے کام کیا ہے کہ اے بندے تیرا اس میں کیا حصہ ہے۔ تو نے کیا کام کیا ہے؟ فلا یصدنک عنھا تو دنیا میں جائے گا تیرے رشتہ دار ہوں گے' تیری بیوی ہوگی' تیرے تعلقات ہوں گے' بڑی الجھنیں ہوں گی' کوئی چیز' کوئی دوست کوئی رشتہ دار فلا یصدنک عنھا تجھے اس قیامت کے تصور سے ہٹا نہ دے۔ غافل نہ کر دے۔ کہ قیامت تجھے

بھول نہ جائے کہ قیامت آنے والی ہے اور ایسا کام کرے گا کون من لا یومن بھا جس کا قیامت پر ایمان نہیں وہ کہتا ہے یہ چھوڑ چھوڑ کیا لگا رکھی ہے؟ خواہ مخواہ کا تصور ہے یہ تو ڈرانے والی باتیں ہیں۔ جو مرگیا مرگیا' کس نے اٹھنا ہے ؟ پھر اٹھنا ہے۔ جی حساب ہوگا۔ جی اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ جس کا ایمان نہیں ہے کہیں وہ تجھ کو روک نہ دے۔ واتبع ھواہ اپنی خواہشات کا غلام ہوتا ہے۔ جس کا اللہ پر ایمان نہیں ہوتا پھر اس کا حاکم کون ہوتا ہے؟ سب سے پہلے اپنا نفس اور اپنی خواہش۔ یہ کر لے وہ کر لے ' ایسا مکان بنا لے' ایسی بیوی لے آ۔ ایسے کھا' ایسے عیش کر' یوں کر' اس طرح سے کر' پھر اس کو ڈکٹیٹ (Dictate) کرانے والا کون' اس کا اپنا نفس ' وہ اپنے نفس کو خدا بنا لیتا ہے' یا کوئی اور ڈنڈے والا چڑھ جاتا ہے۔ کوئی اور ڈنڈے والا' طاقت والا وہ اپنے احکام جاری کرتا ہے'اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ کسی کی محبت میں گرفتار کسی کے ڈر سے بھاگتے ہوئے بس کبھی کسی کی مانے کبھی کسی کی مانے گا فتردی (20 : طه : 8-16) اے موسیٰؑ اگر قیامت کو بھول گیا ہلاک ہو جائے گا تو برباد ہو جائے گا۔ یہ وعظ ہے جو اللہ تعالی نے موسیٰ سےؑ کی۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ موسیٰؑ بیوی کو چھوڑ کر روشنی دیکھ کر آگ لینے کے لئے آئے راستہ پوچھنے کے لئے آئے۔ اللہ تعالی نے موسیٰؑ کو نبوت دے دی اور نبوت کا نچوڑ' بعثت کا مقصد' نبیؑ کو بھیجنے کا مقصد دنیا میں زندہ رہنے کا مقصد' یہ سارا سلسلہ کیوں ہے؟ سب اللہ تعالی نے چند الفاظ میں سارے کا سارا بیان کر دیا۔

میرے بھائیو! کیا ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں ؟ کیا ہم ان چیزوں کو سمجھتے ہیں کہ جب اللہ اپنے نبی کو یہ باتیں بتا رہا ہے۔ یہ واقعتاً صحیح ہیں' ضرور قیامت آئے گی' ضرور اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اور اللہ کو ہمیں یاد کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے اور یاد کرنے کا سب سے بہتر طریقہ کیا ہے ؟ نماز' نماز سب سے بہتر طریقہ ہے اور رسول اللہ ﷺ جب آپ بیمار

تھے اور آخری بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ فوت ہو گئے۔ آپ کی زبان پر بار بار الصلاۃ الصلاۃ الصلاۃ (الرحیق المختوم: 750) میری امت کے لوگو صحابہ سن لو! نماز' نماز 'نماز یہ جائے نہ' یہ رہے' یہ چھوٹے نہ' یہ بھولے نہ' اس میں سستی نہ کرنا' نماز' نماز۔ لیکن دیکھ لو! آج کل کا مسلمان اللہ میرا معاف کرے' اول تو نماز پڑھتے ہی نہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ ویسے اللہ کی نہیں پڑھتے' وہ حنفی نماز پڑھتے ہیں' آپ مسجدوں میں چلے جائیں اب جمعہ ہے' مسجد بھری پڑی ہے' جامع مسجد میں چلے جاؤ' یہ فلاں مسجد میں چلے جاؤ' ادھر چلے جاؤ ادھر چلے جاؤ۔ کتنے نمازی ہیں دیکھ لو' نماز کا طریقہ' کوئی کسی طرح کی نماز پڑھتا ہے۔ کوئی کسی طرح کی نماز پڑھتا پوچھیں جی آپ کون ہیں' جی ہم حنفی' حنفیوں کی کونسی قسم۔ دیوبندی۔ آپ کون ہیں جی! ہم بریلوی۔ آپ کون ہیں ہم شیعہ۔ سب نماز پڑھتے ہیں اور ہر ایک کی نماز میں فرق ہے۔ کوئی کسی طرح کی نماز پڑھتا ہے اور کوئی کسی طرح کی پڑھتا ہے۔ آپ اندازہ نہیں کرسکتے کہ کیا سب نمازیں اللہ نے سکھائی ہیں اے پڑھے لکھے انسانو سوچ لو کیا یہ سب نمازیں اللہ نے سکھائی ہیں؟ کیا اللہ خود کہتا ہے کبھی کچھ کہہ دیتا ہے کبھی کچھ کہہ دیتا ہے۔ آپ سمجھ لیں حقیقت یہ ہے کہ یہ نمازیں اللہ کی ہیں ہی نہیں۔ جو اللہ نے ہمیں نہیں سکھائی وہ اللہ کی کہاں سے ہوئی۔ یہ نمازیں اس کی ہے ہیں نہیں اور جو اللہ نے سکھائی ہوئی نہیں وہ گئیں سب برباد' مقبول عمل کون سا عمل ہے وہ جو اللہ کے لئے' قربانی کر لو' حج کر لو' زکوۃ دے لو' اگر حج کے لئے یہ تصور ہو کہ بھئی سارے کہہ رہے ہیں کہ تیرے پاس پیسہ بہت ہے تو چلا جاتا ہوں' اب چکر لگا ہی آتے ہیں۔ کیا فرق پڑ جاتا ہے۔ اور حج کر کے آ گئے اور آتے ہی بورڈ لکھوایا حاجی صاحب فلاں' حاجی عبدالواحد صاحب' فلاں حاجی صاحب۔ آتے ہی دکان پر بورڈ لکھوا دیا بلکہ لوگوں میں اتنا چرچا ہو گیا حاجی کا' جس نے داڑھی رکھ لی حج کیا یا نہ کیا حاجی وہ بن گیا' اسی کو حاجی حاجی کہتے ہیں۔ اور اصل کیا ہے؟

پتھر کا پتھر۔ کوئی نیکی' کوئی تقویٰ' کوئی خدا خوفی' کوئی ایمان بڑھ جائے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب آپ سوچئے کہ یعنی انسان اگر عقل سے تھوڑ سا بھی کام لے' دیکھیے آپ نے تھوڑا سا کپڑا دھو لیا' نکھر جائے گا' اتنا اور زیادہ دھو لیا اور زیادہ نکھر جائے گا جتنی صفائی زیادہ کرتے جائیں گے صاف ہوتا چلا جائے گا۔ یہ نیکیاں' یہ اعمال انسان کے میل کچیل کو دور کرنے والی ہیں۔ اگر نمازیں پڑھ کر اگر روزے رکھ کر' اگر قرآن پڑھ کر اگر حج کر کے انسان کے گناہ نہ دھلیں' اگر یہ اعمال کر کے انسان کا دل نرم نہ ہوا سمجھ لو یہ سب بے کار ہے۔ اس کا نتیجہ ہی کچھ نہیں۔ یعنی ان چیزوں کا تو انسان کی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے' بہت بڑا اثر پڑتا ہے اگر نہیں پڑتا تو صاف نتیجہ ہے کہ سب کا سب بیکار۔ نہ نماز قبول' نہ حج قبول' نہ زکوۃ' نہ یہ نہ وہ سب کے سب بیکار۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! نیکی کیا ہے' فرمایا جب تو کر لے تو تیرا دل خوش ہو جائے۔ (مسند احمد' اربعین نووی) اب دل خوش ہو جائے کے معانی کیا ہیں؟ تجھے قلبی سرور حاصل ہو اور وہ فرحت کس چیز کی ہوتی ہے؟ خدا سے دوستی لگ جاتی ہے۔ انسان خدا کے بہت قریب ہو گیا ہے۔ اس کے دل میں بڑا حوصلہ' بہت اطمینان' بہت سکون۔ اگر ویسے کا ویسا' پتھر کا پتھر اور پھر لوگوں سے ہی مانگتا رہے لوگوں کی طرف ہی ہاتھ پھیلاتا رہے' خوشامدیں کرتا رہے' کبھی پاؤں کو ہاتھ لگایا کبھی گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ جی! آپ ہی مائی باپ ہیں' آپ ہی بندہ نواز ہیں' آپ ہی فلاں ہیں۔ کبھی یہاں گر گیا کبھی وہاں گر گیا۔ اس کو تو اللہ کا ذرا بھی پتہ نہیں' نماز نے کیا کیا' نماز نے کچھ نہیں کیا۔ میرے بھائیو! یہ پکی نشانی ہے کہ جس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ جس کی نماز قبول ہو جاتی ہے۔ وہ کبھی کسی کی خوشامد نہیں کرتا' خوشامد کرنا ذلیل لوگوں کا کام ہے' خوشامد کرنا بے ضمیر لوگوں کا کام ہے جس کے دل میں اللہ بسا ہوا ہو' جو اپنے دل میں اللہ کو اپنا دوست سمجھتا ہے جو اللہ کے قریب ہو گیا ہے وہ کبھی کسی کے سامنے

اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرتا' کیا پیشہ' کیا رشتہ' کیا نوکری کیا دنیا کا مفاد۔ یہ کیا چیزیں ہیں؟ یہ سب آنی جانی چیزیں ہیں' بے حقیقت ہیں اور اللہ سے دوستی ایسی چیز ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔

میرے بھائیو! اعمال جب تک اللہ کے لئے نہ ہوں ان اعمال کا کوئی فائدہ نہیں' نماز خالص اللہ کی ہے اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ ملتی کہاں سے ہے؟ بھلا اللہ کا مال اللہ کی چیز کہاں سے ملتی ہے وہ اللہ کی جو خاص دکان ہے' جو اللہ کا خاص ڈپو ہے۔ اور جس کے انچارج محمد ﷺ ہیں وہ وہاں سے ملتی ہے۔ اگر چیز آپ کو اللہ کی چاہیے تو محمد ﷺ سے پوچھ لو اور اگر آپ نے کوئی اور خصم کر لیا' کسی اور کو پکڑ لیا ہے' آپ برباد ہو گئے ہیں' آپ کا کچھ بھی نہیں۔ آپ کی ٹھیک بھی غلط' غلط تو غلط ہے ہی جو ٹھیک ہے وہ بھی غلط

میرے بھائیو! اللہ وحدہ لا شریک ہے اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو بھیجا ہے جس کے بارے میں یہ صاف اعلان ہے لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (رواہ ابی داؤد و الترمذی' مشکوۃ کتاب الفتن عن ثوبان رضی اللہ عنہ) نبی آکر کیا کرتا ہے؟ لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں' لوگ اس کے پیچھے لگتے ہیں' لوگ اس کے مذہب کو اپناتے ہیں۔ ہم نے سب کام کر لیا ہے۔ بے شک اللہ نبی نہ بھیجے ہم نے اپنا بندوبست کر لیا ہے۔ اب آپ سوچ لیجئے گا جب آپ کسی کو امام بنا کر پوری زندگی سارے زندگی کے مسائل.اس کے نام پر حل کرتے ہیں تو نبی اور کون ہوتا ہے؟ اب حنفی کسے کہتے ہیں؟ چونکہ ان سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے اور ہمارے ملک میں یہی مشہور سلسلہ ہے۔ جیسے مولوی فضل الرحمن مفتی محمود صاحب کے لڑکے نے کہا ہے ناں کہ اب فقہ حنفی اس ملک کا مقدر ہو چکا ہے' یہ ملک فقہ حنفی سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یعنی لازما اسی کی ملک پر حکمرانی ہو گی۔ اب فقہ حنفی کے معانی کیا ہیں؟ تم نے نماز پڑھنی ہے تو فقہ حنفی کے مطابق' تم نے زکوۃ دینی ہے تو فقہ حنفی کے مطابق' تم نے نکاح کرنا

ہے تو امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کے مطابق تم نے طلاق دینی ہے تو امام ابوحنیفہ کی فقہ کے مطابق' تم نے حج کرنا ہے یا کوئی اور زندگی کا مسئلہ ہے توامام ابوحنیفہؒ کی فقہ کے مطابق۔ تو نبی اور کسے کہتے ہیں؟ یہ محمد ﷺ کس لئے ہیں؟ ان کا مقام تو بالکل ختم ہوگیا۔ اور میرے بھائیو! یہ بہت بڑی گمراہی ہے یقیناً بہت بڑی گمراہی ہے اور یہی تو رونا ہے۔ ایک تو وہ ہیں جو سرے سے نماز نہیں پڑھتے اور جو پڑھتے ہیں ان کی نماز کیسی کہ جی ہم تو حنفی ہیں ہم تو شافعی ہیں۔ امام شافعی کوئی نبی ہیں یاکوئی اور امام نبی ہے؟

آپ سوچیں لوگ اس کا مطلب یہ نکالیں گے کہ یہ تو اماموں کے بھی منکر ہیں۔ ارے تو رسولؐ کا منکر ہوگیا میں امام کا منکر ہوگیا تو کیا ہوگیا۔ کیا عذاب آ گیا۔ تو نبیؐ کو چھوڑ بیٹھا حنفی بن گیا تو رسول کو چھوڑ بیٹھا' کلمہ محمد رسول اللہ کا پڑھتا ہے لیکن عملی زندگی میں اس کو چھوڑ دیا ہے تجھے ڈر نہیں لگتا اور میں کہہ دوں کہ میں کسی امام کی پیروی نہیں کرتا تو میں ڈروں؟ سوچنے کی بات ہے اور یہی بات حضرت ابراہیمؑ نے کہی تھی۔ و لا اخاف ما تشرکون بہ (6 : الانعام: 80) ارے ظالمو! تم نے اللہ کے مقابلے میں کتنے معبود بنا رکھے ہیں' تم شرک کر کے نہیں ڈرتے؟ میں توحید بیان کر کے ڈروں کوئی عقل کی بات کرو؟ اگر ہم پر یہ الزام بھی آ جائے کہ اماموں کے منکر ہیں تو اللہ کا شکر ہے یہ الزام تو نہیں آیا کہ نبیؐ گیا۔ اب تمہارے لئے یہ خطرہ ہے کہ نبی گیا' تمہارے لئے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے کہ جب تم نے اپنی عملی زندگی کے لئے اپنا امام مقرر کر لیا اس کے طریقے کی نماز اس کے طریقے کی طلاق اس کے طریقے کا حج اس کی طریقے کی تمام چیزیں یہ کتنی بری بات ہے۔ اللہ اکبر... اللہ اکبر...

میرے بھائیو! ایک چیز ہوتی ہے صرف پریکٹیکل' ایک چیز ہوتی ہے صرف زبانی یعنی ذہن میں ایک تصور ہے' رسمی سی چیز ہے اور حقیقت میں تسلیم کون سی چیز ہوتی ہے۔ درجہ کس کا ہوتا ہے۔ پہچان کس کی ہوتی ہے عملی چیز کی کہ عمل

کیا ہوتا ہے۔ اب دیکھیے ضمناً یہ مسئلے کی بات آ گئی۔ کیا لڑکی کو بیچنا جائز ہے؟ اب آپ اتنے لوگ بیٹھے پڑھے لکھے بھی ان پڑھ بھی۔ موٹی سی بات ہے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے۔ لڑکی کا رشتہ کرنا ہو اس کے پیسے لینا جائز ہیں؟ اب دیکھو سب کہیں گے نہیں نہیں بالکل یہ جائز نہیں۔ اچھا بیچنے کا مفہوم کیا ہے۔ اب دیکھو ناں ذرا عقل سے کام لیں۔ جو وٹے کا نکاح کرتے ہیں وہ لازماً لڑکی کو بیچتے ہیں۔ ویسے پوچھو تو کیا کہیں گے نہیں بیچنا جائز نہیں بالکل ناجائز ہے اور جو وٹے کا نکاح ہوتا ہے یہ بیچنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اب دیکھیے بیچنے کا تصور کیا ہے۔ کہ لڑکی کا نکاح دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں کہ ہم جو لڑکی دے رہے ہیں۔ تو ہمیں کیا دیتا ہے۔ ہمارا لڑکا بھی تو بیٹھا ہے ٹھیک ہے ہماری لڑکی ہے۔ لیکن ہم نے اپنے لڑکے کی بھی شادی کرنی ہے۔ تو ہمیں کیا دیتا ہے۔ اب وہ کہنے لگے ہمارے پاس تو کوئی لڑکی نہیں ہے۔ اچھا ہم پھر نہیں دیتے ہم تو اس کو دیں گے جو ہمیں بھی دے گا اب آپ پیسے نہیں لے رہے۔ آپ پیسے نہیں لے رہے لیکن لڑکی کے بدلے لڑکی لے رہے ہیں یہ بیچنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اب نکاح پڑھاتے وقت مہر رکھ لیں یا نہ رکھیں۔ نہ رکھیں تو ویسے قباحت ہے رکھ لیں تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لڑکی کا نکاح کیا جائے نکاح سے پہلے پہلے جو فائدہ لڑکے والے دے رہے ہیں پیسوں کی صورت میں یا کسی اور صورت میں اگر اس کا فائدہ لڑکی کو ہے تو جائز اور اگر اس کا فائدہ اس کے بھائی کو ہے اس کے باپ کو ہے تو یہ بیچنا ہے اور ناجائز ہے۔ اب بتایئے آپ جو لڑکی کا رشتہ دیں۔ اس کے مقابلے میں آپ لڑکی لے لیں اس کا فائدہ آپ کی لڑکی کو کیا ہوا۔ دیکھئے آپ غریب ہیں۔ آپ بارات آئے تو اس کو کھانا نہیں کھلا سکتے۔ لڑکی کے لیے کپڑے نہیں تیار کر سکتے۔ کوئی اس کا زیور نہیں بنا سکتے۔ آپ ان سے کہیں کہ بھئی میں رشتہ تو دے دوں گا۔ لیکن میری حالت بڑی غربت کی ہے۔ آپ مجھے پانچ سو' ہزار یا دو ہزار روپیہ مجھے دیں تاکہ

میں لڑکی کے کوئی کپڑے بنادوں۔ یا ایک آدھ زیور بنادوں یا تمہارے کھانے وغیرہ کابندوبست کروا دوں۔ اپنی ذات کے لیے نہیں کیونکہ یہ اس کو بالکل حرام۔ وہ پیسہ اپنی ذات کے لیے یا اس کے بھائی کے لیے نہ ہو۔ وہ سوائے اس کے کچھ بھی نہیں کہ وہ بیچتا ہے۔ اسی طرح سے کلمہ پڑھنا محمدؐ رسول اللہ کا' نام لینا محمد رسول اللہ کا اور نماز پڑھنا حنفی طریقے کی' روزہ رکھنا حنفی طریقے کا' حج کرنا حنفی طریقے کا۔

ہم ہوائی جہاز میں جارہے تھے میرے خیال میں آدھا سفر طے ہو چکا ہوگا۔ ایک داڑھی والا بڑا ہی مولوی ٹائپ کا وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ دیکھو عرفات میں وہاں کے لوگ ظہر عصر اکٹھی کرکے پڑھتے ہیں۔ ہمارے امام صاحب کا یہ مسئلہ نہیں ہم نہیں اکٹھی کریں گے۔ ہم تو علیحدہ علیحدہ پڑھیں گے۔ اور حج ہو رہا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے ظہر عصر عرفات میں اکٹھی پڑھی ہے۔ وہ کہتا ہے ناں ہمارے امام صاحب کا یہ مسئلہ نہیں ہم اکٹھی نہیں پڑھیں گے۔ بالکل اب بتایئے ! نبی کون ہوا ؟ محمد رسول اللہ پڑھنے سے محمد ﷺ اس کے نبیؐ ہو گئے۔ نہیں' جس کا پریکٹیکل آپ کرتے ہیں جس کے مسائل پر آپ عملی زندگی گزارتے ہیں وہ نبی ہے اور اس لیے قبر میں سوال ہوگا۔ من نبیک (رواہ احمد و ابوداؤد' مشکوۃ' کتاب الایمان باب اثبات القبر عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ) تیرا نبی کون تھا؟ اب کیا ایک دیو بندی اور بریلوی کہہ سکتا ہے کہ میرا نبی محمد ﷺ ہے۔ اس کے منہ سے لازماً یہی نکلے گا کہ میرا نبی تو امام ابوحنیفہؒ ہے؟ کیونکہ میں نے ساری زندگی ان کی فقہ پر گزاری اور مسئلہ کی منظوری ان کی ہاں سے آتی رہی وہ میں صحیح سمجھتا رہا باقی مسئلے تو میں نے کبھی مانے ہی نہیں۔ اور حقیقت کیا ہے۔

میرے بھائیو ! اب آپ دیکھیں ناں پریکٹیکل۔ آپ باپ کا نام بڑی عزت سے لیں میرے والد شریف۔ میرے والد محترم قبلہ بزرگوار نام بڑے عزت سے

لیں اور بیوی کو لے کر کبھی ادھر کو نکل گیا کبھی ادھر کو نکل گیا باپ کی پرواہ ہی نہیں بھوکا مرتا ہے یا کیا حال ہے۔ اب بتایئے سوائے بیوی کے آپ کو کسی کا خیال نہیں کہ میرا والد بوڑھا ہو چکا ہے اب اس کو نرم غذا ہلکی غذا کی ضرورت ہے۔ اس کو پرہیز کی' کھانے کی ضرورت ہے اس کو خدمت کی ضرورت ہے میں بھی اس کی خدمت کروں' میری بیوی بھی اس کی خدمت کرے۔ یہ بھی اس کی بیٹی ہے میں اس کا بیٹا ہوں۔ اور وہ بے شک والد شریف کبھی نہ کہے "قبلہ والد محترم !" کبھی نہ کہے لیکن اس کی خدمت کرے۔ یہ مسلمان کا کام ہے اور وہ کہتا "والد شریف" اور پوچھتا اسے بالکل نہیں یہ منافق کا کام ہے۔ جو والد نہیں کہتا لیکن جب تک باپ کو پہلے نہیں کھلا لیتا۔ نہ خود کھاتا ہے نہ بیوی کو کھلاتا ہے۔ وہ مومن ہے اور جو کہتا والد شریف ہے اور پوچھتا نہیں ہے وہ منافق ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

تین آدمی سفر کر رہے تھے آندھی آگئی' بڑی زور کی بارش اور آندھی' وہ ایک غار میں بچاؤ کے لیے داخل ہو گئے۔ اتفاق کی بات اوپر سے کوئی بہت بڑی چٹان لڑھکی۔ اس کے دروازے پر غار کے آگے بلاک ہو گئی۔ وہ غار جو تھی بالکل ختم اب کس کو آواز دیں کہ بھئی ہمیں نکالو ہمیں بچاؤ پتھر ہٹادو کوئی سننے والا نہیں۔کوئی دیکھنے والا نہیں۔ کسی کو کوئی پتہ نہیں ۔ دور افتادہ علاقے میں کہیں یہ واقعہ ہوگیا اب انہوں نے سوچا کہ اور کوئی آواز سننے والا نہیں۔ سب سے قریب اللہ ہے۔ یہ دیکھو ایمان کی بات ہے مشرک ایک طرف یہ کہتا ہے اور آپ کی زبانوں سے اکثر یہ نکلتا ہے کہ۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (50 : ق : 16) خدا تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر تو پیر کے پاس کیوں جاتاہے۔ زبان سے یہ کہیں گے کہ خدا شاہ رگ سے بھی قریب ہے اور جب جائیں گے پہلے پیر کے پاس میرا کام کروادے میری تو وہ سنتا ہی نہیں ہے۔ تیرے اس تصور کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے جب تو یہ کہتا ہے کہ وہ شاہ رگ سے

بھی قریب ہے۔ اور مانگتا پھرتا ہے یا واسطے دیتا ہے تو اوروں کو۔ یہ منافق ہے۔ یہ جاہل ہے جس کو کوئی ہوش نہیں کوئی پتا نہیں ہے۔ یہ عقل کو جواب دیئے بیٹھا ہے۔ ان کا ایمان یہ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی سننے والا نہیں۔ اس کے لیے دور کا مسئلہ ہے نہ قریب کا مسئلہ ہے۔ کہ اللہ قریب سے سنتا ہے دور سے نہیں سنتا۔ یا دور سے سنتا ہے قریب سے نہیں سنتا۔ یا گنہگار کی نہیں سنتا نیک کی سنتا ہے' نہیں' وہ ہمارا خالق' وہ ہمارا مالک' وہ ہمارا رازق' وہ باپ سے بھی بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے سوا کون ہے سننے والا ؟ ان تینوں نے یہ طے کیا۔ کہ اللہ کو آواز دو لیکن اللہ کا سننا کیا ہے۔ پہلے یہ ثابت کرو کہ تم اللہ کے ہو تمہاری کوئی واقفیت اللہ سے ہے۔ چنانچہ ہرایک نے اپنا اپنا عمل پیش کیا تعارف تو اسی طرح سے ہو گا ناں یا کہ یار فلاں وقت وہ بس میں بیٹھے ہوئے ملاقات ہوئی تھی۔ فلاں شادی میں ہم اکھٹے ہوئے تھے۔ پھر وہ آپ کا جو لڑکا ہے وہ فلاں جگہ رہتا ہے وہ میرا دوست ہے تعارف یوں ہی ہوتا ہے ناں۔ کبھی اپنے کاموں سے کبھی اپنے رشتہ داریوں سے۔ کبھی کسی صورت میں کبھی کسی صورت میں اور جب واقفیت نکل آتی ہے پھر انسان جرات مند (Bold) ہو کر کھل کر بات کرتا ہے۔ تینوں اب یہ فیصلہ کرتے ہیں اپنا اپنا تعارف پیش کرو۔ جس کو وسیلہ کہنا چاہیے اب کوئی وسیلہ تلاش کرو خدا کے قرب کا۔ اگر تمہارے پاس پہلے سے میسر ہے لوگ پیروں کا نام لیتے ہیں دیکھو وہ سمجھ والے تھے اللہ کے رسول نے ان کا یہ واقعہ بیان کیا جو کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ اپنے عمل پیش کیے۔ ایک کہنے لگا کہ یا اللہ میرے بوڑھے ماں باپ تھے میں ان کی بڑی خدمت کرتا تھا۔ بکریاں میں چرایا کرتا تھا سب سے پہلے ماں باپ کو کھلاتا پھر اپنے بچوں کو دیتا کہ پہلے ان کا حق ہے کیوں کہ انہوں نے جب مجھے پالا وہ یہی کرتے تھے۔ پہلے ماں بچے کو کھلاتی ہے اور پھر بعد میں کھاتی ہے اب وہ بوڑھے ہو گئے' وہ بن گے بچے' میں ہوگیا جوان اب میرا بھی فرض ہے کہ میں پہلے ان کو کھلاؤں بعد میں

خود کھاؤں۔ اور اپنی اولاد کو دوں۔ چنانچہ یااللہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں اپنا بکریوں کا ریوڑ لے کر نکلا تو قریب جگہ نہ ملی میں دور چلا گیا اور بہت لیٹ ہوگیا۔ جب میں آیا میرے والدین میرے بوڑھے ماں باپ سو گئے تھے اب دودھ تو میں نے نکال لیا۔ بچے میرے پاؤں میں پڑے رو رہے ہیں۔ ابا دودھ پینا ہے ان کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں پہلے ماں باپ کو پلاؤں پھر ان کو پلاؤں۔ اب میرا یہ دل بھی نہیں چاہتا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں بیدار کر کے ان کو بے آرام کروں۔ اب اٹھانا بھی گوارا نہیں کرتا' اور پہلے بچوں کو پلانا بھی گوارا نہیں کرتا۔ یااللہ اسی کشمکش میں بہت دیر تک انتظار کرتا رہا۔ جب وہ اٹھے میں نے پہلے ان کو دودھ پلایا اس کے بعد اپنے بچوں کو پلایا۔ یا اللہ ! اگر میرا یہ عمل تجھے پسند ہے اور میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے تیرے حکم کے تحت کیا ہے و بالوالدین احسانا والدین کے ساتھ احسان کرو رب ارحمهما كما ربيني صغيرا (17 : بنی اسرائیل : 23 ـ 24) یا اللہ ! جیسے والدین نے مجھے بچپن میں پالا تھا اللہ تو بھی ان پر ویسا ہی رحم کر۔ تو اللہ اس پتھر کو ہٹا دے۔ یہ جو پتھر نے ہمارا راستہ بلاک کر دیا ہے' ہم قید ہو گئے ہیں' نکلنے کی کوئی صورت ہی نہیں رہی اللہ ! اس پتھر کو ہٹا دے۔ چنانچہ وہ حیران رہ گئے کہ جسے تین آدمی ہٹا نہیں سکتے تھے وہ خود بخود ہی ایک تہائی راستہ کھل گیا۔ (بخاری شریف : کتاب بدا الخلق باب حدیث الغار) ان کو امید ہو گئی کہ ٹھیک ہے اللہ زندہ ہے' وہ سنتا ہے' وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاں ہمارا اکاؤنٹ' ہمارا کھاتہ کھلا ہوا ہے۔ پھر دوسرے نے اپنا عمل پیش کیا۔ پھر تیسرے نے اپنا عمل پیش کیا۔ جب تینوں نے اپنے اپنے عمل پیش کئے اور اپنے عمل کو وسیلہ بنایا' کوئی پیر نہیں پکڑا۔ اپنے عمل کو وسیلہ بنایا تو وہ چٹان جو تھی پہلے ایک تہائی (One Third) ہٹ گئی' جب دوسرے نے اپنا عمل پیش کیا ایک تہائی حصہ اور ہٹ گیا۔ جب تیسرے نے پیش کیا اب ایسے جیسے کسی نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا اور ان سے کہا کہ نکلو

اور عمل کیا تھے۔ ایک تو آپ نے سن ہی لیا۔ والدین کی خدمت اور ہم کیا کرتے ہیں والدین کے بارے میں ۔ ماں باپ بوڑھے ہو جائیں۔ پہلے یہ کہ اس بڈھے کا دماغ خراب ہو گیا جب تو بچہ تھا تو تیرا دماغ بہت ٹھیک تھا؟ دیکھو کمال کیا ہے۔ بوڑھے ماں باپ ہوں ظاہر بات ہے کچھ بلڈ پریشر ہو گا۔ کچھ طبیعت چڑچڑی ہو جائے گی بچوں والی عادتیں خصلتیں ہو جاتی ہیں۔ بات بات پر روٹھنا۔ بات بات پر ناراض ہونا یہ سب باتیں ہیں لیکن جو نیک شریف اولاد ہوگی وہ پہلے اس تصور کو سامنے رکھ کر کہ جب میں بچہ تھا یہ سب کچھ میرے لئے کرتے تھے اب یہ کچھ بھی ہوں مجھے ان کو ناراض نہیں کرنا وہ پہلا واقعہ۔

پھر دوسرا واقعہ بیان کیا' ہم لوگ آج کل ہر آدمی اچھا خاصا امیر ہے' کوٹھیاں بنتی دیکھ ہی رہے ہیں۔ ایک آدمی تھا' اس نے مزدور رکھ لیا اس سے کام کروایا ہفتہ بھر وہ کام کرتا رہا' جمعرات کو مزدوری دی جاتی تھی۔ جیسے ہمارے حساب ہے ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ جب اس کو مزدوری دینے لگا' مزدور ناراض ہو گیا کہ نہیں یہ تھوڑا ہے میرا حق زیادہ بنتا ہے اس نے کہا کہ نہیں تیرا حق اتنا نہیں بنتا ہے۔ یہی جتنا میں اوروں کو دیتا ہوں بات بگڑتی گئی۔ مزدور ناراض ہو کر چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ چلا گیا۔اس امیر آدمی نے سوچا جس نے مزدور رکھا تھا کہ میں نے خواہ مخواہ کی ضد کی۔ تھوڑا بہت دے کر اس کو راضی کر لیتا۔ اب وہ چھوڑ کر چلا گیا اب میں کیا کروں گا اس کا مال رہ گیا۔ اس کا حق رہ گیا ہے۔ اور پھر مال بڑھنے والی چیز ہے یا گھٹنے والی چیز ہے۔ اب وہ پتہ نہیں کب واپس آئے کتنی دیر کے بعد آئے' کیا میں اس کو اگر وہ ایک سال بعد آئے دو سال بعد آئے تین سال بعد آئے تو اس کو یہی مزدوری دوں گا۔ بیس یا تیس روپے کی بات نہیں جو ڈبل ہے حالانکہ مجھے یاد ہے جب ہم نے کام شروع کروایا ڈیڑھ دو روپے مزدور کے ہوتے تھے اور آج پچیس تیس روپے لے رہے ہیں۔ اس کے دل میں یہ تھا کہ ایک تو میں نے اس کو ناراض کرکے بھیجا۔ اب پھر رقم اس کی

میرے پاس ہے۔ اگر وہ اس رقم کو استعمال کرتا تو کتنا فائدہ اٹھاتا؟ اب وہ میرے پاس پڑی رہے ۔ اس سے اس نے علیحدہ کاروبار شروع کر دیا' تھوڑا بہت جو بھی منافع ہوتا اس سے اسی کاروبار کو ترقی دیتا گیا۔ ادھر مزدور بھی بھول گیا' اسے بھی خیال نہ رہا۔ یہ کام بڑھاتا رہا' اس کا مال بہت کافی ہو گیا۔ حتی کہ اس کو نوکر رکھنے پڑ گئے۔ اس کا کاروبار اتنا ترقی کر گیا۔ دیکھو خدا کا خوف! اور آج کل کے کارخانہ دار اور آج کل کا امیر' آج کل کا سرمایہ دار کیا کرتا ہے؟ عرصہ کے بعد کبھی کہیں اس مزدور کا ادھر سے گزر ہوا اسے خیال آیا کہ چلو میں اپنی رقم ہی پوچھ لوں۔ کوئی کرائے کا کام چل جائے گا۔ جب وہ آیا کہنے لگا میرے پیسے دے ۔ اگر اور نہیں تو وہی دے دے۔ اس نے کہا کہ اللہ کے بندے تو بھی عجیب آدمی ہے مجھے پھنسا گیا تھا۔ جا اس واڑے میں جتنا مال ہے سب تیرا ہے۔ نوکر بھی تیرا ہے' مال بھی تیرا ہے۔ وہ کہنے لگا مجھ سے کیوں مذاق کرتا ہے' جو میرے چار پیسے ہیں وہ مجھے دے دے' کیوں مذاق کرتا ہے ۔ اس نے کہا مذاق کی بات نہیں۔ یہ تیرا مال ہے سارے کا سارا۔ میں نے اس تیرے مال سے کاروبار کیا' اس کو ترقی دی' بڑھتا گیا' بڑھتا گیا۔ یہ سب تیرا ہی مال ہے۔ وہ لے گیا' وہ کتنی' دعائیں دیتا ہو گا۔ اور اللہ کتنا راضی ہو گا۔ اس نے اپنا یہ عمل پیش کیا اللہ کے سامنے یا اللہ! اگر تجھے میرا یہ عمل پسند ہے تو میں تیرا بندہ ہوں میں نے یہ کام کیا ہے۔ تیرے حساب کا مجھے ڈر تھا' میرا اور کون تھا حساب لینے والا۔ تیرے حساب سے ڈر کر میں نے یہ کام کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور اس غار میں پھنس گیا ہوں میری جان چھڑا دے چنانچہ اللہ نے چٹان کو ایک طرف کر دیا۔ تو اس طرح سے تیسرا واقعہ بھی ہے۔ کبھی اللہ نے زندگی رکھی تو پھر کبھی سنائیں گے۔ مقصد میرے کہنے کا کیا ہے کہ میرے بھائیو! اللہ کا تصور' اس کا خوف' اور پھر کام اس طریقے کا جو طریقہ اللہ کو پسند ہو۔ دیکھئے آپ لوگ یہاں جمعہ پڑھنے آتے ہیں ہمیں اس بات کا بڑا شوق ہے اور کوئی اس سے بڑھ

کر کام بھی نہیں کہ اللہ کا دین ترقی کرے لوگ اللہ کے دین کو سمجھ لیں۔

میرے بھائیو ! یہ فخر کی بات نہیں' مسجدیں بھی ہیں' نمازی بھی ہیں' مولوی بھی ہیں لیکن دین نہیں ہے' دین رسمی دین ہے۔ حنفی بریلوی شیعہ فلاں فلاں وہ محمدی چیز نہیں۔ ہمیں یہ شوق ہے کہ ہم لوگوں کو دین سکھائیں جو خالص ہو بالکل وہی ہو جو محمد ﷺ دے کر گئے۔ وہ خالص دین ہے اور اسی کے لئے ہم یہ جمعے میں زور لگاتے ہیں جتنی اللہ توفیق دیتا ہے اور ویسے بھی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کی قدرت ہے جتنی مخالفت ہماری ہوتی ہے' جتنا لوگ ہمیں برا سمجھتے ہیں اتنا کسی کو برا نہیں سمجھتے اور یہ ہماری صداقت کی دلیل ہے۔ میں چونکہ کافی عرصہ سے بہاولپور میں ہوں اور میں Fifty Three (سن 53ء) میں یہاں آیا تھا۔ ہم نے یہاں آکر اللہ کا شکر ہے دین کا کام شروع کیا۔ لوگوں کو سمجھانا شروع کیا میرے بارے میں دیوبندی' بریلوی' شیعہ مولوی اکٹھے ہوتے درخواست بناتے ہیں۔ شیعہ مولویوں کے بھی دستخط' دیوبندی مولویوں کے بھی دستخط' بریلوی مولویوں کے بھی دستخط کہ یہ بڑا خطرناک ہے' اس نے فتور مچا رکھا ہے۔ اس کو شہر سے نکال دو' حکومت پابندی لگا دیتی ہے۔ کہ دو مہینے بہاولپور کے ضلع کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتا' یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن اللہ نے برکت کی اللہ کا شکر ہے آہستہ آہستہ لوگوں کی سمجھ میں بات آتی چلی گئی ۔ لوگ ما شاء اللہ کافی بڑھتے چلے گئے ۔ اور جب ہم نے یہ مسجد بنائی ہمیں اس قدر خطرہ تھا مجھے ابھی تک یاد ہے۔ دو چار آدمی اور ساتھ ہم ہر وقت بندوق رکھتے۔ اس قدر ہمیں خطرہ تھا جس کی کوئی انتہاء نہیں کہ اس مسجد والے نہ پڑ جائیں اس مسجد والے نہ پڑ جائیں' کوئی ادھر سے نہ آ جائے کوئی ادھر سے نہ آ جائے۔ اللہ نے مدد کی اور کام چلتا گیا۔ اب وہ مسجد اقصیٰ وہ دن یونٹ چوک میں ہم بنا رہے ہیں کسی کا کوئی دخل نہیں۔ روزانہ درخواستیں کہ انہوں نے یہ کیا انہوں نے یہ کیا۔ دیوبندی بھی بریلوی بھی' شیعہ بھی۔ سب یہاں تک کہ ڈی۔ سی نے مجسٹریٹ کی

ڈیوٹی لگائی کہ وہ رپورٹ کرے لوگ کہنے لگے یہاں قبرستان بنادو' یہاں مدرسہ بنادو۔ یہاں گراؤنڈ بنا دو۔ کچھ بنا دو۔ ان کی مسجد نہ بنے۔ لیکن جو اللہ کو منظور تھا۔ کچھ نہ کچھ راستہ ہموار ہو گیا۔ اللہ کا شکر ہے مسجد وہ بن رہی ہے اور اللہ اس کو مکمل کر دے گا۔

اب ہم نے وہاں جلسہ رکھا ہے۔ تاکہ اس علاقے میں کچھ تعارف ہو جائے۔ لوگ کہتے ہیں پتہ نہیں یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں۔ تھوڑے سے ہیں اور مسجدیں کتنی بڑی بڑی بناتے ہیں۔ یہ پتہ نہیں کونسا فرقہ ہے۔ کیا ان کا مذہب ہے۔ ناواقفیت کی وجہ سے' بے خبری کی وجہ سے۔ یہ مجھے معلوم ہے کہ آج کل کا مسلمان نمازی ہو یا بے نماز ہو بالکل بے خبر' جاہل ہے جوں جوں پتہ چلتا ہے لوگوں کو اور اللہ کا شکر ہے۔ یہ مجھے تجربہ ہے ویسے تبلیغ کے لئے زور میں نے بھی بڑا لگایا۔ لیکن مجھ سے زیادہ کام میرے دشمنوں نے کیا۔ میرے مخالفوں نے کیا۔ بہت سے آدمی مجھے ایسے ملے کہ جی لوگ آپ کو بہت برا کہتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ چلو آج دیکھ ہی آؤ اسے' مولوی تقریروں میں' جلسوں میں آپ کو بہت برا کہتے ہیں کہ وہ بہت خطرناک ہے وہ بہت برا ہے میں نے بھی سوچا کہ چلو آج اسے دیکھ ہی آؤ اور جب جمعہ پڑھ کر گیا تو کہا بالکل ٹھیک' اللہ نے اس کو ماشاء اللہ ٹھیک کر دیا۔ اب ہم نے وہاں جلسہ رکھا ہے تاکہ کچھ تعارف ہو جائے تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے ویسے تو اشتہار بھی چھپائے ہیں کہ وہاں سولہ تاریخ کو عشاء کی نماز کے بعد جلسہ ہے۔ جن جن دوستوں کو ہم نے دعوت دی ہے ان کے علاوہ آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ لوگ جس طرح سے اب یہاں جمعہ میں آئے ہیں۔ بڑی پابندی کے ساتھ بہت خیال کر کے خود بھی آئیں اور دوستوں کو بھی لائیں۔ ہمارے ہاں کوئی کسی کو گالی نہیں دی جاتی۔ باتیں کھری جن کا کوئی توڑ پیش نہیں کر سکتا۔ آپ نے سنا ہو گا انداز دیکھا ہو گا۔ کبھی کسی کو گالی نہیں دیتا۔ لیکن بات کھری کرتا ہوں یہ نہیں کہ ہم کہیں

کہ سارے ٹھیک ہیں۔ پھر تو کیوں ایک ہے۔ اب دیکھو ناں حنفی کیا کہتے ہیں' شافعی بھی ٹھیک ہیں' مالکی بھی ٹھیک حنبلی بھی ٹھیک پھر تو حنفی کیوں۔ بھئی! دیکھو ناں جب سارے ٹھیک ہیں تو پھر کبھی وہ بن جائے کبھی وہ بن جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خط مستقیم ایک ہوتا ہے دین ایک ہوتا ہے دین ایک ہے۔ باقی سارے غلط۔ اب اس کو کوئی گالی سمجھے۔ اس کو کوئی برا سمجھے جو کچھ سمجھے یہ تو حقیقت ہے میرے بھائیو! حق ایک ہے حق کبھی دو نہیں ہوتے۔ کھرا دین کونسا ہے' وہی دین جو محمد ﷺ چھوڑ کر گئے۔

خطبہ نمبر 6

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم○

واللہ یدعوا الی دار السلام ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم ○ للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر و لا ذلۃ اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خلدون ○ والذین کسبوا السیئات جزاء سیئۃ بمثلھا و ترھقھم ذلۃ مالھم من اللہ من عاصم کانما اغشیت وجوھھم قطعا من الیل مظلما اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون○

(10 : یونس : 25-27)

اللہ ہر آن دعوت دیتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف۔ یعنی اللہ آواز دے کر پکارتا ہے کہ لوگو! ادھر آجاؤ ادھر آجاؤ سلامتی کا گھر یہ ہے۔ ہماری زندگی کامیاب تب ہے اگر ہم پاس ہوجائیں اور سلامتی کی جگہ چلے جائیں ورنہ زندگی ناکام ہے۔ اللہ ہر آن دعوت دیتا ہے یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ یہ سورہ یونس گیارھواں پارہ ہے۔ واللہ یدعوا الی دار السلام لوگو! اللہ تمہیں پکارتا ہے آواز دیتا ہے ہر آن الی دار السلام سلامتی کے گھر کی طرف اسکی صورت کیا ہے؟ اب ہر ایک یہی چاہتاہے کہ مجھے بھی اندر جانے دو مجھے بھی جنت میں داخل ہونے دو لیکن فرمایا ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم خدا کہتا ہے کہ

زندگی میں سیدھی راہ پر چلو پھر تم سلامتی کے گھر میں داخل ہو جاؤ گے اس زندگی میں جب تک اس دنیا کی زندگی ختم نہیں ہوتی موت نہیں آتی آدمی دارالسلام میں داخل نہیں ہو سکتا اور تو کسی نے کیا داخل ہونا تھا رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے سیر کرائی۔ آپ ﷺ کو خواب دکھایا۔ مختلف جگہ فرشتہ لے گیا اور پھر آپ کو دکھایا گیا کہ یہ آپ کی جنت ہے آپ نے فرمایا کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ فرمایا کہ نہیں ابھی آپ کو اجازت نہیں۔ یہ دنیا کی زندگی ہے آپ کو کب اجازت ملے گی؟ جب آپ دنیا سے چلے جائیں گے' دنیا سے فوت ہوجائیں گے' موت آجائے گی۔ اس وقت داخل ہوں گے۔ ابھی آپ کی زندگی کے دن باقی ہیں۔ (رواہ البخاری' مشکوۃ کتاب الرویا عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ)

آپ کی زندگی کے ان دنوں میں آپ کس راہ پر چلتے ہیں۔یہی تو فیصلہ ہے کہ جب تک انسان زندہ ہے۔ میرے بھائیو! یہ شعور اور بیداری کے ساتھ ہی بات ہو سکتی ہے۔ جس کو اسکا احساس ہوجائے۔ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے یا غفلت میں وقت گزارتے ہیں۔ پڑھنے والوں کو بھی خیال نہیں کیا پڑھتے ہیں اور نہ پڑھنے والوں کو بھی کوئی افسوس نہیں ہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا۔ تو یہ خسارے کی بات نہیں ہے کیوں یہ شعور یہ احساس نہ نمازیوں کو ہے نہ بے نمازیوں کو ہے کہ خدا مجھے بلا رہا ہے۔ مجھے اسی راستے پر چل کر وہاں پہنچنا ہے اور میرے بھائیو! جب آدمی کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ میں زندگی صحیح طور پر گزاروں سمجھ لو آدمی کامیاب ہوگیا اور یہ شعور یہ احساس بہت کم پیدا ہوتا ہے اللہ نے یہ دنیا ایسی دھوکے اور فریب کی بنائی ہے بڑا امتحان ہے بڑا ہی امتحان ہے اب میں نے دیکھا ہم وعظ کرتے ہیں تقریر ہوتی ہے چہروں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے استری کر رہے ہوتے ہیں اور سارے کریز نکل جاتے ہیں کپڑا پریس ہوتا جاتاہے آدمی کو اندازہ ہوتا ہے' تقریر کرتے ہوئے یہ اندازہ ہوتا ہے

کہ ہاں بالکل سب سمجھ رہے ہیں۔ سمجھ لگتی جا رہی ہے کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن جونہی باہر نکلتے ہیں وہی دنیا کا چکارا' وہی کاروبار' وہی عورتیں' وہی چکر' وہی سارا سلسلہ پھر بھول جاتے ہے۔ یہ دنیا بڑا زبردست امتحان ہے۔ اسمیں وہی آدمی کامیاب ہوتا ہے جو بہت attentive ہو جو بڑا ہی ہوشیار ہو زیرک ہو دانا ہو جو ادھر بہت زیادہ توجہ کرے۔ وہی کامیاب ہوسکتا ہے اور پھر جس نے توجہ کی وہ بن گیا آپ اس کو دیکھ لیں ہر بات میں محتاط ہوگا۔ بولے گا تو بڑی احتیاط سے کہ میری زبان سے کوئی گندی بات نہ نکل جائے۔ میری زبان سے کوئی فریب' جھوٹ اور مکاری کی بات نہ نکلے۔ میرا تو آگے حساب ہوگا مجھے تو امتحان دینا ہے۔ میری منزل تو جنت ہے۔ معاملہ اگر پیسے کا ہوگا یہ نہیں کہ جلدی سے جیب میں ڈال لے تسلی کرکے' اطمینان کرکے دیکھ بھائی تیرا اور تو نہیں بنتا یہ نہیں کہ بہن کا آیا وہ بھی کھا گیا۔ چھوٹے بھائی کا آیا وہ بھی کھا گیا۔ دیکھو دنیا کے امتحان میں فیل ہوگیا تو کوئی بڑا نقصان نہیں پڑھائی چھوڑ دے گا۔ اپنا کوئی اور کام کرے گا محنت مشقت کرے گا لیکن اگر اس امتحان میں فیل ہوگیا تو دوزخ کتنا بڑا نقصان ہے اور اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ کہ میں تو تمہیں بلاتا ہوں کہ سلامتی کے گھر کی طرف آجاؤ اور اس کا طریقہ کیا ہے۔ ویھدی من یشا الی صراط مستقیم جرنیلی سڑک پے چڑھ جاؤ وہ جو محمدی راہ ہے۔ دیکھو یہ سڑک کیسے بنی ہے۔ اللہ نے محمد ﷺ کو بھیجا اور کہا کہ تو چل تیرے چلنے سے جو ایک خط بن جائے گا وہ جرنیلی سڑک ہے اور وہ سیدھی جنت کو جاتی ہے۔ اور وہ Shortest ہے سب سے چھوٹی بہترین محفوظ (Safe and Sound) ہر لحاظ سے مکمل ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم اسی لیے لوگوں سے کہا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (3 : آل عمران: 31) لوگو! اگر تمہیں مجھ سے محبت ہوگئی ہے تم نے مجھے سمجھ لیا ہے' مان لیا ہے' تو کیا کرو میرے اس محمد ﷺ کے پیچھے چلو۔ دیکھو کیا سادہ معاملہ

ہے۔ اسکے سمجھنے میں کوئی دقت ہے ؟ لیکن کیسی بد بختی ہے ؟ شیطان بڑا دشمن ہے۔ وہ انسان سے بھی دشمنی کرتا ہے کہ اس آدمؑ نے مجھے نکلوایا۔ یہ آدم کی اولاد ہے۔ یہ بچے نہ' یہ دوزخ میں جائے چنانچہ دیکھ لو۔ کسی کو کوئی دانہ ڈال دیتا ہے۔ کسی کو کسی طرح۔ کسی کو کسی طرح گمراہ کردیتا ہے۔ بعض کو دین سے بالکل ہٹا دیتا ہے چنانچہ جو لوگ باہر پھرتے ہیں نہ نماز نہ روزہ نہ کچھ نہ کچھ ان کو تو بالکل ختم کر دیا اورجو دین دار بنتے ہیں ان کو غلط چلا دیا۔ اب دین کتنے ہیں۔ فرقے کتنے ہیں۔دیکھ لو نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج بھی کرتے ہیں۔ زکواتیں بھی دیتے ہیں نعرے بھی مارتے ہیں۔ درود بھی پڑتے ہیں۔ اہل بیت کے پیچھے بھی جانیں دیتے سب کچھ کرتے ہیں لیکن سب جہنم کی راہ پر بالکل برباد۔ وہ جس کو جدھر چاہتا ہے ادھر دھکا دے دیتا ہے کہ یہ جرنیلی سڑک پر نہ چڑھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ بالکل ایسی گلی ہے ایسا راستہ ہے کہ اس کے اردگرد دیواریں کھچی ہوئی ہیں۔ بڑی اونچی اونچی دیواریں کھچی ہوئی ہیں اور اس کی سائیڈ میں پردے لٹک رہے ہیں اور سامنے کھڑا کوئی آوازیں دے رہا ہے سیدھا آ جا' سیدھا آ' دائیں بائیں نہ دیکھ لیکن انسانی فطرت ہے یہ پردہ اٹھا لوں پردہ اٹھا کر کبھی اس طرف جھانکتا ہے کبھی اس طرف جھانکتا ہے۔ (رواہ زرین و احمد' مشکوۃ کتاب الأیمان باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) آگے جارہا ہے اگلا پردہ ہے اس کو جھانکتا ہے اور سامنے سے آواز آرہی ہے سیدھا آ دائیں بائیں نہ دیکھ یہ سمجھایا کہ انسان دنیا میں زندگی میں کیسے چلتا ہے۔ ایک راستہ ہے اسکی سائیڈ پر کمرے بنے ہیں اور بڑے بڑے پردے لٹک رہے ہیں۔ خوبصورت خوشبوئیں آرہی ہیں۔ اب اسکے دل میں شیطان کی اکساہٹ کہ ادھر دیکھ ادھر چلا جاتا ہے لیکن سامنے سے آواز پر آواز آرہی ہے۔ ادھر ادھر نہ جا تیرا راستہ یہ ہے۔ سیدھا چلا آ۔ اب کتنے سرے لگتے ہیں دیکھ لو آپ کے سامنے کوئی کس طرح سے ڈوب گیا کوئی کسی

طرح سے ڈوب گیا۔ اب وہی آواز آ رہی ہے واللہ یدعوا الی دار السلام لوگو! تمہاری سمجھ میں بات نہیں آتی۔ میں نے محمد ﷺ کو بھیجا۔ تم کیوں نہیں مانتے۔ ادھر جاتے ہیں کہ فلاں بہت بڑا بزرگ ہے۔ یہ جی فلاں بہت بڑا ہے۔ اجی وہ امام صاحب ہیں وہ صاحب ہیں وہ فلاں ہیں اللہ کہتا ہے میں نے محمد ﷺ کو بھیجا ہے اور تم کس کا نام لیتے ہو اور پھر پکار رہا ہے خدا کہ لوگو! میں تمہارا رب ہوں میں نے تمہیں پیدا کیا ہے میں تمہیں راشن دیتا ہوں سارے انتظام کیے ہیں میری بات سنو یہ جو راستہ ہے اسی پر چلو۔ لیکن پھر دیکھ لو حال کیا ہورہا ہے وہ سب آپ کے سامنے ہے۔ اللہ اکبر! فرمایا للذین احسنوا الحسنی جنھوں نے اس راستے پر چڑھ کر اسلام قبول کرکے اپنی زندگی بنالی نیکی کی ان کے لیے حسنی ہے ان کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے فائدہ ہی فائدہ ہے جنت ہی جنت ہے۔ و زیادۃ ایک تو ان کے عمل کا بدلہ وہ بہت ہی اچھا ہے پھر ہم اپنی طرف سے اور بھی دیں گے جیسے کوئی پاس ہوگیا لیکن آپ اپنی طرف سے اس کو انعام کے طور پر اور بھی کچھ دے دیتے ہیں۔ اللہ جنتوں میں بھی داخل کرے گا اور پھر اپنا دیدار خاص بھی کروائے گا جو سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ للذین احسنوا الحسنی نیکی کرنے والوں کے لئے جنت ہے و زیادۃ اور بھی ہے وہ کیا ہے؟ خدا کی مجلس خدا کا دیدار خدا سے ملنا خدا سے باتیں خدا سے پیار یہ زیادہ ہے اور یہ وہ لطف وہ نعمت ہے کہ جسکا مقابلہ کوئی دوسری نعمت نہیں کرسکتی اور ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ یعنی اول تو جان نکلتی ہے اس وقت ہی اس کو ٹھنڈ پڑجاتی ہے چلو دنیا کے دھندے ختم ہوگئے اب اللہ سے ملاقات چہرہ کھل جاتا ہے ہشاش بشاش ہو جاتا ہے اور پھر آگے بڑھتا جاتا ہے۔ خوشی ہی خوشی سے اللہ کے دیدار کی۔ فرمایا نہ چہرے پر کالک سیاہی اور نہ چہرے پر ذلت کے آثار لا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ ان کے چہرے چمکتے دمکتے دنیا میں بے شک کالے رنگ کے ہوں۔ لیکن جونہی مرگئے وہ

حسن آئے گا کہ دنیا میں کسی کے نصیب نہیں ہوگا۔ ذلت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ سیاہی کا بالکل کوئی اثر نہیں ہوگا اولئک اصحاب الجنۃ رنگ جنتیوں کا ہے ھم فیھا خالدون وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے والذین کسبوا السیئات اور جنہوں نے برے کام کیے خدا بلا رہا ہے۔ ادھر ادھر نہ جا کبھی ادھر گھس گیا کبھی ادھر گھس گیا کبھی دنیا دار بن گیا کبھی دین دار بن گیا۔ دنیا میں تو پھر والذین کسبوا السیئات جزاء سیئۃ بمثلھا پھر جیسی انہوں نے نافرمانی کی ہے ہم بھی ان کے ساتھ وہی سلوک کریں گے کیا ہوگا۔ وترھقھم ذلۃ ان کے چہروں پر ہر آن ذلت رسوائی و شودہ سا دیکھنے میں بہت بیچ سا نظر آئے گا ومالھم من اللہ من عاصم جب اللہ ہی بگڑ گیا ناراض ہوگیا۔ اللہ ہی سے بنی ہوئی نہ رہی۔ فرمایا پھر اسے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ دنیا میں تو یہ ہوتا ہے اگر سارے بھی بگڑ جائیں اللہ ناراض نہ ہو تو اللہ کوئی نہ کوئی حیلہ کر ہی دیتا ہے ان کے چہروں کا حال یہ ہوگا کہ سیاہی چڑھے گی قطع من الیل مظلما جیسے کسی نے چیتھڑیاں چڑھا رکھی ہوں۔ کالک کی تہیں چڑھا رکھی ہوں۔ اسی قدر چہرے کالے ہوتے چلے جائیں گے۔ دنیا میں خواہ وہ کتنا بھی حسین کیوں نہ ہو گورے رنگ کا کیوں نہ ہو لیکن وہاں اسکا چہرہ اتنا کالا ہوگا اتنا کالا ہوگا جیسے کسی نے کالک کی ٹکڑیاں چڑھا رکھی ہوں یہ قرآن کہتا ہے۔ اولئک اصحاب النار یہ دوزخی ہیں اور دوسری جگہ اللہ نے چوتھے پارے میں فرمایا۔ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (3 : آل عمران : 106) وہ دن جب آئے گا کچھ چہرے کالے ہوجائیں گے۔ کچھ چہرے سفید روشن ہوجائیں گے۔ وہاں فیصلہ کیا ہوگا۔ دنیا میں تو رنگ رنگ کے لوگ ہیں۔ دیکھ لو حبشی سارا براعظم ہلے لوگوں کا۔ پھر اس کے بعد چینی بری یہ سارا شائل ایک ہی طرح کا رنگ گورا نقش موٹے موٹے پھر ادھر والا اور دوسرا دیکھ لیں پھر یہ حسن کا علاقہ یہ ترکی کا وسط ایشیا کا یہ درمیان کا اور درمیان میں یہ پنجابی کہ نہ بہت حسین نہ بہت بدصورت۔ دنیا میں تو یہ

سارے سلسلے لیکن وہاں دو قسمیں ہیں۔ اگر امتحان میں پاس تو گورا خوبصورت حسن اتنا کہ اگر اس کا تصور کیا جائے یوں سمجھ لو جیسے یوسف علیہ السلام ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جنت میں کیا ہوگا۔ زبان عربی ہوگی حسن یوسف علیہ السلام کا ہوگا عمر تیس سال ہوگی۔ تیس سال نہ چھوکروں والا معاملہ نہ بوڑھوں والا معاملہ عقل بھی پختہ اعضاء بھی عین پکے مضبوط یہ حال ہوگا جنتی اس قدر حسین ہوگا اور پھر کمال دیکھیں جب خدا عیش کروائے گا بازار لگیں گے تصویروں کے جبھی تو خدا دنیا میں روکتا ہے کہ ان تصویروں کو دیکھ دیکھ کر دل نہ خراب کرو۔ جائیں گے اور دیکھیں گے وہ تصویریں اچھی لگیں گی۔ جو چاہے گا کہ میں ایسا بن جاؤں اسی وقت ویسی شکل کا بن جائے گا اب دنیا میں تو ترستا ہی رہتا ہے ناں فلاں کی تصویر دیکھ لی فلاں کی تصویر دیکھ لی۔ ہائے ہائے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ لیکن وہاں یہ حال ہے کہ جیسا بننا چاہے گا ویسا بن جائے گا۔ میرے بھائیو! وہاں یہ کہ ما تشتھیہ الانفس (43 : الزخرف : 71) جو تیرا دل چاہے گا وہ ہی بن جائے گا کھانے میں تیری پسند' شکل و صورت میں تیری پسند' رہنے میں تیری پسند' تیری choice جو تو چاہے (جنت اور اہل جنت کے لئے دیکھئے مشکوۃ: باب صفة الجنة و اہلھا)

اور دوزخیوں کا کیا حال جنت اوپر دوزخ نیچے تاکہ اوپر والے نظارے کر سکیں۔ جب یہ ان کو اوپر دیکھیں گے وہ پھر رہا ہے وہ کھا رہا ہے۔ یتنازعون فیھا کاسا (52 : الطور: 23) دوستوں کی چھینا جھپٹی وہ اس سے کپ چھین رہا ہے وہ اس سے کپ چھین رہا ہے۔ پیار محبت میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں یہ قرآن کہتا ہے ایک دوسرے کے ہاتھ سے گلاس لیں گے وہ اس سے چھینے گا وہ اس سے چھینے گا شوخی تفریح دل لگی اور نیچے دوزخی ان کو دیکھ دیکھ کر کہیں گے ارے کچھ قطرہ ہماری طرف بھی پھینک دو کوئی ٹکڑا کوئی لقمہ۔ کوئی تھوڑا سا piece ہمیں بھی ڈال دو کہ ہم بھی بچا کھچا تھوڑا بہت کھالیں اندازہ تو کرو فرق

کا زندگی کا تو کیا جواب ہوگا وہ کہیں گے بھئی ہم تو دے دیں لیکن ان اللہ حرمھما (7 : الاعراف : 50) اللہ نے تم پر پینا بھی حرام کھانا بھی حرام کر رکھا ہے۔ تمھیں پینے کو کیا ملے گا کچ لہو دیکھ لو ہسپتالوں میں جاکر اپریشن ہوتے ہیں پیپ خون کچ کتنا ہوتا ہے یہ کہاں جاتا ہے ہم تو سمجھتے ہیں ختم ہوگیا لیکن خدا سب سٹور کرتا جارہا ہے۔ آجکل بہت بڑے نازک بڑی صفائی چاہنے والے کوٹھیوں میں رہنے والے عیش کرنے والے سب ان کے لیے محفوظ ہو رہا ہے کہ ان کو پلانا ہے اور یہ قرآن کہتا ہے ولا یکاد یسیغه (14 : ابراہیم : 17) حلق سے نہیں اترے گا لیکن خدا پلائے گا نالیوں کو صاف کرے گا۔

میرے بھائیو ! یہ قرآن بیان کرتا ہے اب یہ قرآن کن کے لئے ہے۔ ہمیں تو کبھی ڈر نہیں لگتا دیکھ لو جو جس رٹ پر لگا ہوا ہے جس ڈگر پہ لگا ہوا ہے چلا جارہا ہے بے فکر ہوکر داڑھی منڈانے والا داڑھی منڈاتا رہتا ہے اسے یہ خیال ہی نہیں کہ کب تک' آخر کیا بن جائے گا سوائے اسکے کہ اللہ ناراض ہو جائے دیکھو ناں جب اللہ نے امتیاز رکھا ہے مرد اور عورت میں اور نبیؐ کی سنت اس کو قرار دیا ہے اسلام کا شعار اس کو بنا دیا۔ پھر کیا تو مسلمان رہے گا اگر تو اسی کے پیچھے پڑا رہے۔ اللہ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دے داڑھی کو' بس جس طرح سے اللہ چاہے سیدھا ہو جا اور تو کامیاب ہی کامیاب ہے اور اگر تو کہے ٹھیک ہے اللہ بات تو تیری ٹھیک ہے لیکن داڑھی رکھنا میرے لیے بہت مشکل ہے ۔تو پھر اس وقت کیا جواب دے گا تیرے لئے دنیا میں داڑھی رکھنا مشکل ہے اب نجات میں نہیں دیتا' بھئی ! یہی میری قدر تھی ناں۔ دنیا میں میرے حکم کی' یہی قدر تھی کہ تو کہتا تھا سب باتیں ٹھیک ہیں لیکن مجھ سے ہوتا نہیں۔

میرے بھائیو ! جب انسان کے دل میں اللہ کی محبت اور اور دوزخ کا خوف آجاتا ہے پھر سب وٹ نکل جاتے ہیں کریز سب انسان کے اندر جو چیزیں ہیں وہ

سب نکل جاتی ہیں آدمی بالکل پریس ہوجاتا ہے جیسے استری کردیا گیا ہو میرے بھائیو! دنیا کے دھوکے میں بالکل نہ آؤ۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ یایھا الناس اے لوگو انما بغیکم علی انفسکم تم جو میری نافرمانی کرتے ہو بغاوت کرتے ہو سن لو میرا کچھ نہیں بگڑے گا تمہارا ستیاناس ہوجائے گا۔ دیکھو کیا لفظ ہیں یایھا الناس اے لوگو انمابغیکم علی انفسکم (10 : یونس: 23) تم میری نافرمانی تو کرتے ہو لیکن کبھی سوچا میرا کیا بگڑے گا اللہ کہتا ہے میری شان تو یہ ہے ان یشاء یذھبکم ایھا الناس و یات بآخرین (4 : النساء: 133) کہ میں تو ایک آن میں تم سب کو صاف کر دوں اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آؤں' یہ تو ہے نہیں کہ بغاوت ہوجائے گی' یہ ہوجائیگا وہ ہوجائے گا۔ بس ایک سگنل دیتا ہے اور سب صاف' اور پھر نئی مخلوق خدا پیدا کردیتا ہے ۔فرمایا: میرے لئے یہ کوئی مشکل ہے ؟ اس لئے میری مخالفت نہ کرو۔ اپنے دل میں ایمان پیدا کرکے ڈر جاؤ کہ اللہ کی نافرمانی بالکل نہیں کرنی۔

دیکھو ناں انسان کبھی روٹی سوکھی بھی کھا لیتا ہے وقت گزر ہی جاتا ہے۔ غریبوں کا وقت نہیں گزرتا؟ بلکہ غریب امیروں سے اچھے ہیں ان کے خون اچھے' ان کی صحتیں اچھی' وہ جو مرضی کھا جائیں امیر چینی نہیں کھا سکتا' گھی نہیں کھا سکتا یہ نہیں کھا سکتا اور غریب سب کچھ رگڑ جاتا ہے اب غریب سب کچھ رگڑتا ہے اور امیر کچھ بھی نہیں کھا سکتا۔ وقت سب کا گزر جاتا ہے۔ لیکن بدبختی یہ ہے کہ خدا کی نافرمانی میں اگر گزرا تو کیا گزرا ۔ تو اس لئے اللہ نے فرمایا۔یایھا الناس انمابغیکم لوگو تم میری بغاوت تو کرتے ہو میری نافرمانی تو کرتے ہو لیکن اس کا بوجھ علی انفسکم تم پر ہی ہوگا ومتاع الحیوۃ الدنیا یہ دنیا کی زندگی جو تمہارے لیے دھوکے کا سامان بنی ہوئی ہے' عارضی چٹکی والا کام ہے چٹکی یہ دنیا ایک چٹکی والا کام ہے آئی اور گئی قصہ ختم بس اب دیکھ لو جن کو ہم نے بوڑھے دیکھا ان میں سے کوئی بھی نہیں سب صاف ہوگئے اب جو

ہمیں بوڑھے دیکھ رہے ہیں ہمارا نام و نشان نہیں رہے گا اور ان کے سامنے آجائیں گے۔ پوروں کے پور نکل رہے ہیں ٹولیوں کی ٹولیاں جارہی ہیں۔ اس طرح سے ملیامیٹ ہوجاتے ہیں کہ نام و نشان تک نہیں رہتا یہ دنیا ہے آخر کس چیز کی خاطر اللہ کو ناراض کرے کہ جس سے ہمیشہ کے لیے واسطہ پڑتا ہے اور پھر دیکھو خدا نے جیسے میں نے آپ کو آیت سنائی خدا کہہ رہا ہے میں: تمھیں بلا رہا ہوں۔ ہر آن میرا قرآن تمھیں آوازیں دیتا ہے۔ میرا نبی' نبی کے خلیفے جانشین ہر آن تمھیں آوازیں دیتے ہیں کہ لوگوں سیدھے ہوجاؤ' بندے بن جاؤ انسان بن جاؤ اپنے نفع نقصان کو سمجھ لو' دھوکے میں نہ رہو لیکن تم جاگتے ہی نہیں' تم بیدار ہی نہیں ہوتے' ایسے غافل' ایسے مست' ایسے مدہوش پرواہ ہی کوئی نہیں۔ سو سب سے بڑا وعظ یہی ہے کہ ہم اپنی آخرت کی فکر کرلیں۔

میرے بھائیو ! جو نمازیں پڑھ کر بھی نہ بدلا کیونکہ بدلنے سے ہی آخرت درست ہوگی۔ اگر روزے گزر گئے۔ اب دیکھ لو شب برات کا انتظار تھا رمضان آئے گا' آگیا' جی ! آگیا جی۔ ختم ہوگیا اب پھر سال کے بعد پتہ نہیں کس کو نصیب ہو گا ایسے زندگی گزر جاتی ہے رمضان آیا چلا گیا اسی طرح سے فلاں آیا تھا مرگیا قصہ ختم ہوگیا یہ دنیا ہے چلوچل چلوچل چلوچل کیوں آدمی اپنے آپ کو برباد کرے جو چند دن کی زندگی ہے اسمیں انسان۔ میرے بھائیو ! یہی اصل راز ہے سارے قرآن کا لب لباب' خلاصہ' نچوڑ جو ہے وہ یہ کہ غفلت سے نکل آؤ ہوشیار ہو جاؤ اپنے آپ کو بچالو اگر تم نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی اللہ بھی تمھاری مدد کرے گا اور اگر تم نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہ کی تو اللہ تمھیں دھکا دے گا مالھم من اللہ من عاصم (10 : یونس : 27) خدا سے بچانے والا تمھارے لیے کوئی نہیں اس لیے اپنی فکر کرو تاکہ تم گمراہی سے بچ جاؤ۔ تو دیکھیے ! میں جو آپ سے عرض کر رہا تھا قرآن مجید کی آیت کہ اللہ نے ہمیں دعوت دی ہے۔ اسکو کئی صورتوں سے بیان کیا کہ میں نے لوگو! تمھارے

لئے گھر تیار کیا ہے سلامتی کے میں نے بلاوے بھیجے ہیں کہ تمہیں جاکر دعوت دیں۔ کہ آؤ اللہ نے تمہاری دعوت کی ہے۔ داعی کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے جنت بنائی ہے۔ لوگو! آؤ جنت میں محمد ﷺ کو بھیج دیا ہے کہ جب وہ بلانے کے لیے آئے اسکے ساتھ اٹھ کر چل پڑو' جنت میں پانچ جاؤ گے۔ یہ مثال دی پھر وہ مثال جو میں نے آپ کو بتایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے ایک سڑک بنا دی ہے' راستہ بنا دیا ہے اس کے دونوں طرف تعمیرات ہیں کمرے ہیں پردے لٹک رہے ہیں اور لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ یہ تمہارا راستہ ہے سیدھے چلے آؤ اور آگے کھڑا کر رکھا ہے ایک وہ اللہ ہے قرآن ہے نبی ہے سیدھے آؤ سیدھے دائیں بائیں نہ دیکھو (مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام با لکتاب و السنۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) یہ طریقہ سمجھانے کا اور ویسے بھی عقل سے دیکھ لو حکومت اللہ کی زمین اللہ کی آسمان اللہ کا راشن اسکا زندگی اسکی موت اسکے قبضے میں وہ کہتا ہے یہ کرو یہ نہ کرو چاہے عقل کیا کہتی رہے۔ لیکن نفس کا غلبہ' دنیا کا دھوکہ۔ اللہ اکبر... بس جونہی مسجد سے نکلے۔ یہاں سمجھنے کی حد تک سمجھ گئے دل مان گیا۔ بس جونہی باہر نکلے سب بھول گئے وہی اپنا وطیرہ پھر اسی ڈگر پر چل پڑے نہ مذہب بدلا نہ فرقہ بدلا نہ دنیا داری چھوڑی' دین داری جو ہے وہ اپنی یتیم کی یتیم مسکین کی مسکین اسلام کی کوئی پرواہ ہی نہیں۔ تو فرمایا جو خوش قسمت ہے جب مرتا ہے اسکا چہرہ روشن ہو جاتا ہے اور جو بدبخت ہے جونہی وہ مرتا ہے اسکا چہرہ کالا سیاہ۔ کیوں موت کے ساتھ رنگ بدل جاتا ہے۔ یہ فکر ہے فکر' دوزخ کا فکر خدا کے عذاب کا فکر' اور پھر یقین جب وہاں جائیں گے' دل ٹوٹ جائینگے صبر ختم ہوجائے گا اور بلکہ قرآن میں اللہ نے بیان کیا جب اللہ دوزخ میں داخل کرے گا اصلوھا داخل ہوجاؤ اس میں فاصبروااولا تصبروا اب صبر کرویا نہ کرو دنیا میں تکلیف کو حنانے کا طریقہ صبر بھی ہے اب اگر ڈاکٹر نے چیرا دینا ہے دل مضبوط ہوتا

ہے۔ تکلیف گھٹ جاتی ہے۔ تو اللہ کہے گا دوزخ میں ڈالتے وقت اصلوھا داخل ہو جاؤ اس میں فاصبروا اولا تصبروا اب صبر کرو یا نہ کرو کوئی فائدہ نہیں۔ سواء علیکم (52 :الطور: 16) برابر ہے صبر کرنا نہ کرنا اب کوئی فرق نہیں پڑتا ہائے ہائے کیسی سختی اب دنیا میں دیکھ لو خدا کیا کہتا ہے اصبر صبر کر اپنے نبی سے صبر کر صحابہ سے صبر کرو ان اللہ مع الصابرین (2 : البقرۃ : 153) اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ دیکھ دنیا کی تعلیم میں ہمیں کیا سکھایا جا رہا ہے کہ اگر تیرے سامنے چکارے پڑ رہے ہیں حسن کے دولت کے۔ ہاں تو صبر سے مصیبت کھٹتی ہے لیکن جب خدا بگڑ جائے گا ناراض ہو جائے گا غصے ہو جائے گا تو پھر کیا ہو گا دوزخ میں ڈال کر کہے گا اصبروا او لا تصبروا اب صبر کرو یا نہ کرو بھاڑ میں جاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ صبر کرو گے تو عذاب کم نہیں ہو گا۔ احساس کم نہیں ہو گا۔ نہ کرو گے تو کوئی بات نہیں جو ہے عذاب ہی عذاب ہے۔ اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ ان الذین لا یومنون بالآخرۃ جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہوتا زینا لھم اعمالھم (27 : النمل : 4) وہ برے کام کرتے ہیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں کہ فسٹ کلاس کام ہے داڑھی منڈاتے ہوئے شیشہ دیکھ دیکھ کر بڑے خوش ہوتے ہیں ورنہ اگر ایمان ہو تو ہائے کیا ظلم کیا میں نے روئے گا ہائے میں نے یہ کیا حماقت کر دی۔ لیکن جس کی وہ سائیڈ ایمان والی کمزور ہے تو فرمایا۔ زینا اس کو عمل اچھا لگتا ہے ہر برائی اب دیکھ لو یہ دنیا دار ماڈل ٹاؤن والے۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ وہاں بھی اللہ کا نیک بندہ مومن ہو لیکن چونکہ وہ مسجدوں سے دور ہیں اسلیے اور جب ڈر کے مارے جان کے لالے پڑنے لگ جائیں تو پھر بھاگتے ہیں کہ جی اب دفاع کیسے ہو گا۔ محلے داری میں تو چلو کوئی نہ کوئی ڈر ہی ہوتا ہے بچاؤ ہی ہوتا ہے اور فرمایا جوں جوں انسان دنیادار ہوتا ہے وہ بڑے خوش ہیں ہمارا status بڑا اونچا ہے دنیاوی حماقت کا پہلا تصور ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ ایک آدمی غریب وہ سفارش کرے

تو کوئی اسکی سفارش نہ مانے وہ رشتہ مانگے تو کوئی اس کو رشتہ نہ دے (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب الرقاق باب فضل الفقراء عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ) لیکن دل میں خدا کا خوف ہے خدا فرشتوں سے کہتا ہے اس بندے کو دیکھا ہے یہ میرا ہے۔ وہ جو کوٹھیوں میں رہتا ہے وہ میرا نہیں ہے وہ اپنا status بتاتا ہے حالانکہ وہ ذلیل ترین ہے اور یہ جس کو کوئی رشتہ نہیں دے رہا اسکی کوئی سفارش نہیں مان رہا کوئی پوچھنے والا نہیں کوئی سننے والا نہیں لیکن اس کو میرا ڈر ہے یہ میرا ہے یہ میرا بندہ۔ میرے بھائیو! یہ فرق ہمیں کب نظر آئے گا یہ جو ہمارے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے کہ ہم دن رات ایسی زندگی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ ہماری زندگی کیسی بنے جیسے ماڈل ٹاؤن والوں کی ہے کوٹھی فسٹ کلاس ہو standard بہت اونچا ہو اور افسروں سے بڑا میل جول ہو دنیا داری ہو اور جب یہ ذہن میں پیدا ہو جائے کہ بڑے لوگوں سے میل جول ہو تو اپنی کراکری بدلے گا اپنے صوفے بدلے گا اپنا مکان بدلے گا پیسہ کہاں سے آیا خواہ کسی حرام طریقہ سے آئے اور اگر بڑوں سے ملنا ہی نہ چاہے تو پھر اپنی سادہ سی زندگی گزارتا ہے اور بچ گیا' دونوں میں بڑا نمایاں فرق ہے۔ مومن کو دنیا کی پرواہ نہیں ہوتی وہ دنیا کی بیچ دھج میں نہیں کھوتا اور جو دنیا دار ہے وہ پہلے دن ہی سے سوچتا ہے لڑکی کی شادی کی ۔ اسکوٹی ۔ وی دیا اس کو صوفے دیئے کہ اس کا میل جول بڑے لوگوں سے ہوگا بڑے بڑے پلید آئیں گے ان کے لیے صوفوں کی ضرورت ہے ان کو اس انداز سے دیا جا رہا ہے۔ پہلے ہی سے ذہن میں وہ شرارت بیٹھی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کی تو چکی دی کہ بیٹی چکی پیسا کرے گی کتنا فرق ہے۔ (سیرت صحابہ 1 ر 206) ہم کیا اور اللہ کے رسول اور ان کی بیٹی کیا۔ یہ ہماری بدبختی کی علامت نہیں ہے؟

بعض لوگ اسکو برا مناتے ہیں کہ جی آپ تو ہر ترقی کے خلاف ہیں' یقین

جائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس امت کی پہلی درستی کی' بہترین ترقی کی کیا صورت ہے' یقین کامل اور زہد کہ یقین کے اعتبار سے وہ لوگ بہت اونچے اور دنیا سے بے رغبت۔ (رواہ البیہقی مشکوۃ کتاب الرقاق باب الامل و الحرص عن عمرو بن شعیب رحمہ اللہ) یہ مسلمانوں کے کلا ئمکس (Climax) کی بات ہے یقین کیا ہے؟ جو اللہ اور اس کے رسول نے کہہ دیا بالکل صحیح ہے اور زہد کہ دنیا کی طلب نہیں' سادہ سا

آپ نے دیکھا نہیں کہ رسولؐ اللہ کے سفیر کسریٰ کے پاس گئے' تلوار کون سی جو اس کے اوپر کپڑا لپٹا ہوا نیام بھی نصیب نہیں لیکن دل میں یقین تھا بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ کسی کے سامنے جھکتے نہیں جیسا کہ ہمارے ریاست میں بڑا رواج ہے سلام بھی کرنا ہو تو نیچے کو جائیں گے۔ ویسے تو کہتے ہیں یہ عزت ہے اور میں سمجھتا ہوں منافقت سے نیچے جھکتے ہیں۔ بظاہر یہ شو کرتے ہیں کہ میں بڑا تیرا فرمانبردار ہوں لیکن نیت یہ کہ تیری جڑ اکھاڑ دوں گا ان کو پتہ لگ گیا کہ یہ مسلمان بڑے خودار ہیں بڑی غیرت والے ہیں اور وہاں خال جو تھا یہی جیسے نوابوں اور بادشاہوں کا ہے جب گئے جھکنا سلام کرنا۔ جیسے سنا ہمارا ضیاء جب انڈیا گیا تو راجیو کی بیوی کے سامنے سجدہ رکوع کردیا جیسے اخباروں میں آیا۔ بادشاہ نے زنجیر باندھ دی کہ جب آئیں گے تو آخر اس کے نیچے سے جھک کر ہی گزریں گے ناں چلو ویسے نہ جھکے اس زنجیر کی وجہ سے نیچے کو ہوکر جھک کر گزریں گے لیکن یقین کیجئے انتہا دیکھیں کہ جب بادشاہ کے دربار میں آئے تو دیکھا کہ یہ زنجیر لٹک رہی ہے تلوار سے توڑدیا اسکو اور سیدھے گئے بالکل Erected کھڑے عین سیدھے اللہ اکبر کہا۔ زلزلہ آگیا۔ بادشاہ پوچھنے لگا یہ جب تم اللہ اکبر کہتے ہو۔ تمہارے گھروں میں بھی زلزلہ آتا ہے۔ کہنے لگے کہ نہیں ہمارے ہاں تو کبھی زلزلہ نہیں آتا یہ تو کافروں پر زلزلہ آتا ہے اللہ اکبر... ہم تو ٹھیک ٹھاک ہوتے ہیں کبھی مکان نہیں ہلتے لیکن یہاں سارا محل ڈول رہا

ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دو سفیر گئے۔ پہلے جو گورنر تھا اس نے بادشاہ سے بات کی کہ آپ سے ملنے کے لیے دو مسلمان آ رہے ہیں۔ جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے۔ اس نے کہا کہ خود تم ہی بات کر لو ان سے۔ میرے پاس مت بھیجو نچلوں کو اسی لیے رکھا ہوتا ہے کہ معاملہ طے کر لو' انہوں نے کہا بات کرو کیا بات ہے۔ تم کس مقصد کے لیے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں' ہمیں حکم ہے بادشاہ کو جا کر بات بتانے کا' ہم تم سے بات نہیں کریں گے۔ گورنر کو صاف جواب دے دیا' بادشاہ سے کہا کہ جی ہم سے وہ بات نہیں کرتے۔ اس نے کہا: " اچھا" پھر بھیج دو' میرے پاس ہی بھیج دو' جب چلے گئے۔ اللہ اکبر! کا نعرہ لگایا۔ اللہ اکبر کہا زلزلہ آگیا سارا مکان ہلنے لگ گیا اس قدر ان پر خوف طاری ہوا کہ وہ برداشت نہ کر سکے اس کے سامنے چلے گئے گورنر سے جب بات ہوئی تو اس نے بھی انہیں بہت ڈرایا لیکن انہوں ایک ڈر محسوس نہیں کیا۔ شاہ ایران نے ان کے سامنے عہد کیا۔ جب تک عربوں کو ایران کے جو مقبوضات ہیں نکال نہیں لوں گا کالے کپڑے نہیں اتاروں گا اور عربوں کو نکال کر باہر کر دوں گا۔ (فتوح البلدان ص 37 ج 1' اردو) وہی صحابی طرارے میں آگئے کہنے لگے کہ تو ہمیں ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ جہاں تو بیٹھا ہے یہاں مسلمانوں کا قبضہ ہوگا تیرا تخت ہمارے قبضے میں ہوگا تو ہمیں ڈرا رہا ہے۔ (رواہ مسلم' مشکوۃ کتاب الفتن باب الملاحم عن جابر رضی اللہ عنہ) دیکھو کیا یقین ہے اسباب کو دیکھو تو کوئی نہیں غریب اور ان کی شان و شوکت حد درجے کی ہے۔ اسباب اسلحے کی انتہا نہیں فوجوں کی انتہا ادھر غربت ہے لیکن یقین کیسا کہ تو ہمیں ڈراتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اور ہمارا یقین ہے کہ تیرے تخت پر ہمارا قبضہ ہوگا بادشاہ کا دماغ ٹھکانے آگیا بالکل ڈھیلا پڑ گیا اس کے بعد کہنے لگا کہ تو نے مجھے سلام کیوں نہیں کیا تم دیکھتے

نہیں کہ جو آتا ہے آکر سلام کرتا ہے عزت کرتا ہے ادب کرتا ہے اب دیکھو صحابی نے کیا کہا وہ صحابیؓ کہنے لگا کہ جو تمہارا آپس کا سلام ہے یہ کافروں کا سلام ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اور جو ہمارا سلام ہے آپس کا وہ مسلمانوں کا سلام ہے وہ کافروں کے لیے ہے نہیں دیکھو کیسی logic تم اس کے لائق ہی نہیں ہو۔ یعنی یہ یقین تھا حضور ﷺ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ پہلے لوگ جن کے نام سے دنیا کانپتی تھی ان کی کیا خوبیاں تھیں۔ یقین اور دوسری بات دنیا سے بے رغبتی زہد (رواہ البیہقی، مشکوۃ کتاب الرقاق باب الامل و الحرص عن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ) آج مسلمانوں کا رجحان کیا ہے جسے دیکھو چپڑاسی ہے تو کیا؟ کلرک ہے تو کیا؟ معمولی دکاندار ہے تو کیا؟ ہائے ترقی ہائے ماڈل ٹاون کی کوٹھی۔ یہ حال ہے اور اگر اللہ ہماری اصلاح کر دے تو کیا تصور ہو گا۔ دنیا کا بالکل خیال نہیں سن لو دنیا کو دنیاداروں کے لیے یا سخت لفظوں میں دنیا کے کتوں کے لیے چھوڑ دو۔

تم آخرت کی فکر کرو۔ دیکھ لو اللہ تمہارے ساتھ تمہاری ہیبت تمہارا رعب تمہارا دبدبہ اتنا ہو گا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب غلام کے ساتھ بیت المقدس کی طرف جا رہے ہیں تو وہاں اسی قسم کا منظر پیش ہوا جو انہوں نے لباس پہن رکھا تھا اس کو کئی پیوند لگے ہوئے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ دوسروں کے پاس جا رہے ہیں تو اپنا سوٹ بدل لیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں الھیبت من السماء رعب تو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے میں کپڑے بدل کر جاؤں گا تو کوئی رعب پڑ جائے گا؟ (موطا امام محمد باب الزہد و التواضع) یہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو خصوصیت دی تھی کہ ایک مہینے کی مسافت پر بیٹھا ہوں تو کافر وہاں سے کانپ رہا ہو گا (متفق علیہ، مشکوۃ کتاب الفضائل باب فضل سید المرسلین علیہ السلام عن جابر رضی اللہ عنہ) اور یہی حال تھا خلفاء کا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو درویش تھے۔ کافر اپنے Capital

میں اپنے دارالحکومتوں میں بیٹھے ہوئے کانپ رہے تھے اور آج ہمارا ذہن کیا ہے۔ ہائے انگریز خوش ہو جائے۔ ان جیسے کپڑے پہنتے ہیں' ان جیسا کھانا ان جیسی نقل ریس بالکل انگریز بن جائیں دل سے تو بنے ہوئے ہیں رنگ بھی گورا چٹا ہو جائے یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ وہ نہیں ہوتا باقی ہم سب کچھ کر لیتے ہیں۔

میرے بھائیو! آپ کو یہ وعظ برا لگے یا اچھا لگے۔ لیکن میں آپ سے عرض کر دوں اگر بچنا چاہتے ہیں تو بدل جاؤ اگر آپ نہ بدلے۔ آپ نے دنیا کی بھوک حرص بالکل نہ چھوڑی۔ دنیا کتنی حلال ہے۔ جس سے آپ کا گزارہ ہو جائے بس اس سے زائد نہیں' ہاں اللہ دے اس کی مرضی ہے جیسے اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا' حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیا' دے رہا ہے' وہ لٹا رہے ہیں اللہ کی راہ میں اور اللہ پھر اور دے رہا ہے' یہ اس کی مرضی ہے۔ لیکن آپ کی دوڑ دھوپ آپ کی تگ و دو آپ کی کوشش دنیا کے لئے اتنی ہو جس سے آپ کو لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں۔ وہ بھی حلال طریقے کی۔ اور بس۔

میرے بھائیو! حرام طریقے سے جو پیسہ آئے گا۔ وہ آپ کے خون کو خراب کرے گا۔ آپ کی اولاد کو گندہ کرے گا۔ آپ کے دل میں رقت نہیں پیدا ہونے دے گا۔ آپ کو دعا کی لذت نہیں آئے گی۔ آپ کو نماز کا مزہ نہیں آئے گا۔ ایسے ہو جائے گا جیسے شور والی زمین ہے کہ فصل ہوتی ہی نہیں جو مرضی بیج ڈال دو کوئی فصل نہیں اگتی یہ حرام کا اثر ہوتا ہے۔ اور ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ پیسہ آئے کسی طریقے سے آئے۔ اور دیکھ لو یہی بیماری مولویوں کو لگی ہوئی ہے یعنی سمجھنے کی بات ہے۔ آج کل کا کون مولوی ایسا ہے جو یہ نہ چاہتا ہو کہ میں بڑا بن جاؤں۔ اب جس کے دل میں یہ ہو کہ بڑا پیسے سے بنتے ہیں اور پھر انہوں نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ تعویذوں کے ذریعے سے کمانا' سیاست میں بلیک لسٹوں سے مل جانا ادھر سے پیسے بٹورنا یا اور طریقے۔ وہ جب

ممبر محمدی پر چڑھتے ہیں بہت برے لگتے ہیں۔ وہ جو بات کہتے ہیں اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ خالی کھوکھلی بے کار۔ سوچو تو سہی۔ کہ جو لوگوں کو دین دے اور لوگوں میں دین تقسیم کرے وہ دولت جس کی کوئی قیمت نہیں ہے اور لوگوں سے کہہ دے ہائے دے دے، ہائے دے دے' اس لیے اس مولوی جیسا کوئی کمینہ نہیں۔ جو لوگوں کی طرف پیسوں کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے اور یہ میرے بھائیو! یہ سمجھو تو یہ مشرکوں والی مثال ہے بالکل مشرکوں والی وہ کیسے۔ اللہ اکبر! مشرک بڑا پاگل اور بے وقوف ہوتا ہے۔ مزاروں پر جاتا ہے کیا مانگنے کے لئے۔ اور وہ کیا مانگتے ہیں۔ ہائے پیسہ روٹی یہی ہوتا ہے ناں۔ مزاروں پر لوگ جاتے ہیں لڑکا لینے کے لیے اور مزاروں والے جو مجاور ہیں وہ بیٹھے ہیں پیسے لینے کے لیے اب جو پیسے مانگے وہ بیٹا کہاں سے دے گا۔ جس کو روٹی میسر نہیں آئی جب تک وہ آپ سے نہ مانگ لے وہ آپ کو بیٹا کہاں سے دے گا۔ اب جس عالم نے آپ کو دین دینا ہے وہ آپ سے پیسہ کیسے مانگے گا۔ پیسہ مانگنا دین کی توہین ہے۔ دین کی تذلیل ہے یہ گھٹیا چیز ہے۔ اسی لیے اللہ اپنے نبی ﷺ کو بار بار کہتا ہے۔ قل ما اسئلكم عليه من اجر (35 : الفرقان: 57) تو کہہ لوگوں سے لوگو میں تم سے ایک پائی بھی نہیں مانگتا اور پھر خدا کہتا ہے۔اے نبی ﷺ یہ لوگ تیری باتیں نہیں سنتے۔ ام تسئلهم اجرا تو ان سے کچھ مانگتا ہے۔ لهم من مغرم مثقلون(68 : القلم : 46) یہ جو بھاری پڑ رہے ہیں۔ جیسے جی مولوی بلانا تو تھا لیکن مولوی تو دو ہزار روپے مانگتا ہے۔ مولوی تو اچھا ہے بولتا بہت اچھاہے۔ تقریر بہت اچھی کرتا ہے۔ لانا تو اس کو تھا لیکن وہ دو ہزار مانگتا ہے۔ اللہ کہتا ہے تو ان سے پیسے مانگتا ہے کہ لوگ تجھ سے ڈرتے ہیں کہ بڑا مہنگا ہے۔ یعنی جتلانا یہ مقصود ہے جب دین دے گا تو لوگوں سے کبھی نہیں مانگے گا اور اگر وہ مانگتا ہے تو دین اس سے نکلتا ہی نہیں۔

سو میرے بھائیو! یہ دنیا اگر کوئی اچھی چیز ہوتی خدا نبی ﷺ سے کہتا

کہ ٹکڑا ہو کے کہا خوب کہا۔ لیکن خدا کیا کہتا ہے۔ آخرت کی فکر کریں۔ اب یہ باتیں بڑی مہنگی ہیں بڑی مشکل ہیں کب دل تیار ہوتا ہے اب یہ رشوت کا اصول کیا ہے رشوت کیوں لی جاتی ہے۔ جب دل میں یہ تڑپ ہو کہ پیسہ آئے پیسہ آئے تو رشوت اور اگر دل میں یہ ہو کہ ایمان درست رہے میری جان بچے۔ میری آخرت درست ہو جائے تو رشوت کا کبھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میرے بھائیو! دیکھئے وعظ کرتے ہیں' جمعہ آتا ہے' کچھ نہ کچھ بیان کرنا ہی ہوتا ہے' لیکن دل میں بڑی تمنا اور آرزو اور حسرت سی رہتی ہے یااللہ! یہ جو کم از کم ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے آتے ہیں' اللہ! ان کو تو بدل دے۔ اب یہ مسجدوں میں اللہ اکبر... جامع مسجد میں تھوڑی دنیا آتی ہے۔ یہ اویسی کے پاس کوئی تھوڑی دنیا آتی ہے لیکن کیا ہائے چندہ !ہائے چندہ لاؤ۔ مجھے وہاں جانا ہے' کرایہ دو' مجھے یہ کرنا ہے پیسے دو یا جیسے گئے ویسے کے ویسے چلے آئے۔ لیکن خدا کی قسم میرے دل میں یہ ہوتا ہے۔ کہ یا اللہ خصوصا جو نیا چہرہ دیکھتا ہوں۔ کہ یا اللہ یہ آیا ہے اب جائے نہ یہ موحد ہو جائے یہ اہلحدیث ہو جائے یہ دین دار ہو جائے دنیاداری سے اس کا نام خارج ہو جائے۔ اگر آپ کے دل میں یہی بھوک نہ رہی تو میری بات یاد رکھنا دین سے آپ محروم رہ جائیں گے۔ اگر دین چاہتے ہیں تو دنیا کی طلب گھٹا دیں دنیا کی ترقی کو کوئی اچھی چیز نہ سمجھیں ضرورت کے مطابق دنیا حاصل کریں لیکن فکر آخرت کی ہو اپنی اولاد کو بتائیں کہ وہ دین دار ہو جائیں اپنی بیوی کو درست کریں اپنی بچیوں کو درست کریں تاکہ ان کی آخرت سدھر جائے۔

خطبہ نمبر 7

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فی النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم ○

الم ○ احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا امنا و هم لا يفتنون ○ و لقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا و ليعلمن الكذبين ○ ام حسب الذين يعملون السيئات ان يسبقونا ساء ما يحكمون ○ من كان يرجوا لقاء الله فان اجل الله لات و هو السميع العليم ○ و من جاهد فانما يجاهد لنفسه ان الله لغنی عن العالمين ○

(29 : العنكبوت : 1 ۔ 6)

میرے بھائیو! ہمیں اس بات کا خیال ہونا چاہیے کہ ہمیں اللہ کے پاس جانا ہے۔ آخر وہ ہم سے پوچھے گا کہ تم نے میرے اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ دنیا میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جو اس بات پر یقین ہی نہیں رکھتے کہ اللہ کے پاس جانا ہے' ان کا خیال ہے مرگئے اور قصہ ختم لیکن ہمارے لئے تو یہ ایک اہم بات ہے' ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں آخر خدا کے پاس پیش ہونا ہے لیکن ہم بے فکر ایسے ہیں جیسے وہ بے فکر۔ سوچنے کی بات ہے وہ تو بے فکر اس لئے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا نہیں۔ اگلا جہان نہیں' آخرت کی زندگی کوئی نہیں' اس لئے بے فکر ہیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ نہیں مرنے کے بعد

ضرور اٹھنا ہے اور خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ پھر ہم بے فکر کیوں ہیں۔ یعنی دونوں جماعتیں ایک ہی طرح کی زندگی گزارتی ہیں انکی زندگی میں اور ہماری زندگی میں کوئی فرق نہیں جیسے وہ بے فکری کے ساتھ اپنا زندگی کا وقت گزارتے ہیں اسی طرح سے ہم بے فکری سے وقت گزارتے ہیں۔ حالانکہ ہم کہتے ہیں کہ مر کر اٹھنا ہے ہمارا اور ان کا عقیدہ بہت مختلف ہے یاد رکھیے گا اگر عقیدہ مختلف ہو تو اعمال یقیناً مختلف ہوتے ہیں۔ اس بات کو خوب ذہن نشین کر لیجئے گا۔ اگر عقیدہ مختلف ہو تو اعمال ضرور مختلف ہوتے ہیں اور اگر اعمال مختلف نہیں تو یہ بالکل جھوٹا دعوی ہے کہ ہمارا عقیدہ جو ہے وہ اور ہے' ان کا عقیدہ جو ہے اور ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمیں مر کر اٹھنا ہے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اللہ کے سامنے اپنے اعمال کی پوری جواب دہی کرنا ہے۔ انکے ہاں یہ عقیدہ ہی نہیں ہے۔ اب ہم یہ عقیدہ رکھنے کے بعد ویسی ہی زندگی گزاریں' ہمارے اعمال ویسے ہی ہوں جیسے اعمال ان کے ہیں تو پھر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا و ھم لا یفتنون ○

کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم اگر امنا کہیں اگر ہم کلمہ پڑھ لیں مسلمان ہونے کا دعوی ہم کر دیں تو پھر اللہ ہم سے کوئی امتحان نہیں لے گا۔ کوئی آزمائش نہیں ہوگی ہمارے ایمان کے سچے اور جھوٹے ہونے کا پتہ نہیں لگائے گا۔ احسب الناس کیسا بے وقوفی کا خیال ہے لوگوں کا۔ کیسا احمقانہ خیال ہے کہ اگر ایک آدمی کسی ادارے میں داخلہ لے لے' اور ادارے کے بارے میں یہ سوچتا ہے کہ ہم نے داخلہ لے لیا ہے۔ بی۔ اے کا' ایم۔ اے کا اور وہ ہمیں بغیر کسی امتحان کے خود بخود ہی پاس کر دیں گے۔ پھر اگر یہ واقعتاً ایسا ہے تو وہ ادارہ نالائق ہے' نااہل ہے۔ اور اگر وہ ٹھیک کام کر رہا ہے امتحان لے رہا ہے

لیکن یہ طالب علم ایسا سوچتا ہے تو یہ بیوقوف ہے اپنے نفس کو دھوکہ دے رہا ہے۔ سوچنے کی بات ہے ہمارا عام مسلمانوں کا معاملہ یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں داخلہ لے لو۔ پاس ہو جاؤ گے۔ ہم داخلہ لینے کو ہی پاس ہونا سمجھتے ہیں کہ ایم۔اے کا داخلہ لے لیا' ایم ۔ اے ہو گئے۔ اللہ کہتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات نہیں ہے؟ اگر تم نے داخلہ لیا ہے۔ بی۔اے سے تم فارغ ہونا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے' کہ تم اپنی محنت کرو۔ امتحان دو جب پاس ہو جاؤ تو کہو کہ ہم بی۔اے ہو چکے ہیں۔

بالکل یہی صورت ہے اگر تمہارا دعوی ہے ایمان کااگر تمہارا دعوی ہے اسلام کا۔ تو اسلام کا امتحان دو اس میں پاس ہو جاؤ تو تم مسلم ہو اور اگر تم امتحان کی سوچتے ہی نہیں امتحان دیتے ہی نہیں اور تم سوچتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں' ہم جنت میں چلے جائیں گے حضور ﷺ ہمیں بخشوا لیں گے تو یہ احمقانہ خیال ہے۔ اگر ایک بچہ اپنے والدین سے یہی کہے کہ میں نے ابا جی Admission لے لیا ہے ایم۔ اے میں۔ میں تو اب ایم۔اے پاس ہو گیا۔ اگر باپ عقل والا ہوگا تو کہے گا بیٹا تو کیسے سوچ رہاہے لیکن دیکھ لو ساری قوم 95٪ بلکہ 99٪ لوگ اسی قسم کے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خاندانی طور پر مسلمان ہیں اس لئے ہم پار ہو جائیں گے۔ یہی بات اللہ نے یہاں بیان فرمائی احسب الناس کیا لوگوں کا یہ خیال ہے ان یترکوا وہ چھوڑ دیئے جائیں گے' مرنے کے بعد جب وہ اٹھیں گے تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ چلے جاؤ مزے سے جنتوں میں چلے جاؤ۔ صرف اس بات پر ان یقولوا امنا کہ وہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ پڑھ لیں و ھم لا یفتنون خدا ان کو آزمائے گا نہیں۔ بغیر آزمائش کے ہی وہ پاس ہو جائیں گے۔ ان کو ڈگری مل جائے گی' وہ جنتوں میں چلے جائیں گے۔ فرمایا: و لقد فتنا الذین من قبلھم جو ان سے پہلے لوگ گزرے ہیں ہم نے ان کے امتحان لئے فلیعلمن اللہ الذین صدقوا و لیعلمن الکاذبین ہم نے سچے

بھی ظاہر کر دیئے اور جھوٹے بھی ظاہر کر دیئے کہ سچا مسلمان ہے یا جھوٹا مسلمان ہے' اس کا اسلام کا دعویٰ صحیح ہے یا اس کا اسلام کا دعویٰ جو ہے وہ غلط ہے اور آپ دیکھ لیجئے گا اگر کوئی ہم پر اسلام کے معاملے میں تھوڑا سا امتحان آ جائے پھر آپ دیکھئے گا۔ اور کوئی عزت کا معاملہ ہو ہم مرمٹنے کے لئے تیار ہوتے ہیں' زمین کا جھگڑا ہو ہم سپریم کورٹ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں' کبھی پیچھے نہیں ہٹتے' لیکن دین کے بارے میں "چلو جی ٹھیک۔" اللہ نے اسی لئے فرمایا و من الناس من یقول امنا باللہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو زبان سے کہہ لیتے ہیں امنا کلمہ پڑھ لیتے ہیں فاذا اوذی فی اللہ جب اللہ کے دین کے بارے میں تھوڑی سی تکلیف آتی ہے جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (29 : العنکبوت: 10) لوگ جو اس کو تکلیف پہنچاتے ہیں دین کی راہ میں وہ اس تکلیف کو ایسے سمجھتا ہے جیسے خدا کا عذاب ہوتا ہے دین چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ وہ برداشت نہیں کرتا' دنیاکے بارے میں وہ تکلیفیں برداشت کرے گا۔ لیکن دین کے بارے میں بالکل کوئی تکلیف برداشت نہیں کرتا۔

اب آپ سوچئے ! جو آدمی خدا کے پاس جائے اور کبھی اس کو خراش تک نہ آئی ہو کبھی اس کا پیسہ تک خرچ نہ ہوا ہو' کبھی اس نے اسلام کے بارے میں تکلیف تک نہ اٹھائی ہو تو جا کر خدا سے کیا کہے گا۔ کہ میں نے اسلام کے لئے کیا کیا ؟ پہلے اسلام زندہ تھا کیوں زندہ تھا لوگ اس کے لئے جان دیتے تھے۔ اب اسلام مردہ ہے۔ کیوں ؟ اس لئے اب لوگ اسلام کے لئے خون کا ایک قطرہ نکال کر دینے کے لئے تیار نہیں۔ جنون اور چیز ہے۔ یہ جیسے کہ گولی کھالی۔ مقصد کوئی بھی نہیں' مقصد یہ ہے کہ آدمی اسلام کی راہ کو پہچانے اور اس پر چلے' پھر اس سلسلے میں جو رکاوٹ آئے بالکل اس کی پرواہ نہ کرے کہ کیا تکلیف ہوتی ہے۔ کیا ہوتا ہے' اسی لئے حدیث میں آتا ہے من مات و لم یغزو جو آدمی مر جائے اس نے اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کیا و لم یحدث نفسہ اور

اس کے دل میں کبھی جہاد کا خیال بھی نہیں آیا۔ جب وہ مرے گا' منافق ہو کر مرے گا۔ اسلام پر اس کا خاتمہ کبھی نہیں ہو گا۔ یہ مسلم شریف میں حدیث ہے۔
(رواہ مسلم' مشکوۃ الجہاد: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

اب آپ سوچ لیجئے گا کہ ہمارے ذہن کیا ہیں۔ اسلام کہاں پہنچ چکا ہے۔ یہ حالت ہو چکی ہے کہ اسلام کا' اللہ معاف کرے! اسلام کا حلیہ بگڑ چکا ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں اللہ نے پانچویں پارے میں فرمایا ہے یایھاالذین آمنوا امنوا (4 : النساء: 136) اے ایمان والو امنوا ایمان لاؤ یہ جو تم نے خاندانی طور پر سمجھ رکھا ہے کہ ہم مسلمان ہیں' ہم مومن ہیں یہ کام نہیں دے گا۔ تیرے باپ کا ایمان کام نہیں دے گا۔ تیرا خاندان اگر وہ مسلمان ہے ان کا اسلام تجھے کام نہیں دے گا۔ ہم بڑے خوش ہیں کہ جی ہم خاندانی مسلمان ہیں' میرا باپ بہت بڑا عالم تھا۔ ہم اہل بیت میں سے ہیں ہم سیدوں میں سے ہیں' ہم پٹھان ہیں' ہم راجپوت ہیں۔ ہم خاندانی چلے آ رہے ہیں۔ یہ ہے وہ ہے۔ بہت کچھ ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا یایھاالذین امنوا اے اپنے آپ کو مسلمان کہنے والو! اسلام کا دعوی کرنے والو! امنوا باللہ ایمان لاؤ' ایمان تمہار اپنا عمل ہونا چاہیے' اپنا کسب ہونا چاہیے۔ اس پر نہ رہنا کہ میں خاندانی طور پر مسلمان ہوں۔ اور ہم بالکل اسی طرح سے چلے آ رہے ہیں۔ اور نتیجہ جو ہے وہ بالکل صفر ہے۔ سب سے زیادہ تکلیف دینے والی چیز جو ہے اگر آپ کے دل میں اسلام کا احساس ہو تو آدمی سوچتا ہے اللہ آخر یہ کیا مصیبت ہے کہ دنیا میں کروڑہا کروڑ مسلمان ہیں لیکن اسلام والا پہلو ہمارا اتنا کمزور ہے اتنا کمزور ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ اب آپ دیکھئے کہ کتنے مسلمان ملک ہیں لیکن ان کے آپس میں اتحاد کا مسئلہ کیسا مشکل ہے۔ اب آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ شام اور اردن کا کیا معاملہ ہے؟ لیبیا اور سعودی عرب کا کیا معاملہ ہے اسی طرح سے اور مسلمانوں کے ملکوں کا آپس میں کیا معاملہ ہے کبھی آپ نے سوچا یہ کیوں اکٹھے نہیں ہوتے' صرف اسی وجہ

ہے کہ ان میں اسلام نہیں۔ آپ یہ دیکھ لیجئے گا یہ مشرقی پاکستان والے بنگالی لوگ تھے۔ اور یہ مغربی پاکستان یہ پنجابی' یہ سندھی یہ پٹھان اور یہ بلوچ اور یہ ریاستی' جب اسلام کا جوش تھا تو مشرقی پاکستان والے اور مغربی پاکستان والے مل گئے۔ پاکستان بن گیا۔ اور جب وہ اسلام والا رشتہ ٹوٹ گیا' سارے موتی جو تھے بکھر گئے۔ لڑی ٹوٹ گئی ' وہ ادھر چلا گیا وہ ادھر چلا گیا۔ یہ ادھر آ گئے اور اب پھر یہی حال ادھر ہو رہا ہے کہ تم بلوچ ہو ہم پٹھان ہیں تم فلاں ہو' ہم فلاں' ہمارا تمہارا کیسے نبھاؤ ہو۔ یہی چکر چل رہا ہے اگر اسلام ہو نماز میں ۔ آپ سے کیا عرض کروں۔ نماز ؟ کونسی نماز کام دیتی ہے۔ جو نماز آپ کے اندر Spirit پیدا کرے کون سا روزہ کام دیتا ہے جو روزہ آپ کے اندر اسلام کی محبت پیدا کرے' اسلام کا جوش پیدا کرے۔ اسی طرح سے حج' اب حج کے لئے گئے۔ جی! میں حج پڑھ کر آ گیا' جیسے گئے تھے پھر کے پھر واپس آ گئے ورنہ جب آدمی وہاں جاتا ہے اگر اس میں ذرا بھی شعور ہو ذرا بھی اس کا دل زندہ ہو تو وہاں وہ رنگ دیکھتا ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے اللہ ہمارا مذہب اسلام دنیا کے لوگ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں لیکن پھر بھی ہمارا اتحاد نہ ہو۔ دنیا کی کسی قوم کا ایسا مرکز نہیں ہے۔ جہاں کہ ساری دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہوں۔

لیکن اسلام کا سلسلہ دیکھ لیں جماعت مسجدوں میں ہوتی ہے۔ ہفتے کے دن اپنے محلے کی مسجد میں سارے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اگر اسلام کا نظام چلتا ہو تو پھر جمعہ کے دن شہر کی جامع مسجد میں سارے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ پھر عید کے موقع پر اس سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اور حج کے موقع پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ پھر بھی مسلمان متحد نہ ہوں۔ پھر بھی مسلمانوں میں اتحاد پیدا نہ ہو۔ کیا اب آپ تسلیم نہیں کریں گے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ تبھی اتحاد نہیں ہوتا یقین جانئیں اگر دو مسلمانوں ملکوں میں اتحاد نہیں ہوتا' دو مسلمان قوموں میں اگر اتحاد نہیں ہوتا تو وجہ صرف اس کی ایک ہے وہ مسلمان نہیں۔

اسلامی رشتہ اس قسم کی چیز ہے اللہ اکبر ۔ سب کچھ پیچھے پہلے اسلام۔ اب انجینئرنگ یونیورسٹی میں مختلف ملکوں کے لڑکے وہاں پڑھتے ہیں جن میں وہی نیشنل ازم ہے وہ بالکل صاف کہتے ہیں کہ ہم پہلے ایرانی ہیں پھر مسلمان' پہلے عراقی ہیں پھر مسلمان' پہلے ہم اردنی ہیں پھر مسلمان اور مسلمان ہو گا وہ کیا کہے گا۔ میں پہلے مسلمان پیچھے کچھ اور' جس کے دل میں اسلام نہیں ہو گا وہ کیا کہے گا کہ میں پہلے فلاں پھر کچھ اور۔

یاد رکھیئے گا! اسلام ہمیشہ امام ہوتا ہے اگر اسلام مقتدی بن جائے تو وہ کفر ہے وہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام ہمیشہ امام ہوتا ہے اسلام کبھی کسی کے پیچھے نہیں لگتا۔ آپ کے اندر اسلام بالکل نہیں ہے۔ آپ اپنے دنیا کے معاملات کو دیکھ لیں ہر عمل میں دیکھ لیں ۔ اگر آپ نے کسی معاملے میں اسلام کو موخر کر دیا آپ نے برادری کو مقدم کر دیا آپ نے کسی رسم و رواج کو مقدم کر دیا۔ اسلام کا ضابطہ موخر کر دیا' آپ نے کفر کو آگے کیا۔اسلام کو آپ نے چھوڑ دیا۔ اسلام گیا۔ اب مسلمانوں میں اسلام کیوں نکل گیا ہے۔ دیکھئے اللہ بڑا غیور ہے اللہ بڑا غیور ہے۔ بہت غیرت والا ہے۔ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کہتا ہے کہ میں سب سے زیادہ غیرت والا ہوں' مجھ سے بڑھ کر غیرت کسی میں بھی نہیں۔ (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب النکاح ' باب اللعان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) یہی وجہ ہے کہ خدا شرک کو برداشت نہیں کرتا۔ خدا شرک کیوں برداشت نہیں کرتا۔ اس لئے کہ خدا غیرت والا ہے۔ خدا بہت غیرت والا ہے وہ شرک برداشت نہیں کرتا۔ جب اللہ سب سے زیادہ غیرت والا ہے بالکل اسی قسم کا اسلام ہے۔ اگر لوگ اسلام کو اپنا تابع بنائیں اسلام کو Modify کریں' اس کو مروڑ کر دیں۔ اسلام کو اپنے پیچھے لگائیں اور آج کل کیا نظریہ ہے؟ مسلمان جو کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ اسلام ہے۔ حالانکہ یہ کفر ہے۔ اسلام کیا ہے؟ جو اللہ کہتا ہے۔ وہ اسلام ہے۔ لوگ اس

پر عمل کریں نہ کریں ۔ جب لوگ اسلام کو پیچھے لگانے کی سوچتے ہیں جس کے ذہن میں یہ ہے کہ اسلام ہمارے پیچھے لگ جائے۔ جو ہم کرتے چلے جائیں وہ اسلام کہلاتا چلا جائے۔ ہم اس کو اسلام کہیں اب دیکھ لو جیسے ہمارے ہاں ہوتا ہے ایک رسم ہمارے ملک میں پڑ گئی۔ کوئی یہ نہیں دیکھے گا کہ یہ اسلام ہے یا نہیں۔ لیکن چونکہ سارے مسلمان کرتے ہیں اس لئے یہ بھی اسلام ہے۔ اب یہ کام سارے مسلمان کرتے ہیں یہ بھی اسلام ہے۔ خدا کیا کہتا ہے کہ پاگلو! تم سمجھو کیا اسلام اسے کہتے ہیں؟ اسلام اسے کہتے ہیں جو میں کہتا ہوں جس کو لوگ کہیں کہ وہ اسلام ہے؟ وہ اسلام نہیں۔

جو اللہ کہتا ہے وہ اسلام ہے۔ اب ہم نے اسلام کو اپنی عورتوں کے تابع کر رکھاہے ' اپنی برادری کے تابع کر رکھا ہے۔ ہمارا بیٹا جو مرضی کرے ۔ اے جی! کیا کریں پھر بیٹا مانتا ہی نہیں۔ میں کیا کروں؟ لگ گئے اس کے پیچھے۔ بیوی یہ رسم کا معاملہ ہوتا ہے ۔ بیاہ شادی کے موقع پر مرنے جینے کے موقع پر جو بیوی کہہ دے وہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہیں مسلمان۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے: لو اتبع الحق اھواء ھم لفسدت السماوات والارض (23 : المومنون : 71) اگر حق لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے چل جائے' زمین اور آسمان برباد ہو جائیں۔ ارے اللہ کسی کے تابع ہو جائے۔ تمہیں اللہ کے تابع ہونا چاہیے۔ اپنی خواہشات کو اللہ کے تابع کر دو کبھی یہ نہ سوچو کہ اللہ ہماری خواہشات کے تابع ہو جائے۔ کوئی عمل کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ اللہ کی اجازت ہے کہ نہیں۔ اللہ کا حکم ہے کہ نہیں یہ رسم شرعی ہے کہ نہیں۔

اب ہم کیا کرتے ہیں جو مسلمان کرتے چلے جاتے ہیں ہم اسی کو اسلام سمجھتے ہیں۔ اسی لئے کسی کا اسلام کچھ کہتا ہے کسی کا اسلام کچھ کہتا ہے۔ وہ جو اسلام کی ہمہ گیری (Universality) تھی وہ بالکل ختم ہوگئی' اسلام مشرق سے مغرب' شمال سے جنوب تک ایک تھا' لیکن اب پاکستان کے مسلمانوں کے اندر

اور ہے ۔ شام' عراق سعودی عرب فلاں فلاں وہاں جا کر دیکھ لو۔ اب اسلام کوئی اور ہے۔ اسلام کیا ہے ؟ اللہ کا دین ہے جو اللہ نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا تھا۔ اور ساری دنیا کے لئے قل یایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا(7 : الاعراف : 158) اے دنیا کے لوگو ! میں تم سب کی طرف اللہ کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں۔ اگر چین میں کوئی مسلمان ہوگا تو اس کا اسلام بھی وہی ہوگا جو ایک پاکستانی کا اسلام ہوگا کسی چیز میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ رسوم و عادات میں' اعمال میں 'کس قسم کا کوئی فرق نہیں ہوگا۔ اب آپ جا کر دیکھ لیجئے گا جو ہمارے ملک میں رسمیں ہیں کسی باہر کے ملک میں نام لے کر کسی سے پوچھیں' کہتے ہیں ہم تو جانتے ہی نہیں۔ یہ چیز ہوتی ہی کیا ہے؟ ہمیں تو اس کا پتہ ہی نہیں ہے اور یہ بڑی زبردست دلیل ہے کہ یہ اسلام نہیں۔ اسلام وہ ہے جو مشرق سے مغرب تک' شمال سے جنوب تک بالکل ایک ہوتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف کلمہ پڑھنے پر چھوٹ جائیں گے۔ وھم لا یفتنون آزمائے نہیں جائیں گے۔ ان کا امتحان نہیں ہوگا۔ اگر یہ بات ہو تو ایسی ہی احمقانہ بات ہے کوئی ایم۔اے میں داخلہ لے کر کہے کہ میں ایم۔ اے ہو گیا۔ وہ ایسا ہی بے وقوف ہے جو کہے کہ میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اب میں مسلمان ہوں۔ ارے کلمہ پڑھنا تو Admission لینا ہے' کلمہ پڑھنا تو اسلام کے اندر داخل ہونا ہے مسلمان کب ہوگا جب تو اپنی زندگی کو اسلامی رنگ میں ڈھال دے گا اور اس کا پتہ کس سے لگے گا' اللہ اکبر ! آپ کی شکل و صورت سے پتہ لگے گا۔ آپ کی سیرت سے پتہ لگے گا۔ آپ کے کردار سے پتہ لگے گا۔ آپ کے بچے کو دیکھ کر پتہ لگے گا کہ یہ کسی مسلمان کا بچہ ہے۔

اللہ اکبر ! دیکھئے زندگی کے نظام تین ہیں ایک معاشرت' ایک معیشت' ایک سیاست' معاشرت ہمارا رہنا سہنا' رہنے سہنے کا انداز' طور طریقہ' تہذیب وغیرہ

اور معیشت کہ کماتے کیسے ہیں خرچ کیسے کرتے ہیں' مال کیسے لاتے ہیں۔ اور اس کو کیسے آپس میں خرچ کرتے ہیں اور سیاست کہ ان دونوں Factors کو Control کیسے کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو آپس میں رہنے سہنے کے لئے مال کو خرچ کرنے کے لئے کونسا ضابطہ ہے جو اسے کنٹرول کرتا ہے۔ تینوں نظام مل کر ایک نظام حیات بناتے ہیں۔ ان تین میں سے اگر ایک بدل جائے' ایک میں آپ تھوڑی سی تبدیلی کر لیں تو تینوں جو ہیں وہ بالکل بدل جاتے ہیں اب ہمیں شیطان نے سب سے پہلے کیا پڑھایا سیاست مذہب نہیں ہے۔ سیاست دین نہیں ہے۔ اس لئے انگریز کے طریقے کو اپنا لو جیسے انگریز کی حکومت ہے جیسے انگریز کا طریقہ ہے ان کا سیاسی نظام ہے اس کو اپنا لو لیکن نتیجہ کیا نکلا اب دیکھ لو آپ کا رہنا سہنا' آپ کی تہذیب انگریز کی' بالکل جس قسم کی ان کی ویسی ہی آپ کی۔ ہم نے سوچا کفر کی سیاست کو اپنا لو اور باقی دونوں نظام اپنے ہی رکھو۔ معیشت اور معاشرت دونوں اپنے رکھو۔ سیاست انگریز کی اپنا لو لیکن نتیجہ کیا نکلا کہ آپ بالکل انگریز کے بچے بن گئے۔ یعنی یہ تینوں چیزیں لازما ایک ساتھ چلتی ہیں' آپ دیکھ لیں جتنا طبقہ ہمارا پڑھا لکھا جو اونچا سمجھا جاتا ہے۔ان کو دین سے کوئی سروکار نہیں۔ مولوی کو وہ پاگل سمجھتے ہیں ' مولویوں کو وہ پاگل سمجھتے ہیں۔ یہ فسادی لوگ ہیں۔ یہ انتشار کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ بڑے متکبر قسم کے لوگ ہیں۔ ان کو دین سے کوئی غرض نہیں۔ بھئی مذہب اپنا اپنا معاملہ ہے۔ جسے دل چاہتا ہے رکھو' پرائیویٹ معاملہ ہے یہ کسی کے بارے میں کچھ نہ کہو۔ اب اندازہ کر لو باقی حکومت میں کیا ہے جو حکومت کہے اس کو تسلیم کرو۔ تسلیم کر لو کہ مذہب اپنا اپنا معاملہ ہے۔ جو تمہارے دل میں آئے مذہب رکھو۔ باقی رہا یہ ہمارا سیاسی نظام ایک ہوگا ایک حکومت ہوگی اس کے خلاف بغاوت نہ کرو۔ حکومت کے خلاف کوئی لفظ نہ کہو۔ بھلا سوچئے اسلام میں کبھی ایسا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اگر ہم دنیا میں اسلامی نظام نافذ کریں تو کیا ہوگا' اسلامی

نظام کا سب سے پہلا یہ کام ہوگا کہ اسلام دنیا میں نافذ ہو اور باطل کا نام و نشان نہ رہے۔ یعنی آج جس چیز کو ہم سب سے زیادہ نظرانداز کرتے ہیں دین اسلامی سیاست کا سب سے پہلا کام دین کی اقامت ہے دین کو کھڑا کرنا اور آپ اپنے گھر میں دیکھ لیں۔ کیا عرض کروں ہم لوگوں نے دین کو کتنا غلط سمجھا ہے۔

اب دیکھئے اسلام کے معانی کیا ہیں۔ عام مسلمان سمجھتا ہے کہ اسلام کے معانی کلمہ پڑھ لینا۔ لیکن اسلام کے معانی کیا ہیں۔ اللہ کا حکم آئے آپ اس کو تسلیم کر لیں یہ اسلام ہے۔ دوسرے لفظوں میں کیا بات ہوگی اسلام اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کا نام ہے۔ سب پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ میں کوئی ایسی الگ بات نہیں کر رہا۔ کہ جو سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔ اسلام اللہ کے حکم کو نافذ کرنا ہے۔ یہ اسلام ہے لیکن ہم کہتے ہیں ہاں اسلام بے شک ملک میں نافذ نہ ہو ہم پکے مسلمان' نمازیں پڑھتے رہو۔ جو آدمی اسلام کو نافذ نہیں کرتا خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں۔ جو آدمی اسلام کو نافذ نہیں کرتا اپنی جان پر اپنی اولاد پر اپنے گھر بار پر اپنے مکان پر۔ جہاں جہاں اس کا تسلط ہے اس کا عمل دخل ہے اس کا اثر ہے جو اسلام کو نافذ نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے نماز روزہ حج زکوۃ تو چیزیں ہی بعد کی ہیں۔ اسلام کے معنی کیا ہیں؟ اللہ کا حکم آئے آپ اس کو تسلیم کریں آپ اس کو جاری کریں۔ اب دیکھئے ناں آپ سمجھ نہیں رہے۔ آج ایک آرڈیننس جاری ہو جاتا ہے صدر کی طرف سے سارے ملک میں وہ نافذ ہوگا۔ دھڑا دھڑ ڈی ۔ سی کیااور عملہ نچلا یہ وہ اس کے نفاذ کی فکر کریں گے۔ بالکل جب اسلامی حکومت تھی یہی ہوتا تھا۔ اللہ کی طرف سے وحی آئی ہے لوگ شرابیں پیتے ہیں' گھر گھر شراب پڑی ہے مٹکے بھرے پڑے ہیں۔ ڈرموں کے ڈرم بھرے پڑے ہیں۔ اللہ نے کہہ دیا شراب حرام ہے مدینے کی گلیوں میں آپ نے یہ اعلان کروا دیا کہ حاکم اعلی کا یہ حکم ہے کہ شراب حرام ہے۔ لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ مدینے کی گلیوں میں شراب پانی کیطرح سے بہہ رہی ہے۔ خدا کا

حکم آ گیا ہے۔ یہ اسلام ہے اور اگر خدا کہے یہ کرو ہم کہتے ہیں اچھا جی ہو جائے گا خدا کہتا ہے یہ کرو ہم کہتے ہیں اچھا جی ہو جائے گا۔ ہیں ہم مسلمان۔ خدا کے لئے کم از کم جو آپ آتے ہیں آپ تو مسلمان ہو جائیں۔

پھر قیامت دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو وہ کہ سب کا معاملہ صاف ہو جائے گا۔ ایک اپنی موت۔ حدیث میں آتا ہے من مات فقد قامت قیامة (کشف الخفاء و مزیل الالباس ص 368 حدیث 2618 ' رواه الديلمي عن انس ﷺ المقاصد الحسنة للسخاوى ص 428) جو مرگیا اس کی قیامت تو آگئی۔ یہ تو ہے ہی قریب' کوئی دور نہیں۔ ویسے بھی وہ جو درمیانی قیامت ہے ایٹم بم کے ساتھ وہ بھی کچھ دور نہ سمجھیں شاید پتہ نہیں کب شروع ہو جائے دسمبر میں شروع ہو جائے جنوری میں شروع ہو جائے سال کی مدت شاید نہ ہو۔ خدا کے لئے مسلمان ہو جاؤ۔ مسلمان ہو جاؤ یہ نہ سمجھو کہ ہم نماز پڑھ لیتے ہیں ہم نے کلمہ پڑھ رکھا ہے۔ ہم روزے رکھتے ہیں یہ اسلام آپ کو بالکل کام نہیں دے گا۔ بالکل کام نہیں دے گا۔ جس اسلام میں یہ جذبہ نہیں کہ اللہ کا حکم آئے وہ حکم جاری ہو جائے ' وہ حکم نافذ ہو جائے وہ آدمی بالکل مسلمان نہیں ہے۔ اگر آپ نہیں کر سکتے یہ ہمارے بس کی بات نہیں لیکن میں نے جیسے بیسیوں دفعہ یہ بات کہی ہے کہ آپ اپنے گھر میں تو نافذ کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے گھر میں جو رسم کفر کی دیکھیں جو رسم جاہلیت کی دیکھیں جو طریقہ غیر اسلامی دیکھیں آپ اس کو مٹا دیں۔ آپ اس کو ختم کر دیں اگر آپ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ اگر یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر لوگوں کے ذہنوں میں بات ہے کہ اسلام بڑا روا دار مذہب ہے ' اسلام بڑا روا دار مذہب ہے۔ یہ کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ اپنے سارے مل جل کر آرام سے وقت گزاریں۔ کلمے کو دیکھیں کلمہ کیا کہتا ہے۔ لا الہ الا اللہ مکے کے لوگ جو عربی جانتے تھے وہ کہتے تھے ناں ہم یہ کبھی نہیں پڑھیں گے۔ یہاں ہمارے ہاں اب دیکھ لو۔ یہ گاندھی مسلمانوں کے ساتھ

مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ہندو' بڑے ملنسار آؤ بھائی بھائی سب' مکے کے لوگ لا الہ الا اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں گاندھی پورا قرآن پڑھ جاتا تھا۔ یہ بے وقوف ہیں سمجھتے نہیں ہیں وہ زبان جانتے تھے وہ سمجھتے تھے۔ اب دیکھئے لا الہ الا اللہ میں کیا ہے؟ کوئی نہیں ہے پہلے رولنگ کوئی نہیں بالکل کوئی نہیں' جو دعوی کرتا ہے "ہے" وہ جھوٹ بولتا ہے۔ لا الہ الا اللہ صفائی کوئی نہیں پھر کیا الا اللہ صرف ایک اللہ یہ ہے اصل اسلام۔ یہاں کہتے ہیں جی! کسی کو کچھ نہ کہو سب ٹھیک ہے تم جو مرضی کرتے رہو۔ سمجھا آپ نے یہ موجودہ اسلام کیا ہے؟ زبان سے کہو سب ٹھیک ہے اور کام تم جو تمہاری مرضی کرتے رہو۔ اور اسلام کیا کہتا ہے۔ نہیں۔ پہلے کہو کہ یہ سب باطل ہے' حق وہ ہے جو اللہ کہتا ہے' اس کا رسول ﷺ کہتا ہے۔ باقی سب کفر ہے۔ اور یہی وجہ ہے آج کا مسلمان مسلمان نہیں رہا۔ آج کے مسلمان میں غیرت نہیں ہے۔ اب دیکھ لیجئے گا میں کیا عرض کروں۔ اللہ! کس لحاظ سے ہم مسلمان ہیں؟ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ اور آج کا مسلمان سمجھتا کیا ہے؟ اب اندازہ کیجئے گا۔ اسلام یہ سکھاتا ہے۔ اسلام کا تصور یہ ہے کہ اے مسلمانو! میں نے تمہیں کیوں پیدا کیا ہے؟ باقی تو سارے انسانوں کو پیدا کرنے کی غرض و غایت ایک ہی ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون میں نے ساری کائنات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری فرمانبرداری میں زندگی گزاریں' میری بندگی کریں' میرے بندے بن کر رہیں' باقی تو سارے ایسے ہی ہیں۔ جمادات' نباتات' حیوانات صرف انسان اور جن ان سے بھی یہ بات کہہ دی ہے کہ و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (51 : الذٰریات : 56) دیکھو! اگر تمہاری مرضی یہ طے پا جائے کہ میری بندگی میں زندگی گزارنا ہے تو تم مسلمان ہو' تم اپنے مقصد حیات کو پورا کرتے ہو اور اگر تم نے سوچا کہ ہم آزاد ہیں۔ ہم آزاد ہیں' حکومت ہمارا حق ہے' حکومت عوام کا حق ہے۔ اور حکومت کسے کہتے ہیں؟ حکومت کہتے ہیں جس

کا قانون چلے، جس کا قانون چلے اس کی حکومت ہے، پاکستان میں حکومت کس کی ہے، انگریز کی۔ کیوں ؟ یہاں قانون انگریز کا چلتا ہے۔ اسلامی حکومت کب ہو گی جب قانون اللہ کا چلے گا۔ کہیئے یہ بات غلط ہے یا صحیح ہے۔ سوچتے جایئے ! یہ مجھے اللہ کے فضل سے اپنے اوپر بہت Confidence ہے، بہت Confidence ہے ۔ دن رات ہمیں لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں سے کہ بات وہ ہوتی ہے کہ جس کا آپ انکار نہیں کر سکتے۔ لازماً آپ کے دل میں ان شاء اللہ العزیز وہ بات گھس کر رہے گی،اسلام یہ کہتا ہے تمہارا فرض بندگی ہے، حکم میرا آیا، عمل تم کرو اگر تم یہ سوچتے ہو کہ حکومت ہمارا حق ہے ، حکومت ہمارا حق ہے۔ یہ اسلام نہیں یہ کفر ہے حکومت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کا حکم آئے۔ اب چونکہ نظام چلانے کے لئے اللہ کے احکام کو نافذ کرنے کے لئے انتظامیہ کی ضرورت ہوتی ہے اللہ کے احکام کو نافذ کرنے کے لئے ایک حکومت کی ضرورت جو خدا کی نیابت میں خدا کا نائب بن کر کام کرے گی۔ اب کیا ہوتا ہے؟ جمہوریت کہتی ہے حکومت عوام کا حق ہے، عوام حکومت کو ترتیب دیں، حکومت بنائیں، خدا کہتا ہے کہ نہیں یہ بات غلط ہے حکومت میں بناؤں گا میرے اصول پر بنے گی۔ حکومت کی باگ ڈور وہ سنبھالے گا جو میرے معیار پر پورا اترے گا۔ جمہوریت یہ کہتی ہے کہ جس کو لوگ Select کر لیں جس کو ووٹ زیادہ مل جائیں خواہ وہ بدترین اخلاق کا مالک ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ دیکھ لیں پیچھے الیکشن میں 70، 71 میں جو الیکشن ہوا۔ دیکھ لو کون لوگ آگے آئے؟ جن کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ رسوائے زمانہ تھے۔ بدترین خلائق تھے کوئی انکا کریکٹر نہیں تھا، کوئی ان کا معیار نہیں تھا، بس وہ آ گئے لیکن ہم کہتے ہیں کہ حاکم اللہ ہے جو حکومت بنے گی وہ اس کی نیابت میں بنے گی، اس کے معیار پر بنے گی، وہ حاکم ہوگا۔ جو اللہ کے معیار پر پورا اترے گا۔ جس کو عوام منتخب کریں گے وہ نہیں۔ بالکل ایسا ہی معاملہ ہے۔ اب چونکہ

یہ پہلو بھی سمجھنے کا ہے حکومت آخر عوام پر کرنی ہے کوئی ایسا آ کر بیٹھ جائے جس کو عوام چاہتے ہی نہ ہوں پھر بھی کام نہیں چلے گا۔ لیکن اگر جس کو عوام چاہتے ہیں وہ آ جائے خدا اس کو نہ چاہتا ہو پھر بھی کام نہیں چلے گا یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے لڑکی کا نکاح کرنا ہے۔ دیکھئے مسئلہ سمجھنے کی بات لڑکی کا نکاح بغیر ولی کی اجازت کے نہیں ہوتا۔ ویسے عام طور پر آج کل ہمارے عام قانون میں یہی ہے بالغ لڑکی کسی سے معاشقہ ہو گیا۔ یہاں سے بھاگی لودھراں جا کر' ملتان جا کر عدالت میں بیان دیا اور وہاں Love Marriage کی اور کورٹ میں جا کر بیان دے کر کام چلا لیا۔ بس جوان تھی' آزاد تھی' اس کی اپنی رائے تھی' نکاح ہو گیا۔ یہ بالکل اسلامی چیز نہیں ہے۔ یہ بالکل اسلامی چیز نہیں ہے۔ کہ پالنے والا باپ' بچی پیدا ہوئی' باپ نے پالا' اس کی عزت تھی' اب جوان کسی بدمعاش کے ساتھ لگ کر بھاگ گئی۔ بھئی اس کی مرضی' باپ کہتا ہے اس کی مرضی؟ پالنے والا میں' عزت میری جائے' مرضی اس کی؟ ارے حق کی بات کہیے' بالکل یہی صورت مخلوق میری' حکومت تم کرو' یہ کوئی انصاف ہے' جب تک میری منظوری نہ ہو' مالک میں ہوں ٹھیک ہے تمہاری پسند بھی ہو کیونکہ حکومت تم پر ہونی ہے۔ اس طرح لڑکی کی مرضی بھی رہے کہ بسنا لڑکی نے ہے باپ نے تو نہیں بسنا۔ جب نکاح ہو گا تو بسے گی لڑکی' باپ تو نہیں بسے گا۔ اس لئے لڑکی کی اجازت بھی ضروری ہے' لیکن باپ کی اجازت بھی لازمی ہے۔ اگر باپ کی اجازت کے بغیر کوئی لڑکی جا کر کسی جگہ کسی عدالت میں نکاح کر لیتی ہے شریعت اس کو بالکل تسلیم نہیں کرتی۔ وہ صریحا زنا ہے' بالکل یہی صورت ہے کہ حکومت بناؤ' کون آدمی حکومت کی باگ دوڑ سنبھالے؟ جس کی منظوری میری طرف سے ہو اور عوام کا وہ پسندیدہ ہو۔ اور یاد رکھیئے گا جس کو اللہ پسند کرے' جو اللہ کا پسندیدہ ہو کبھی ہو نہیں سکتا کہ عوام اس کو پسند نہ کریں۔ اب دیکھ لو ایران میں اب ایران میں کیا ہو رہا ہے۔ خمینی جیسا بھی تھا۔ اپنی قوم میں

اس نے ایسی Spirit پیدا کر دی ہے کہ اس کے نام پر لوگ مرمٹنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں لالچ اسے نہیں۔ بوڑھا آدمی ہے۔ اب تک فرش پر زمین پر سوتا ہے۔ کوئی جائیداد وہ نہیں بناتا۔ کوئی اور یہ وہ کوئی نہیں' لوگ دیکھتے ہیں کہ بے لوث کوئی لالچ نہیں' کوئی کچھ نہیں۔ لوگ اس پر جان دیتے ہیں۔ اب آپ دیکھ لیجئے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیسے خلیفہ تھے۔ خدا کے پسندیدہ' لوگوں کو بھی لازما پسند' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیسے خلیفہ تھے ؟ اللہ کے پسندیدہ اور لوگوں کو بھی پسند اور اس کے بعد والے بھی جس نے ذرا زبردستی کی کچھ ادھر کچھ ادھر کھینچا تانی شروع ہوئی لیکن اصولی۔ دیکھئے ایک ہے بگاڑ ہر جگہ ضرور ہو جاتا ہے۔ ایک ہے اصل حقیقت جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں وہ اسلام کی اصل حقیقت ہے کہ اسلام کس نظام کو پسند کرتا ہے۔ کوئی حکومت بغیر اللہ کی منظوری کے نہیں ہو سکتی۔ آدمی دین کا سمجھنے والا ہو' حکومت کا طالب بالکل نہ ہو۔ چنانچہ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گورنر بنانے کے لئے تجویز کیا۔ بنو امیہ میں سے تھے۔ گورنر بنانے کے لئے تجویز کیا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے' خدا کے لئے یہ بوجھ مجھ پر نہ ڈالو۔ یہاں ہائے ! اتنا بڑا عہدہ' سفارشیں' رشوتیں پتہ نہیں کیا کیا چکر' کیا کیا غلامیاں۔ یہ عہدہ مجھے مل جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے نہیں یہ بوجھ میں تجھ پر ڈالوں گا' تو ہی اٹھانے کے قابل ہے۔ گورنر بنا دیا۔ اب اس کے بعد کام کرتے رہے۔ لوگوں کی طرف سے شکایتیں کیا آئیں کہ یہ صبح کو دیر سے آتے ہیں۔ ایک دن ویسے ہی غائب رہتے ہیں۔ اس قسم کی شکایتیں آئیں۔ بھلا یہ تو نہیں کہ تم یہاں درخواستیں دیتے رہو اور کوئی سنے ہی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فورا اس کو بلا لیا۔ فورا عدالت میں پیش ہو گئے۔ عدالت میں چنانچہ وہ آئے۔ ایک ڈنڈا ایک پیالہ تیسری چیز کوئی نہیں۔ کہنے لگے یہ کیا چیز ہے؟ کہنے لگے اس ڈنڈے پر سامان لٹکا لیتا ہوں اس پیالے میں جو اپنا کھانے پینے

کا سامان ہوتا ہے وہ اس میں ڈال کر کھا لیتا ہوں۔ پانی بھی اسی میں پی لیا' سالن بھی اسی میں ڈال لیا اپنا۔ جو کچھ بھی ہے اسی میں اپنا کام چلا لیا۔ میرے خلاف شکایت یہ ہے کہ صبح دیر سے نکلتا ہوں یہ اس لئے ہے کہ نوکر کوئی ہے نہیں۔ بیوی کا ہاتھ بٹاتا ہوں' گھر کا سارا کام بیوی سے مل کر کرتا ہوں اور جب فرصت ہوتی ہے آکر اپنے دفتر میں بیٹھ جاتا ہوں دیر اس وجہ سے ہو جاتی ہے۔ اور ساتویں دن چھٹی اس لئے ہے کہ کپڑوں کا وہی ایک جوڑا ہے ساتویں دن اس کو دھوتا ہوں۔ کمبل لے کر لپیٹ کر گھر بیٹھا رہتا ہوں جب سوکھ جاتا ہے اس کو پہن کر باہر آ جاتا ہوں۔ (اخرجه ابو النعیم فی الحلیة ص 245 ج 1) یہ حال ہے۔ وہ عوام کا پسندیدہ ہوتا ہے' وہ اللہ کا بھی پسندیدہ ہوتا ہے۔ لیکن ہم نے کیا سیکھا۔ نہ ہمیں اسلام کی معاشرت پسند نہ اسلام کی معیشت ہمیں پسند۔ نہ اسلام کی سیاست ہمیں پسند اور پھر جب یہ تینوں چیزیں ہمیں پسند نہیں۔ سیاست ہم نے انگریز کی اختیار کر لی' اللہ کہتا ہے مجھے تمہارا سرے سے دین بھی پسند نہیں۔ جاؤ جدھر تمہاری مرضی چلے جاؤ۔

اب دیکھ لو پھر کیا حال ہو گیا۔ آج مسلمانوں کا دین کیا ہے ؟ کوئی دین ہے ؟ جس کو اسلام کفر کہتا ہے۔ ہم اس کو اسلام کہتے ہیں۔ اسلام جس کو شرک کہتا ہے ہم اس کو توحید کہتے ہیں۔ اسلام جس کو بدعت کہتا ہے آج ہم اس کو سنت کہتے ہیں۔ آپ یہ نہ کہیے گا کہ ہمیں دن کا پتہ نہیں چلا۔ اس لئے اے اللہ ہم بے خبر رہے۔ ہمیں پتہ نہیں چلا ہم نے اس منبر سے اس قدر کھول کر یہ بات واضح کر دی ہے کہ کوئی یہ کہہ نہیں سکتا کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔

اسلام کیا چیز ہے؟ اسے خوب سمجھ لو۔ ہم نے چھوٹتے ہی بس عصر کے بعد ایک چکر لگایا کھینچ لائے لوگوں کو بس آئے فضائل نماز' فضائل روزہ' فضائل حج ' فضائل ذکر پڑھائے مزے سے' چپکے سے چلے گئے۔ ملک میں کیا ہوتا ہے' بھاڑ میں جائے جو ہوتا ہے ہوتا رہے۔ یہ اسلام نہیں ہے مسلمان کو سب سے پہلے فکر

کس چیز کی ہوتی ہے۔ بچے کا نام نہ لیں۔ میں بچے کی بات نہیں کرتا میں اس وقت کی بات کرتا ہوں جس عمر میں آپ کو اپنے نفع نقصان کا پتہ ہے۔ آپ کو ہوش ہے آپ حالات کو سمجھتے ہیں میں اس عمر کی بات کرتا ہوں۔ اسلام یہ ہے کہ جب آپ جوان ہو گئے آپ کو بیوی کی اتنی فکر نہ ہو' آپ کو اولاد کی اتنی فکر نہ ہو۔ آپ کو معاش کی اتنی فکر نہ ہو' آپ کو سب سے پہلے اسلام کی فکر ہو۔ اور اگر آپ کو اسلام کی فکر نہیں ہے تو خدا آپ کی فکر کبھی نہیں کرے گا۔ اب دیکھ لو اب پاکستان پر کس طرح اردگرد سے گھٹائیں! آپ سمجھ رہے ہیں کیا حالات ہو رہے ہیں۔ اب یہ برزنیف ہندوستان گیا' ساری دنیا شور مچا رہی ہے' ہندوستان کے لوگ شور مچا رہے ہیں کہ یہ ہمیں اکساتا ہے' یہ اکساتا ہے کہ پڑ جاؤ پاکستان پر۔ اور یہ حقیقت ہے۔ حالانکہ پولینڈ کا معاملہ اتنا نازک معاملہ ہے وہ اس کو چھوڑ کر ادھر آیا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ ہندوستان کو اکسائے اور پاکستان پر حملہ کروائے۔ اس قدر ہم پر آفتوں کا دور اور پھر اوپر سے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ جو ہوجائے ہو جائے۔ امریکہ ہو یا روس ہو' کوئی ہو' مسلمانوں کے ساتھ یہ سب ایک جیسے ہیں۔ لیکن اللہ کو بھی خیال نہیں آتا کہ اللہ کو ہی درد آ جائے ہائے میرے مسلمان ہیں ان کو انڈیا کھا جائے گا۔ ان کو روس پیس دے گا۔ ان کو فلاں کچھ کہہ دے گا ان کو فلاں کچھ کہہ دے گا۔

اللہ کیا کہتا ہے؟ ارے مسلمانوں جب میرا اسلام تمہارا اسلام نہیں بنتا جب تم اسلام کو اپنا نہیں سمجھتے' اسلام کی ذلت کو اپنی ذلت نہیں سمجھتے' میں تمہارا خیال کیا کروں۔ اب دیکھ لیجئے گا۔ اللہ کو جب یہ بات ہوگی کہ کوئی خاص ہی چوٹ پڑے' جس سے اسلام میں خاص نقص پڑے' اب تو مسلمان مریں گے' مسلمان ہے ہی نہیں۔ مرتے ہیں تو مریں' یہ مسلمان ہے ہی نہیں۔ تو جب اسلام پر خاص کوئی چوٹ پڑے گی۔ پھر دیکھئے گا خدا کی قدرت' خدا کیا کرتا ہے۔

قرآن مجید کو دیکھیں۔ قرآن مجید کی یہ آیت اس لئے میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس کا ترجمہ پھر دیکھ لیجئے گا احسب الناس ان یترکوا کیا لوگوں کا یہ خیال ہے ان یترکوا ان کو چھوڑ دیا جائے گا ان یقولوا امنا صرف کلمہ پڑھنے پر و ھم لا یفتنون آزمائش نہیں ہوگی۔ یعنی ایم۔ اے کا داخلہ لینے پر ان کو ایم ۔ اے کی ڈگری دے دی جائے گی۔ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کتنے بے وقوف لوگ ہیں اور ہم تو یہی سمجھتے ہیں ناں۔ آپ نے مولویوں کی زبان سے یہ سنا ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان کا حضور ﷺ جنت کے دروازے پر انتظار کریں گے۔ آ جا میرے امتی میں تجھے جنت میں لے جاؤں۔ حضور ﷺ انتظار کریں گے۔ کیونکہ میں مسلمان ہوں اللہ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ صرف یہ کہنے پر کہ لا الہ الا اللہ انہوں نے پڑھ لیا ہے و ھم لا یفتنون کوئی آزمائش نہیں ہوگی کوئی امتحان نہیں ہوگا۔ کوئی Test نہیں ہوگا۔ و لقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن الذین صدقوا منھم جب ہم ان کا امتحان لیا کہ یہ سچا کلمہ پڑھتا ہے یا جھوٹا کلمہ پڑھتا ہے۔ ہم نے لوگوں کو دکھا دیا یہ سچا مسلمان ہے یہ جھوٹا مسلمان ہے۔ اب دیکھ لو اسلام کا معاملہ ہمارے سامنے ہے۔ اب ہماری تہذیب مغربی' ہمارا تمدن مغربی' ہماری سیاست مغربی' ہماری معیشت مغربی' ہمارا سب کچھ مغربی اگر ہم کلمہ پڑھیں لا الہ الا اللہ یہ کلمہ جو ہے یہ مذاق ہے ' یہ کلمہ حقیقت نہیں ہے اس کلمے کی اللہ کو کوئی لاج نہیں ہے' اللہ کو کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں اس کلمے کے پیچھے آپ کا عمل ہو' آپ کی سیرت ہو' آپ کی زندگی اس کے ثبوت کے لئے ہو' تمہارا عمل اس کی تصدیق کرتا ہو' وہ سچا اسلام ہے۔ خدا کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں' اب کوئی تیری طرف انگلی بھی کرے گا اڑا دوں گا۔ خدا ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتا؟ اس لئے کہ ہم خدا کے دین کا ساتھ نہیں دیتے اور خدا نے معاملہ صاف کیا ہے کہ اگر لوگ میرے دین کی مدد کریں گے میں ان کی مدد

کروں گا۔ اور جب تک مسلمان اللہ کے دین کا خیال نہیں کریں گے' اللہ کے دین کی مدد نہیں کریں گے اللہ کبھی مدد نہیں کرے گا۔

مسلمانوں کے زوال کے اسباب کیا ہیں؟ روز اس مضمون پر مقالے لکھے جاتے ہیں' کبھی کچھ ہوتا ہے مسلمانوں نے ترقی نہیں کی' مسلمانوں کے زوال کے اسباب جب بحث (Discuss) کئے جاتے ہیں تو کیا کہا جاتا ہے' مغرب نے سائنس میں بڑی ترقی کی' انہوں نے ایٹم بم بنا لیا۔ ہم نے ترقی نہیں کی۔ یہ ہمارے زوال کا سبب ہے' میں پوچھتا ہوں ترقی کیوں نہیں کی۔ مغرب والوں نے ترقی کی ' مسلمانوں نے ترقی کیوں نہیں کی؟ اب کوئی اس کا کیا جواب دے گا؟ کہ جی! مسلمانوں نے پڑھا نہیں' میں پوچھتا ہوں مسلمانوں نے پڑھا کیوں نہیں۔ چائنہ کا کوئی سٹوڈنٹ برطانیہ' امریکہ جائے' وہ کوئی نہ کوئی ایجاد ساتھ لے کر آتا ہے' اپنے ملک میں آ کر بڑا کام کرتا ہے۔ اور ہمارا کوئی جائے لیڈی لے کر چلا آتا ہے۔ دین کو وہیں بیچ آتا ہے۔ اور لیڈی لے کر واپس آ جاتا ہے۔ لے لو مسلمان پڑھا کیوں نہیں۔ پھر آپ دیکھ لیں جی مسلمان توجہ نہیں کرتے۔ ہم پوچھتے ہیں' مسلمان توجہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا وجہ ہے ہم آزاد ہوئے اسی وقت چائنہ آزاد ہوا' وہ کہاں پہنچ گیا اسی وقت انڈیا آزاد ہوا۔ انڈیا کہاں پہنچ گیا؟ ہم کہاں بیٹھے ہیں۔ خدا کہتا ہے ارے مسلمان تو میرے ساتھ منافقت کرتا ہے۔ چائنہ ترقی کرلے انڈیا ترقی کر لے میں تجھے ترقی نہیں کرنے دوں گا۔ تجھے ترقی نہیں کرنے دوں گا۔ تو میرے ساتھ دھوکہ کرتا ہے۔ وہ کافر ہے میرا نام نہیں لیتا' میرے نبیؐ کا نام نہیں لیتا۔ وہ میرے نام پر لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتا۔ تو مکار ہے تو منافق ہے۔ میرے نام کو بدنام کرتا ہے۔ میرے نبیؐ کے نام کو بدنام کرتا ہے۔ اور اگر تو میری عزت' میرے دین کی عزت' میرے نبی کی عزت کے لئے کھڑا ہو جائے میں پھر تیرا ساتھ دوں گا دوسروں کا سامان پر دارومدار ہو گا تیرے ساتھ میری قوت ہو گی۔ اب دیکھو ناں قرآن کی سورۃ الفیل تیسویں

پارے کی جو بچوں کو سکولوں میں بھی پڑھائی جاتی ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل' الم تر اے نبی! تو نے غور نہیں کیا کیف فعل ربک باصحاب الفیل تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ وہ اللہ کے گھر پر آ پڑے تھے۔ وہ ابراہہ ہاتھیوں کی فوج لے کر خدا کے گھر پر آن پڑا۔ لوگ بھاگ گئے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم ہاتھیوں کا مقابلہ کیسے کریں ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل خدا نے ہاتھیوں کے ساتھ کیا کیا الم یجعل کیدھم فی تضلیل ○ و ارسل علیھم طیرا ابابیل (105 : الفیل : 1 - 3) اللہ نے ان کو پرندوں سے' چھوٹی چھوٹی چڑیوں کے برابر پرندوں سے ملیامیٹ نہیں کروا دیا؟ یہ کام کس نے کیا۔ اللہ نے دکھا دیا

اے مسلمانو ! جب میں تمہارے ساتھ ہوں گا بے شک تمہارے پاس سامان نہ ہو میں اڑا دوں گا دوسرے کی کوئی طاقت کام نہیں کر سکے گی۔ اور اگر ظالمو ! میں تمہارے ساتھ نہ ہوا تم جتنی مرضی دوڑیں لگا لو تم دنیا میں ذلیل ہی ہو گے۔ اس لئے نماز پڑھنا شروع کرنے سے پہلے روزہ شروع کرنے سے پہلے حج کے لئے جانے سے پہلے' مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام ضروری ہے اسلام شرط ہے۔ اعمال جو ہیں وہ سارے بعد میں ہیں۔ ہم مسلمان نہیں ہوتے نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں' ہم مسلمان نہیں ہوتے روزے رکھنے لگ جاتے ہیں۔ ہم مسلمان نہیں ہوتے اور دوسرے کام 'صدقہ' خیرات دیگیں چڑھانا' صدقے کرنا' ہم کرنے لگ جاتے ہیں۔ خدا کہتا ہے پاگل ہے تو۔ دیکھ میرے ساتھ کوئی ٹھکانے کی بات کر۔ پھر میں تیری سنوں گا۔ میں تیرا صدقہ قبول نہیں کرتا۔ میں تیری نماز قبول نہیں کرتا' میں تیرا روزہ قبول نہیں کرتا۔ پہلے مجھ سے بات کر' پہلے مجھ سے سیدھا ہو اور معاملہ صاف کر۔

دیکھئے ! زندگی کا کوئی اعتبار نہیں یہ تسلی ہو کہ نہیں ابھی میرے چار سال باقی ہیں' ابھی میرے پانچ سال باقی ہیں' ابھی میری اتنی مدت باقی ہے۔ توبہ کر

لیں گے۔ اللہ نے موت کا وقت کسی کو نہیں بتایا۔ صرف نبیوں کو بتایا جاتا تھا۔ بالکل جب وقت قریب آ جائے جیساکہ موسیٰؑ کے پاس اللہ نے فرشتوں کو بھیجا۔ یا حضورؐ کے پاس فرشتہ آیا' (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب وفاۃ موسی و ذکرہ بعد کتاب المغازی باب آخر ما تکلم النبی ﷺ) نبیوں سے پہلے جیساکہ کسی کی ٹرانسفر کرنا ہوتی ہے کسی بڑے افسر کی تو اس کی Consent لیتے ہیں۔ کہ جی آپ کو فلاں جگہ ٹرانسفر کر دیا جائے تو نبیوں کے ساتھ یہ رعایتی سلوک ہوتا ہے چونکہ نبی ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ اس لئے بتا دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ کسی کو نہیں بتاتا۔ کہ تیری موت کب ہے۔ یہ کیوں نہیں بتایا۔ کیونکہ اگر یہ پتہ ہو کہ ابھی تو پانچ سال ہیں آدمی مزے کرتا رہے چلو ابھی کافی دیر ہے' بعد میں جاکر توبہ کر لیں گے۔ اللہ نے اس کا راز میں ہی رکھا ہے۔ اللہ نے اس کو' اس بات کو بالکل لوگوں کے سامنے نہیں رکھا۔ پھر ہمارے سامنے ہوتا کیا ہے۔ خدا ہمارے سامنے کسی کو جوانی میں بلا لیتا ہے کسی کو بڑھاپے بلا لیتا ہے۔ اور کسی کو بلاتا ہی نہیں۔ سارے گھر والے کہتے ہیں یااللہ لے جا اب یہ خدا دکھاتا ہے میری مرضی ہے جب میں چاہوں گا لے جاؤں گا۔ یہ کیوں؟ بالکل اسی طرح سے ہے جیسے لیلۃ القدر' رمضان شریف میں آتی ہے۔ اللہ نے یہ علم اٹھا دیا کہ لیلۃ القدر رمضان شریف میں کونسی رات ہوتی ہے؟ اکیسویں ہے' 23ویں ہے' پچیسویں ہے ستائیسویں ہے انتیسویں ہے کیوں اگر بتا دیا جائے ستائیسویں ہے یا 23ویں تو لوگ اسی رات کو مورچہ لگا دیں گے۔ باقی اپنے مزے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مخفی رکھا۔ اس کو چھپائے رکھا۔ تو پھر جو متلاشی ہوگا اور یہ بتا دیا کہ طاق راتیں ہوتی ہیں۔ (رواہ البخاری و مسلم و ترمذی وغیرھا مشکوۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر) تو پھر اکیس کو بھی جاگے گا' محنت کرے گا' دعائیں کرے گا' تیئیس کو بھی۔ کیوں کہ وہ بھی طاق رات ہے' پچیس کو بھی پھر ستائیس کو بھی اور اللہ اس کو

پھرا پھرا کر کبھی اکیسویں کسی سال 23ویں' کسی سال پچیسویں' کسی سال ستائیسویں تاکہ یہ زیادہ عبادت کر لیں۔ تو موت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے میرے بھائیو! یہ کبھی نہ سوچو' کبھی نہ سوچو' کہ موت میں ابھی دیر ہے' ابھی میرے بال سفید نہیں ہوئے' ابھی یہ نہیں ہوا' ابھی یہ نہیں ہوا۔ اب تو ہارٹ فیل ہونے والا مرض ایسا لگا ہے اللہ میرا رحم کرے کسی کو چائے پیتے میں پکڑ لیتا ہے کسی کو باتیں کرتے ہوئے پکڑ لیتا ہے کوئی لٹرین میں گیا وہاں پکڑ لیا جاتا ہے۔دیر نہیں لگاتا' توبہ کا موقع نہیں دیتا۔' نہ معافی مانگنے کا موقع دیتا ہے۔ جب چاہتا ہے پکڑ لیتا ہے۔ تو اس لئے دور اندیشی اس میں ہے عقلمندی اس میں ہے کہ ہم خدا سے ڈریں اور ہر وقت ڈرتے رہیں۔ اور اپنی تیاری رکھیں کہ پتہ نہیں کب خدا بلا لے۔ اپنی پوٹلی' اپنی گٹھڑی ہر وقت تیار رکھیں۔ کہ جب بھی خدا بلائے گا میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ کوئی میری طرف سے دیر نہیں ہے۔

سوالات

س : کیا ڈرامہ میں دی گئی طلاق' طلاق ہو گی ؟

ج : حدیث میں آتا ہے ثلاث جدھن جد ھزلھن جد (رواہ الترمذی و ابوداؤد' مشکوۃ کتاب النکاح باب الخلع و الطلاق عن ابی ھریرۃ) تین چیزیں ہیں انسان مذاق میں کہے یا Seriously کہے وہ اللہ کے ہاں تینوں Seriously لی جاتی ہیں۔ اگر ہنستا کھیلتا مذاق میں ڈرامائی انداز میں بیوی کو طلاق دے دے تو طلاق ہو جاتی ہے۔ پھر کہے جی کہ میں تو ویسے ہی ہنستا تھا۔ میں نے تو مذاق کیا تھا' مذاق میں طلاق دی تھی تو طلاق ہو جاتی ہے۔ Seriously طلاق دے تو طلاق ہو جاتی ہے۔ ایک طلاق دوسرا نکاح' نکاح بھی پورا ڈرامہ بنا کر' اکٹھے بیٹھ کر فلاں کی لڑکی تجھے منظور' ولی بھی بیٹھا ہو اور گواہ بھی ہوں اور یہ پورا ڈرامہ رچائیں تو

نکاح ہو جائے گا۔ وہ کہیں ہم تو ہنستے تھے۔ ہنسیں یا نہ ہنسیں نکاح ہو جائے گا۔ وہ خاوند بن جائے گا' وہ بیوی بن جائے گی۔ تین چیزیں ایک نکاح ایک طلاق ایک غلام کو آدمی کہے تو آزاد ہے پھر کہے میں تو ہنس رہا تھا' وہ ہنسے یا نہ ہنسے آزاد ہو جائے گا۔ اس پر اس کا کوئی دخل نہیں رہے گا۔ باقی .T.V پر ڈرامے میں یہ جو عورتیں کام کرتی ہیں یہ بھی گناہ کا کام ہے یہ ایک لمبا سا معاملہ ہے۔ یہ ذرا بعد میں پوچھ لیں۔

س : ہمارا عقیقہ ہے' گھر کے سارے افراد بے نماز ہیں' عقیقہ کا گوشت کون کھائیں گے ؟

ج : میرے بھائیو ! اگر کوئی مہمان گھر میں آ جائے وہ بے نماز ہو یا نمازی ہو کھانا تو اس کو دینا چاہیے۔ یا کوئی اور مسافر آ جائے کوئی اور آدمی مانگنے والا آ جائے بھوکا ہو وہ کافر ہو یا مسلمان ہو اس کو کھانا کھلانا مسلمان کا فرض ہے۔ آخر اللہ کی مخلوق ہے۔ حدیث میں آتا ہے ایک فاحشہ عورت تھی۔ اس نے کتے کو جو پیاسا پانی کے بغیر مر رہا تھا اس نے ڈوپٹہ اپنے جوتے سے باندھ کر پانی نکال کر اس کو پانی پلا دیا۔ اس کی زندگی کا وہ ایک Coverting Point تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی عمل سے اس کی نجات کر دی' کتے کو پانی پلانے سے۔ یعنی اگر کوئی آدمی مسافر ہو یا اس قسم کا کوئی اور ہو' گھر میں آ جائے' تو ہم اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ؟ یہ جو مسئلہ کیا جاتا ہے کہ صدقہ زکوٰۃ' قربانی کا گوشت بے نماز کو' بدعتی کو' مشرک کو نہیں دینا چاہیے۔ تو وہ مسئلہ کیا ہے ؟ توجہ سے سن لیں آپ کوئی مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی مرضی سے آپ کے دل کی رغبت ہے آپ نے کچھ حصہ مخصوص کر دیا ہے کہ یہ اللہ کی راہ میں دینا ہے

۔ اس کے بارے میں فرمایا لا یاکل طعامک الا تقی (رواہ ابوداؤد والدارمی ' مشکوۃ کتاب الادب والحب فی اللہ و حق اللہ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ) تیرے کھانے کو صرف متقی کھائیں بے دین نہ کھائے وہ نیک کو دو باقی آپ کے دروازے پر کوئی آ جائے کوئی مہمان آ جائے۔ کوئی کافر ہو یا مسلمان ہو وہ ننگا ہے اس کو کپڑا دو وہ بھوکا ہے اس کو روٹی کھلاؤ۔ وہ بے چارہ مسافر ہے اس کو چارپائی دو اس کو کپڑا دو یہ فرض ہے یہ بالکل ٹھیک ہے۔

خطبہ نمبر 8

(خطبہ عید الفطر)

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة و كل ضلالة فی النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم ○

قد افلح من تزكى ○ و ذكر اسم ربه فصلى ○ بل تؤثرون الحيوة الدنيا ○ و الاخرة خير وابقى ○ ان هذا لفی الصحف الاولى ○

(87 : الاعلى : 14 ـ 18)

میرے بھائیو اور دوستو ! ہم مسلمان ہیں۔ ہم کیوں مسلمان ہیں؟ اگر اس لیے مسلمان ہیں کہ خاندانی طور پر مسلمان ہو گئے ہم اس پر کوئی فخر نہیں کرتے' ہم کوئی خوشی محسوس نہیں کرتے' ہم اگر ایسے مسلمان ہیں تو مسلمان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اگر آپ سوچ سمجھ کر مسلمان ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ نجات ہی مسلمان کی ہوگی جو مسلمان نہیں ہوگا اس کی نجات نہیں ہوگی۔ تو پھر یقیناً آپ مسلمان ہیں۔ پھر آپ کو یہ فکر کرنی ہوگی کہ کیا واقعی میرا اسلام ایسا ہے کہ میری نجات ہو جائے۔ یعنی اگر کسی نے داخلہ ہی نہیں لیا تو اس کو پاس یا فیل ہونے کی فکر ہی نہیں۔ اور اگر داخلہ لیا ہے تو پھر اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوگا کہ میں پاس ہوتا ہوں یا فیل ہوتا ہوں اگر وہ پاس ہونا چاہتا ہے تو اس کو پھر فکر ہوگی تیاری کرے گا اور اگر وہ کھلنڈرا ہے' نکما ہے اور جیسا کہ آج کل

ہمارے بچے ہیں ہی۔ تو پھر اس کی جو بھی زندگی ہو فیل ہے۔

میرے بھائیو ! یہ سوچ لو' کہ اگر ہم مسلمان ہو کر بھی خدانخواستہ خدانخواستہ دوزخ میں چلے جائیں اور پاس نہ ہوں ہماری نجات نہ ہو اور ہم جنت میں نہ جائیں۔ تو پھر ہمارے مسلمان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اب آپ کو ضرور سوچنا چاہیے۔ کیا میرا اسلام ایسا ہے کہ مجھے کم ازکم پاس مارکس مل جائیں۔ کہ میں پاس ہو جاؤں۔ یہ آپ کو سوچنا چاہیے یہ خیال چھوڑ دو کہ ہم سنی ہیں ہم مسلمان ہیں۔ ہم خاندانی سید ہیں۔ ہم خاندانی طور پر یہ ہیں اسلام کوئی قوم نہیں۔ قوم قوم ہی ہوتی ہے خواہ کوئی بھی کاروبار کیوں نہ کریں۔ اگر سید ہو راجپوت ہو۔ جوتے بنانے لگ جائے تو وہ پھر بھی سید ہی رہے گا۔ راجپوت ہی رہے گا خواہ اس کا پیشہ کوئی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر مسلمان کافروں والے کام کرے تو مسلمان نہیں رہتا۔ آدمؑ کا بیٹا قابیل کیا ہوگیا۔ برباد ہو گیا۔ پہلا کافر کہاں سے پیدا ہوا۔ پہلا انسان تو نبی تھا۔ اس کی اولاد ساری مسلمان ہونی چاہیے تھی۔ لیکن دیکھ لو کافر نکل آئے۔ تو اسلام قوم نہیں بناتا اسلام ایک جماعت بناتا ہے۔ اسلام ایک دین ہے۔ ایک مذہب ہے جس سے جماعت بنتی ہے اور اس کا دارومدار اعمال پر ہے اگر آپ کے اعمال مسلمانوں والے ہیں۔ جنتیوں والے ہیں تو آپ مسلمان ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز جنت میں جائیں گے۔ اور اگر آپ کے اعمال مسلمانوں والے نہیں۔ جنتیوں والے نہیں تو آپ کو سید ہو کر بھی اور بڑی سے بڑی قومیت رکھتے ہوئے بھی خطرہ ہی خطرہ ہے کہ آپ ابوجہل کے ساتھ ابولہب کے ساتھ اور دوسرے جو بڑے بڑے دنیا میں عزت والے گزرے ہیں۔ ان کے ساتھ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من لم یحافظ علیھا جس نے اپنی نماز پر پہرہ نہ دیا۔ نماز نہ پڑھی صحیح وقت پر۔ صحیح طریقے سے ادا نہ کی۔ وہ کن کے ساتھ ہوگا' قارون کے ساتھ ہوگا' ہامان کے ساتھ' فرعون کے ساتھ شداد کے ساتھ جو بڑے بڑے سرکردہ کافر ہیں

وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ (رواہ احمد و الدارمی و البیھقی، مشکوۃ کتاب الصلاۃ فصل الثالث عن عبداللہ بن عمر بن عاص) تو اس لیے میرے بھائیو! یہ آج کا دن عام بخشش کا دن ہے۔ آج کے دن کا سب سے بڑا فائدہ (Profit) جو ہے وہ قد غفرت لکم میں نے تمھیں بخش دیا۔ جو لوگ بھی آئے ہیں خدا فرشتوں سے پوچھتا ہے یہ لوگ کیوں جمع ہوئے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں یااللہ انہوں نے روزے بھی رکھے ہیں۔ انہوں نے محنت کی ہے۔ یااللہ یہ مزدوری لینے کے لیے آئے ہیں۔ اپنے ریکارڈ میں اپنا اکاؤنٹ کھول کر یہ چیز یہ انعام، اس کا ثواب اس کو جمع کروانے کے لیے آئے ہیں۔ خدا کہتا ہے اے فرشتو! اگر واقعتاً اگر یہ روزے رکھ کر روزے کا ثواب لینے کے لیے آئے ہیں۔ تم گواہ رہو کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں یااللہ بعض تو ویسے ہی آگئے ہیں۔ مسلمانوں کو عید کی عادت پڑی ہوتی ہے بعض تو ایسے ہی آگئے ہیں۔ کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ اللہ کہتا ہے۔ یہ آج کی مجلس ایسی ہے کہ اگر انہیں احساس ہی ہوگیا۔ خواہ انہوں نے رمضان کا حق ادا نہیں کیا۔ لیکن اگر انہیں احساس ہوگیا۔ وہ آئندہ کے لئے سیٹ (Set) ہوگئے۔ جاؤ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ تو میرے بھائیو! ضرور غور کرو اس بات پر کہ نجات کی کیا صورت ہے۔ ہم جو مسلمان ہیں کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ ہم خدا نہ کرے مسلمان ہو کر دوزخ میں چلے جائیں۔ ہمیں ضرور فکر کرنی چاہیے۔ دیکھ لو ہمارے بچے آخر آپ نے بھی امتحان دیئے ہیں۔ ہمیشہ کورس کو دیکھتے ہیں پچھلے پرچوں کو دیکھتے ہیں۔ پھر پرچوں کے حل کرنے کا طریقہ دیکھتے ہیں کہ سوالات کیسے دیئے جاتے ہیں۔

آپ نے کبھی سوچا ہمارے لئے معیاری جماعت کون ہے۔ جس کو ہمیں دیکھنا چاہیے۔ صحابہ کی جماعت صحابہ کے بعد کسی کی گارنٹی نہیں۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین فرمایا جو میرے نبیؐ کی مخالفت کرے اور جس وقت قرآن اتر رہا تھا۔ اس وقت جو مومن

تھے ان کی راہ کو چھوڑ دے کوئی اور راہ اختیار کرے نولہ ماتولی وہ جدھر جاتا ہے ہم اس کو دھکا دے دیتے ہیں۔ ونصلیہ جھنم (4 : النساء 115) ہم اس کو جہنم میں داخل کر دیتے ہیں۔ میرے بھائیو! پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ اور میں آپ کو یہ پرچہ تیار کروا رہا ہوں کہ ہمیں اس دنیا سے جاتے ہی Test دینا ہے جنت اور دوزخ کا۔ پاس ہوگئے تو جنت' فیل ہوگئے تو دوزخ۔ اس لیے میں آپ سے متوجہ ہو رہا ہوں اور آپ کو خبردار کر رہا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو تیار کریں۔

میرے بھائیو! سب سے بڑا افسوس یہ ہے کہ جو نجات کے لئے معیار ہے۔ جس پر نجات ہوگی۔ ہم نے اس کو ہی بدل دیا ہے نجات کس پر ہوگی مشکوۃ شریف اٹھائیں۔ اس میں حدیث موجود ہے نماز آئے گی۔ نماز ایک عمل ہے جو اعمال میں سب سے اہم ہے۔ اللہ کہے گا تو ٹھیک ہے ٹھہر ذرا۔ روزہ آئے گا خدا روزے سے بھی کہے گا تو ٹھہر ذرا۔ تیرا بڑا اونچا مقام ہے۔ تو ٹھہر ذرا۔ پھر زکوۃ آئے گی پھر فلاں عمل آئے گا۔ اس کے بعد اسلام آئے گا۔ خدا کہے گا کہ آج تجھ پر سارے فیصلے ہوں گے۔ جس کا اسلام ٹھیک میں اس کی نماز کو دیکھوں گا۔ اس کے روزے کو دیکھوں گا۔ اس کی نمار کے بھی نمبر لگیں گے۔ اس کے روزے کے بھی نمبر لگیں گے۔ اس کی زکوۃ کے بھی نمبر لگیں گے۔ اس کے ہر عمل کے نمبر لگیں گے اور جس کا اسلام ہی ٹھیک نہیں۔ اس کی نماز دیکھ کر میں کیا کروں گا۔ اگر Admission فارم داخلہ فارم آپ نے بی۔اے کا پر کیا اور ایم۔ اے کا امتحان دینا ہے۔ اگر فارم میں غلطی ہو جائے آپ کو کون امتحان میں بیٹھنے دے گا۔ آپ کا رزلٹ بھی نہیں نکلے گا۔ امتحان ہو جاتے ہیں۔ جب تک فارم کی تصحیح نہیں ہوتی آپ کے کیس کو Consider کیا ہی نہیں جاتا۔

اور ہم نے کیا جرم کیا ہے۔ ہم نے سب سے پہلے خدا کے اسلام کو بدلا۔ اسلام کو پیوند کیا۔ اس کو قاری بنایا۔ اس کو جیسے دیسی گھی کو ڈالڈا بنا دیا ہم نے

اسلام کو اس انداز سے Modify کیا ایسے پان چڑھائی ایسے اس کو پیوند کیا کہ جس سے پوچھ لو تو کون؟ کوئی کہتا ہے میں حنفی' نبی ﷺ حنفی تھے کہ جی نہیں وہ تو حنفی نہیں تھے' پھر اپنا یہ پیوندی اسلام تو کہاں سے لے آیا۔ تو کون؟ میں وہابی' نبی ﷺ وہابی تھے؟ آپ' مالکی تھے؟ آپ' اویسی تھے؟ آپ' چشتی تھے؟ آپ قلندری تھے؟ آپ' نقشبندی تھے؟ کوئی صحابی قلندری' چشتی' یا نقشبندی' کوئی کچھ تھا؟ نہیں۔ جب نہیں تو تو نے اپنے اسلام کو پیوندی کیوں کر لیا۔ تو نے اس کو فارمی کیوں بنا لیا' تو نے اپنے اسلام کو دیسی کیوں نہیں رکھا۔ دیکھو لوگ جانتے بھی ہیں کہ دیسی چیز دیسی ہی ہوتی ہے۔ دیسی چیز بڑی اعلیٰ ہوتی تھی۔ لیکن اب سب مصنوعی بناوٹی فارمی چیزیں لے کر کھا بھی رہے ہیں۔ اب دیکھ لو سب ڈالڈا کھاتے ہیں۔ اور سب جانتے ہیں دیسی گھی جیسا کوئی گھی نہیں ہوتا۔ ڈالڈا کی جتنی مرضی تعریفیں کرلو ابی بھی تگڑی بیٹا بھی تگڑا بچہ بھی تگڑا۔ اس میں اتنے وٹامن ہوتے ہیں اس میں یہ ہوتا ہے۔ اس میں وہ ہوتا ہے اور دیسی گھی کی کوئی تعریف نہیں کرتا۔ لیکن دیسی گھی کا کوئی مقابلہ نہیں۔ اب ہم ڈالڈے پر ایسے لگ گئے کہ دیسی ہضم ہی نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح سے ہم نے فارمی اسلام بنا لئے ہیں ان کو اپنالیا ہے۔ اب دیسی اسلام' خالص اسلام جو محمدی تھا وہ نہ حکومت کو ہضم ہوتا ہے نہ وہ عوام کو ہضم ہوتا ہے۔ ہم نے اصلی اسلام کو چھوڑ دیا ہے اور یاد رکھو جس کا اسلام فارمی ہے جس کا اسلام پیوندی ہے۔ جس کا اسلام دیسی گھی کی بجائے ڈالڈا ہے۔ اس کی نماز بے کار' اس کے روزے بے کار' اس کے سارے اعمال بے کار اس لیے سب سے پہلی تیاری یہ ہے کہ تمام اپنے بنائے ہوئے اسلاموں سے توبہ کرو اور محمدی مسلمان بن جاؤ۔ وہ سادہ اسلام تھا۔ دیکھو دودھ خالص کون سا ہوتا ہے۔ جو تھنوں سے نکلتا ہے۔ کوئی اس میں پانی پاؤڈر کوئی چیز نہ ڈالی جائے۔ وہ خالص دودھ ہوتا ہے اور جب اس میں ملاوٹیں ہوتی چلی جاتی ہیں اگرچہ رنگ اس کا سفید رہتا ہے۔ لوگ اس

کو دودھ کہتے ہیں لیکن وہ ہوتا ملاوٹی ہے۔ ہم بھی بالکل ایسے ہی ہیں۔ کافر باہر والے امریکی' روسی' برطانیہ کے۔ ہمیں مسلمان کہتے ہیں لیکن ہم لسی ہیں۔ لیکن ہم Splate دودھ ہیں۔ جس میں سے کریم نکلا ہوا ہے۔ نتیجہ کیا ہے ہمیں دھوکہ ہے فریب ہے اسلام نہیں۔ خدا کے لیے اپنے اسلام کو درست کرو یہ میری بات بنیادی بات ہے۔ اس کو ہلکا نہ جانا جس دن فرشتہ آکر سینے پر بیٹھ گیا۔ سب سے پہلے یہی پوچھے گا۔ بتا تیرا دین کیا ہے؟ فرشتے کو پتا نہیں کہ تو خاندانی مسلمان ہے۔ وہ اسی لیے پوچھے گا کہیں تیرا اسلام بناسپتی تو نہیں تھا۔ یہ پوچھے گا ما دینک (رواہ احمد' مشکوۃ کتاب الایمان باب اثبات القبر عن براء بن عازب) تیرا دین کیا تھا۔ اور اگر دین ملاوٹی دین ہوا' قاری دین ہوا' اپنا بنایا ہوا دین ہوا' خانہ ساز دین ہوا۔ تیرا دین پنچایتی دین ہوا تیرا دین لوگوں کا بنایا ہوا دین ہوا۔ تیرے کوئی کام نہیں آئے گا۔

میرے بھائیو! اس بات کو نہ بھولنا نماز کو بعد میں پڑھنا پہلے اپنے اسلام کو درست کرنا۔ اسی چیز نے ہمیں فرقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اسی چیز نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔ پہلی چیز یہ ہے اور اس کے بعد پھر ہمارے لئے معیار کیا ہے۔ سب سے پہلے محمد ﷺ آپ' کے بارے میں شیطان دھوکہ دیتا ہے۔ کہ تو محمد ﷺ کی ریس کر سکتا ہے۔ وہ تو نبی تھا۔ تو اس کی راہ پر چل سکتا ہے تو اس جیسے کام کرسکتا ہے' دھوکہ دیتا ہے شیطان کہ نہیں کہاں نبی اور کہاں تو چھوڑ نبی کا خیال چھوڑ دے۔ نبی کی سنت چھڑوا دیتا ہے۔ خدا کہتا ہے سن لو تمہارے لیے نمونہ کیا ہیں۔ سب سے پہلے نبیؐ اس کے بعد میرے نبیؐ کے صحابہؓ اب تو تیرا اعتراض باقی نہیں رہے گا۔ کہ تو نبی کی ریس نہیں کر سکتا۔ صحابہ تو نبی نہیں تھے۔ وہ تو نبی پر ایمان لانے والے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسا غریب کون ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ جیسا دوسرے تیسرے غرباء لوگ۔ جو کوئی کہیں سے آیا ہوا۔ مسلمان ہوگئے جان دیتے تھے نبی ﷺ کی سنتوں پر آپ کے

اعمال پر۔ آپ کی طرز زندگی پر' اور ہم پر حیف ہے کہ ہم مسلمان ہو کر چاہتے ہیں کہ ہماری اولادیں ہوں۔ ہماری بچیاں ان کا بننا ٹھننا ان کا اٹھنا بیٹھنا ان کا آنا جانا بالکل ایسے ہو جیسے انگریز کی بچیاں۔ یہ ہمارے مسلمان نہ ہونے کی دلیل ہے۔ میرے بھائیو ان عیدوں کا یہ روزوں کا کیا فائدہ؟ اگر ہم میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ من تشبه بقوم فهو منهم (رواہ ابوداؤد' مشکوۃ کتاب اللباس عن ابی ھریرۃ) جو اپنے آپ کو کسی قوم جیسا بناتا چاہتا ہے وہ ان میں سے ہوگا۔ ومن يتولهم منكم فانه منهم (5 : المائدہ: 51) قرآن کہتا ہے جو ان سے دوستی لگائے گا ان کے شعار ان کے طور طریقے ان کے طرز زندگی کو پسند کرے گا۔ فانه منهم وہ ان میں سے ہوگا۔ تو اس لئے پہلی بات سب فرقے چھوڑ دو۔ ایک محمدی اسلام قبول کرو۔ جس میں کوئی کسی دوسرے کا نام نہ آئے۔ میرے بھائیو اگر کوئی فرقہ بنتا ہوتا۔ وہ صدیقی فرقہ بنتا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقابلے کا کون ہے۔ کون سا امام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقابلے کا ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ صدیقی اور فارقی اور عثمانی تو نہ بنے نقشبندی' چشتی' سہروردی قلندری' اور پکندری کچھ کے کچھ کیا کے کیا بن گے۔

میرے بھائیو! پہلی بات یہ ہے کہ اس سے توبہ کرو۔ اگر یہ حالت رہی تو اسلام ٹھیک نہیں۔ دوسرے اپنی تہذیب اور اپنے تمدن کو بدل دو انگریز کا نام و نشان اپنے خاندانوں میں سے' اپنے گھروں میں سے نکال دو۔ ان کی تہذیب اور ان کی ثقافت اور ان کا یہ اثر بالکل اس کا نام و نشان نہ رہے اگر آپ پر اس کا رنگ رہا اگر آپ پر انگریزی ثقافت اور اس کی تہذیب کا رنگ رہا تو میری بات آپ کو قبر میں بھی یاد آئے گی اور آخرت میں بھی یاد آئے گی آپ فیل ہو جائیں گے۔ میں آپ کو کیا عید کے مسائل بتاؤں؟ جب بنیاد ہی غلط ہے۔ انگریز کو جمہوری مسلمان سے ڈر نہیں لگتا۔ وہ جہاں جاتا ہے کہتا ہے جمہوریت قائم

کرو' جمہوریت قائم کرو اس کو پتا ہے کہ اگر مسلمان جمہوری بنے گا تو میرے جیسا ہی ہوگا۔ ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء(4 : النساء: 89) یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ہمارے جیسے بنے رہو تاکہ تم سے ہمیں کوئی خطرہ نہ ہو لیکن تم کیسے بنو۔ دیکھ لو بنیاد پرست۔ افغانستان سے کتنے ڈر گئے۔ روس بھی اور امریکہ بھی۔ حالانکہ امریکہ اور روس میں سانپ اور نیولے کی دشمنی ہے۔ لیکن دونوں نے بھانپ لیا چھوڑو اپنی دشمنی ہم تو دونوں کافر ہیں۔ یہ بنیاد پرست اگر مسلمان ایک ہوگئے ان میں جمہوریت ختم ہوکر پرانی بات آگئی۔ یہ اپنی بنیاد پر چلے گئے تو ہماری خیر نہیں ۔ لیکن جسے دیکھو جمہوری' جسے دیکھو جمہوری' جب تک جمہوریت کا تصور ہے اسلام کبھی آسکتا ہی نہیں۔

جمہوریت کیا ہے۔ ہمارے ننانوے فیصد پڑھے لکھے لوگ نہیں جانتے کہ جمہوریت کیا ہے۔ میرے بھائیو جمہوریت کفر ہے۔ جمہوریت کیا ہے الیکشن جمہوریت نہیں ۔ عوام کی رائے لینا جمہوریت نہیں۔ جمہوریت یہ ہے کہ چلے عوام کی جو عوام چاہیں وہ ہو۔ یہ جمہوریت ہے اور یہ کفر ہے۔ جب 47ء میں الیکشن ہوئے کانگرس اور مسلم لیگ کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل کر رہنا چاہتے ہیں یا علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اس کے لئے الیکشن ہوا وہ الیکشن بھی ٹھیک تھا شرعا ناجائز بالکل نہیں تھا۔ اس وقت ووٹ ڈالنے بھی ٹھیک تھے۔ کیوں کہ فیصلہ کیا کرنا تھا کہ ہم ہندوؤں کے ساتھ مل کر نہیں رہنا چاہتے لیکن اگر یہ کہ تمہیں اسمبلی بنانا ہے اور اسمبلی میں پھر قانون بنانے ہیں۔ چلے عوام کی' جو عوام کے منتخب نمائندہ ہوں وہ ملک کا قانون بنائیں۔ یہ کفر ہے خدا کہتا ہے۔ زمین میری آسمان میرا' بندے میرے' قانون کسی اور کا۔ اس سے بڑا کفر اور حرام خوری اور کیا ہو سکتی ہے جب بندے میرے ہیں' راشن میں دیتا ہوں زندگی اور موت میرے قبضے میں ہے میری زمین پر رہتے ہیں۔ تمہیں کیا حق ہے اپنی چلانے کا۔ اس زمین پر میرا قانون چلے گا۔ جو میں نے قرآن کی

صورت میں نازل کیا ہے۔ جمہوریت اس کو بالکل برداشت نہیں کرتی۔ جمہوریت کے لئے زمین کیا ہے۔ لادینیت بالکل غیر جانبداری' مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ جو عوام چاہیں اور یہ کفر ہے۔

میرے بھائیو! ہمارا پاکستان کیوں نہیں مسلمان ہوتا۔ اس لئے کہ یہاں سے جمہوریت نہیں نکلتی اور وقت بہت قریب آ رہا ہے' وقت بہت قریب آ رہا ہے۔ جب تمام ملکوں سے جمہوریت نکل جائے گی اور مسلمان مکہ میں جمع ہو کر تلاش کریں گے کہ مسلمان ساری دنیا میں مار کھا رہا ہے اپنا ایک خلیفہ منتخب کرو۔ چھوڑ دو اس جمہوریت کو' یہ لعنت ہے۔ جب تک جمہوریت کے پیچھے چلو گے انگریز تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ لیکن خیر اس سے پہلے پہلے ہمیں مسلمان ہو جانا چاہیے یہ میں نے آپ سے اگرچہ عید کے مسائل بیان نہیں کئے بنیادی بات بتا دی ہے۔ کہ آپ کے پاس اور فیل ہونے میں سب سے بڑا معیار یہ آپ کا اسلام ہو گا کہ آپ کس اسلام کو قبول کرتے ہیں۔ یہ اسلام قبول نہ کریں جو دیوبندیت اور بریلویت کی شکل میں شیعیت کی شکل میں' وہابیت کی شکل میں اور مختلف شکلوں میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اسلام وہ اختیار کریں جس کی Basic بنیادی چیزیں دو ہوں۔ قرآن اور حدیث' قرآن اور سنت' اللہ اور اس کا رسول۔ صحابہ مسلمان تھے۔ ان کا مذہب کیا تھا؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننا۔ قرآن اور حدیث پر عمل کرنا۔ آج بھی اسلام یہی ہے۔ چودہ سو سال کے بعد اسلام کا کوئی نیا ایڈیشن نہیں نکلا۔ کہ پہلے اسلام قرآن و حدیث ہو اور اب اسلام جو ہے قرآن و حدیث اور حنفیت اور پھر دیوبندیت پھر بریلویت اور پھر شیعیت۔ یہ کوئی اسلام نہیں۔ اسلام کا ایک ایڈیشن ہے۔ اور وہ صرف محمدیؐ ہے۔ تو اس لئے اس بات کو خوب توجہ سے سن لو دیکھئے میں جو باتیں عرض کر رہا ہوں اللہ کے ہاں سب کچھ ٹیپ ہو رہا ہے۔ جب آپ جائیں گے۔ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ یااللہ مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔ میں تو بے خبر

ہوں۔ یہ تقریر جو میں نے آپ کے سامنے کی ہے یہ ریکارڈ ہو گئی۔ آپ کے سامنے ہو گی۔ کہ فلاں وقت کو یاد کر تیرے کان میں یہ آوازیں پڑی تھیں کہ اپنے اسلام کو درست کر لے۔ آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہو گا۔ اس لئے میں نے بالکل Fundamental بالکل آپ سے بنیادی چیز عرض کی ہے۔ کہ نمازیں روزے حج زکوۃ بعد میں۔ سب سے پہلے اسلام صحیح ہو۔ سب چیزوں سے توبہ کریں کوئی دیوبندیت نہیں کوئی بریلویت نہیں کوئی شیعت نہیں۔ کوئی وہابیت نہیں۔ صرف ایک ہی اسلام اور وہ محمدی جو محمد ﷺ لے کر آئے تھے۔

میرے بھائیو ! اسلام کیا ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اسلام وہ نہیں جو Man-Made ہے۔ جو خانہ ساز ہے۔ جو گھروں میں بنایا ہے اسلام وہ نہیں۔ فقہیں کیا ہیں۔ فقہ حنفی ہو یا فقہ شافعی یا مالکی ہو یا حنبلی ہو۔ فقہیں کیا ہیں۔ یہ اشخاص یا لوگوں کی آراء ہیں۔ ان کی آراء ہیں اور کسی کی رائے دین نہیں ہوتا۔ کسی کی رائے دین نہیں ہوتا۔ جج کی ججمنٹ (Judgment) کے خلاف ہر وقت اپیل ہو سکتی ہے اس کو چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دین کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جو بات امام ابو حنیفہؒ نے کہی ہے وہ غلط بھی ہو سکتی ہے۔ جو بات امام شافعیؒ نے کہی ہے یا کسی اور امام نے کہی ہے غلط بھی ہو سکتی ہے۔ وہ دین نہیں۔ اس بات کو خوب سمجھ لو۔ پھر گھروں میں جا کر میری اس بات پر عمل کرتے ہوئے اپنی اصلاح کریں اور اپنے مذہب کو صحیح کریں۔ اور اس کے بعد قرآن و حدیث کا مطالعہ شروع کر دیں تاکہ آپ کو صحیح دین کی اطلاع ملے اور آپ کا عمل جو ہے وہ عین قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

باقی یہ مسئلہ آتے وقت اور راستہ اختیار کرنا چاہیے جاتے وقت اور راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ نبی ﷺ کی تعلیم ہے۔ یہ دو راستے مختلف راستے قیامت کے دن گواہ ہوں گے

دیکھو میرے بھائیو ! عید میں عورتوں کا لانا بہت ضروری ہے۔ نبی

ﷺ نے ام عطیہؓ سے کہا تھا کہ عورتوں کو گھروں سے نکالو جو کنواری جوان لڑکیاں ہیں ان کو بھی نکالو۔ حضرت ام عطیہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے بعض کے پاس پردے کے لئے بڑی چادریں نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک چادر میں دو دو عورتیں جائیں اتنی تاکید آپ نے فرمائی۔ پھر یہاں تک فرمایا بغیر کسی قسم کی شرم کیے ہوئے کہ جنہوں نے نماز نہیں بھی پڑھنی وہ بھی جائیں۔ خطبہ سنیں دعا میں شریک ہوں تاکہ مسلمانوں کا اجتماع ہو۔ (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب العیدین عن ام عطیہؓ)

جب دعا کریں سارے مل کر اور آپ کو کیا دعا کرنی چاہیے کہ یااللہ میرے دین کو درست کر دے۔ یہ بنیادی چیز ہے۔ اللہ مجھے ہدایت دے مجھے ہدایت دے مجھے اسی راہ پر چلا جو رجسٹرڈ راہ ہے۔ جو صراط مستقیم ہے۔ جو صحابہ کی راہ ہے۔اس راہ پر چلا اور دیکھو فرشتے قرآن مجید میں فاغفر للذین تابوا و اتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم (40 : المومن : 7) فرشتے کن لوگوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ سورہ مومن ہے پہلا رکوع ہے۔ اس میں صاف طور پر موجود ہے۔ فرشتے خدا سے کہتے ہیں کہ یااللہ ان لوگوں کو بخش دے جو اپنی پچھلی زندگی سے تائب ہو کر نئی زندگی میں داخل ہوتے ہیں اور تیری راہ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ کون سی ہے صحابہ کی راہ۔ صحابہ کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے فاغفر للذین تابوا اللہ ان کو بخش دے جو توبہ کریں' توبہ کے معنی باز آ جانا' واپس آ جانا و اتبعوا سبیلک اور تیری راہ پر چلتے ہیں۔ وقھم عذاب الجحیم یااللہ ! ان کو پاس کر دے دوزخ کے عذاب سے ان کو بچا لے۔ یہ فرشتے دعا کرتے ہیں تو ہمیں بھی یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہمارا راستہ بدل دے۔

میرے بھائیو ! راستہ ایک صحیح ہو سکتا ہے دو راستے کبھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ دیکھو ہم پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ لیکن ہم نے آج ابھی تک یہ نہیں دیکھا کہ

راستے مسلمانوں کے کتنے ہیں؟ ہم کہتے ہیں سارے ٹھیک ہیں۔ کسی پڑھے لکھے سے پوچھو کہ اگر راستے Tally نہ کریں۔ تین چار خط ایک دوسرے پر منطبق نہ ہوں۔ ہم ان کو سیدھے کہہ سکتے ہیں؟ سیدھے خط کی تعریف ہی یہ ہے کہ ایک کو اٹھاؤ دوسرے پر منطبق کردو۔ دونوں Coincide دونوں منطبق ہو جائیں۔ تو ایک ورنہ دو اور اگر دو ہو گئے ایک لازما جھوٹا ہے ایک سچا ہو گا۔ تو اس لئے راستہ صرف صحیح ایک ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ دیوبندی بھی صحیح ہو اور بریلوی بھی صحیح ہو۔ یا دونوں صحیح ہوں اور شیعہ غلط ہوں یا شیعہ صحیح ہوں' یہ غلط' یہ کبھی نہیں ہو سکتا یہ سب کیسے ٹھیک ہیں؟ راہ راست ایک دو نقطوں کے درمیان اللہ اور بندے کے درمیان خط مستقیم ایک ہو سکتا ہے۔ یہ جیومیٹری کا مسئلہ ہے جو بچے آٹھویں میں نویں' دسویں میں پڑھتے ہیں۔ ان سے پوچھ لو کہ دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم صراط مستقیم ایک لائن ایک ہو سکتی ہے۔ دو کبھی نہیں ہو سکتیں۔

اللہ اور بندے کے درمیان اسلام صرف ایک ہے اور وہ کون سا ہے۔ جس پر محمدی ٹھپہ ہو۔ ہر عمل کرنے سے پہلے دیکھیں ہماری نمازوں میں کتنا اختلاف ہے۔ کوئی کیسی پڑھتا ہے کوئی کیسی پڑھتا ہے۔ ہمارے مسئلوں میں کتنا فرق ہے کسی کا مسئلہ کسی قسم کا ہے کسی کا مسئلہ کسی قسم کا ہے۔ اور اللہ نے ایک اصول بنایا راستہ محمد ﷺ کا اور مسئلہ عمل جس پر محمدی مہر ہو۔ ارے کھرا نوٹ کون سا ہوتا ہے خواہ اس کا کاغذ تھرڈ کلاس ہو اور آپ کے جعلی نوٹ کا کاغذ بہت فرسٹ کلاس ہو' اس کا پرنٹ بہت اچھا ہو لیکن جعلی تو جعلی ہی کہلائے گا اور جو سرکاری پرنٹ کا بنا ہوا نوٹ ہو گا وہ کیسا ہی ہو وہ اصلی ہی ہو گا۔

عمل کون سا صحیح ہے۔ جس پر محمدی مہر ہے۔ نماز کون سی صحیح ہے۔ جس پر محمدی مہر ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلی (متفق

علیہ' مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب تاخیر اذان عن مالک بن حویرث ﷺ) تو حنفی نماز پڑھتا ہے' تو فلاں نماز پڑھتا ہے' نماز پڑھ وہ جو میں پڑھتا ہوں' نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ علی ھذاالقیاس۔ نکاح' طلاق' روزہ' حج' زکوۃ' تراویح ہر مسئلہ وہ جس پر محمدی مہر ہو یہ تو ہے آپ کا عقیدہ درست ہو جائے گا۔ اختلاف خودبخود ختم ہو جائیں گے اب ہمارے اختلاف کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی رسیاں مختلف طرف سے ہلائی جاتی ہیں۔ کوئی کسی کو Follow کرنے والا ہے کوئی کسی کو Follow کرنے والا ہے۔

میرے بھائیو ! یہی علاج ہے ہماری فرقہ پرستی کا ہمارے اختلاف کو دور کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ہم سارے اپنے باپ کے پیچھے لگ جائیں۔ چار بھائی آپس میں لڑتے ہوں لوگ کہیں گے تم پاگل ہو گئے ہو۔ جب تمہارا باپ موجود ہے جا کر فیصلہ کروالو۔ مسلمان لڑیں اور محمد ﷺ کی تعلیم زندہ موجود ہو۔ لیکن ہمارا محمدؐ پر ایمان ہی نہیں۔

میرے بھائیو ! جو عورت کسی سے زنا کرنے جاتی رہے۔ اس کا خاوند پر ایمان نہیں ہوتا۔ اگر خاوند پر ایمان ہو تو وہ کسی دوسرے کے پاس کیوں جائے۔ وہ جاتی ہی اس وقت ہے جب اس کا اپنا خاوند سے دل بجھا ہوا ہوتا ہے۔ جب لوگ نئے نئے مرشد نئے نئے پیر نئے نئے ہادی تلاش کرتے ہیں۔ کیوں؟ انکو اپنا پیر ﷺ بھول گیا۔ اور اگر کسی کا پیر محمد ﷺ ہو وہ کبھی بھوکا رہ سکتا ہے ؟ کسی کا ہادی کسی کا مرشد محمد ﷺ جیسا ہو۔ پھر وہ جھک مارتا پھرے۔ کبھی ادھر جائے کبھی ادھر جائے کبھی اس کو پکڑے کبھی اس کو پکڑے یہ بے وقوفی کی بات ہے۔ تو میرے بھائیو ! میں نے بڑے ڈھنگ طریقے سے بڑی Common Sence کی باتیں کی ہیں۔ لیکن بنیادی (Basic) جن کے بغیر گزارہ نہیں اور آپ کی بنیادی طور پر اصلاح بیان کی ہے۔

اب اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہمیں عمل کرنے کی توفیق دے اور ہماری اصلاح کردے اور اصلاح ہوگی تو ہم کیسے ہوں گے۔ صحابہؓ جیسے' ہمارے مذہب ختم ہو جائیں گے ہمارے فرق ختم ہو جائیں گے۔ اور ایک محمد ﷺ کی پیروی کریں گے۔

خطبہ نمبر 9

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویوتون الذکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولٰئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم ○ (9: توبہ: 71)

جو لوگ مومن نہیں ہوں گے۔ ان کے ساتھ پورا پورا حساب جیسا کہ غیروں سے حساب ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی نہیں ہوگا کہ ان پر ظلم ہو۔ کافر کے ساتھ بھی معاملہ بالکل حساب کے ساتھ ہوگا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جزاء بما کانوا یکسبون۔ (9: التوبہ: 82) یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ ظلم کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ البتہ رعایت کی صورت ہوگی اور رعایت صرف مومنوں سے ہوگی۔ مومن کون ہوتا ہے؟ یہ بات سمجھنے اور یاد رکھنے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو میں نے پڑھی ہے۔ بیان فرمایا ہے والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں ہوں وہ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ یہ مومن کی وضاحت ہو رہی ہے۔

مومن ایمان والا جسے کہتے ہیں۔ وہ کون ہوتا ہے؟ ایمان لانے کے بعد جب وہ خود مومن ہو جاتا ہے۔ اس کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور یہ چیز آج مسلمانوں نے چھوڑ دی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مسلمان ایک تبلیغی کام سے دور ہو گئے ہیں۔ جس سے اسلام مذہب جو ہے وہ تبلیغی نہیں رہا۔ عیسائیت جو کہ تبلیغی نہیں تھا وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کی مشنریز ہیں وہ بہت زبردست تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان جو ہے وہ بالکل اس سے عاری ہو گیا ہے۔ حالانکہ مومن کے لیے یہ ضروری ہے۔ اسکا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایمان کے زندہ ہونے کی علامت ہی یہی ہے۔ کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرے۔

اب آپ اندازہ کریں جب آدمی مومن ہوتا ہے۔ تو اسکے معانی کیا ہوتے ہیں۔ کہ دین اسکا ہو جاتا ہے۔ وہ دین اسلام کو اپنی چیز سمجھتا ہے اور دین اسلام کیا ہے؟ اللہ کا حکم ماننا۔ اس کے حکم کی خلاف ورزی ہو تو وہ برداشت نہیں کرتا اللہ کا حکم اس تک پہنچ جائے اور وہ آگے نہ پہنچائے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ جب انسان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دوسرے الفاظ میں کہہ لیں کہ تبلیغ کا کام نہیں کرتا۔ تو سمجھو جو اسکا ایمان ہے وہ مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کا ایمان بے حس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آجکل کے مسلمان ہیں۔ اب ہم لوگوں کو اس بات کا بالکل احساس نہیں ہے۔ کہ ہمارے گرد و پیش کیا ہو رہا ہے۔ لوگ دین کے خلاف کام کرتے ہیں یا دین کے موافق کام کرتے ہیں یا ہماری دوستی دین کے مخالفوں سے ہے۔ ہمیں اپنی دنیا کے مطلب سے سروکار ہے۔ ہمارا دنیا کا کام چلتا ہے۔ ہماری بلا سے اسلام رہتا ہے' نہیں رہتا ہے۔ اسلام کی عزت ہو یا اسلام کی ذلت ہو تو یہ چیز سوچنے کی ہے۔

دیکھئے علامتوں سے چیز پہچانی جاتی ہے۔ یعنی بیمار کا جب بھی علاج کیا جاتا ہے۔ تو حکیم آپ کو بہت سی باتیں پوچھتا ہے۔ وہ ان علامتوں سے آپ کی بیماری کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ بالکل اس طرح سے ہی ایمان جو ہے اسکی بھی علامتیں ہیں ان علامتوں سے ایمان کا پتہ چل جاتا ہے۔ کہ اس آدمی کے اندر ایمان ہے یا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے پہلی بات جو فرمائی وہ یہ ہے کہ مومن ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور یہ قدرتی بات ہے۔ یہ محبت جو ہے بالکل فطری چیز ہے۔ مومن کا مومن سے محبت کرنا۔ ان کا آپس میں ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا' رشتہ داری کے' کاروبار کے' میل جول کے' اٹھنے بیٹھنے کے' یہ تعلقات قدرتی بات ہے اور اگر اسکو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اسکا اسے کوئی احساس نہیں ہے۔ تو سمجھو کہ ایمان میں نقص ہے۔ اگلی بات تبلیغ کرنا امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا جو آدمی اس سے عاری ہو۔ سمجھو اسکا ایمان جو ہے وہ بھی مردہ ہے۔ اسمیں بھی جان نہیں۔

پھر اسکے بعد فرمایا ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور وہ زکوۃ دیتے ہیں۔ نماز قائم کرنا یہ تو ایک بہت ہی بنیادی چیز ہے۔ جو آدمی نماز نہیں پڑھتا' دنیا خواہ کچھ بھی کہے' زبردستی کوئی کرے تو اسکی مرضی ہے' ورنہ حقیقت میں آدمی مسلمان نہیں ہے اور بے نماز کی نجات بھی نہیں۔ اللہ کے رسولؐ کے پاس وفد ثقیف آیا اور مسلمان ہونے لگے۔ انہوں نے اللہ کے رسول سے کچھ رعائتیں چاہیں۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے بتوں کو آپؐ نہ توڑیں۔ ہم بت پرستی نہیں کریں گے۔ لیکن ان کو فی الحال توڑیں نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوگا۔ بتوں کو توڑا جائے گا۔ پھر کہنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ اگر آپؐ نے توڑنا ہی ہے۔ آپؐ یہ کام کریں ہم سے یہ کام نہ کروائیں۔ فرمایا یہ ہوسکتا ہے۔ میں اپنے آدمی بھیجوں گا۔ یہ بتوں کو توڑ دیں گے۔ تم نہ توڑنا۔ اسکے بعد انہوں نے کہا

کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف کر دیں۔ نماز کا بوجھ ہم پر نہ ڈالیں۔ ہمیں نماز سے چھٹی دے دیں۔ تو آپؐ نے کیا جواب دیا فرمایا جس دین میں نماز نہیں وہ دین ہی کوئی نہیں۔ یہ آپ نے جواب دیا۔ (رواہ ابی داؤد باب ما جاء فی خبر الطائف عن وھب بن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ' الرحیق المختوم ص 716)

اندازہ کر لیں آپ نے کتنی بڑی بات کہی کہ جس دین میں نماز نہیں ہے۔ وہ دین ہی کوئی نہیں ہے۔ تو آجکل کا مسلمان جو ہے۔ اسے بالکل قطعا کوئی پرواہ نہیں۔ میرا بھائی نماز نہ پڑھے' میرا باپ نماز نہ پڑھے' میری بیوی نماز نہ پڑھے' میرا کوئی رشتہ دار نماز نہ پڑھے' تو ہم سب کا اکھٹے رہنا سہنا اس بات سے ہمیں کچھ فرق نہیں پڑتا ہے۔ کوئی غیرت ہی نہیں آتی۔ تو نماز جو ہے بہت ہی ضروری ہے۔ بہت ہی ضروری ہے اور بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا۔ فان تابوا و اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین (9 : التوبہ : 11) وہ کفر سے' شرک سے توبہ کرکے نماز پڑھنے لگ جائیں اور زکوۃ دینے لگ جائیں پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

اب یہ کہنا کہ جب تک کہ وہ نماز نہیں پڑھتے دینی بھائی ہی نہیں ہیں۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ بے نماز سے رشتہ داری حرام ہے۔ بے نماز کو لڑکی دینا۔ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی کافر کو رشتہ دینا۔ دیکھو نا یہ قرآن کے لفظ ہیں آپ گھر جاکر اسکو دیکھ لیں۔ سورہ توبہ پہلا اور دوسرا رکوع ہے۔ گھر جاکر آپ اسکو پڑھ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ فان تابوا اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں۔ و اقاموا الصلوۃ اور نماز پڑھنے لگ جائیں اور و اتوا الزکوۃ زکوۃ دینے لگ جائیں۔ فاخوانکم فی الدین پھر تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اب جب کوئی دینی بھائی ہی نہیں۔ یعنی اخوت ہی ختم ہو گئی تو رشتہ داری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی یہ سمجھ لیں کہ جو آدمی اپنی لڑکی کا رشتہ بے نماز کو دیتا ہے۔ خواہ وہ

اسکا بھتیجا ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ اس کا بھانجا ہی کیوں نہ ہو۔ کتنا بھی قریبی کیوں نہ ہو۔ تو یہ سمجھ لو کہ اس نے غیر مسلم کو رشتہ دیا۔ قرآن اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ جب دینی اخوت ہی نہیں ہے۔

دین میں آنے کے بعد اسلام میں آنے کے بعد اسلامی اخوت سب سے بڑھ کر ہے اس کے مقابلے میں قومیت' وطنیت ان کی کوئی حقیقت نہیں مسلمان کے لیے سب سے بڑی چیز اخوت اسلامی ہے۔ اب آپ رشتہ داری کا اندازہ کر لیں۔ اب آپ جاٹ ہیں اور ایک سکھ بھی جاٹ ہے یا ہندو ہے' وہ بھی جاٹ ہے اب اگر آپ دینی اخوت کا خیال نہ رکھیں تو کیا خیال ہے۔ آپ ہندو کو رشتہ دے سکتے ہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب آپ مسلمان ہوں گے۔ تو اب آپ کے لیے اسلامی اخوت مقدم ہے۔ اسلامی برادری مقدم ہے۔ پہلے یہ چیز دیکھی جائے گی۔ پھر رشتہ داری کا سوال پیدا ہوگا۔ وہ آپ کا بھائی ہے' بھتیجا ہے' آپکا بھانجا ہے' آپکا کیا رشتہ دار ہے؟ اس کا سوال بعد میں پیدا ہوگا۔ سب سے پہلے اسلامی اخوت ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے اور یہ قرآن مجید ہے۔ سورہ توبہ ہے اور پھر اسکے علاوہ بے نماز اسلامی حکومت میں قتل سے بچ نہیں سکتا۔ یہ بھی سورہ توبہ کے پہلے رکوع میں ہے۔ فان تابوا واقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم (۹ : التوبہ : ۵) اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں نماز پڑھنے لگ جائیں اور زکوۃ دینے لگ جائیں۔ فخلوا سبیلھم پھر ان کو کچھ نہ کہو۔ ان کا راستہ چھوڑ دو وہ جہاں مرضی پھریں وہ مسلمان ہیں۔ اسلامی برادری میں شامل ہیں اور اس کا مطلب کیا ہو گا؟ کہ اگر وہ نماز نہیں پڑھتے تو پھر ان کو ملک میں پھرنے کی اجازت نہیں۔ جب بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ بے نماز ہے وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ اسکو جب بھی قتل کرنا چاہو قتل کر سکتے ہو۔ کیونکہ اس کو اسلام کی جو ایک رعایت ہوتی ہے وہ حاصل نہیں رہی اب یہ دیکھیں۔ عبداللہ بن ابی جو منافق تھا۔ کافروں سے بھی بڑا منافق تھا اور قرآن مجید میں بڑی

وضاحت کے ساتھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو منع کیا کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنا اسکی قبر پر جا کر بھی کھڑے نہیں ہونا۔ یہ بڑی سختی کا معاملہ ہے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اسے قتل نہیں کیا کیونکہ نماز پڑھتا تھا اور اگر کسی نے کہا بھی۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ اللہ کے رسول فرماتے کہ نہ' لوگ کہیں گے یہ نمازیوں کو قتل کرتا ہے۔ اندازہ کریں اللہ کے رسول ﷺ کو کیا چیز مانع تھی؟ منافقوں کے قتل سے کیا چیز مانع تھی۔ صرف نماز! اور بھی کئی موقعے ایسے آئے ایک آدمی کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے قتل کردوں فرمایا کہ نہیں یہ نماز پڑھتا ہے۔ اسے قتل نہیں کر سکتے تو اس کے معانی یہ کہ جو نماز نہ پڑھے' اسلامی حکومت ہو' وہ فوراً قتل کیا جاسکتا ہے۔ اس کو پوچھا جائے گا وہ مان جائے تو ٹھیک ورنہ قتل۔ وہ اسلامی حکومت میں رہ سکتا ہی نہیں۔

تو مومن جو ہیں پہلی بات یہ بیان ہوئی کہ مومن ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ ان کے آپس میں تعلقات ہوتے ہیں' ان کے رشتے ناطے ہوتے ہیں۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ وہ مومن کبھی بھی ایسا نہیں ہو گا کہ وہ تبلیغ نہ کرے تبلیغ کے معانی یہ ہیں کہ آپ کے سامنے برائی ہو رہی ہے۔ آپ اس کو نہ روکیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ جس میں ایمان ہوگا وہ لازما روکے گا۔ اس سوسائٹی سے' اس دوست سے' اس ماحول سے علیحدہ ہو جائیگا۔ دل سے اس سے نفرت کرے گا۔ بالکل کٹ آف (Cut off) ان سے کوئی تعلق اس کا نہیں ہو گا اور اگر اسے کوئی چیز معلوم ہے کہ حق یہ ہے۔ اسکو لوگوں میں پھیلائے گا۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جو یہ کام نہیں کرتا اس کا ایمان ناقص ہے۔ پھر نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا۔ پھر آگے نتیجہ یہ نکالا۔ اولئک سیرحمھم اللہ یہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا رحم ہوگا۔ اب آپ نے اندازہ کر لیا۔ ویسے تو ہر آدمی کہتا ہے کہ میری بخشش ہو جائے۔ اللہ مجھے معاف کر دے۔

اللہ نے اسکا قانون بیان کر دیا کہ میں جو رعایت کروں گا۔ میری رعایت کن لوگوں کے ساتھ ہوگی۔ ان لوگوں کے ساتھ کہ جن کے اندر ایمان ہے اور ایمان کی باتیں ہیں جو میں نے عرض کی ہیں کہ اس میں تبلیغ کا مادہ ہو وہ کبھی چپ نہیں رہے گا۔ مومن جو ہے یعنی صاحب ایمان بالکل یہ سمجھ لیں جیسا کہ بو ہوتی ہے یا خوشبو ! اگر خوشبو ہے تو دوسرے کو مہک لازمی آئے گی اور اگر دوسرے کو خوشبو نہیں آ رہی اور آپ کے پاس خوشبو ہے تو آپ مغالطے میں ہیں۔ وہ خوشبو نہیں ہے۔ کیونکہ اگر آپ کے پاس خوشبو ہو تو لازمی چیز ہے دوسرے کو خوشبو آئے گی اور اگر دوسرے کو خوشبو نہیں آرہی تو آپ کے پاس خوشبو نہیں ہے۔ بالکل ایمان کی یہی صورت ہے۔ ایمان ایک روشنی ہے۔ ایمان ایک خوشبو ہے۔ اگر یہ آپ کے پاس ہوگا تو لازما اس کا اثر دوسرے پر پڑے گا اور اگر آپ کا اثر دوسرے پر نہیں پڑ رہا تو اس کے معانی یہ ہوں گے۔ کہ آپ کے پلے کچھ نہیں۔ آپ کا ایمان بجھ چکا ہے۔ اس کی روشنی اسکا نور ختم ہو چکا ہے۔ اگر اس کو خوشبو سے مثال دیں تو اسکی خوشبو مردہ ہو چکی ہے۔ خوش بو ختم ہو چکی ہے وہ بالکل بے جان ہے۔

میں یہ باتیں اس لیے عرض کر رہا ہوں۔ دیکھئے ہم لوگوں کے لیے ایک امتحان درپیش ہے اور یہ جمعہ اسی سلسلے میں پڑھا جاتا ہے۔ نمازیں بھی ہم پڑھتے ہیں اور اس سلسلے میں ہم بہت سے کام کرتے ہیں۔ باقی کام تو چپکے سے ہوتے ہیں روزہ ہے رکھ لو' نماز ہے پڑھ لو۔ لیکن جمعے میں ساتویں دن خطیب کھڑا ہوتا ہے اور پھر لوگوں کو سمجھاتا ہے۔ یہ سمجھانا کیا ہے؟ تاکہ لوگوں کو پتہ تو لگے کہ کورس کیا ہے؟ نجات کیسے ہوگی؟ پکڑا کون جائے گا؟ اور چھٹے گا کون؟ یعنی یہ جمعہ اس لیے ہے کہ ہمیں پتہ لگ جائے کہ اگر ہم پاس ہونا چاہیں اس کا کیا طریقہ ہونا چاہیے۔ ہم کیسے پاس ہو سکتے ہیں؟ اور جو لوگ فیل ہوں گے ان کے ساتھ یعنی کیا سلوک ہوگا؟ کیا رعایت ہوگی یا نہیں ہوگی؟ دیکھو ناں اللہ نے آیت

بیان کرکے فرمایا۔ لولٰئک سیرحمھم اللہ اللہ ان پر رحم کرے گا۔ ظاہر ہے گناہ تو ہر ایک سے ہوتا ہے۔ یعنی گناہ سے کوئی پاک ہی نہیں ہے ہر آدمی سے تھوڑی بہت غلطی ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء سے بھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں سن لیں۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ میں روز سو مرتبہ استغفر اللہ پڑھتا ہوں۔ سو دفعہ استغفر اللہ' استغفر اللہ اللہ میں تیری بخشش مانگتا ہوں۔ اللہ میں تیری بخشش مانگتا ہوں۔ اسلئے کہ انسان سے کچھ نہ کچھ کوتاہی' کمزوری اپنی شان کے اعتبار سے ہو ہی جاتی ہے۔ ظاہر ہے نبی سے وہ گناہ تو نہیں ہوتے۔ جیسے گناہ ہم لوگ کرتے ہیں۔ لیکن اتنی بات تو ہو جاتی ہے۔ کہ جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ اس سے ذرا بات ہٹ کر ہوجائے اور نبی کے لئے یہی گناہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس میں بڑے بڑے امیر لوگ بیٹھے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان سے بات کر رہے تھے۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ایک نابینا شخص تھا وہ آگیا۔ اس نے آکر کوئی مسئلہ وغیرہ پوچھنا تھا آکر اس نے بات شروع کردی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بہت برا منایا کہ یہ لوگ پہلے ہی کہتے ہیں کہ اے محمدؐ! ہم تیری مجلس میں آ تو جایا کریں۔ لیکن یہ جو غریب لوگ ہیں۔ ان میں بیٹھنا اس سے ہمیں بہت شرم محسوس ہوتی ہے۔ ہمارے لیے علیحدہ مجلس ہونی چاہیے۔ کم از کم آپ ان کو ہٹا دیا کریں۔ جب ہم لوگ آیا کریں۔ سردار جو بڑے چوہدری ٹائپ کے تھے کہنے لگے جب ہم آئیں تو ان کو آپؐ ہٹا دیا کریں۔ اللہ کو یہ بات بڑی ناپسند آئی۔ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ اے نبیؐ! ان لوگوں کو جو صبح شام خدا سے دعائیں کرتے ہیں ان کو بالکل نہیں ہٹانا۔ یریدون وجھہ یہ کسی لالچ کے لیے ایسا نہیں کرتے۔ یریدون وجھہ یہ اللہ کے دیدار کے لئے اللہ کو راضی کرنے لیے دن رات دعائیں کرتے ہیں۔ ما علیک من حسابھم من شئی وما من

حسابک علیھم من شئی تو اپنے افعال کا ذمہ دار ہے۔ یہ اپنے افعال کے ذمہ دار ہیں۔ ہم تجھ سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ فلاں کیوں نہیں مسلمان ہوا۔ اسلئے ان کو نہیں ہٹاتا فتطردھم جب تیری ذمہ داری ہی نہیں کہ یہ لوگ مسلمان ہوں تو پھر تو ان کو کیوں ہٹائے اپنے پاس سے فتکون من الظلمین اگر تو نے ان کو ہٹا دیا تو تو ظالم ہو جائے گا۔ (6 : الانعام :52' 53)

یہ قرآن مجید کی سورہ انعام ہے۔ ان کو بالکل نہیں اٹھاتا بے شک سردار آئے اور آکر کھڑا رہے لیکن غریب کو کبھی اپنے پاس سے نہیں اٹھاتا ہے کہ بڑا آدمی آگیا ہے۔ اب چلو چھوٹے چھوٹے یہ بالکل نہیں کرتا۔ اب ہوا یہ کہ بڑے بڑے چوہدری حضرات۔ تو عبد اللہ بن ام مکتوم' ایک نابینا کچھ شرماتا بھی کم ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ شرم بھی کچھ زیادہ تر آنکھ کی ہوتی ہے۔ تو وہ آئے اور آکر انہوں نے اللہ کے رسول سے مسئلہ پوچھنا شروع کردیا۔ اللہ کے رسول کو یہ بات بری لگی۔ کہ اللہ کے بندے تو تو اپنا تھا تو کسی اور وقت آ جاتا۔ مسئلہ پوچھ لیتا۔ تو نے دخل در معقولات آکر شروع کر دی تھی۔ آپؐ کی پیشانی پر ذرا تیور چڑھے۔ آپؐ کچھ ناراض سے ہوئے۔ اللہ نے فورا قرآن میں آیتیں اتار دیں۔ عبس وتولی ○ ان جاءہ الاعمی ○ (80 : عبس : 1-2) تیری پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس وجہ سے کہ تیرے پاس نابینا آگیا ہے۔ اس پر اللہ نے تنبیہہ کردی کیوں ؟ پہلے قانون طے ہو چکا تھا کہ امیر کے لئے علیحدہ مجلس بالکل قائم نہیں کرنی۔ میرا دین سب کے لیے ہے۔ جیسے بارش' اب بارش میں خدا کوئی امتیاز رکھتا ہے۔ کہ امیروں کے لئے ہو اور غریبوں کے نہ ہو اس پر ہو اس پر نہ ہو۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اسکو بارش سے مثال دی ہے۔ فرمایا یہ امیر اور غریب کے لئے یکساں ہے اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ لہذا کسی کو ہٹا دینا کسی کو اٹھا دینا۔ کہ تو نہ آیا کر تو نہ آیا کر یہ بالکل نہیں۔

امام بخاریؒ جب اپنی کتاب بخاری شریف لکھ چکے اور سفر کر کروا کے

احادیث کا ذخیرہ جمع کر لیا تو اپنے علاقے میں آکر جب ٹھہرنے لگے تو ان کی شہرت بڑی تھی۔ آپ حیران ہوں گے۔ نوے ہزار آدمیوں نے امام بخاری سے بخاری پڑھی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ میرے گھر آکر میرے بیٹے کو پڑھا جایا کریں۔ پھر ظاہر ہے انعامات کی حد نہیں ہوتی۔ کتنی ٹیوشن فیس ہو گی کیا ہو گا۔ اسکا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں تیرے گھر جا کر تیرے بیٹے کو پڑھاؤں۔ اگر تیرے بیٹے نے پڑھنا ہے تو مسجد میں آئے۔ میں تیرے گھر نہیں جاؤں گا۔ پیاسا چل کر کنویں کے پاس آتا ہے اگر تمہیں پیاس ہے۔ تو پانی کے پاس پہنچو کنواں چل کر نہیں جائے گا۔ تمہیں چل کر کنویں کے پاس جانا پڑے گا پانی لینے کے لئے۔ بادشاہ کو یہ بات بری لگی۔ لیکن اس نے کہا چلو اچھا اگر آپ کو کوئی فرصت نہیں۔ آپ اسکو پسند نہیں کرتے تو پھر کم از کم میرے بیٹے کو سبق علیحدہ پڑھایا کریں۔ یہاں ہمارے درس کا سلسلہ شروع تھا۔ بعض ذرا جو بڑے قسم کے لوگ تھے افسر ٹائپ تو وہ بھی ایک دو دفعہ سن گئے۔ ان کو محسوس تو ہوا کہ یہ تو بڑی مفید چیز ہے۔ اگر ہم ترجمہ سنیں ہمیں بہت زیادہ فائدہ ہے۔ لیکن وہ کہنے لگے اگر ہم آنا شروع کردیں تو پھر عام لوگوں سے واقفیت ہو جائے گی۔ پھر ہر کوئی سفارش کرے گا بڑی بے تکلفی سی ہو جاتی ہے۔ پھر عام لوگ جو ہیں کبھی کوئی آگیا پھر ہر ایک ہی دوست بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے ہمارے لئے یہ مجبوری ہے ہم آ نہیں سکتے دل تو چاہتا ہے۔ تو اسنے بھی کہا کہ میرا لڑکا مسجد جائے گا۔ اب سب کہیں گے میرا کلاس فیلو ہے۔ میرا کلاس فیلو ہے اور ہر ایک ہی کہے گا۔ میری سفارش کر میری سفارش کر۔ تو میں لڑکے کو مسجد میں بھیج دیا کروں گا آپ علیحدہ پڑھایا کریں۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ تو بس سب کے لئے برابر ہے۔ میں پڑھاؤں گا جہاں غریب بیٹھا ہے وہاں ہی تیرا لڑکا آکر بیٹھے گا' یہ نہیں ہو گا۔ اس نے کہا اچھا تو بہت بگڑا ہوا مولوی ہے۔ بس پھر اس

نے کسنا شروع کر دیا۔ وہ ہجرت کرکے ملک ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ (تذکرۃ المحدثین ص: 161)

اللہ کو یہ بات نبی ﷺ کی پسند نہ آئی حالانکہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ پر کچھ دل میں خفگی محسوس کریں اور ان کی پیشانی پر بل پڑیں۔ اللہ نے قرآن مجید میں عبس وتولی ○ ان جاء ہ الاعمی ○ وما یدریک لعلہ یزکی○ او یذکر فتنفعہ الذکری○ (80 : عبس: 1 - 4) بلکہ فرمایا! کہ تجھے کیا پتہ ہے۔ اس بیچارے کو یہ مومن ہے۔ یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا ہے۔ یہ مسئلہ پوچھے گا تو اس پر عمل کرے گا اور یہ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور پھر تیرے پاس آتا ہے۔ اس سے کیا توقع ہے کہ یہ ہدایت پائے گا۔ بڑائی والے اور تکبر والے کو دین نصیب نہیں ہوتا۔ میں نے آپ کو کئی دفعہ وہ قرآن مجید کی آیت سنائی ہے۔ یہ تکبر جو ہے یہ بہت بری چیز ہے۔ بہت بری چیز ہے اور علم کے لیے تو یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ تو اس قسم کی باتیں جو ہیں وہ ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالی کی معافی جو ہوگی۔ وہاں ہر بندہ کچھ نہ کچھ غلطی کر بیٹھتا ہے۔ جبکہ انبیاء بھی اپنی شان کے لحاظ سے ان سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالی معاف کر دیتے ہیں۔ اب دیکھو نا! کتنی جلدی معافی ہے۔

موسی علیہ السلام نے دیکھا کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی بنی اسرائیل کے ایک آدمی کو مار رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے آدمی نے ان سے فریاد کی تو موسی علیہ السلام نے قبطی کو ایک مکہ مار دیا۔ اب اتفاق یہ کہ ایک ہی لگا اسکی جان نکل گئی۔ کسی ٹھکانے لگ گیا یا وہ تھا ہی کمزور۔ موسی علیہ السلام میں اللہ نے قوت ہی اتنی رکھی تھی برداشت نہ کر سکا وہ مرگیا۔ اب کیا نتائج نکلیں گے۔ وہ تو علیحدہ بات ہے۔ موسیؑ کو معا یہ خیال آیا۔ حالانکہ یہ گناہ نہیں ہے۔ وہ ایک پر ظلم کر رہا ہے۔ موسیؑ ایک کی حمایت کر رہے ہیں اور کوئی لمبا چوڑا مارا

بھی نہیں ہے۔ ایک مکہ مارا ہے اور وہ مر گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کو فوراً خیال آیا اور کہنے لگے۔ رب انی ظلمت نفسی یا اللہ میں تو گناہ کر بیٹھا۔ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی (28 : القصص : 16) یا اللہ میں اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھا۔ فاغفرلی مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فغفرله میں نے اس کو بخش دیا۔ ساتھ ہی ذکر کر دیا۔ انہوں نے کہا۔ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی اللہ مجھ سے غلطی ہو گئی اور میں اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھا۔ میں مکہ مار بیٹھا اور یہ مر گیا۔ تو یہ مجھ سے ایک ناحق کا خون ہو گیا۔ فاغفرلی مجھے بخش دے اللہ نے فوراً کہا فغفرله ہم نے اس کو بخش دیا۔ اللہ نے اس کو معاف کر دیا۔

اب آپ اس بات کو سوچیں کہ ہم میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ وہاں جا کر میری بخشش ہو جائے۔ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو کہے کہ میں بغیر خدا کی رحمت کے' بغیر خدا کی بخشش کے' بغیر خدا کی نرمی اور رعایت کئے پار چلا جاؤں گا' پاس ہو جاؤں اور نکل جاؤں گا۔ یہ کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جب اللہ کے رسول نے یہ بیان فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے عملوں کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتا۔ جب تک کہ اللہ کی مغفرت' اسکی رحمت' اسکو نہ ڈھانپ لے۔ خدا کی رحمت ہی ہو تو وہ بچے۔ خدا کی رحمت ہی ہو تو اس کی نجات ہو۔ ورنہ اگر کوئی چاہے کہ میں اپنے اعمال کی وجہ سے پاس ہو جاؤں اور جنت میں چلا جاؤں کوئی ایسا نہیں۔ تو صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے گناہ بھی کوئی نہیں کیا اور پھر یہ ہے کہ دن رات نیکی' نیکی پر نیکی خدا کی عبادت اور پھر خدا کے دین کے لیے کتنی تکلیفیں اٹھانا' پوچھا آپؐ! آپکی بھی نجات نہیں ہوگی۔ حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے۔ اور فرمایا الا ان یتغمدنی الله برحمته جب تک اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ نہ لے میں بھی بچ نہیں سکتا۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الصلاۃ والملومة علی العمل عن عائشه رضی الله عنها) کیوں ؟ اب آپ سوچ لیں۔ دیکھو کوئی آدمی اگر

چوبیس گھنٹے نماز ہی پڑھے۔ حالانکہ ہو نہیں سکتا یہ۔ لیکن فرض کر لیں۔ اگر ایک آدمی چوبیس گھنٹے نماز ہی پڑھے۔ ذکر ہی کرے۔ کوئی اور بات اپنی زبان پر نہ لائے۔ سوائے ذکر کے' اللہ کے نام کے۔ تو کوئی کہے گا کہ دیکھو کتنا بڑا کام کیا ہے۔ میں نے کتنی عبادت کی ہے کتنی محنت کی ہے۔ وہ اللہ کے پاس جائے اور جا کر یہ کہے یا اللہ میرے یہ اعمال لے لے اور مجھے جنت دے دے۔ میں نے تو کوئی کام سوائے نیکی کے کیا ہی نہیں۔ خدا کہے گا طاقت کس نے دی تھی۔ پہلے اس کا حساب دے اور گیا۔ یا تو کوئی چیز اپنی ہو ناں اپنی ذاتی پھر آپ کہیں کہ میں نے ایسا کر لیا پھر خدا کہے۔ ہاں بھئی ٹھیک ہے۔ یہ تو تیرا ووٹ ہے۔ اسلیے تو ہے اگر آپ زبان سے سبحان اللہ' الحمدللہ' اللہ اکبر کہیں تو اسکو بھی خدا کا فضل سمجھیں کہ آپ کے منہ سے یہ نکل گیا۔ آپ کی توجہ اس طرف آگئی۔ آپ کو یہ یاد آگیا۔ آپ نے یہ کلمہ زبان سے کہہ دیا۔ تو یہ اللہ کی توفیق ہے۔ اگر اللہ توفیق نہ دیتا تو پھر آپ کہاں سے کہہ لیتے۔ دیکھو ہم دیکھتے نہیں ہیں۔ ہمارے جیسے کتنے لوگ ہیں جو نماز ہی سرے سے نہیں پڑھتے۔ اب اگر آپ نماز پڑھتے ہیں تو یہ اللہ کا فضل ہے۔ کہ اللہ نے آپ کو توفیق دے دی۔ اس لئے کوئی آدمی اعمال کے اپنے زور سے اگر چاہے کہ میں جنت میں چلا جاؤں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بغیر خدا کی رحمت کے' بغیر خدا کی مغفرت کے کوئی قطعا امید نہیں لیکن خدا کی رحمت' خدا کی مغفرت' خدا کی رعایت' خدا کی نرمی کس کے ساتھ ہو گی۔ اللہ کا یہ معاملہ مومنوں کے ساتھ ہو گا۔ کیونکہ مومن اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا (2 : البقرۃ : 256)

آپ سوچیں یہ بات اللہ ولی الذین آمنوا اللہ مومنوں کا دوست ہے۔ دیکھو افسری ماتحتی والی بات نہیں ہے۔ خدا احکم الحاکمین حاکموں کا حاکم ہے لیکن خدا کیا کہتا ہے کہ میں مومن کا دوست ہوں اور آپ حیران ہوں گے' حدیث میں آتا ہے۔ دربار لگے گا خدا کی ذات عرش پر جلوہ افروز ہوگی۔ خدا

مومن کو جس کے ساتھ خدا کی محبت ہوگی۔ دوستی ہو گی۔ خدا بلائے گا۔ عرش کے اوپر اور اس سے آہستہ سے پوچھے گا۔ کہ کیا تو نے یہ گناہ کیا؟ وہ کہے گا ہاں یا اللہ کیا۔ خدا کہے گا جا تجھے معاف کردیا۔ دیکھو پہلی بات تو یہ یہاں اللہ کے رسولؐ نے بیان فرمائی کہ خدا مومن کو وہاں رسوا نہیں کرے گا۔ ورنہ آپ اندازہ کرلیں۔ میں آپکے سامنے مولوی ہوں آپکو جمعے پڑھاتا ہوں۔ اب آپ کو میرے اندرونی حالات کا کوئی پتہ نہیں۔ خدا مجھے کسی گناہ پر پکڑ کر سب کے سامنے جتنے میرے پیچھے نمازیں اور جمعے پڑھنے والے ہیں ننگا کرے۔ اس سے بڑی ذلت اور رسوائی کیا ہوسکتی ہے۔ اسی لیے ابراھیم علیہ السلام کی دعا تھی۔ ولا تخزنی یوم یبعثون (26 : الشعراء : 87) یا اللہ قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ یہ رسوائی بہت بری چیز ہے۔ اللہ اس مومن کو اپنے پاس بلائے گا اور اس کو آہستہ سے کہے گا کہ کیا تو نے یہ گناہ کیا۔ بڑے گناہ کا نام نہیں لے گا۔ چھوٹے سے گناہ کا نام لے کر کہے گا۔ کہ تونے یہ گناہ کیا بندہ کہے گا۔ ہاں یا اللہ یہ غلطی بھولے سے ہو گئی تھی۔ اللہ کہے گا جا تجھے معاف کیا۔ بس جیسے معمولی سا انٹرویو لینا ہوتا ہے۔ خدا اسے چھٹی کر دے گا کہ جا وہ جائے گا اور خوشی میں ہنسے گا۔ اللہ تعالی اس سے پوچھیں گے یہ تو ہنستا ہے سنا کیا بات ہے۔ وہ کہے گا۔ یااللہ میں تو بہت ڈرتا تھا تجھ سے کہ اگر خدا نے میرا حساب لیا۔ تو میرا کیا بنے گا۔ اللہ ! میں اس پر خوش ہوں کہ خدا نے میرا ہلکا سا حساب لے کر مجھے چھوڑ دیا۔ اس وقت خدا یہ بات کہے گا۔ کہ اے بندے تو مومن تھا اور مومن کا خدا دوست ہے اور دوست دوست کو کبھی ذلیل اور رسوا نہیں کرتا۔ (مشکوۃ کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق باب الحساب و المیزان) کبھی دوست بھی کسی دوست کو رسوا کرتا ہے۔ دوست کی تو آدمی عزت کا اتنا خیال کرتا ہے۔ جیسا کہ اپنی عزت کا خیال ہوتا ہے۔ تو میرے بھائیو ! یہاں جو آیت بیان کی ہے اللہ تعالی نے اور موسی علیہ السلام سے بھی فساکتبھا للذین یتقون ویوتون

الزکوۃ والذین ھم بایتنا یومنون (7 : الاعراف: 156) موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا تھا یا اللہ و اکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ انا ھدنا الیک اللہ نے فرمایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یا اللہ! ہمارے لیے حسنۃ لکھ دے بنی اسرائیل کے لیے دعا کی۔ اللہ نے فرمایا کہ نہیں مومن کے لیے لکھوں گا۔ خواہ بنی اسرائیل سے کوئی ہو یا امت محمدیہ میں سے کوئی ہو اور ایمان پھر کیا چیز ہے؟ وہی یہاں ذکر سن لیں اور ان باتوں کو زندہ کرنے کی کوشش کریں۔ ویسے تو قرآن مجید میں مختلف پیرائیوں میں مختلف جگہ ایمان کی وضاحت مختلف الفاظ میں کی ہے۔ یہاں کی وضاحت بھی سنئیں۔

والمؤمنون والمؤمنات بعضھم لولیاء بعض (9 : التوبہ 71:) مومن مرد ہوں مومن عورتیں ہوں انکی آپس میں بڑی محبت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ مسلمان مسلمان کی عزت کا مسلمان مسلمان کے مال کا مسلمان مسلمان کی جان کا ایسے ہی محافظ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کوئی وارث محافظ ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے آپس میں اولیاء ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ جو مومن ہو گا اور برائی سے وہ روکے گا۔ اب آپ اندازہ کر لیں۔ اس معاملے میں تو ہم قریب قریب بالکل ختم ہو گئے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا معاملہ تو ہم نے بالکل ہی چھوڑ دیا ہے اور یہ ایمان کی زندگی کی علامت ہے۔ میں نے یہ بات پہلے بھی بیان کی ہے کہ لوگوں کو دیر سے آنے کی عادت ہے ایک دن چھوٹے ہیں۔ سردی کا موسم ہے۔ بس نماز پڑھنے کے لیے آتے ہیں پھر اگر نماز ہی پڑھنی ہو تو پھر جمعے کے دن کتنا گھاٹا ہے کتنا نقصان ہے۔ کہ چار فرضوں کے دو فرض آپکو جلدی آنا چاہیے ساتویں دن تو ہے کوئی ڈیلی (daily) تو ہے نہیں کہ روز کی بات ہے جی اتنی پابندی بڑی مشکل ہے آدمی آئے اور آکر کچھ سنے

کچھ زنگ دور ہو۔ انسان کا ذہن کھلتا ہے۔ ایمان تازہ ہوتا ہے۔ دین سیکھتا ہے بہت کچھ انسان حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن دیر سے آنے میں کتنا نقصان ہے۔ ہم بھی نکلتے ہیں اور آپ بھی آکر بس کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں کرتے۔

تو زندہ ایمان کی علامت کیا ہے۔ زندہ ایمان کی علامت یہ ہے کہ اس کے ایمان سے دوسروں کو ایمان ملے! جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلتا۔ جیسے آگ کی روشنی سے دوسروں کو بھی روشنی مل جاتی ہے۔ جیسے آپ کی خوشبو سے دوسرے کو بھی خوشبو آتی ہے۔ زندہ ایمان کی یہ علامت ہے کہ آپ کے پڑوس میں آپ کے ماحول میں۔ آپ کے گردو پیش میں جہاں آپ رہتے ہوں گے۔ وہاں لوگوں پر آپکا لازما اثر پڑے گا۔ آپ کے عقائد کو لوگ سمجھیں گے۔ آپ کے کردار کو آپ کی سیرت کو۔ آپ کی زندگی کو دیکھ کر لوگ سدھریں گے اور اگر یہ کام نہیں ہو رہا۔ تو سمجھ لو آپ کا ایمان بے نور ہے۔ آپ کا ایمان اس کے اندر خوشبو نہیں ہے۔ آپ کا ایمان جو ہے وہ بالکل بے حس اور مردہ ہے اور اللہ نے جن کے بارے میں یہ فرمایا کہ میری ان پر رحمت ہوگی۔ میں ان کے ساتھ بڑا نرمی کا سلوک کروں گا۔ ان کی یہ خوبی بیان کی ہے۔ کہ مومن کون ہوتا ہے جو تبلیغ کرتا ہے اور تبلیغ کے لیے دیکھئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ دوست بنائیں ایک دو تین چار اپنے ماحول میں اور نیت یہ رکھیں کہ اس آدمی کو (convert) کرنا ہے۔ یہ بیچارہ بریلوی ہے بے خبر ہے اور بریلوی واقعتاً بے خبر ہوتے ہیں۔ یقین جانیں مولوی ضرور مجرم ہے۔ بریلوی عوام بیچارے بے خبر ہیں اور بریلویت کیا ہے۔ بتی گل کر دو بریلویت ہی بریلویت۔ علم نہ ہو۔ اب آپ چلے جائیں۔ منڈی یزمان چلے جائیں۔ میں نے جاکر دیکھا ہے جہاں جہالت وہاں بریلویت۔ وہاں بریلویت کے لئے کسی نے تبلیغ کی ہے۔ کسی تبلیغ کی ضرورت ہے ہی نہیں۔ تبلیغ کی ضرورت اسکے لئے ہے نہیں اور اسی لئے آپ دیکھتے ہیں اہل حدیث بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ بڑی مشکل سے بڑی مشکل

سے بڑی محنتوں کے بعد' اور مدتوں کے بعد جاکر ہوتا ہے اور بریلویت کیا ہے ؟ بتی گل کردو' علم اٹھا دو' قرآن حدیث کا وعظ نہ ہو بس بریلویت ہی بریلویت ہے۔ خود رَو گھاس کی طرح سے آپ نے دیکھا نہیں یہ زمیندار لوگ۔ دیکھو خود رو گھاس کو مارتے ہیں۔ جو خودرو گھاس ہوتا ہے۔ جہاں وہ اپنے بوٹے لگاتے ہیں وہاں خود رو گھاس کو کبھی نہیں اگنے دیتے۔ ساری زمین کی طاقت وہ کھینچ لیتے ہیں۔ وہ اس کی جڑیں نکالتے رہتے ہیں اور اس کو صاف کرتے رہتے ہیں اور جو اپنا بوٹا لگایا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو پانی دیتے ہیں۔ اس کو کھاد دیتے ہیں۔ اسکی حفاظت کرتے ہیں اور سب سے بڑا خیال یہ ہوتا ہے کہ اس کے اردگرد خود رو چیزیں نہ ہوں۔ خود رو چیزوں سے اسکی طاقت کمزور ہوجائے گی اور وہ طاقت جو ہے زمین کی ساری کی ساری وہ کھینچ لے گی۔

اور یہی حال ہمارے بریلوی بھائیوں کا ہے۔ شیعہ دوستوں کا ہے۔ اب ان کا بدعتوں پر زور اپنے بنائے ہوئے دین پر زور اور جو محمدؐ لے کر آئے تھے اسکا پتہ ہی کچھ نہیں کہ محمدؐ کا دین کیا تھا۔ آپ کیا کہتے تھے اس کا پتہ ہی نہیں جو اپنے ملک کا بنا ہوا ہے۔ پنچایتی اپنا بنایا ہوا مولویوں کا بس اس پر زور ہے ۔ اس پر لگے ہوئے ہیں۔ دیوانے ہیں وقت ضائع کرتے ہیں۔ پیسے برباد کرتے ہیں۔ کبھی کچھ کرتے ہیں کبھی کچھ کرتے ہیں اور جہالت کی وجہ سے سارا اگر اس کو سمجھاؤ۔ اب آپ اندازہ تو کریں۔ دیکھو کتنی موٹی سی بات ہے۔ دیکھئے دین یہ کوئی ملکی چیز نہیں۔ کہ پاکستان کا کوئی اور انڈیا کا کوئی اور ہو فلاں کا کوئی اور ہو فلاں جگہ کا کوئی اور ہو۔ اب بریلویت۔ بریلویت لفظ کہاں سے بنا ہے۔ بریلوی سے' بریلوی کہاں سے بنا ہے۔ بریلی سے اور بریلی کہاں ہے۔ انڈیا میں ایک شہر ہے۔ جہاں مولانا احمد رضا خان صاحب پیدا ہوئے۔ بس ان کے طریقے پر سارے بریلوی چل رہے ہیں۔ اب آپ سوچیں عقل والا جو ذرا بھی ہوگا تو وہ یہ سوچے گا۔ کلمہ تو ہے۔ لا الہ الا محمد رسول اللہ اور مذہب میرا ہے بریلی

والا۔ دیکھو کتنی بدیہی بات ہے کتنی موٹی بات ہے اسکے لئے کسی Logic کی' کسی علم کی' کسی گہرائی کی ضرورت ہے؟ عام عقل کا آدمی جو ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسی طرح سے دیوبندیت ہے۔

دیوبندیت جو ہے دیوبند سہارنپور کے قریب ایک قصبہ تھا۔ پھر چونکہ مدرسہ وہاں بن گیا۔ بڑی شہرت ہو گئی۔ اچھا خاصا شہر بن گیا۔ اب وہ ایک مذہب کا پہلے تو مدرسہ تھا۔ اب تو ایک فرقہ بن گیا۔ ایک مذہب بن گیا۔ تو آپ اندازہ کرلیں جو مذہب دیوبندیت ہوگا۔ کیا وہ اسلام ہے' اسلام ایک یونیورسل چیز ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھو حق جو ہے وہ مکی نہیں حق جو ہے وہ مدنی نہیں۔ کیوں؟ ہو سکتا ہے اس میں آج کسی اچھے کی حکومت ہو۔ کل کو کسی گندے کی حکومت آجائے۔ چنانچہ جب شریف مکہ کا دور تھا۔ تو بہت برا حال تھا۔ ابو جاہل کے زمانے میں کے میں ہی تو بت تھے۔ ابو جہل کے زمانے میں کے میں تو 360 بت تھے۔

یہ اسلام جو ہے یہ علاقائی نہیں ہے۔ یہ شہروں پر نہیں ہے۔ یہ کس کیساتھ ہے۔ یہ اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ۔ دیکھو ناں! موٹی سی بات ہے۔ کوئی آدمی آپکو کسی مولوی کی بات سنائے' کسی پیر کی بات سنائے' کسی فقیر کی بات سنائے' اپنے امام کی سنائے' کسی ادھر کے کی سنائے' کسی ادھر کے کی سنائے۔ آپ کہیں گے اللہ کے بندے آپ کہاں کی باتیں کرتے ہیں۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمان کون ہوتا ہے۔ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کا دین ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ عبادت حق اللہ کا اور اطاعت اور پیروی حق محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ دین مکمل بس ختم اب دیکھیں یہ کوئی فرقے کی بات ہے۔ اسی لئے تو میں آپ سے بار بار کہتا ہوں کہ لوگو! یہ فرقے ہیں' ان سب کو برا کہتا ہوں۔ فرقے بہت بری چیز ہیں۔ فرقہ پرستی بہت بری چیز ہے۔ فرقہ پرستی بہت بری چیز ہے۔ لیکن میرے بھائیو! اس سے آپ بچ کیسے سکتے ہیں؟ جب آپ اس

پر آجائیں گے۔ جس کی دعوت میں دے رہا ہوں جب آپ اس پر آجائیں گے تو آپ تمام فرقوں سے نکل جائیں گے۔ دین ایک اور وہ کیا ہے؟ یونیورسل وہ مدینے کا ہو یا مکے کا۔ اب کچھ شیعہ جو بخارہ کے آئے ہوئے تھے۔ وہ ماتم کرتے ہیں۔ محرم کے دنوں میں مدینہ منورہ میں جاکر وہ ماتم کرتے ہیں۔ چھپے چھپائے عید میلاد کے ختم' عید میلاد کی سب کاروائیاں مدینے میں کرتے ہیں۔ تو مدینے میں ہونے سے کوئی چیز جو ہے دلیل نہیں بنتی۔ دلیل کیا ہے یہ قرآن اور یہ حدیث

آپ کا فرض ہے کہ اپنے ماحول میں اپنے گردو پیش میں دوستوں کو سمجھائیں۔ ان کو دین سکھائیں کہ بھائی دین کیا ہے؟ دین کسی امام کا نہیں' کسی پیر کا نہیں' کسی فقیر کا نہیں' کسی مولوی کا نہیں' دین کیا ہے؟ دین یہ ہے قال اللہ وقال الرسول جو اللہ نے کہا ہے اور جو رسول نے کہا ہے۔ دیکھو اللہ اور اس کا رسول اجازت دے دے جس کام کی اجازت دے دے وہ جائز اور اللہ اور اسکا رسول اجازت نہ دے وہ ناجائز۔ بس قصہ ختم ہو گیا۔ اسی پر تمام مسئلے حل ہوتے ہیں۔ اب دیکھ لو نبیؐ کی توہین نبیؐ کے بارے میں کوئی جملہ ایسا نکالنا جس سے آپؐ کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو' یہ کفر ہے۔ لیکن اگر اللہ کے رسول کسی کام کے لئے اجازت دے دیں تو عین اسلام ہے' جائز ہے' کوئی بات ہی نہیں ہے۔ چنانچہ ایک یہودی تھا بہت شرارتیں کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے خلاف' مسلمانوں کے خلاف مکے والوں کو جاکر ابھارتا۔ کہ تم اس پر حملہ کیوں نہیں کرتے۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ آپؐ کے خلاف شعر پڑھتا۔ آپؐ کی ہجو میں بہت آپ کا دشمن بہت بڑا دشمن' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ بھئی کون ہے جو اس کم بخت کو ٹھکانے لگائے اس کو قتل کرے۔ اس کے رشتہ دار تھے ایک دو' وہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ہمیں حکم دیں۔ ہم اسکو صاف کر دیں گے لیکن ہم آپؐ سے یہ بھی اجازت مانگتے ہیں۔ کہ اگر آپؐ

کے بارے میں ہمیں کوئی الٹی سیدھی بات کہنی پڑی تو ہم گناہ گار نہیں ہوں گے۔ اگر آپؐ اجازت دیں تب۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تمہیں اجازت ہے۔ کیوں کہ تمہارے ایمان کے بارے میں مجھے اطمینان ہے۔ تمہیں اجازت ہے کہ جو تم بھی بات کرلو ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور اس سے جا کر ملے کہنے لگے کہ بھئی ہم جب سے مسلمان ہوئے ہیں بڑا بوجھ پڑگیا ہے چندوں کا چندے دے دے کر ہم تو تھک گئے۔ غریب ہوگئے ہیں ہماری حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔ کچھ قرض دے۔ اس نے کہا کہ پھر اپنی عورتیں رہن رکھ دو میرے پاس۔ کیسا خبیث تھا وہ؟ اپنی عورتیں رہن رکھ دو میرے پاس۔ تو انہوں نے کہا یہ بہت بری بات ہے۔ یہ تو ٹھیک نہیں ہے اس میں تو بڑی بدنامی ہے۔ اچھا پھر اپنے بیٹے رہن رکھ دو۔ کہ یہ بھی بیٹوں پر بہت بڑا دھبا ہوگا۔ ہمیشہ لوگ طعن کیا کریں گے۔ کہ تمہارے ماں باپ نے تمہیں رہن رکھا تھا۔ ہمارے پاس تو بھئی کچھ ہے ہی نہیں رہن رکھنے کے لیے۔ یہ صرف ہتھیار ہیں۔ اگر آپ کہیں تو وہ آپ کے پاس رہن رکھ دیں گے تو وہ کہنے لگا ہاں ہتھیار ہی لاکر رکھ دو۔ چنانچہ اگلے دن وہ اپنے ہتھیار لے کر چلے گئے۔ اس کو کیا خیال تھا کہ کیا معاملہ ہے۔ بس جاتے ہی اس کو منٹوں میں صاف کردیا۔ (بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب بن اشرف عن جابر بن عبداللہؓ، الرحیق المختوم ص: 396)

اب دیکھو! یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے اجازت دی تھی۔ کوئی بات ہی نہیں دین نبیؐ کا ہے۔ کیونکہ وہ لے کر آئے ہیں جب آپ ﷺ کی زبان سے کوئی بات نکل جائے گی۔ بس وہ ہی آپ کے لیے مسئلہ بن جائے گا وہ آپ کے لئے اجازت ہو جائے گی اور ورنہ نبیؐ کی شان میں کوئی معمولی سا لفظ کہہ دینا بھی گستاخی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی نے کہہ دیا تھا ناں کہ یہ مہاجر شو ہدے ہمارے پاس آئے ہوئے ہیں ہماری روٹیوں پر پل رہے ہیں۔ اس قسم کی بات اس نے کہہ دی۔ لیخرجن الاعز منها الاذل۔ (63 : المنافقون: 8)

ہم مدینے کے رہنے والے عزت والے ہیں یہ مہاجر آئے ہیں۔ یہ ذلت والے ہیں ہم ان کو نکال دیں گے یہاں سے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ بات معلوم ہوگئی ظاہر بات ہے کہ آپؐ کو اس پر کوئی غصہ بھی آیا کہ اس نے کیسی یہ حماقت کی بات کہہ دی ہے۔ کتنی بری بات کی ہے۔ عبداللہ بن ابی کا بیٹا مسلمان تھا آکر کہنے لگا یا رسول اللہ! اگر میرے باپ کے سر کی ضرورت ہو اس کو قتل کرنا ہو تو مجھے کہنا۔ میں اس کا سر لاکر آپؐ کی خدمت میں پیش کردوں گا کسی اور کو نہ کہنا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے آپ کسی اور کو حکم دیں اور پھر میرا خون کھولے کہ میرے باپ کو فلاں نے قتل کر دیا میرے لیے فتنے کا باعث بن جائے۔ مجھے حکم دیں میں اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے اس کا سر آپؐ کی خدمت میں پیش کردوں گا۔ وہ کون ہے یہ بات کہنے والا کہ نبی ذلیل اور میں عزت والا۔ یعنی آپ اندازہ کریں کہ محبت اور عزت اور ایمان ... جب ایمان آ جاتا ہے۔ پھر یہ امتیاز مٹ جاتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے اور یہ فلاں ہے' یہ فلاں ہے' یہ فلاں ہے' پھر نبی سب سے اونچا ہوتا ہے اور یہاں ہمارے ہاں ہماری عورتیں ہی نبی کے مقابلے میں آتی ہیں۔ نبی فیل ہو جاتا ہے اور ہماری عورتیں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ ہم داڑھی نہیں رکھتے کہ جی میری بیوی نہیں مانتی۔ اب نبی روٹھتا ہے روٹھ جائے لیکن بیوی نہ روٹھے۔ کس قدر شکست کی بات ہے' کس قدر کمزوری کی بات ہے۔ اسی طرح سے بوڑھی عورت' کوئی رسم و رواج ہو کوئی جاہلیت کا کام ہو' ماں کے کہنے پر چلیں گے۔ یہ نہیں دیکھیں گے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ کیا ہے اور میرے بھائیو! نبی کی عزت کس چیز میں ہے؟ نبی کی عزت نبی کی پیروی میں ہے۔ ویسے چومنا چاٹنا اور عمل میں مخالفت ہمارے بریلوی بھائی' میں نے کہا نہیں جہالت کا دوسرا نام بریلویت ہے۔ نبی کا نام آیا تو انگوٹھے چوم لئے یہ کرلیا وہ کرلیا۔ عاشق بنے ہوئے ہیں اور جب آیا عمل کا وقت پیروی کا وقت تو

ہمارے عاشقان رسولؐ کی حنفی نماز کس طریقے کی امام ابوحنیفہؒ کے طریقے کی' نکاح' طلاق سارے زندگی کے مسئلے' خود بریلوی اور زندگی کے مسئلے سارے اپنی فقہ کے اور نبیؐ کا نام آیا تو چوم لیا چاٹ لیا۔ یعنی جہالت کا دوسرا نام ہے۔

ورنہ نبیؐ کی اتباع نبیؐ کی پیروی اصل ایمان جو ہے وہ یہ ہے خواہ کتنا بھی بوجھ کیوں نہ پڑ جائے۔ اور کتنی بھی انسان کو قیمت کیوں نہ دینی پڑے۔ کتنی بھی پریشانی اور تکلیف کیوں نہ ہو۔ جب اللہ کے رسول کا حکم آجائے۔ بس اس کو مقدم کیا جائے باقی کو ہیچ سمجھا جائے۔ کسی کی پرواہ ہی نہ کی جائے اور ہم لوگ جو ہیں اس معاملے میں بہت پیچھے ہیں۔ میرے بھائیو! جو میں نے آپ سے عرض کیا ہے یہ اپنے بچاؤ کا بہترین طریقہ ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کا' اپنے ایمان کے بچاؤ' اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کا بہترین طریقہ ہے کہ تبلیغ کی جائے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جہاں برائی ہو اس کو روکو۔ اگر روک نہیں سکتے تو وہاں سے ہٹ جاؤ۔ ان سے قطع تعلق کر لو۔ ان سے رشتہ داری نہ کرو۔ ان سے بیٹھنا اٹھنا' ان کے ساتھ میل جول اس کو بالکل بند کر دو اور اگر یہ نہ کیا تو قرآن کا یہ حکم ہے۔ واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة (8 : الانفال : 25) خدا کے اس عذاب سے ڈرو۔ کہ جب وہ عذاب آئے گا۔ وہ خاص خاص کو نہیں پہنچے گا کہ جنہوں نے گناہ کئے جو گناہ کرتے تھے۔ خدا ان کے ساتھ سب کو سزا دے گا سب کو خدا پیس دے گا' رگڑ دے گا۔ کیوں ان کو غیرت نہیں آتی۔

غیرت دینی جو ہے۔ یہ بہت بڑی چیز ہے بہت بڑی چیز ہے دیکھو ناں اسلام ایک معاشرہ قائم کرتا ہے۔ اسلام ایک علیحدہ سوسائٹی قائم کرتا ہے۔ جس میں بڑے پاک نیک لوگ متقی پرہیزگار لوگ ہوں انسانی کمزوریاں ساتھ ہیں۔ لیکن نیک لوگ ہوتے ہیں۔ اچھے سلجھے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ معاملہ جو ہے وہ بہت ہی صحیح ہوتا ہے اور پھر یہ جو آگے بیان ہوا ہے کہ مومن ایک

دوسرے کا دوست ہوتا ہے۔ مومن تبلیغ کا کام کرتا ہے۔ مومن نماز پڑھتا ہے اور مومن زکوۃ دیتا ہے۔ اولٰئک سیرحمھم اللہ ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت ہوگی۔ حضرت حفصہؓ کے بارے میں ہے۔ حضرت حفصہؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیز طبیعت کے تھے ویسے ہی بیٹی بھی۔ چنانچہ مشہور تھا کہ یہ اپنے باپ کی بیٹی ہے۔ طبیعت میں غصہ طبیعت میں تیزی اور حضورؐ کی بیوی تھی۔ وہاں بھی ان کو کبھی کبھی غصہ آ جاتا۔ تو وہ الٹی سیدھی بات کرلیتی۔ کوئی زبان درازی' کوئی نہ کوئی ایسی بات ہو جاتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ٹھنڈی طبیعت کے۔ آپؐ نے طلاق دے دی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طلاق دے دی۔ جرائیلؑ فورا آگئے۔ ابھی عدت پوری نہیں ہوئی۔ جرائیلؑ آگئے۔ کہ اللہ نے کہا ہے اسکو طلاق نہ دو۔ فانھا قوامۃ صوامۃ یہ بڑی نماز پڑھنے والی' روزے رکھنے والی' اس کو طلاق نہیں۔ یہ اس کی فطری کمزوری ہے خاندانی چیز ہے یہ اس پر کنٹرول نہیں کرسکتی یہ قصوروار ضرور ہے اس سے یہ غلطی ہوجاتی ہے لیکن یہ بڑی نیک' پاک اور پارسا عورت ہے۔ حدیث کے لفظ ہیں۔ فانھا قوامۃ صوامۃ بڑی روزے رکھنے والی' بڑی نمازیں پڑھنے والی' (رحمۃ اللعالمین ص 163 ج 2) یہ اللہ کی رحمت ہے ناں کہ دیکھو خدا جرائیلؑ کے ذریعے سفارش کر رہا ہے۔ اور قرآن نے یہ بات بیان کی ہے جو لوگ نماز صحیح پڑھیں گے' زکوۃ صحیح طور پر ادا کریں گے' اولٰئک سیرحمھم اللہ یہ لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ اور ہم لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہماری نمازوں کا حال بہت خراب ہے۔ ہم لوگ اکثرجو ہیں حنفی ہونے کی وجہ سے نماز غلط پڑھتے ہیں۔ میرے بھائیو! غصے کی بات نہیں اور یہ حقیقت ہے اور یہ آج کی بات نہیں بڑی پرانی بات ہے امام شافعی رحمتہ علیہ اپنے سفرنامے "رحلۃ الشافعی" میں لکھتے ہیں۔ کہ میں کوفے آیا تو میرے سامنے ایک نوجوان نے نماز پڑھی۔ میں نے اس سے کہا کہ

تجھے خدا کے عذاب سے ڈر نہیں لگتا تو خدا سے مذاق کرتا ہے یہ تیری نماز ہے۔ میں نے اس کو سمجھایا۔ اس نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کوئی مسافر ہے' کوئی پاگل ہے' اس کو کیا پتا' بالکل پرواہ نہیں کی اپنی وہی نماز غالباً عصر کی نماز تھی وہی نماز پڑھ کر باہر چلا گیا۔ اتفاق سے باہر امام ابو حنیفہ رحمتہ علیہ کے دو شاگرد امام ابو یوسف جو سینئر (Senior) شاگرد ہیں۔ بڑے شاگرد ہیں اور امام محمد جو ان سے چھوٹے شاگرد ہیں دونوں باہر کھڑے ہیں۔ یہ نوجوان ان کے پاس چلا گیا۔ ان سے پوچھنے لگا ان سے کہنے لگا کہ آپ نے مجھے کبھی نماز پڑھتے دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میری نماز کیسی ہے؟ انہوں نے کہا ٹھیک ٹھاک۔ نوجوان کہنے لگا اندر ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے تیری نماز' نماز ہی نہیں ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں کتنا فرق ہے یہ' اور یہ کوئی آج کی خرابی نہیں ہے دیوبندیوں' بریلویوں کی نماز ٹھیک نہیں ہے یہ تو پہلے دن سے ہی الٹیا ڈوبی ہوئی ہے۔ حدیث مسئی الصلاۃ پڑھ کر دیکھ لیں۔ رسول اللہؐ مسجد کے ایک طرف بیٹھے تھے۔ آپؐ کے ساتھی بھی ساتھ تھے۔ ایک آدمی آیا نماز پڑھی اور اسلام علیکم کہہ کر جانے لگا۔ آپ ﷺ نے وعلیکم السلام کہا۔ لیکن کہا ارجع فصل فانک لم تصل جا جا کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ حیران رہ گیا شاید آپؐ نے دیکھا نہیں پتا نہیں کیا بات آیا آکر دوبارہ نماز پڑھ لی پھر اس کے بعد اسلام علیکم کہہ کر جانے لگا اللہ کے رسول ﷺ نے چونکہ مسلمان تو ہے۔ اللہ کے رسول نے اسے وعلیکم السلام کہا اور پھر یہی کہا "ارجع فصل فانک لم تصل جا جا کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے پھر پڑھ لی پھر جس وقت جانے لگا اللہ کے رسولؐ نے تیسری مرتبہ بھی یہی کہا۔ تو اب آپ اندازہ کر لیں کہ وہ آدمی جو نماز پڑھتا ہوگا۔ شاید غالب گمان تو یہ ہے۔ ہمارے حنفیوں کی نماز سے تو اچھی ہوگی۔ جب اللہ کے رسولؐ اس کو کہہ رہے ہیں تیری نماز نہیں دوبارہ پڑھ تیری نماز نہیں دوبارہ پڑھ (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب

صفۃ الصلاۃ عن ابی ھریرۃ ﷺ) تو ہماری نمازوں کے بارے میں جاکر دیکھ لو اللہ میرا رحم کرے' بڑے سے بڑا مولوی ہو ہاتھ (Stand easy) بس دھڑا دھڑ' دھڑا دھڑ گولی کی طرح یہ جا اور وہ جا نماز ختم کر دی۔ میرے بھائیو! نماز بہت سکون کے ساتھ ٹھہر کر اللہ کے سامنے آیا ہے اور تصور یہ کرے کہ میری ملاقات ہے اپنے رونے دھونے پچھلے گناہوں کی معافی اور اللہ کو یاد کر کے اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر آئندہ کے لیے عہد و پیمان کرے پچھلے گناہوں سے معافی مانگے اور اپنے دل کو حاضر کرنے کی کوشش کرے۔ نماز میں جنگ ہوگی کہ خیالات آئیں گے تو پھر روکنے کی کوشش کرے۔ الحمد شریف پڑھ لی ہے تو پھر سمجھ کر ٹھہر ٹھہر کر لذت لے لے کر' پھر آپ دیکھیں نماز میں کتنی مٹھاس آپ کو آئے گی۔

اور یہ نماز اللہ اکبر! ہمارے لیے تو نماز ایک بوجھ ہے۔ حضرت خبیبؓ کافروں کے ہاتھ لگ گئے۔ جنگ بدر میں ان کے ہاتھ سے کافر قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے باپ کو اس نے قتل کیا ہے۔ ہم اس سے بدلہ لیں گے۔ چنانچہ اسکی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔ اچھا اچھا یہ ہے جس نے عامر کو مارا تھا' ہاں ہاں یہی ہے۔ ادھر سے آتا کوئی ادھر سے آتا ہے' نیزے مارتے ہیں' اس قدر اس بیچارے کو تکلیف اور پریشانی' خیر کچھ بھی ہوا جب اس کو لے گئے قتل کرنے کے لیے۔ لٹکانے کے لیے لکڑی دکڑی گاڑھی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگا مجھے دو رکعت نماز تو پڑھ لینے دو۔ مجھے دو رکعت نماز تو پڑھ لینے دو۔ کیونکہ اب میرا آخری وقت ہے اللہ کا شکر ہے میرے جسم میں جان ہے میں کم از کم دو رکعت خدا کے سامنے نماز پڑھ لوں۔ ملاقات کر لوں' کیوں کہ یہاں کی ملاقات اگلے معاملے سب طے کر دے گی۔ اگر یہاں پر یہ کہہ دیا جائے کہ یااللہ مجھے معاف کردے تو اللہ سن لے گا اور اگر مرنے کے بعد کوئی کہے کہ یااللہ مجھے معاف کردے تو اللہ بالکل نہیں کرے گا۔ چنانچہ نماز پڑھی زیادہ لمبی نہ کی۔ کہنے لگے

میرا دل تو چاہتا تھا آخری نماز تھی لذت تو بہت آرہی تھی۔ لیکن میں یہ سمجھ کر یہ کافر کہیں گے جان بچانے کے لیے ڈر کا مارا نماز ہی لمبی کر رہا ہے بعض دفعہ ہوتا ہے ناں گاڑی میں جو بے ٹکٹے ہوتے ہیں ادھر سے ٹکٹ چیکر آگیا ادھر سے اس نے نماز شروع کر دی کہ جب تک وہ ڈبے سے نہ جائے میں بھی سلام نہ پھیروں گا تو مجھے یہ ڈر ہوا کہیں کافروں کے دل میں یہ خیال نہ آئے دو رکعت نماز مختصر پڑھ لی اور جو اللہ سے درخواست کرنی تھی کرلی۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کو شہید کردیا اور اللہ کے رسول نے فرمایا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں! تمہارے لیے اس نے سنت جاری کردی ہے ایک سنت قائم کردی ہے کہ اگر کسی کو ایسا موقعہ آجائے تو نماز پڑھ کر جان دے۔ خدا سے ملاقات کرکے جان دے یااللہ میں آرہا ہوں۔ تیری راہ میں جان دے رہا ہوں تیرے پاس آرہاہوں اور میں تیرے فضل کا امیدوار ہوں۔ (بخاری: كتاب الجهاد و السير باب هل يستاسر من لم يستاسر و من صلى ركعتين عند القتل عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ)

سو میرے بھائیو! مسلمان ہونے کی کوشش کرو یہ جو رسمی دین ہے لوگوں کا سنا سنایا لوگوں کا ادھر ادھر کا یہ کوئی کام نہیں دے گا۔ دین وہ کام دے گا جو محمدؐ لے کر آئے تھے۔ جس میں جان ہے اور وہ ایسا دین ہے کہ آپ کو برادری سے توڑ دے گا۔ آپ کو معاشرے سے توڑ دے گا لیکن آپ کے دل میں اتنا سکون اور اتنا اطمینان ہوگا۔ اتنی لذت آئے گی آپ نماز پڑھیں گے تو' کوئی نیکی کا کام کریں گے تو اور خدا کی قسم آدمی اپنے دل میں ایسے محسوس کرتا ہے۔ جیسے میں بادشاہ ہوں اپنی غربت میں اپنی تنگی میں۔ کیوں خدا سے اس کی محبت ہوتی ہے خدا سے اس کا تعلق ہوتاہے اس لیے آدمی جو ہے وہ دل کا بہت غنی ہو جاتاہے۔ اور یہ صورت جو ہے پیدا کرنی چاہیے اپنے نفس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین..

خطبہ نمبر10

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث کتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم ○
شهد الله انه لا اله الا هو و الملائكة و لولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ○ (3 : آل عمران: 18)

سب تعریفوں کے لائق اللہ کی ذات ہے' اللہ کی تعریف کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور سب سے بڑی اللہ کی تعریف لا الہ الا اللہ۔ اسی لئے اللہ نے اس کو کلمہ رکھا ہے۔ کسی کو مسلمان کرنا ہو تو اس زمانے کا نبی اپنی رسالت کے ساتھ یہ کلمہ پڑھاتا ہے پھر آگے اس کے بعد نبی کی رسالت کا ذکر ہوتا ہے' عیسیٰؑ روح اللہ' موسیٰؑ کلیم اللہ' محمد ﷺ محمد رسول اللہ۔ یہ لا الہ الا اللہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے' اللہ کہتا ہے کہ میں بھی لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوں۔ صرف یہی نہیں کہ میری مخلوق لا الہ الا اللہ پڑھتی ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو اللہ بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں لا الہ الا اللہ بالکل حق اور صحیح ہے۔ اور اہل علم جو ہیں وہ بھی گواہی دیتے ہیں اور جو لا الہ الا اللہ کی گواہی نہیں دیتا وہ خواہ کتابوں کا کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو وہ جاہل ہے۔ جس کا لا الہ الا اللہ صحیح نہیں ہے' اس کی لا الہ الا اللہ کی گواہی

صحیح نہیں ہے۔ خواہ وہ کتابوں کا کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو' وہ بالکل گدھا ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں۔ لیکن گواہی کیسے! صرف پڑھ لینے سے؟ نہیں۔ ایسے تو ہندو بھی گواہی دے لیتے ہیں' مہاتما گاندھی بھی کلمہ بہت پڑھا کرتا تھا۔ اللہ نے فرمایا: "قائما بالقسط"۔ قسط سے قائم کر کے۔ جو قسط کو قائم کر دے۔ اپنے عمل سے یہ دکھا دے کہ واقعتاً اللہ کا نظام جو ہے وہی صحیح ہے۔ کائنات میں صرف اسی کی حکومت ہے اس کے سوا اور کسی کا عمل دخل' کسی کی طاقت' کسی کو حکومت کرنے کی قوت اور ہمت یا کسی کو حکومت کرنے کا حق واقعتاً نہیں ہے۔ حکومت صرف اسی کی ہے اور اسی کے حکم سے سارا نظام چلتا ہے جو عملاً اس کو نافذ کر دے اپنی زندگی سے' اپنے طور طریقے سے' اس کی گواہی معتبر ہے اور جو صرف زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ لے تو اس کا کلمہ کوئی معتبر نہیں۔ اس لئے میرے بھائیو! لا الہ الا اللہ کلمہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے تو ہے اس سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ دیکھ لو! منافق بڑے زور سے' بڑے شد مد سے یہ کلمہ پڑھتے تھے۔ لیکن قرآن کیا کہتا ہے:

واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون (63 : المنافقین:1) یہ کلمہ ضرور پڑھتے ہیں لیکن خدا گواہی دیتا ہے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ کہ انہوں نے اس کلمہ کا جو تقاضا تھا کہ وہ خدا کا ہو جائے' اس پر خدا کی حکومت ہو' یہ ظاہر ہو جائے کہ خدا کے سوا اس کا کوئی حاکم نہیں ہے' اس پر حکم اسی کا چلتا ہے تو اس کا کلمہ صحیح ہے اور جس کو عادت پڑی ہوئی ہو' بیماری لگی ہوئی ہو بس اس کے کلمے کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔ دیکھو! یہ قرآن مجید کی آیت ہے میرے بھائیو! خوب توجہ سے سن لو اور آج اہل حدیثوں کی یہی ایک بات ہے' جو ہمارے لئے مصیبت بن گئی ہے' کہ ہم صرف کلمے کے دعوے دار ہیں ہم صرف زبانی دعوی کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے عمل سے اپنی زندگی سے بالکل یہ ثابت نہیں کیا کہ خدا ہی اس لائق ہے کہ لا الہ الا اللہ اس کو کہا جائے۔

توجہ سے سنئے ! بات بڑی خطرناک ہے آپ سمجھ سکتے ہیں۔ دیکھو جی ! آج اس نے کیا نئی بات کہہ دی ہے اس کے معانی یہ ہوئے کہ ہم سب آئے گئے۔ ہمارا کسی کا بھی ایمان ٹھیک نہیں ہے۔ یہ میرے کہنے کی بات نہیں ہے۔ آپ خود سمجھ لیں گے کہ یہ بات واقعتاً خود صحیح ہے یا غلط ہے۔

ہمیں مارا خوش فہمی نے، ہمیں جو برباد کیا ہے خوش فہمی نے برباد کیا ہے۔ ویسے دیکھ لیں دنیا کے لوگوں کو۔ شیعہ کتنے خوش ہیں۔ ہائے اہل بیت، سفینہ رسولؐ، بس اہل بیت حضورؐ کی کشتی ہے جو اہل بیت کی محبت میں آگیا بس پاس۔ اب ان کو اور کسی چیز کی فکر، کوئی غم، کوئی ضرورت، کوئی دھڑکن، کچھ نہیں۔ مطمئن۔ بالکل کچھ کریں یانہ کریں، دین ان کے پلے ہو یا نہ ہو، بس اہل بیت کی محبت آگئی تو سب کچھ آگیا۔ بے فکر ہو گئے۔ اسی طرح بریلوی عشق رسولؐ میں۔ رسول ﷺ کی محبت میں۔ بس جب یہ آگئی تو سب کچھ آگیا۔ اب سب دنیا بے ادب، نبیؐ کے نہ ماننے والی اور وہ عاشق مست، بالکل خوش ہیں، اور یہی حال ہم سب کا ہے کیسے ! صحیح ہے یا غلط ؟

میرے بھائیو! خود سمجھ لو۔ جیسے توحید کے مغالطے میں شیعہ ہیں ویسے ہی توحید کے مغالطے میں بریلوی ہیں وہ اپنے آپ کو یہ کبھی نہیں کہتا کہ میں مشرک ہوں۔ میں مشرک ہوں کبھی نہیں مانتا۔ مشرک ہوں گے تو کے کے کافر ہوں گے۔ مشرک ہوں گے تو انڈیا والے ہوں گے۔ ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے۔ ہم عاشق رسول ہم مشرک کیسے ہوسکتے؟ شیعہ بھی اس خوش فہمی میں ہیں اور بریلوی بھی اس خوش فہمی میں ہیں اور اہلحدیث بھی اس خوش فہمی ہیں۔ قرآن کی اس آیت کو پڑھ کر دیکھیں۔

خدا کہتا ہے : میں بھی لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوں۔ لیکن کیسے ؟ سوائے انسان اور جنوں کے چھوڑ کے باقی ساری کائنات کو دیکھ لو۔ اللہ کہتا ہے کہ دیکھو میری سلطنت کیسی ہے۔ کیا کائنات کا ایک ایک ذرہ نہیں بتاتا کہ حاکم

صرف وہ ہے۔ چلتی صرف اسی کی ہے۔ کیا درخت گواہی نہیں دیتا۔ یہ خدا کی تخلیق ہے۔ کیا درخت گواہی نہیں دیتا کہ سوائے خدا کے کسی کی نہیں چلتی۔ دیکھ لو! درخت کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ کہا اس سے کہ تو اگ' تو بڑھ' تو پل' تو بڑا ہو جا۔ کام کر لوگوں کے لئے آگ جلانے کے سامان مہیا کر۔ لوگوں کو فائدہ دے۔ تیری لکڑی عمارت کے کام آئے۔ تیری لکڑی جلانے کے کام آئے۔ دیکھ لو درخت لگا ہوا ہے جس دن سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے۔ کہو تو کبھی نافرمانی کر جائے آگ' آگ کو اللہ نے پیدا کیا اور کیا کہا کہ پکانا اور جلانا تیرا کام ہے۔ آگ نے کہا یااللہ میں ایمان لے آئی' بالکل جو تو حکم دے گا وہی چلے گا۔ دنیا خواہ کتنی ترقی کرجائے تیرا حکم نہیں بدلے گا۔ میں وہی کام کروں گی۔ پانی' نمک' مرچ' ذرہ ذرہ' سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض (61 :الصف : 1)

کائنات کا ایک ایک ذرہ خدا کی تسبیح کرتا ہے کہ ٹھیک تو ہی حاکم ہے' تو ہی تعریفوں کے لائق ہے' تو ہی حمدوں کے لائق ہے' تو ہی ساری پاکیوں کے لائق ہے' باقی تو سب ناقص ہے۔ و لہ اسلم من فی السموات و الارض طوعا و کرھا والیہ یرجعون ○ (3 : آل عمران: 83) ہر چیز خدا کی فرمانبردار ہے' صرف امتحان ہے تو اس انسان اور جن کا۔ لیکن انسان کو دیکھ لو کافر کا ہاتھ مسلمان ہے۔ کافر کی آنکھیں مسلمان ہیں' کافر کا دل مسلمان ہے' کافر کی ٹانگیں مسلمان ہیں' کافر کی زبان مسلمان ہے' کافر کا سر' دماغ' مغز' مسلمان ہے۔ کافر کی کمر مسلمان ہے کافر کا ایک ایک جوڑ مسلمان ہے۔

مسلمان کے معانی کیا ہیں؟ جس کام کے لئے اللہ نے پیدا کیا ہے وہ کرنا۔ اپنی ڈیوٹی ادا کرنا۔ کافر کا ہاتھ۔ ہاتھ اللہ نے کیوں دیا ہے؟ مسلمان کا ہو یا کافر کا ہو۔ کہ اس سے چیزیں پکڑ' اگر تیرے پاس کانڈی ہو۔ تو مستری ہے تو اس ہاتھ سے سیمنٹ کو بچھا دے۔ اس ہاتھ سے ہی تو پلستر کر دے۔ یہ ہاتھ تیرے

قینچی کا کام دیں گے۔ یہ ہاتھ تیرے فلاں کام دیں گے۔ فلاں کام بھی دیں گے۔ ہاتھ کو استعمال کر۔ میں نے اس کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ کافر کا ہاتھ کبھی انکار نہیں کرتا۔ مسلمان کا ہاتھ بھی کبھی انکار نہیں کرتا۔ آنکھوں کو اللہ نے دیکھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ کافر کی آنکھیں دیکھنے سے انکار کرتی ہیں نہ مسلمان کی آنکھیں دیکھنے سے انکار کرتی ہیں۔ کانوں کو اللہ نے سننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کافر کا کان سننے سے انکار کرتا ہے نہ مسلمان کا کان سننے سے انکار کرتا ہے۔ فرق کیا ہے؟ کہ انسان' انسان کسے کہتے ہیں ؟ دیکھئے! سب اعضاء پر علیحدہ علیحدہ انگلی رکھ کر دیکھ لو تو وہ انسان نہیں ہے' تو پھر انسان کون ہوتا ہے؟ ارے یہ تو "سر" ہے' اگر "سر" علیحدہ ہو تو انسان نہیں یہ تو "سر" ہے - یہ ہاتھ ہے' یہ کوئی انسان ہے؟ یہ- یہ ٹانگیں ہیں- یہ سینہ ہے-

انسان کیا ہے؟انسان اس پورے پورے مجموعے کا نام اور ایک کنٹرولر جو ان سب چیزوں کو کنٹرول کرتا ہے انسان اسے کہتے ہیں۔ جو نظر نہیں آتا جو اس حقیقت کو جو ظاہر نظر آ رہا ہے یہ ڈھانچہ جو اس کے پیچھے ایک حقیقت ہے وہ انسان ہے۔ اب آنکھ کافر کی ہے یا مسلمان کی ہے دیکھنا اس کا کام ہے' اب اگر وہ انسان مسلمان ہو جائے۔ تو وہ آنکھ کو اچھی چیزیں دکھائے گا کہ دیکھو غیر عورت کو نہیں دیکھنا' خدا نے منع کر دیا ہے اور اگر وہ مسلمان نہیں ہوا۔ کافر ہے۔ وہ اپنی آنکھ سے غیر عورتوں کو دیکھے گا۔ اپنی آنکھ سے کہے گا کہ دیکھ! عورت جا رہی ہے۔ دیکھ! کسی کا مال پڑا ہے - دیکھ کتنا سونا پڑا ہے۔ دیکھ ! یہ کیا ہو رہا ہے۔ اب یہ اس انسان کا کام ہے کہ وہ آنکھ کو غلط استعمال کرتا ہے کہ صحیح استعمال کرتا ہے۔ آنکھ وہی کام کرتی ہے جس کے لئے اللہ نے اسے پیدا کیا ہے۔ اب اس کا استعمال کرنے والا اگر مسلمان ہوگا تو اللہ کی رضا کے مطابق استعمال کرے گا۔ اگر کافر ہوگا تو اپنی مرضی کے مطابق کر لے گا۔ و لہ اسلم من فی السماوات والارض اسی کے لئے فرمان بردار ہے جو بھی ہے۔ کائنات کا

ذرہ ذرہ اور یہ شہادت ہے خدا کی کہ لا الہ الا اللہ الہ صرف اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔

اب کوئی مسلمان کب ہوتا ہے۔ توجہ سے سنئے! کوئی مسلمان کب ہوتا ہے؟ یہ اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ دین فطرت کے معنی کیا ہیں؟ یہ اردو میں بہت استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دین فطرت سے کیا مراد ہے۔ دین فطرت سے مراد یہ پوری کائنات کا دین ہے۔ کائنات کا ایک ایک ذرہ مسلمان ہے۔ آسمان مسلمان ہے' زمین مسلمان ہے' درخت مسلمان ہے' عرش مسلمان ہے' فرش مسلمان ہے۔ تو اسلام دین فطرت ہے۔ اب مسلمان کوئی ہوگا تو کائنات میں فورا اپنے آپ کو فٹ کر دے۔ کہ جیسی کائنات خدا کی مطیع اور فرمانبردار ہے اگر انسان بھی ایسے ہی خدا کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے تو وہ مسلمان ہے اور اگر وہ اپنے آپ کو خدا کا مطیع اوز فرمانبردار نہیں کرتا تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور ساری کائنات مسلمان رہتی ہے پھر تعارض ہوتا ہے۔ ٹکراؤ ہوتا ہے۔ فساد ہوتا ہے' جنگیں ہوتی ہیں اور دنیا میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ایک فطرت ہے۔ مسلمان ہونا ایک فطری چیز ہے۔ کئی مذہب بناوٹی ہیں' نقلی ہیں' مصنوعی ہیں' خود ساختہ ہیں (Man Made) ہیں' آدمی کے بنائے ہوئے ہیں۔

لیکن اسلام ۔ اسلام بالکل فطری دین ہے کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں' کسی نبی کا بنایا ہوا نہیں' کسی ولی' کسی پیر' کسی فقیر کا بنایا ہوا نہیں۔ ان الدین عنداللہ الاسلام (3 : آل عمران : 19) اسلام اللہ کا دین ہے جو اس کی پوری مخلوق اور کائنات کا دین ہے تو اب مسلمان کون ہوتا ہے جو اپنے آپ کو' اپنے عمل کو کائنات کے مطابق اس کے ساتھ عین فٹ کر دے۔ اور کافر کون ہوتا ہے۔ کافر اس وقت ہوتا ہے جب اپنے عمل کو کائنات کے مطابق فٹ نہ کرے۔ درخت تو کہتا ہے ان الحکم الا للہ حکومت اللہ کی اور کسی کی نہیں۔ آگ

کہتی ہے ان الحکم الا للہ (6 : الانعام:57) حکومت صرف اللہ کی اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اور مسلمان کہتا ہے' کہ نہیں حکومت عوام کی' جو عوام چاہیں کریں۔ یہ کفر ہے۔

سوچ لو اہل حدیثو! سوچ لو خاص طور پر اہل حدیثو! و لہ اسلم من فی السموات والارض چونکہ کائنات کا ایک ایک ذرہ مسلمان ہے اس لئے خدا کہتا ہے ان الحکم الا للہ حکم صرف اللہ کا چلے گا۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ مسجد میں تو اللہ کا چلے گا۔ باہر نہیں اللہ کا چلتا۔ قوم میں رواج کس کا؟ برادری کا۔ ہم کون ؟ ہم راجپوت' ہم جاٹ' ہمارے ہاں کیا چیز چلے گی۔ جو ہمارا قومی رواج ہوگا۔ عدالتوں میں کیا چلے گا۔ قانون انگریز کا چلے گا۔ ہمارے گھر میں کس کی چلے گی ؟ عورت کی چلے گی۔ "اللہ کی ہر جگہ چلے" ؟ اللہ کی صرف مسجد میں چلے گی۔ آمین ' رفع الیدین کرنے تک۔ اللہ کی مسجد میں چلتی ہے۔ باہر اللہ کی کوئی نہیں چلتی۔ کہو! یہ کفر ہے یا نہیں ؟ اگر قرآن اور حدیث... اور' قرآن و حدیث کیا ہیں۔ اللہ کا دین' اللہ کا دین اس کا دستور اور اس کا قانون ہیں۔ توجہ سے سن لو اہل حدیثو! کسی غلط فہمی میں نہ رہنا' میں یہ جذباتی باتیں نہیں کر رہا۔ جیسا کہ آپ یہ کہیں "مسئلے نئے نئے" "ہر ایک مشرک" وہ بھی مشرک' وہ بھی مشرک۔ میں یہ جذباتی باتیں نہیں کر رہا۔ وہ کر رہا ہوں جن کی آپ کا دل گواہی دے گا کہ یہ باتیں صحیح ہیں۔ اللہ کا دین "اسلام"۔ ہے اس کا ضابطہ کیا ہے۔ اس کا دستور کیا ہے۔ اس کا آئین کیا ہے۔ اس کا قانون کیا ہے۔ قرآن و حدیث۔

کہئے ! آج کل منافقت ہے یا نہیں۔ اگر اللہ کا دین اسلام کا دستور آئین اور قانون قرآن و حدیث ہے اور وہ ہماری عملی زندگی میں ہم میں چل نہیں رہا۔ ہم پر قرآن اور حدیث کی حکومت نہیں ہے۔ پورا آپ دیانت داری سے بتایئے آپ مسلمان ہیں؟ ہم قرآن و حدیث کو صرف آمین' رفع الیدین یا علم

غیب' مختار کل دو چار مسئلے بریلویوں سے رگڑے کے ہیں اور دو چار مسئلے دیوبندیوں سے رگڑے کے ہیں اور دو چار مسئلے اپنے کام کے ہیں باقی قرآن و حدیث بالکل ردی کی ٹوکری میں رکھنے کے لائق۔ ہم اس کو ردی کی ٹوکری نہیں میں ڈال دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث حکومت کرے' قرآن و حدیث کا یہ حق ہم نے بالکل نہیں دیا۔ کہیے! دیانتداری سے اہل حدیثو! دیا ہے؟ پھر آپ مجھے بعد میں برا کہیں گے کہ دیکھو جی! یہ کیا کہہ گیا ہے؟

اپنے دل سے پوچھو! کیا قرآن و حدیث کو آپ نے یہ حق دیا ہے کہ وہ آپ پر حکومت کرے۔ اگر آپ نے یہ حق نہیں دیا تو آپ نے اپنے اوپر اسلام کی حکومت قائم نہیں کی۔ اگر آپ نے اپنے اوپر اسلام کی حکومت قائم نہیں کی۔ اسلام اللہ کا دین ہے جیسا اللہ حاکم' احکم الحاکمین ہے۔ اس کا دین حاکم ہے۔ اگر اسلام حاکم نہیں ہے تو آپ مسلمان نہیں ہیں۔ کہیئے! جذباتی بات ہے یہ؟ آپ نے سمجھا نہیں۔ جیسے مولوی ہوتے ہیں' ویسے عوام ہوتے ہیں' جیسے عوام ہوتے ہیں ویسے مولوی ہوتے ہیں۔ جب عوام بگڑتے ہیں تو مولوی بگڑتے ہیں۔ جب مولوی بگڑتے ہیں تو عوام بگڑتے ہیں۔ اور بگڑنے میں نمبر پہلے کس کا ہوتا ہے؟ مولوی کا۔ مولوی بگڑ جاتے ہیں ' پھر عوام بگڑے ہوئے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر ان میں سے مولوی پیدا ہوتے ہیں جیسے بگڑے ہوئے عوام ہوتے ہیں ویسے ہی بگڑے ہوئے مولوی پیدا ہوتے ہیں۔

کام چلاؤ مولوی' لوگوں کے پیچھے لگنے والا' بگڑا ہوا مولوی کون سا ہوتا ہے؟ جو لوگوں کے پیچھے لگے۔ اور صحیح عالم کون ہوتا ہے؟ جو لوگوں کو پیچھے لگائے۔ جو مولوی لوگوں سے پیسے لے کر کھائے' وہ لوگوں کو پیچھے کیسے لگائے گا۔ جس مولوی نے لوگوں سے لے کر کھانا ہے وہ لوگوں کو کبھی پیچھے لگا سکتا ہے؟ وہ نہیں بالکل نہیں الٹا لوگوں کے پیچھے لگے گا۔ اور یہ پستی کا' ذلت کا پہلا قدم ہے۔

جس قوم میں یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ مولوی لوگوں سے لے کر کھاتا ہے

بس مولوی گیا۔ مولوی قیادت کے لائق نہیں رہتا۔ مولوی لوگوں کے پیچھے لگ گیا۔ اگر مولوی لوگوں کے پیچھے لگ جائے تو پھر اب آپ سوچ لیں گاڑی چلے گی؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

میرے بھائیو! میں یہ بڑی تلخ باتیں کہہ رہا ہوں اور ہمارے ذہن ایسی باتیں سننے کے بالکل عادی نہیں ہیں۔ لیکن اب کیا کیا جائے اور پھر قیامت بھی قریب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کی آمد آمد ہے اور اہل حدیث دن بدن مرتے جا رہے ہیں۔ دن بدن مرتے جا رہے ہیں۔ اور ابھی تک لوگوں کی سمجھ میں بات نہیں آتی کہ ہوتا کیا ہے۔ اللہ... کبھی آپ نے عقل کو دین کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اپنے دل سے' ٹھنڈے دل سے کبھی پوچھئے حنفی کیوں برباد ہوئے؟ حنفیوں نے کہا جو نیت ہمارے مولوی کی وہی ہماری۔ جو نیت ہمارے مولوی کی وہی ہماری۔ ان میں شخصیت پرستی آ گئی۔ آپ بھی دیکھ لیں۔ جو لوگ حدیثوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ حنفیوں کے مطلب کی حدیث ہو اور وہ حدیث حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کریں تو کہیں گے حضرت ابو ھریرۃؓ حافظ حدیث تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اے ابو ھریرۃؓ! چادر بچھا' انہوں نے چادر بچھائی۔ آپؐ نے دعا دی۔ آپ نے فرمایا ابو ھریرہ چادر کو سمیٹ کر اکٹھا کر لے۔ ابو ھریرۃؓ کہتے ہیں پھر اس کے بعد کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے کوئی حدیث سنی ہو اور میں کبھی بھول گیا ہوں۔ (جامع الترمذی' ابواب المناقب: مناقب ابو ھریرۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) ایسے حافظ الحدیث تھے۔ یہ حنفی تعریفیں کرے گا۔ اب جب حدیث اس کے مطلب کی ہو اور اگر حدیث اسی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے آ جائے اور حنفیوں کے خلاف ہو تو کہیں گے حضرت ابو ھریرۃؓ کو عقل نہیں تھی۔ فقاہت تو تھی نہیں' وہ غیر فقیہ تھا۔ وہ ثقہ تھا؟ کہیں گے "جی نہیں" اللہ کی قسم عبداللہ بن مسعود بہت بڑے فقیہ تھے۔ فقیہ الامت تھے۔ اب اگر ان کا مسئلہ خلاف آ جائے تو دوسرے کا

اچھال دیا۔ اس کو گرا دیا۔ یہی شخصیت پرستی ہے۔

اہل حدیث کا طرہ امتیاز یہ تھا کہ گروہوں میں تو شخصیت پرستی ہوتی ہے۔ ان میں شخصیت پرستی کبھی نہیں ہوتی۔ اہل حدیثوں میں اصول پرستی ہوتی ہے' حق پرستی ہوتی ہے۔ لیکن آج اہل حدیث جب گر گئے۔ اب اہل حدیثوں میں شخصیت پرستی ہے اور اصول پرستی بالکل نہیں۔

ابوبکر غزنوی تھا۔ دیکھ لو! ٹھیک ہے غزنوی خاندان کے تھے' اللہ نے دنیا میں بڑی عزت دی تھی' مولانا داؤد غزنوی مرحوم کے صاحبزادے تھے' بدعت ایک جاری کر دی۔ لوگ کہیں گے۔ "ہیں" ! کتنے بڑے بزرگ کے خلاف بات کر دی کہ ایک بدعت جاری کر دی۔

ہر جمعرات کو ذکر کی مجلس قائم کرتے۔ اخباروں میں پڑھا بھی کہ یہ بدعت ہے۔ یہ جائز نہیں ہے اور یہ اہل حدیث کو زیب نہیں دیتی۔ لیکن انہوں نے پرواہ نہ کی۔ اس پر عمل کرتے رہے۔ لاہور تھے' لاہور عمل کرتے رہے۔ بھاولپور میں تھے۔ بھاولپور میں بھی اس پر عمل کرتے رہے۔ آخر فوت ہو گئے۔اب جو اہل حدیث ان کے ساتھ لگے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ ہم ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے۔ ابوبکر' ابوبکر' ابوبکر' ابوبکر۔ ہم ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے۔ اور اب بھی جو ان کے مشن کو زندہ رکھنے والے ہیں جمعرات کو ذکر کی مجلس قائم کرتے ہیں۔ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ بتی گل کر دیتے ہیں۔ "ھو حق "۔ "ھو حق "کے رگڑے چلتے ہیں۔ ان کے مشن کو زندہ رکھنا یہ اہل حدیثوں کا کام ہے؟ اہل حدیث فوراً بگڑ جاتا ہے۔ یہ کبھی نہیں سوچتا کہ مجھ میں غلطی ہے۔ یہ میری کوتاہی ہے' یہ میری لغزش ہے۔ مجھے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ جب اس بات کو سنتا ہے فوراً بگڑ جاتا ہے۔

اب یہ عنقریب ہی واقعہ ہوا علامہ احسان الٰہی مرحوم کا۔ بڑے زیرک' بڑے دانا' بڑے علام' سب کچھ ٹھیک لیکن اس میں بھی کہ "حضرت انسان ہیں"

غلطیاں تھیں۔ جس نہج پر کام کروایا۔ جمہوریت کے لئے۔ یہ اور وہ سارا سلسلہ غلط اور ایسا انتشار' ایسا بگاڑ پیدا ہوا بالکل اسی طرح جس طرح غبارہ پھولتا ہے اور اسی طرح جیسے غبارہ پھٹ جاتا ہے۔ اب مستقل ایک فرقہ بن گیا' ہم ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے۔ ہم ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے۔ اب نوائے وقت میں کیا آتا ہے فرمودات اقبال' اقبال کا فرمودہ' فرمودہ قائداعظم' جناح صاحب نے کیا فرمایا ہے۔ اللہ کے فرمودے کوئی یاد نہیں رہے۔ لیکن اہل حدیث کو کبھی کوئی امام' کبھی کوئی جناح' کبھی اقبال' کبھی علامہ احسان الٰہی ظہیر کبھی ابوبکر' اسے یاد نہیں رہتا۔ اس کے دل میں صرف ایک محمد رسول اللہ ﷺ یاد ہوتا ہے۔

اہل حدیث کون ہوتا ہے؟ جس کا مشن اللہ کا اور اس کے رسول کا مشن ہو۔ اور کسی کا مشن کیا ہو سکتا ہے۔ اور اگر کسی اور کے مشن میں ایسی چیز ہو اور اس کے لئے جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر امام ہی برے تھے۔ کہو حنفی مذہب برا ہے' شافعی مذہب برا ہے یا اس کا مشن؟ کیا وہ مشن اللہ کے رسول کا مشن ہے؟ کیا یہ تمہارا مشن اللہ کے رسول کا مشن ہے۔ اگر وہی ہے تو نام محمد ﷺ کا لو۔ احسان الٰہی ظہیر کا نام نہ لو۔ اور اگر مشن وہ نہیں اس کے خلاف ہے تو پھر تمہیں غیرت آنی چاہیے۔ کہ اس مشن کو تو ابھارتا ہے جو محمد ﷺ کے خلاف ہے۔

دیکھو! حنفی کیا کہتے ہیں؟ بیس تراویح ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں: " علیکم بسنتی و سنت خلفاء راشدین المھدین" (رواہ الترمذی: کتاب الایمان' مشکوۃ: باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ) جب بیس تراویح ثابت کرنی ہوتی ہیں تو خلفاء راشدین کی سنت حضرت عمر کی سنت۔ بیس تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت۔ کوئی ان سے پوچھے تجھے اللہ کے رسول یاد نہیں کہ ان کی سنت کیا ہے؟ تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو خلفاء راشدین کی سنت کہتے

ہو۔ اللہ کے رسول کی کوئی سنت نہیں۔ اس سلسلے میں اگر تھی تو اس کا نام لو۔ اگر نہیں تھی تو کیا یہ بات انہوں نے فقہ سے بنائی ہے۔ لیکن اگر اس کو اپنے مطلب سے مطلب ہوتا ہے۔ مطلبی کو حقیقت سے دلیل سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔

میرے بھائیو! اہل حدیث اس وقت تک اہل حدیث ہیں جب تک اس کا کردار مثالی ہے۔ اگر کسی کو تکلیف ہوتی اور پریشانی ہوتی ہو تو یہ اس کی قسمت پر مبنی ہے۔ میری بات کو توجہ سے سننا۔ ٹھنڈے دل سے سنئے! اب یہ حساب اللہ نے لینا ہے مجھ سے کہ یہ بات میں (شرارتاً) کہہ رہا ہوں یا آپ کی اصلاح کے لئے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ قوم کی بھلائی کو دیکھتے ہوئے میں یہ بات کہہ رہا ہوں اہل حدیث کا کردار جب تک مثالی رہتا ہے وہ اہل حدیث رہتا ہے۔ جب وہ لوگوں کو ایسی تکلیفیں دینے لگ جاتا ہے تو وہ اہل حدیث نہیں رہتا۔

اہل حدیث پیدائشی قائد ہوتا ہے۔ اہل حدیث مقتداء ہوتا ہے۔ اہل حدیث کبھی مقتدی نہیں ہوتا۔ اسی لئے اہل حدیث کی نماز کبھی غیر اہل حدیث کے پیچھے نہیں ہوتی۔ اہل حدیث نبی کا خلیفہ ہے۔ اہل حدیث نبی کا جانشین ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام ہے۔ اسی لئے یہ کبھی کسی (غیر اہل حدیث) کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔

یہ پیدائشی امام ہے۔ یہ مقتدا ہے۔ باقی ساری کائنات مقتدی ہے۔ اہل حدیث ہمیشہ امام ہوگا۔ سب لوگ اس کے پیچھے چلیں گے۔ یہ آئیڈیل کریکٹر ہے' ایک مثالی کردار ہے۔ اور جب سے اہل حدیث اس کو بھول گئے ہیں بس سب ٹھیک سب ٹھیک سب ٹھیک کی رٹ ہے۔

مگر دیکھیں! اہل حدیث کیسے دھکے کھا رہے ہیں۔ کوئی اس کے پیچھے لگ گیا کوئی اس کے پیچھے لگ گیا۔ کوئی دیوبندی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ۔ کوئی

بریلویوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی پیپلز پارٹی (P.P.P.) میں ہیں۔ کوئی نیشنل عوامی پارٹی میں ہیں۔ اور اگر کوئی پوچھے اہل حدیث ہوتا کون ہے کہ جو خدا کے رسول کے علاوہ کسی کو امام نہیں مانتا اہل حدیث وہ ہوتا ہے جس کا امام محمد ﷺ ہو لیکن اس کا کردار دیکھ لو کبھی کسی کے پیچھے لگا' کبھی کسی کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اب یہ خرابی کیوں پیدا ہوتی ہے؟ اس کی توحید گئی۔ اہل حدیثوں کی توحید گئی۔ اہل حدیث آدھے موحد آدھے مشرک' غصہ آئے تو پھر بھی آپ اپنی طبیعت کو ٹھنڈا رکھیئے! تاکہ بات آپ کی سمجھ میں آ جائے۔ جذباتی نہ ہوں۔ اگر میں بات دلیل سے نہ کروں۔ ان شاء اللہ العزیز آپ کے تہہ خانے میں نہ بیٹھے۔ تب آپ کہیں یہ بات جذباتی تھی خوب سمجھ لو! خوب سمجھو شرک کی تعریف زبانی یاد ہونی چاہیے۔ شرک کسے کہتے ہیں؟ اہل حدیثو! اسے خوب ذہن نشین کر لو۔ شرک کسے کہتے ہیں۔ شرک شرک شرک کرتا ہے لیکن پتا کسی کو نہیں ہوتا کہ شرک کیا بلا ہے؟

اگر آدمی چیزوں کو (Define) کرنا جانتا ہو۔ ان چیزوں کی حقیقت اور ماہیت سے واقف ہو۔ تو وہ دھوکہ نہیں کھاتا۔ دیکھیں شرک کسے کہتے ہیں۔ اللہ کی خاص صفت میں اللہ کے خاص فعل میں اللہ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ کسی کو شریک ٹھہرانا یعنی یہ کہنا کہ اللہ میں سے کوئی نکلا ہے یا اللہ کسی میں سے نکلا ہے۔ یہ شرک ہے۔ "نور من نور اللہ" کھلا ہوا شرک ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کے نور میں سے نکلے ہیں۔ یہ شرک ہے۔ کیونکہ اللہ کی ذات میں سے نکلے ہوئے ماننا یہ شرک ہے۔ اللہ کی کسی خاص صفت میں شریک ٹھہرانا یہ شرک ہے۔ مطلق علم اللہ کی صفت نہیں ہے۔ مطلق علم یہ عام ہے۔ یہ جانوروں کو' انسانوں کو' جنوں کو فرشتوں کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ خاص علم ہو جو بغیر کسی ذریعے کے حاصل ہو۔ چیز کے وجود کے آنے سے پہلے چیز کے مٹ جانے کے بعد جو علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ صرف اللہ کو ہے اور کسی کو

نہیں۔ اس لئے اللہ عالم الغیب ہے۔ اگر کسی اور کو کہہ دیا جائے کہ اس کو بھی علم الغیب ہے تو یہ شرک ہے۔ چنانچہ بریلوی بھی مشرک ہوگا کیونکہ وہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہیں۔ اختیار تو مجھے بھی ہے۔ میں اپنے ہاتھ کو " یوں " کروں "ایسے " کروں ایسے کردوں ۔ مجھے اختیار ہے۔ لیکن مطلق اختیار نہیں اگر خدا میرے بازو کو شل کر دے۔ میں یہیں کا یہیں۔ رعشے کا رعشہ۔ سیدھے کا سیدھا۔ کلی اختیار تو صرف اللہ کو ہے۔ اور مخلوق کا ہر کوئی اختیار خدا کے تابع ہے۔ اگر خدا چاہے تو حرکت کرنے دے ۔ خدا نہ چاہے تو حرکت بالکل نہ ہو۔ کلی اختیار صرف اللہ کو ہے۔ اگر کسی کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ وہ مختار کل ہے یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ اسی وجہ سے بریلوی مشرک ہوگا۔ جو اللہ کی صفت خاص ہے۔ اسی میں کسی کو شریک کر دینا یہ شرک ہے۔ آپ نے یہ جان لیا کہ بریلوی کیوں مشرک ہے کہ حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں۔ پیروں کو عالم الغیب کہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ کو مختار کل کہتے ہیں۔

اب آپ آئیں خدا کی صفتیں کیا کیا ہیں۔ توجہ سے سنئے ! یہ سبق کا سبق ہے۔ جمعے کا جمعہ ہے۔ خدا کا سننا دور سے 'قریب سے 'آہستہ آواز ہو یا اونچی آواز ہو ۔ اللہ کو یہ کوئی فرق نہیں اللہ سنتا ہے یہ اس کی خاص صفت ہے۔ اگر کوئی یہ سوچ کہ میں آہستہ سے بات کرتا ہوں میرے پیر کو پتا لگ جاتا ہے۔ میرے دل میں خیال آتا ہے میرے پیر کو پتا لگ جاتا ہے۔ یہ شرک ہے۔

دیکھنا دور سے' قریب سے' پردے میں سے ' اوٹ ہو' دیوار ہو' پہاڑ ہو ہر حالت میں دیکھنا اللہ کی صفت ہے۔ اگر کسی اور کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ میرے پیر کو پتا ہے۔ کہ قبر پر مرید آیا ہے کہ مریدنی کھڑی ہے۔ یہ شرک ہے۔ اور ایسے عقیدے والا مشرک ہے۔

ارادہ ... جو کوئی ارادہ کرے وہ پورا ہو' جو ارادہ کیا وہی ہو یہ اللہ کی خاص صفت ہے۔ اگر کسی اور کے بارے میں سوچ لیا جائے تو شرک ہے۔

حکومت اختیار... حکومت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ دیکھ لو یہ آیتیں قرآن مجید کی۔ خدا کیا کہتا ہے: الا لہ الخلق والامر (7 : الاعراف: 54)

یہ قرآن ہے لوگو! سن لو کان کھول کر سن لو۔ لہ الخلق مخلوق بھی اسی کی ہے۔ والامر اور حکم بھی اس کا چلے گا۔ ارے میری مخلوق ہو اور حکم کسی اور کا چلے۔ اولاد میری ہو حکومت کوئی اور کرے یعنی جس کی مخلوق ہے حکم بھی اسی کا چلے گا۔

اگر کوئی کہے کہ نہیں انسانوں پہ انسان حکومت کرے۔ عوام پر عوام کی حکومت ہو۔ اسے جمہوریت کہتے ہیں' یہ کفر ہے' شرک ہے۔ قرآن کہتا ہے و لا یشرک فی حکمہ احدا (18 : الکہف: 26) یہ سورکہف ہے جو ہر جمعہ کے دن پڑھی جاتی ہے۔ و لا یشرک فی حکمہ احدا خدا اپنی حکومت میں اپنے قانون میں اپنی حاکمیت میں کسی کو' نہ کسی نبی کو' نہ کسی ولی کو' نہ کسی فرد واحد کو' نہ جماعت کو خدا بالکل شریک نہیں بناتا۔ لیکن جمہوریت کسے کہتے ہیں۔ ؟ عوام کی حکومت۔ جو عوام کہیں گے وہی ہوگا۔ یہ جمہوریت ہے۔ یہ اللہ کی خاص صفت ہے اب سوچو میرے بھائیو! توجہ سے سن لو اگر بریلوی مشرک ہوتا ہے نبی ؐ کو عالم الغیب کہہ کراہل حدیث کیوں مشرک نہیں ہوگا۔ جب کہ وہ کہے کہ جمہوریت ٹھیک ہے۔

جمہوریت کسے کہتے ہیں؟ لوگوں کو یہ مغالطہ دیا جاتا ہے کہ جمہوریت یہ ہے کہ عوام کی سنی جائے۔ عوام کے ساتھ انصاف ہو۔ عوام پر ظلم نہ ہو۔ عوام خوشحال ہوں۔ یہ جمہوریت بالکل نہیں ہے۔ جمہوریت کسے کہتے ہیں۔ عوام کی حکومت ہو وہ کیسے ؟ کہ عوام اپنے ممبر چنیں۔ وہ اسمبلی میں جائیں اور جو وہ فیصلہ کریں وہ قانون ہو۔ اور کوئی قانون نہیں۔ یہ جمہوریت ہے۔ اگر ضیاء مان لے کہ میں سب کچھ ٹھیک کرتا ہوں لوگو جو تم کہتے ہو لیکن الیکشن کوئی نہیں

ہو گا۔ کہئے ! جمہوریت بحال رہے گی۔ یہ کیسے؟ جمہوریے سے پوچھ لیں اگر ضیاء کہے کہ بالکل انصاف ہو گا۔ قرآنی احکام نافذ ہوں گے۔ ظلم نہیں ہو گا۔ زیادتی نہیں ہوگی۔ لوگوں کے ساتھ بالکل انصاف ہو گا لیکن جمہوریے کہیں گے کہ الیکشن ہو گا تو جمہوریت بحال ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی۔

کیوں ؟ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جمہوریت کیا ہے۔ جس کو عوام چن کر آگے لائیں وہ جائز حاکم ہے اور جو زبردستی آ جائے وہ ناجائز حاکم ہے۔ یہ ہے جمہوریت کی تعریف۔ اور اللہ کیا کہتا ہے۔ میرا ملک ' میری مخلوق اور قانون عوام کا کیسے ؟ دیکھئے ! میری بات سنئے ! جمہوریت کی تعریف کیا کرتے ہیں :

of the people by the people for the people.

Govenment

تو عوام ' عوام پر حکومت کریں۔ عوام کے فائدے کے لئے۔ عوام کا عوام 'پر حکومت کرنا ایسے ہی ہے جیسے ایک جنس کا اپنی ہی جنس پر چڑھ جانا۔ نر مادہ پر چڑھے تو ٹھیک۔ کوئی اعتراض کی بات نہیں لیکن اگر نر نر پر چڑھنے لگ جائے اور مادہ مادہ پر چڑھنے لگ جائے تو یہ ظلم ہے اگر عوام' عوام پر حکومت کریں' انسان' انسانوں پر حکومت کریں۔ یہ ظلم ہے۔ خدا کہتا ہے حکومت میری۔ میں مالک اور تم میرے مملوک' میں خالق سب میری مخلوق' تم میری زمین پر رہتے ہو۔ تم میرے آسمان کے نیچے رہتے ہو۔ اصلی حکومت میری ہے۔ انسان انسان پر حکومت کرے یہ ظلم ہے' یہ کفر ہے۔ یہ شرک ہے۔

اہل حدیثو! اہل حدیث بنو' قائدو اور لیڈرو ! تم بھی اہل حدیث بنو' تم بھی اہل حدیث نہیں ہو۔ اہل حدیث کون ہوتا ہے ؟ جس پر قرآن و حدیث حکومت کرتے ہوں اور جس پر عوام کی حکومت ہو وہ کبھی اہل حدیث نہیں ہوتا ہے۔ اور عوام عوام پر حکومت کریں۔ انسان' انسان پر حکومت کرے ایسا غیر فطری فعل ہے۔ اللہ کہتا ہے یہ بات جچتی نہیں۔ ارے! اگر کسی گھر میں اولاد باپ

پر حکومت کرے وہ گھر برباد۔ ایک خاندان ہو' ایک گھر ہو' وہ گھر تب ٹھیک چلے گا جب باپ کی حکومت ہو اور سب ماتحت ہوں اور اگر اکثریت کے اصول پر ہو تو اولاد کی حکومت ہو۔ باپ نیچے لگا ہوا ہو۔ جمہوریت یہ کہتی ہے ایک جاہل ایک ان پڑھ کا ووٹ بھی ویسا ہی ہے جیسا ایک عالم' ایک ڈاکٹر' ایک فلاسفر' ایک بہت بڑے مدبر کا۔ "گدھا گھوڑا سب برابر" اب میرے بھائیو! یہ تو خرابیاں ہیں جمہوریت کی۔ جو عقیدے کی بات ہے۔ دیکھ لیجئے گا۔ اللہ کسی سے ڈرتا نہیں ۔ جونہی موت آئی ۔ خدا آپ سے پوچھے گا۔ سنا توحید کا کیا حال ہے؟ بریلویوں کو تو خوب مشرک بنایا اور تو خود کیا تھا۔ تو مشرک نہیں تھا۔

یہ تین چار دن ہو گئے۔ شام کے دو فوجی افسر آئے ہوئے تھے وہ سلفی تھے۔ اہل حدیث۔ ہم گوجرانوالہ میں تبلیغ کے سلسلے میں جامع محمدیہ میں گئے۔ وہاں جو مدرس تھے استاد تھے ان کو مدعو کیا۔ اور سارے طلباء جمع تھے وہ شام کے عالم بھی وہاں موجود تھے پہلے بیٹھے رہے باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم حیران ہیں کہ اہل حدیث جب یہ سنتے ہیں کہ فلاں دیوبندی یا بریلوی اس بات کا قائل نہیں کہ اللہ عرش پر ہے وہ کہتے ہیں کہ کافر ہے۔ اور جمہوریت۔ جمہوریت کے اہل حدیث قائل ہیں۔ ہم بڑے حیران ہیں کہ پاکستان کے اہل حدیث کیسے ہیں میں نے ان سے کہا کہ سب ایسے نہیں ہیں۔ جو ڈوبے ہوئے وہ ڈوبے ہوئے ہیں جن کو اللہ نے سمجھ دی ہے وہ بھی ہیں۔ میں نے ان کو اپنے رسالے دکھائے کہ ہم نے یہ تین رسالے لکھے ہیں۔ جمہوریت اسلام کی نظر میں' جمہوریت اسلامی کیسے ؟ اور جمہوریت اور اسلام میں فرق۔ ہم نے اس میں صاف لکھا ہے کہ جمہوریت کفر بھی ہے اور شرک بھی ہے۔ اور مسلمان کبھی جمہوریت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ جس کو اپنے اسلام کا پتا ہو۔ اور آپ اس بات پر سارے حیران ہوتے ہیں۔ اچھا! یہ اتنے بڑے بڑے مولوی جاہل ہیں ؟

میرے بھائیو ! خوب سمجھ لو ایک جہالت علم کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ اگر

ایک آدمی بڑی الٹی سی حرکت کر دے۔ بہت گندی سی حرکت کر دے تو لوگ کہیں گے۔ بڑا ہی جاہل ہے۔ اور میرے بھائیو! یہ کبھی نہ سوچو کہ مولوی جاہل نہیں ہو سکتا۔ سوچیئے جب کوئی فرقہ بھٹکتا ہے تو اس کے مولوی پہلے جاہل بنتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ دیوبندیوں کے عالم' عالم ہیں تو دیوبندی کیوں بھٹکیں بریلویوں... اگر بریلویوں کے عالم' عالم ہیں تو بریلوی کیوں گمراہ ہوں ؟ کیا شیعہ میں عالم نہیں ہیں۔ اگر شیعہ کے عالم' عالم ہوں تو شیعہ یوں برباد نہ ہوں۔ کیا مرزائیوں میں عالم نہیں ہیں۔ اگر یہ عالم ہوں۔ مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو ہی بھلا مانیں۔ میں نے پہلے عرض کیا جس قوم کے مولوی برباد ہوتے ہیں وہ قوم برباد ہو جاتی ہے۔ پہلے مولوی جاہل بنتے ہیں پہلے عالم جاہل بنتے ہیں تو پھر عوام بھی ویسے ہو جاتے ہیں۔

قرآن کو پڑھ کر دیکھیے! دیکھ لو آخری سورۃ۔ باقی قرآن کے بارے میں آپ کیا کہہ سکتے ہیں یا اللہ میں حافظ نہیں تھا۔ مجھے یاد نہیں تھی' لیکن " قل اعوذ برب الناس " کے بارے میں کیا کہیں گے۔ یہ تو ہر ایک کو یاد ہوتی ہے۔ آپ نے کبھی اس کو پڑھ کر دیکھا' اس کو پڑھیئے!

دیکھیے! کیا کہتی ہے یہ سورۃ۔ قل۔ پڑھ! " قل " کے معانی پڑھ۔ "اعوذ " میں پناہ میں آتا ہوں۔ کس کی ؟ رب الناس لوگوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں پھر "ملک الناس" جو لوگوں کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ سے مراد کون ہے ؟ اللہ۔ پہلے رب الناس کہا پھر ملک الناس کہا اس کے بعد "الہ الناس" (114:الناس 1-4) اب جس کا رب بادشاہ نہیں اس کا وہ رب الہ نہیں۔ درجے کتنے ہیں۔ پہلے رب پھر بادشاہ پھر الہ۔ اب اہلحدیث پڑھے "لا الہ الا اللہ" اور قانون مانے جمہوریت کے' قانون مانے انگریز کے۔ دیکھیے! بادشاہ کسے کہتے ہیں سن لو۔ بعد میں غصے کا اظہار نہ کرنا۔ بادشاہ کسے کہتے ہیں۔ جس کا قانون چلے۔ جس کا حکم چلے اور جس کا حکم نہ چلے وہ کوئی بادشاہ ہے اگر آپ اللہ کو رب

مانتے ہیں۔ اگر آپ اللہ کو بادشاہ مانتے ہیں۔ تو اپنے دل سے پوچھیئے! اس کا قانون آپ پر چلتا ہے۔ اس کا قانون آپ پر' آپ کی بیوی پر' آپ کی اولاد پر' آپ کے درو دیوار پر چلتا ہو تو آپ کے گھروں میں تصویریں نہ لٹکتی ہوں۔ اگر اللہ کا قانون آپ کے گھر پر چلتا ہو تو آپ کی بیوی فیشنی پردہ کبھی نہ کرے۔ اسلامی پردہ کرے۔ اگر اللہ کا قانون آپ پر چلتا ہو آپ داڑھی کبھی نہ منڈوائیں۔ دعا کرتے ہیں۔ اللہ کے قانون کو نہیں مانتے۔ اور جو اللہ کے قانون کو چالو نہیں کرتا وہ خدا کو بادشاہ نہیں مانتا اور جو خدا کو بادشاہ نہیں مانتا وہ لا الہ الا اللہ جھوٹا پڑھتا ہے۔ یہ نہ کہنا کہ میں جذباتی باتیں کرتا ہوں۔ جذبے میں آکر شور مچا رہا ہوں۔ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ ان باتوں کا آپ کے پاس جواب کوئی نہیں۔ میری تو عمریہی کام کرتے گزر گئی' لوگوں کو دعوت دیتے اور لوگوں کو سمجھاتے۔ اور پھر پوچھتے ہوئے' کہو؟ کوئی جواب ہے اس کا؟ ہم نے یہ رسالے "جمہوریت اسلام کی نظر میں" اور "مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے نام" مولانا کی زندگی میں یہ رسالہ لکھا تھا۔ جس میں یہ Follow کیا تھا کہ جمہوریت کفر ہے اور شرک ہے اور سیاسی بدعت ہے اور اس کے قریبا قریبا دو سال بعد مولانا فوت ہوئے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر کی زندگی میں یہ رسالے لکھے تھے اور کم از کم آٹھ دس سال زندہ رہے۔ اور یہ رسالے دستی بھی ان کے ہاتھ میں دیئے' مولانا مودودی کو میں نے خود بیٹھ کر یہ رسالے پڑھائے تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

میرے بھائیو! فرق کچھ نہیں پڑتا۔ ہم کوئی لیڈری نہیں چمکانا چاہتے۔ آپ ہمیں دیکھتے ہی ہیں۔ دیسی سا آدمی' درویش قسم کا آدمی' نہ کاریں چلیں' نہ کوئی لمبا چوڑا سلسلہ لیکن دین کی بات کھری۔ جو قرآن کہے اور اللہ کا رسول کہے اور اس میں آپ کا فائدہ ہے۔ ان Politics کو چھوڑ دیں۔ سیدھے ہو کر اہل حدیث بن جاؤ۔ جو ان سیاسی جماعتوں میں شامل ہو وہ اہل حدیث کبھی نہیں

رہتا۔

اہل حدیث کون ہوتا ہے؟ جس کا قائد محمد ﷺ ہے اور اگر آپ نے کسی اور کو امام بنا لیا آپ اہل حدیثی سے گئے' نعرے آپ جتنے مرضی لگا لیں۔ جبکہ اہلحدیثی آپ کی ختم۔ جب تک آپ پورے اہل حدیث نہیں بنیں گے اور اہل حدیث پورا کب بنتا ہے؟ کہ قرآن و حدیث آپ پر حکومت کرنے لگ جائے۔ قرآن و حدیث کی آپ پر حکمرانی ہو۔ دیکھو ملک میں اسلام نہ آیا ہے نہ آئے گا۔ کیونکہ شروع سے لے کر آخر تک کبھی بھی نیت حکومت والوں کی اچھی ہوئی ہی نہیں۔ ہندوؤں سے ڈر کہ ہندو ہمیں کھا جائیں گے۔ ہندو بنیا ہم سے بہت تیز ہے نہ ہم سیاست میں اس سے ٹکر لے سکتے ہیں نہ تجارت میں اس سے بڑھ سکتے ہیں یہ بڑے داؤ جانتا ہے۔ اپنا ملک علیحدہ بنالو۔ ملک میں عیش کریں گے' اکٹھے رہے تو ہندو ہماری نہیں چلنے دے گا۔ علیحدہ ملک بنا لو۔ اپنی مار مار۔ اپنی بس بس' مزے کریں گے۔ چنانچہ پاکستان بنا لیا۔ لوگوں کو تو یہ دھوکہ دیا کہ پاکستان کا مطلب کیا ؟ لا الہ الا اللہ لیکن دل میں یہ کہ مزے کریں گے۔ مزے کریں گے۔ گھر اپنا' دور اپنا' مزے کریں گے۔ اور وہی ہو رہا ہے۔ چالیس سال ہو گئے اس لئے اسلام نہ آیا نہ آئے گا۔

لیکن میرے بھائیو' اہل حدیثو ! کیسے اس سے آپ کی جان چھوٹ جائے گی۔ جب خدا پوچھے گا۔ قرآن و حدیث کو نافذ کیوں نہیں کیا۔ تو آپ کہیں گے یااللہ یہ کام جناح نے نہیں کیا' ضیاء نے نہیں کیا۔ خدا کہے گا چھوڑ۔ ان کا نام نہ لے۔ مجھ سے بات اپنے گھر کی کر' تیرے گھر میں اسلام کیوں نہیں نافذ ہوا۔ کہیئے کوئی جواب ہے؟ اہل حدیثو ! کوئی جواب نہیں ہے۔ آپ کو غصہ تو ضرور آتا ہوگا۔ لیکن میں بھی کیا کروں میں بھی بے بس ہوں' مجبور ہوں۔ مان نہ مان میں زبردستی کا مہمان والی بات ہے۔

زبردستی کا اہل حدیث۔ کوئی اہل حدیث نہیں ہوتا ٹھیک ہے آپ ہم پر

چڑھے رہیں۔ ہمیں ڈرا لیں۔ لیکن اللہ کو بھی ڈرا لیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ تو بتا میں تجھ سے پاکستان کے بارے میں نہیں پوچھتا کہ پاکستان میں اسلام کیوں نہیں آیا' تو بتا تیرے گھر میں اسلام کیوں نہیں آیا۔ تو اہل حدیث کیسا تھا۔ کوئی جواب ہے؟ اگر نہیں ہے تو اہل حدیث بن جاؤ۔ اور اگر نہیں بنتا تو پھر آپ کی مرضی ہے۔ پھر سیاست میں کود جاؤ اور یقین جانو اسی معیار میں اپنے آپ کو جانچا (Judge) کرتا ہوں میں اپنے گھر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی کام میرے گھر میں قرآن و حدیث کے خلاف تو نہیں ہوتا۔ کوئی عمل جو قرآن و حدیث کا ہو قرآن وہ حکم دیتا ہو حدیث وہ حکم دیتی ہو۔ کبھی ایسا تو نہیں کہ وہ میرے گھر میں حکم نہیں چلتا میں تو مارا جاؤں گا۔

میرے بھائیو! جانچنے کا طریقہ یہی ہے اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کہ میرا گھر اہلحدیث کا گھر ہے تو جانچنے کا کیا طریقہ ہے۔ آپ یہ فرض کر لیں' ملتان میں اللہ کے رسول آگئے ہیں۔ بریلوی تو ویسے ہانک لگاتے ہیں۔ آگیا' آگیا۔ آج واقعتاً یہ سمجھیں کہ ملتان میں اللہ کے رسول ﷺ آگئے ہیں۔ اور وہ اپنے کسی اہل حدیث کے گھر ٹھہریں گیں۔ کسی دیوبندی' بریلوی کے گھر میں نہیں ٹھہریں گیں۔ ان کے ہاں تو ان کے امام تو ٹھہریں محمد ﷺ تو اہلحدیث کے گھر میں ٹھہریں گیں۔ یہ جانچنے کا طریقہ ہے۔ اور ایک دفعہ اپنے گھر کو بھی دیکھ لیا کرو۔ پھر اللہ کے رسول کے بارے میں سوچ لیا کرو۔ میرا گھر یوں سجا ہوا ہو تصویروں سے' بے حیائیوں سے اور پھر اللہ کے رسول ﷺ میرے گھر آئیں۔ کیا آ جائیں گے؟ اور اگر یہ آپ کا دل کہہ دے کہ "نہیں" اللہ کے رسول ﷺ میرے اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے تو آپ سمجھیں کہ میں اہل حدیث کہاں ہوں۔ میں تو لوگوں کو بھی دھوکہ دیتا ہوں اور اپنے آپ کو بھی دھوکہ دیتا ہوں۔ اگر آپ اپنی کمائی کے بارے میں شک کرتے ہیں میری کمائی حلال ہے یا حرام۔ میں آگے پکڑا جاؤں گا یا بچ جاؤں گا تو آپ یہ سوچ لیا کریں

اگر اللہ کے رسولؐ آ جائیں تو میری دعوت کھا لیں گے؟ میرا کاروبار سودی تو نہیں میرا کاروبار اور کسی حرام خوری کا تو نہیں۔ اور اگر آپ کا دل کہے کہ اللہ کے رسولؐ میرے گھر میں نہیں آئیں گیں تو آپ سمجھ لیں کہ آپ اہل حدیث کہاں کے۔

میرے بھائیو! یہ سمجھانے کا طریقہ ہے جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں اس لئے جذبات میں نہ آئیں۔ اہل حدیث بننے کی کوشش کریں اور اہل حدیث بننے کا طریقہ کیا ہے کہ اپنا ہر عمل قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔ صرف آمین ' رفع الیدین یہ دو تین مسئلے حدیث کے مطابق نہ ہوں بلکہ آپ کی پوری زندگی ہی قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

خطبہ نمبر11

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم ○

يايها الناس ان وعد الله حق فلا تغرنكم الحيوة الدنيا و لا يغرنكم بالله الغرور ○ ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا انما يدعوا حزبه ليكونوا من اصحاب السعير ○ (35 : فاطر : 5-6)

میرے بھائیو ! آج کل جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ مادی دور ہے جس کا خاصہ یہ ہے کہ انسان دنیا کی کمائی میں ہی اپنی زندگی کو صرف کر رہا ہے اور آخرت اسے بالکل یاد نہیں' کسی کا عقیدہ صحیح ہو یا غلط' ایمان اس کا درست ہو یا غلط کسی فرقے سے وہ تعلق رکھے سب اسی مرض کا شکار ہیں۔ جن کو ہم اہل حدیث کہتے ہیں اور ان کا دعوی ہے کہ ہم بالکل حق پر ہیں انکی حالت بھی یہی ہے کہ ان کے مد نظر صرف دنیا ہے دنیا کی کمائی' دنیا کی زیب و زینت' دنیا کی ترقی یہی ان کا مطمح نظر ہے۔ اور اسی لئے ان کی ساری دوڑ دھوپ ہے۔ حالانکہ انسان کو کنٹرول کرنے والا اس کو صحیح رستے پر رکھنے والا تصور جو ہے وہ آخرت کا تصور ہے۔ اگر آخرت کا تصور کمزور ہو جائے تو انسان کی عملی زندگی بالکل تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اعمال اس کے کبھی بھی درست نہیں رہ سکتے۔ پہلے پارے میں سب لوگ پڑھتے ہیں یومنون بالغیب و یقیمون الصلوة پھر

آگے یومنون بما انزل علیک و ما انزل من قبلک عام چیزوں کو ایمان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن آخرت کے بارے میں و بالآخرۃ ھم یوقنون (2 : البقرۃ 3 ۔ 5) غیب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو کچھ اللہ نے پہلے انبیاء پر اتارا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں ۔ جو اے نبی ؐ! آپ پر اتارا گیا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں لیکن بالآخرۃ ھم یوقنون وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور جہاں نفی کی گئی ہے ایمان کی وہاں بھی یہی ہے و من الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر و ما ھم بمومنین اللہ کے ساتھ یوم آخرت کا ہی ذکر کیا گیا ہے اور یہ میرے بھائیو ! سارے ایمان کی جان ہے ' اگر آخرت کا تصور کمزور ہو جائے تو سارے تصورات کمزور ہو جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ پھر یہی ہے کہ آدمی دنیا کا طالب ہو جاتا ہے آخرت اسے بالکل یاد نہیں رہتی۔

اگر آپ کبھی تجزیہ کریں کبھی سوچ بچار کریں تو آپ بھی اس کو محسوس کریں گے کہ ہم بھی اس مرض کا شکار ہیں۔ بچتا وہی ہے جو اس دنیا سے بہت دور رہنے کی کوشش کرے' صرف اس حد تک اس دنیا میں وہ اپنے آپ کو اس دنیا کے اندر منہمک کرے جس حد تک ضروری ہو۔ میں نے جو آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں بھی اللہ عز و جل نے یہ بیان فرمایا ہے یا ایھا الناس اے لوگو ! ان وعد اللہ حق اللہ کا وعدہ بالکل حق ہے۔۔ سچ ہے و لا تغرنکم الحیوۃ الدنیا یہ دنیا کی زندگی تمہیں کہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اب آپ نے اندازہ کیا کہ اللہ کا وعدہ کیا ہے ؟ کہ تمہیں میرے پاس آنا ہے تمہاری اللہ سے ملاقات ہوگی' کبھی آپ سوچیں کہ ہم اس دنیا میں آئے کیوں ہیں؟ تو آپ اس نکتے کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں لیکن اس طرف ہم کبھی توجہ کرتے ہی نہیں حالانکہ اللہ نے جو ہمیں عقل سے نوازا ہے وہ صرف اس غرض کے لئے کہ ہم اپنی ابتدا اور اپنی انتہا' اپنی اس دنیا میں آمد کو پہچانیں۔

میرے بھائیو ! اگر صرف کھانا اور کمانا اسی کا نام زندگی ہو تو جانور اور

انسان میں کوئی فرق نہیں' توالد و تناسل کا سلسلہ' اولاد پیدا کرنے کا سلسلہ جانوروں میں بھی ہے اگر یہی چیز انسانوں میں بھی ہو تو ایک انسان میں اور ایک جانور میں کیا فرق ؟ کھانا اور کھانے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا یہ جانوروں میں بھی ہے۔ انسان جو سب سے اونچا ہے تو اس اعتبار سے کہ وہ اپنے انجام پر غور کرتا ہے۔ اسی کی نگاہ جو ہے اپنی وہ آخرت پر ہوتی ہے۔ تو اللہ نے فرمایا: یاایھا الناس ان وعد اللہ حق لوگو! میں نے جو تمہیں وعدہ دیا ہے وہ بالکل حق ہے اس میں کبھی شبہ نہ کرنا فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا اس وعدے سے تمہیں ہٹانے والی کون سی چیز ہے۔ یہ دنیا کی زندگی جو ہمارے لئے ایک فتنہ بنی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسان میں نے تجھے دنیا میں بھیجا ہی اس لئے ہے کہ میں دیکھوں تو یہاں آ کر کیا کرتا ہے۔

میرے بھائیو! ہم یہاں کیوں آئے ہیں اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں یہاں سے جانا ہے اور ہمیں یہاں جو بھیجا گیا ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ ہم یہاں آ کر کیا کماتے ہیں۔ دنیا کماتے ہیں یا آخرت کی فکر کرتے ہیں۔ اور جو اس میں فیل ہو گیا۔ وہ فیل ہے بے شک وہ اہل حدیث ہو یا کوئی بڑا اونچا اپنے آپ کو کہتا ہو اب آپ دیکھتے نہیں کیا فرق ہے اہل حدیث کی زندگی میں' جماعتی طور پر اور اس کے بعد باقی دوسری جماعتوں کی زندگی میں' کسی سے آپ اہل حدیثوں کو اونچا پاتے ہیں؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرق ہے تو صرف دو چار چیزوں کا کہ وہ آمین' رفع الیدین نہیں کرتے اہل حدیث رفع الیدین کرلیتے ہیں۔ یہ مزاروں پر نہیں جاتے وہ دوسرے مزاروں پر چلے جاتے ہیں اور وہ عادت ہے (جو مزاروں پر نہیں جاتے) اگر آپ کسی دوسرے گھر میں پیدا ہوئے ہوتے تو آپ بھی وہی کام کرتے جو اور کرتے ہیں کوئی آپ نے یہ محنت سے چیز لی ہے ؟ جس آدمی نے کوئی چیز محنت سے کمائی ہوتی ہے۔ اسے قدر ہوتی ہے اس لئے جو خاندانی اہل حدیث ہیں وہ اب صفر ہو گئے' ختم ہو گئے' جو پیدائشی' موروثی اہل

حدیث ہیں باپ کے بعد بیٹا وہ سب ختم ہو گئے۔ ہاں کوئی نیا ہو جائے تو اس میں کچھ تھوڑی سی جان ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں کچھ کروں باقی جو پرانے ہیں سب ریٹائرڈ ہو گئے' سب ختم ہو گئے کیوں؟ اس لئے کہ اس نے اہل حدیثی خود نہیں کمائی' اس نے خود نہیں حاصل کی' وہ اسے ورثے میں ملی تھی جیسے اس نے باپ کی جائیداد کو اڑا دیا ایسے اس نے اہل حدیثی کو بھی اڑا دیا۔

حالانکہ ہمارا امتیاز یہی تھا کہ ہم لوگ اپنے آپ کو صرف یہی نہیں کہ آمین اور رفع الیدین کر کے اوروں سے اونچا کر کے دکھاتے ہمیں یہ بھی دکھانا چاہیے تھا کہ ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں۔ ہم آخرت کے رہنے والے ہیں ہمارا وہاں اصل گھر ہے۔ ہمیں وہاں جانا ہے۔ تم اس دنیا میں رہ کر... دیکھئے! اس دنیا میں رہ کر دنیا کی تیاری نہیں چاہیے دنیا کا گزارہ چاہیے یہ دنیا کی زندگی آخرت کی تیاری کے لئے ہے آخرت کی تیاری کے لئے یہ زندگی ہے قرآن مجید پڑھ کر دیکھیں خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا اللہ فرماتے ہیں میں یہ جو موت اور زندگی کو پیدا کیا کیوں؟ لیبلوکم ایکم احسن عملا میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔(الملک 67: 2)

اب دیکھو! ہمارے سامنے ہمارے بھائی مرتے ہیں' ہمارے رشتہ دار مرتے ہیں' ہمارے محلے میں ہماری برادریوں میں تو اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔ کہ جیسے یہ چلا گیا مجھے بھی چلے جانا ہے۔ میں نے کیا کمایا ہے؟ میں نے کیا حاصل کیا ہے؟ اتنی میری زندگی ہو گئی میں ساٹھ سال کا ہو گیا' میں چالیس سال کا ہو گیا' اتنی میری عمر ہو گئی ہے' میں نے کیا کمایا ہے؟

میرے بھائیو! ہمیں اگر دوڑ ہے ریس (Race) ہے تو یہ کہ دیکھو ہمارے فلاں آدمی کا کاروبار کتنا ترقی کر گیا' تو بھی زور لگا حالانکہ یہ کوئی ریس کی چیز نہیں ہے۔ اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرنی چاہیے' آپ یہ دیکھیں فاقوں تو نہیں مر رہے' اپنے گزارے کی فکر کریں کہ آپ کسی کے سامنے ہاتھ نہ

پھیلائیں۔ باقی اپنا وقت گزاریں جیسے بھی گزر جائے اگر آپ کا وقت تنگی سے گزرتا ہے لیکن آپ کو ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا آپ بڑے خوش قسمت ہیں سب امیروں سے آپ اچھے ہیں ' ان امیروں سے آپ اچھے ہیں' جن کی ملیں لگی ہوئی ہیں جن کے کارخانے چل رہے ہیں۔ خدا کی قسم ! آپ ان سے بہتر ہیں۔ اندازہ تو کریں غریب امیر سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گا۔ ہم دفتروں میں جاتے ہیں دو گھنٹے دفتروں میں ٹھہرنا پڑے تو رشوت دیتے ہیں کہ جی میرا کام جلدی کر دے' میرا کام جلدی کر دے' مجھے ٹھہرنا نہ پڑے۔ وہاں پانچ سو سال امیر رکا رہے گا اپنے حساب میں پھنسا رہے گا۔ غریب اس سے پانچ سو سال پہلے جنت میں چلا جائے گا کہو تو کسی کو کبھی شوق ہوا کہ کیوں خواہ مخواہ اپنے آپ کو لیٹ کروں' پریشان کروں کیوں نہ جلدی سے گزر جاؤں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہمارے حالات بہت بدل گئے' ہر ایک کے دل میں دنیا کے کمانے کا دنیا کے حصول کا شوق ہوتا چلا گیا۔ حتی کہ حضرت ابودرداء کی بیوی ام درداء ان سے کہتی ہے تو کیوں نہیں کچھ کرتا فلاں نے اتنے پلاٹ بنا لئے' فلاں نے اتنا کام کر لیا فلاں نے اتنا کاروبار کر لیا' تو ترقی کیوں نہیں کرتا۔ چونکہ حضرت ابودرداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ' آپ کی صحبت میں رہ کر زندگی گزارنے والے وہ پورے Trained تھے ان کی پوری تربیت ہوئی تھی وہ کہنے لگے تجھے پتہ نہیں ہے بڑی بڑی گھاٹیاں آنے والی ہیں ۔ میں بوجھ اٹھا کر وہ گھاٹیاں نہیں چڑھ سکتا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں یہ ہلکا پھلکا آپ نے یوں چٹکی مار کر دکھایا کہ بعض کا حساب یوں ہو جائے گا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان' مشکوۃ کتاب الرقاق عن ام درداء رضی اللہ عنہا)

اور اب آپ سوچئے ! جنہوں نے زیادہ اس کام کو وسیع کیا ان کا حساب چٹکیوں میں ہوگا؟ چٹکیوں میں تو ان کا حساب ہوگا جنہوں نے تھوڑا کھایا ہے'

تھوڑا کمایا ہے' ہلکے سے مکان بنائے ہیں۔ ہلکا سا کام رکھا ہے۔ بلکہ خدا کہتا ہے کہ اے بندے! تو نے اتنا کھایا جس سے تیری زندگی باقی رہے۔ ایسا مکان بنایا جس سے تو سر ڈھانپ سکے۔ ایسا لباس جس سے تو اپنے تن کو ڈھانپ سکے۔ یہ تو تیرا حق ہے اس پر تو میں تیرا حساب کروں گا ہی نہیں۔ اور اگر تو زائد کرے' سوٹ اعلیٰ سے اعلیٰ بنا کر رکھے' کوٹھیاں فرسٹ کلاس سے فرسٹ کلاس ' کبھی وہاں امریکہ چلا گیا' وہاں ڈیزائن لے آیا کبھی کسی طرح کا ڈیزائن لایا۔ اگر تو یہ کرے گا تو پھر میں تجھ سے حساب لوں گا اور اگر تو نے اپنا صرف کام ہی چلایا ہے تو پھر میں تیرا کیا حساب لوں۔ جب میں نے دنیا میں بھیجا ہے آکر تو نے کچھ تو کھانا تھا آخر کچھ تو تو نے مکان کا کام چلانا تھا۔ کپڑا پہننا ہی تھا۔ اس کا میں تجھے کوئی حساب نہیں لوں گا۔ حساب اس کا لوں گا جو تو نے ذخیرے کر کے ٹرنکوں کے ٹرنک بھر کر تو نے رکھے اس کا میں تجھ سے حساب لوں گا۔

اور میرے بھائیو! یہی چیز تھی جو مسلمانوں کو ممتاز کرنے والی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فوجوں کے کمانڈر ان چیف ہیں۔ ان کے پاس بیت المقدس کی طرف گئے جب وہاں پہنچے اب حضرت ابو عبیدہ بن جراح فوجوں کے کمانڈر ان چیف ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے جب جا کر ان کے حالات دیکھے کہ باسی روٹی کھانے کے لئے اور پہننے کے لئے وہی پیوند لگے ہوئے چیتھڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے ابو عبیدہؓ! تم نے میرا ایمان تازہ کر دیا حالانکہ حضرت عمر بہت بڑے درویش تھے۔ آپ نے سنا ہے ٹانکے لگوا کر چیتھڑے لگوا کر پیوند لگوا کر کپڑے پہنتے تھے لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر کہنے لگے کہ ابو عبیدہ تو مجھ سے بہت آگے ہے۔ (اصابہ ص 12 ج 4 بحوالہ سیر الصحابہ ص: 179 ج 2) تو میرے بھائیو! یہ ان لوگوں کا حال تھا۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب پالا تھا۔ جو جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی اور اب ہم چونکہ خاندانی طور پر اہل حدیث چلے آ رہے ہیں اب

اس کے بعد دیکھ لیں۔ کہو تو ہماری تبلیغ کارگر ہو سکتی ہے۔ کبھی ہو سکتی ہی نہیں۔

اور یاد رکھئے کہ تبلیغ کے طریقے ہی دو ہیں ایک زبان اور ایک آپ کی زندگی ۔ بولتی زبان بھی ہے۔ اور آپ کی زندگی بھی بولتی ہے زبان بند ہو گئی لیکن آپ کی زندگی بول بول کر لوگوں کو بتائے گی اور وہ تبلیغ اتنی موثر ہوتی ہے ' اتنی کارگر ہوتی ہے کہ آپ چار چار گھنٹے تقریر کر لیں وہ اثر نہیں ہو سکتا جو آپ کی زندگی کو دیکھ کر دوسروں پر اثر ہوتا ہے ۔ آپ کا پڑوسی آپ کے رہنے سہنے کو دیکھے گا' آپ کے شرم و حیا کو دیکھے تو وہ کہے گا کہ ہاں یہ کسی اچھی نسل کا آدمی ہے' اس کا دین کھرا دین ہے دیکھو کیسا ان کے گھر میں اچھا حال ہے۔ تیرے بغیر بولے اس پر اثر ہوگا۔ اور اب ہم اگر آمین' رفع الیدین پر بحثیں کریں' مناظرے کریں اور کسی کو ہم قائل بھی کر لیں اور وہ رفع الیدین کرنے لگ جائے تو کیا فرق پڑے گا۔ پہلے تھوڑے رفع الیدین کرنے والے موجود ہیں وہ کیا گل کھلاتے ہیں ؟ جو نیا رفع الیدین کرنے والا گل کھلا دے گا۔

ہمارے کچھ آدمی ایک عیسائی کو لے آئے جی ! اسے کلمہ پڑھانا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے ؟ کوئی کتابیں پڑھی ہیں کہ جی نہیں کہ بھئی پھر تو مسلمان کیوں ہوتا ہے؟ کہ جی ! بس میرا دل چاہتا ہے میں نے کہا اللہ کے بندے چھوڑ پہلے ہی بہت مسلمان ہیں وہ ہی ختم نہیں ہوتے تو نہ مسلمان ہو۔ اگر ایسا ہی مسلمان ہو گیا جیسے اور مسلمان ہیں تو فائدہ کیا' فائدہ تو تب ہے کہ تو اسلام کو سمجھنے کے بعد اسلام لائے۔ پھر تو فائدہ ہے چنانچہ بعد میں پتہ چلا کہ وہ صرف اس لئے مسلمان ہو رہا تھا کہ مسلمانوں کا وہ کام کرتا تھا حقہ پینے میں تکلیف ہوتی تھی۔ کہنے لگا چلو میں بھی مسلمان ہو جاتا ہوں ان کے ساتھ حقہ تو پی لیا کروں گا۔ یہ وقت دور ہوگی۔

میرے بھائیو ! اگر یہ دو چار چیزوں سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بھی اہل

حدیث ہو گیا تو یہ کوئی اہل حدیث نہیں ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اب دیکھئے! آدمی کسے کہتے ہیں اگر آپ کو ہاتھ مل جائے تو آپ کہیں گے وہاں آدمی پڑا ہے' اگر آپ کو کسی کا سر کٹا ہوا مل جائے تو آپ کہیں گے وہاں آدمی پڑا ہے ارے صرف اکیلے سر کو آدمی نہیں کہتے صرف ٹانگ کو آدمی نہیں کہتے کسی بڑے سے بڑے عضو کو آدمی نہیں کہتے آدمی اسی وقت آدمی ہے جب مکمل باڈی مکمل جسم ہو اور اس کے اندر روح ہو' اس کے اندر کرنٹ آتا جاتا ہو' تب آدمی ہے۔

اسلام ایک دو چیزوں کا نام نہیں ہے۔ اسلام جو ہے داڑھی رکھ لینا یا آمین رفع الیدین کر لینا یا نماز پڑھ لینا ان چیزوں کا نام اسلام نہیں ہے۔ اسلام تو ایک مکمل جسم جس کے اندر کرنٹ چلتا ہو رو چلتی ہو برقی رو پوری تیزی کے ساتھ اسلام اس کو کہتے ہیں اور وہی زندہ اسلام ہوتا ہے وہی فعال ہوتا ہے اور وہی تبلیغ کر سکتا ہے۔ بے جان لاش کیا کرے گی' جیسے بے جان لاش کچھ نہیں کر سکتی اسی طرح سے بے جان اسلام بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ آج جو ہم اہل حدیث فیل ہیں' سب کہتے ہیں کہ جی ہاں ۔ اب دیکھو ناں حق بھلا یہ کوئی مشکل چیز ہے اس کو پہچاننا آدمی کے لئے دشوار ہے؟

حق حق ہے اور بڑا واضح ہے' بڑا ہی واضح ہے اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والی دنیا میں صرف ایک جماعت اہل حدیث ہے اور کوئی بھی نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والی صرف ایک جماعت صرف ایک جماعت ہے اور کوئی نہیں۔ کیوں؟ ہر ایک جو ہے انہوں نے اللہ اور رسول کے بعد کچھ نہ کچھ ایڈیشن کر رکھی ہے اب دیوبندیوں کو لے لیں وہ اللہ کے رسول کو بھی مانتے ہیں ساتھ امام ابو حنیفہؒ کو بھی مانتے ہیں' مذہب ان کا حنفی ہے۔ پھر حنفیوں کی دو شاخیں دیوبندی اور بریلوی۔ پھر ان کے اپنے اکابر دیوبند دیوبندیوں کے مقتداء ہیں اور بریلویوں کے مقتداء مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں خالص اسلام نہیں

ہے اسلام Plus کچھ حنفیت بریلویت دیوبندیت شیعہ کو دیکھ لیں ویسے اللہ کا اور رسول کا نام لیں گے لیکن اہل بیت ساتھ اسی طرح سے آپ کسی کو دیکھ لیں صرف اللہ اور اس کے رسول کو ماننا یہ اہل حدیث کے سوا دنیا میں کوئی جماعت ہے ہی نہیں۔ اور یہی حق ہے۔ دوزخی جب دوزخ میں جلیں گے۔ یوم تقلب وجوھھم فی النار دوزخیوں کے جب کباب بنائیں جائیں گے انکو روسٹ کیا جائے گا' چہرے الٹ پلٹ کر یہ قرآن ہے سورۃ احزاب یوم تقلب وجوھھم فی النار جب ان کے چہرے پلٹ پلٹ کر آگ میں جھلسے جائیں گے تو اس وقت وہ چیخیں گے یلیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول اے کاش! کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔

اب دیکھئے ناں کیا حسرت ہے انکے دل میں ان کو وہاں کیا محسوس ہوگا' وہ کہیں گے کہ ہم جو گمراہ ہوئے کہ نام ہم اللہ اور رسول کا لیتے رہے اور مانتے رہے ہم اوروں کو۔ اب دیوبندی اور بریلوی نام اللہ اور اس کے رسول کا اور فقہ امام ابوحنیفہ کی۔ اب عملی زندگی تو فقہ کے ساتھ ہے ناں۔ کہ آپ نماز کیسے پڑھیں گے؟ روزہ کیسے رکھیں گے۔ نکاح طلاق شادی کاروبار سارے مسائل وہ تو فقہ کے۔ صرف نام اللہ اور اس کے رسول کا اور عملی اتباع عملی پیروی عملی زندگی وہ امام ابوحنیفہ کے ماتحت' یہ تو انکو پتہ ہے جب وہاں دوزخ میں عذاب ہوگا پھر کہیں یلیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول اے کاش! ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے۔ بھئی تم کیا کرتے رہے؟ پھر وہ خود ہی جواب دیں گے انا اطعنا سادتنا و کبراء نا(33 : الاحزاب: 66-67)

ہم اپنے سادات کی اپنے سیدوں کی اپنے پیروں کی اپنے مشائخ کی اور وکبراء نا اپنے بزرگوں کی اپنے بڑوں کی باتیں مانتے رہے۔ یہ فیصلہ ہم نے کبھی کیا ہی نہیں۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد کوئی قابل اطاعت نہیں۔

یہ حق واضح ہے اس میں کوئی شے کی بات ہو سکتی ہے؟ یہ اتنا حق جو

سورج جیسا جلی اور واضح ہے ہم دنیا کو یہ نہیں سمجھا سکتے کیوں اس لئے کہ ہم بدعمل ہیں۔ ہماری زندگی صحیح نہیں ہے۔ دیکھیے اگر آدمی زبان سے بڑی اچھی تقریر کردے بہت اچھا بیان کر دے۔ اس کے اٹھ کر جاتے ہی لوگ کہیں گے ایسا بے ایمان ہے ہزاروں روپیہ فلاں جگہ سے کھا گیا یہ ایسا ہے اس نے ایسا کر دیا' اس نے ایسا کر دیا۔ یہ تو ٹھگ ہے یہ تو فراڈیا ہے۔ اس نے فلاں کے ساتھ یوں ظلم کیا ہے سب تبلیغ پر پانی پھر گیا' برباد ہو گیا۔ اور اگر اس کی عملی زندگی' بھئی! سچی بات ہے زندگی اس کی ہے۔ کیا مجال کوئی ادھر ادھر کی حرکت کر جائے بالکل ٹھیک تو وہ جو بات کہہ دے سب اثر رکھتی ہے۔ اب ہم نے یہ بات چھوڑ دی' ہم نے صرف اپنا امتیازی نشان اب دیکھ لو ناں کمال یہ ہے اہل حدیث کا امتیازی نشان کیا ہے؟ آمین اور رفع الیدین الحمد تو خیر نظر نہیں آتی نام ہی کیا لینا۔ یہ دو چیزیں بڑی نمایاں ہیں اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ لوگ رفع الیدین کرنے لگ جائیں اس پر مناظرے ہوتے ہیں بڑی بحثیں ہوتی ہیں آمین کہنے لگ جائیں ۔ بھئی یہ کیوں کیا صرف یہ دو سنتیں ایسی ہیں جو لوگ نہیں کرتے۔ ارے لوگ تو ویسے ہی چٹ ہو چکے ہیں' شرک ان کے اندر بدعات ان کے اندر۔ صرف دو کام کروا کر کے آپ کا مشن پورا تو نہیں ہو جاتا۔ میرے بھائیو! تبلیغ کب ہوتی ہے' جب چیز اوپر سے نیچے آتی ہے۔ تو زور سے آتی ہے جب دونوں برابر ہوں برابر سے چیز جائے تو کبھی زور سے نہیں جاتی۔ اب پانی کا فلو دیکھیں پانی کی اگر سطح برابر ہو جائے تو پانی حرکت نہیں کرتا۔ لیول برابر ہو جائے تو پانی حرکت نہیں کرتا۔ جب اونچائی سے اپنی اترائی کی طرف آئے تو پانی کا فلو Flow بہت تیز ہوتا ہے' بہاؤ بہت تیز ہوتا ہے۔ اور اوپر سے گرے تو سوراخ کرتا چلا جاتا ہے۔ بہت تیز ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! تبلیغ وہ کر سکتا ہے خوب سن لیجئے گا توجہ سے سن لیجئے گا یہ بنیادی Point ہے جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے آج ہم ذلیل ہو رہے ہیں تبلیغ

وہ کر سکتا ہے جس کے دل میں پہلے یہ یقین ہو کہ میرا اور اس کا درجہ کیا ہے۔ جن کو میں تبلیغ کرتا ہوں اگر وہ سمجھتا ہے کہ نہیں سب ٹھیک ہیں وہ کبھی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ اگر یہ سمجھیں کہ سب ٹھیک ہیں تو کبھی تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ تبلیغ اس وقت ہو سکتی ہے جب آپ یہ سمجھیں کہ میں حق پر ہوں یہ باطل پر ہے میں اونچا ہوں یہ نیچا ہے۔ یہ گمراہی پر ہے میں ہدایت پر ہوں تب تبلیغ ہو گی اور زور سے ہوگی اور اگر یہ ہو کہ سب ٹھیک ہیں' سب ٹھیک ہیں تو تبلیغ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' وہ تبلیغ کبھی موثر نہیں ہو سکتی ' اس لئے تبلیغ کرنے کے لئے پہلے آدمی اپنے آپ کو بنائے اپنے آپ کو درست کرے اپنا مقام متعین کرے حق کو پہچانے' حق کہاں ہے؟ تبلیغ ہوتی ہے باطل والوں کے لئے' علاج ہوتا ہے بیماروں کے لئے' تبلیغ ہے ان لوگوں کے لئے کہ جو صحیح دین پر نہیں ہیں صحیح راستے پر نہیں ہیں انکو تبلیغ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو جب ایک آدمی سمجھتا ہے کہ نہیں ان کا دین ہمارا دین ' ان کا مذہب ہمارا مذہب برابر ہی ہے وہ بھی ٹھیک ہے ہم بھی ٹھیک ہیں تو تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ وہ کبھی موثر ہو سکتی ہے۔ اور اس کا پتہ کب چلتا ہے جب آپ نماز ہر ایک کے پیچھے پڑھیں۔

اب دیکھئے ایک طرف تو اہل حدیث مسجد علیحدہ بناتے ہیں۔ اب تھوڑی مسجدیں ہیں' یہ قریب مسجد ہے کوئی دیوبندی کی' کوئی بریلویوں کی۔ بھئی ! تمہیں علیحدہ مسجد بنانے کی کیا ضرورت ہے اے اہل حدیثو ! کیا تم میں اور کوئی فرق ہے ؟ تم میں اور اوروں میں کوئی فرق ہے ؟ نہیں اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ باطل پر ہیں وہ غلطی پر ہیں اور ہم حق پر ہیں۔ اس لئے ہم نے علیحدہ مسجد بنائی ہے پھر نماز میں تم ان کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہو کہ جی ! تم ہمارے امام بن سکتے ہو۔

سوچنے کی بات سمجھنے کی بات ہے جب ایک آدمی دیکھے کہ عورت کبھی مرد کی امامت نہیں کروا سکتی عورت مرد کی امامت نہیں کروا سکتی۔ کیوں ؟ عورت کا Status اور ہے اور مرد کا Status اور ہے۔ عورت عورت ہے مرد

مرد۔ عورت کتنی بڑی عالمہ کیوں نہ ہو جائے ' وہ کتنی بھی متقی اور پرہیز گار کیوں نہ ہو وہ مرد کی امامت نہیں کروا سکتی۔ کیوں ؟ وہ عورت ہے مرد نہیں۔ میرے بھائیو حق حق ہے اور باطل باطل ہے باطل حق کا امام کبھی نہیں ہو سکتا اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ امام بننے کے لائق تھا تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے وہ غلطی پر ہیں 'وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ پھر مسجد علیحدہ نہ بنائیں' ان کے ساتھ ملیں' ان کے ساتھ رہیں جو کچھ ان کا وہی کچھ آپ کا

میرے بھائیو! جب ایک آدمی دو دلی میں ہوتا ہے تو وہ دو دلی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ بالکل اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن کو امامت دی انکے دو وصف بیان کئے ہیں و جعلنهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا و كانوا بآيتنا يوقنون (32 : السجدة: 24) ہم نے امامت قوموں کو کب دی' ہم نے ان کو امام کب بنایا كانوا بايتنا يوقنون جب ان کے دلون میں یقین پیدا ہو گیا' حق یہ ہے اور باطل یہ ہے۔ اور پھر لما صبروا جب انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہمیں حق سے Stick رہنا ہے اسی سے چمٹنا ہے' کوئی تکلیف آئے' کچھ ہو اس کو نہیں چھوڑنا ہم نے پھر ان کو امامت دی۔ اور اب یہ ہے نہ اپنی صداقت کا یقین اور نہ تکلیف برداشت کرنا تھوڑی سی تکلیف آ جائے فورا گھٹنے ٹیک دیے۔ تھوڑی سے کوئی حرکت ہوئی فورا گھٹنے ٹیک دیئے۔

میرے بھائیو! حق چیز ایسی نہیں ہے حق تو ایسی چیز ہے کہ اس کے لئے جان بھی دینا پڑے تو سودا فائدہ کا ہے جان بڑی قدر والی چیز ہے لیکن حق ایسی چیز ہے کہ جانوں کی قربانی اس کے لئے ہو جائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ حق ایسی چیز نہیں کہ سستی سی چیز ہو۔ حق وہ چیز ہے کہ جانیں اس کیلئے ہیچ ہیں جتنی بھی جانیں قربان ہو جائیں حق کے لئے اتنی ہی تھوڑی ہیں۔ لما صبروا صبر کرنا تکلیفوں پر صبر کرنا حق کو پہچان کر اس پر ڈٹ جانا اور جو تکلیفیں آئیں انکو برداشت کرنا یہ اس قوم کا خاصہ ہے جس قوم نے دنیا میں امامت کرنی ہوتی

ہے۔ اور آج جو ہم محروم ہیں وہ صرف اسی وجہ سے کہ ہمیں اپنی صداقت کا یقین نہیں ۔ صداقت کا یقین تو بعد میں ہے ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں کہ حق کیا ہے ؟

میرے بھائیو ! دیکھ لو دودھ' دودھ کون سا خالص ہوتا ہے۔ دودھ وہی خالص ہوتا ہے کہ جیسے تھنوں سے نکلا بالکل ویسا ہی رہے اگر اس میں آپ روح کیوڑا ڈال دیں' اب روح کیوڑا بہت خوشبودار چیز ہوتی ہے۔ دودھ خالص رہ جائے گا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دین حق وہی حق ہے جو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ملے۔ اگر آپ نے اس میں کسی امام کو' بہت بڑے ولی کو ڈال دیا۔ یوں سمجھ لیں کہ آپ نے روح کیوڑا ملا دیا اور خوشبو آنے لگ گئی۔ لیکن دودھ خالص نہیں رہا۔ آپ اس میں کستوری ڈال دیں' آپ اس میں سونے کا کشتہ ڈال دیں' آپ اس میں اعلیٰ سے اعلیٰ چیز ڈال دیں جو دودھ سے کہیں زیادہ قیمتی ہو لیکن جب کوئی چیز دودھ میں پڑ جائے گی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ دودھ خالص ہے۔

میرے بھائیو ! اسلام چیز ہی یہ ہے اگر وہ صرف اللہ اور س کے رسول پر مکمل ہے تو خالص اور اگر اس میں کوئی ایڈیشن ہے خواہ وہ امام ابوحنیفہؒ کی ہو' امام شافعی کی ہو' کسی بڑے ولی کی ہو' کسی بہت بڑے بزرگ کی ہو' تو وہ ملاوٹ ہے' وہ خالص نہیں ۔ اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا یہی جو آپ فرقے دیکھ رہے ہیں۔ یہ جتنے فرقے پیدا ہوئے ہیں یہ سب نیک نیتوں سے بنے ہیں۔ اب اماموں کی تعریفیں ' ہمارے امام ایسے تھے ہمارے امام صاحب ایسے تھے دوسرا کہتا ہے کہ ہمارے تم سے بھی بڑھ کر تھے ہم ان کو مانتے ہیں۔ آپ انکو مانتے ہیں۔ وہ اپنے امام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں لہذا ایک پارٹی ہے۔ وہ اپنے امام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' وہ دوسری پارٹی.... یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے گارنٹی صرف ایک کی دی ہے۔ کبھی اللہ نے کس کی گارنٹی دی ہے۔ کس کی Surety دی ہے۔

صرف ایک اپنے نبی جس کو اللہ نے بھیجا ہے خدا نے اس کی گارنٹی دی ہے۔ و ما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحی (53 : النجم 3 - 4) میں صرف اپنے اس محمد ﷺ کی گارنٹی دیتا ہوں۔ میں کسی اور کی گارنٹی نہیں دیتا ہوں۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اس کی اطاعت عین میری اطاعت ہے اس کی اطاعت عین میری اطاعت ہے اور اگر تم نے کسی کو ضروری بنا لیا اور اس کے نام پر تم نے اپنا مذہب بنا لیا تم نے اپنے مذہب کو Polluted کر دیا۔ پلید کر دیا خواہ وہ کتنا بھی بڑے سے بڑا ہو تو میرے بھائیو! حق تو یہ ہے

لیکن آج ہم اس حق کو واضح نہیں کر سکتے اس لئے کہ ہم خود بدعمل ہیں صرف دو سنتیں لے کر آمین اور رفع الیدین کی اگر آپ کہیں کہ آپ اہل حدیث ہو گئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرے بھائیو! اگر آپ کو اہل حدیث بننا ہے جیسے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر دیکھتے ہیں میری مونچھیں ٹھیک ہیں کہ نہیں، کہیں لب، کہیں ناک ..... میرے دانت ٹھیک ہیں کہ نہیں میری آنکھیں ٹھیک ہیں کہ نہیں - ہر چیز کو آدمی دیکھتا ہے۔ حدیث کے سامنے کھڑے ہو جائیں اگر آپ اہل حدیث حدیث کو آئینہ بنائیں اور اپنی زندگی کو سامنے کر کے اس کے ساتھ مقابلہ کرتے چلیں جائیں آپ کی بیوی اس پر فٹ آتی ہے۔ اگر بیوی فٹ آتی ہے آپ فٹ آتے ہیں۔ آپ کی بیٹی فٹ آتی ہے آپ کا بیٹا فٹ آتا ہے۔ آپ کا کاروبار فٹ آتا ہے، آپ کی نماز فٹ آتی ہے، آپ کا روزہ فٹ آتا ہے تو آپ اہل حدیث ہیں۔ اور اگر صرف آمین اور رفع الیدین کا نام ہے تو آپ منافق ہیں، آپ جھوٹے ہیں، آپ مکار ہیں آپ دغا باز ہیں آپ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ آپ اہل حدیث کو بدنام کرتے ہیں - آپ اللہ کے رسول کو بدنام کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! اہل حدیث کسے کہتے ہیں، دو حدیثوں پر عمل کرنے والے کو کیا اہل حدیث کہتے ہیں؟ کم از کم وہ حدیثیں جن سے ہمارے مسائل زندگی

حل ہوتے ہیں کچھ بھی نہیں تو اختلاف کو چھوڑ کر تقریباً پانچ ہزار حدیثیں ایسی ہیں جو ہماری زندگی کے اعمال کو کور (Cover) کرتی ہیں اور وہ پانچ ہزار ہمارے عمل کے لئے ہیں جو ان پانچ ہزار پر عمل کرے ان پانچ ہزار کی روشنی میں اپنی زندگی بنائے تو اہل حدیث اور جو دو حدیثوں پر یا چار پر عمل کرے وہ کہے کہ میں اہل حدیث ہوں سوائے دھوکے کے اور کیا ہے۔

میرے بھائیو! حقیقت کو دیکھنا چاہیے۔ زمانہ وہ نہیں رہا اب دور جہالت کا نہیں رہا۔ اب تو یہ تعلیم.... تعلیم کوئی بھی ہو دماغ تو روشن ہو ہی جاتا ہے ناں' خواہ انسان کا علم کوئی بھی ہو

عام بیداری جماعت میں پہلے سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ نوجوان طبقہ جو نیا نیا اہل حدیث بنتا ہے وہ زیادہ فعال ہے اور حقیقت کو دیکھتے ہیں' اب دیکھئے ہمارے ملک کی سیاست' ہمارے ملک کی سیاست اور ہمارا مسلمانوں کا مذہب دونوں ایک قسم کے ہیں کبھی آپ تقابل کر کے دیکھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے جتنی پاکستان میں سیاسی جماعتیں ہیں سب پاکستان زندہ باد پاکستان زندہ باد کہتی ہیں۔ لیکن دیکھ لو پھر کوئی پوچھے ارے پاکستان کیوں برباد ہو رہا ہے؟ گاڑی میں دو آدمی بیٹھ جائیں ایک دوسرے سے پوچھے سنا بھئی کہاں جا رہا ہے۔ لاہور اچھا بھئی مجھے لے چلو۔ دونوں مل جاتے ہیں۔ یہاں دونوں پاکستان زندہ باد کہتے ہیں اور ایک دوسرے کو چھرے گھونپتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ مشن ایک نہیں۔ یہ صرف زبان سے دعویٰ ہے پاکستان زندہ باد ورنہ اصل میں کیا ہے ہائے مجھے کرسی مجھے کرسی ہائے میرا پیٹ بھرے۔ ہائے مجھے ملے بھاڑ میں جائے پاکستان۔

اور یہی حال مذہب کا ہے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ کو کون مانتا ہے' بریلوی تو کہتے ہیں ہم عاشق ہیں تم تو صرف مانتے ہی ہو۔ ہم تو عاشق ہیں۔ اسی طرح دیوبندیوں کا حال ہے اسی طرح دوسرے کا حال ہے۔ اسی طرح تیسرے کا حال ہے۔ نام اللہ کے رسول ﷺ کا اور کارروائی اپنی۔ جیسے

ادھر پاکستان زندہ باد اور سیاست اپنی کہیں باہر سے ایڈ مل جائے کہ پاکستان کے چھرا گھونپ دو۔ عین ریڈی ہر وقت تیار اس کام کے لئے اور اسی طرح سے اسلام کا ستیاناس کر دیا اور نام اللہ اور رسول ﷺ کا لیتے ہیں۔

میرے بھائیو! اب دنیا اس حقیقت کو سمجھنے لگ گئی ہے کہ پاکستان کا خیر خواہ کون ہے اب عوام نے دیکھ لیا ہے لیڈر تو سمجھتے تھے کہ اگر جماعتی طور پر الیکشن نہ ہوئے تو لوگ بالکل ساتھ نہیں دیں گے اگر ہم لوگ لیڈر باہر ہو گئے تو عوام بالکل الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے۔ لیکن دیکھ لو لوگوں نے خواہ اپنے پیٹ کے لئے سہی جیسے برسات کے مینڈک نکلتے ہیں ایسے نکلے لوگ۔ الیکشن میں کھڑے ہوئے ۔ لیکن بہرکیف لوگوں نے لیڈروں کو دیکھ لیا ہے کہ یہ سب فراڈ تھا۔ کوئی مخلص نہیں پاکستان کے لئے۔ سب اپنے اپنے اقتدار کے بھوکے ہیں۔ اور اب لوگ مولویوں کو بھی دیکھنے لگ گئے ہیں۔ کہ مولویوں کا بھی یہی حال ہے۔ اپنی اپنی مسجد اپنی اپنی گدی اپنی اپنی صدارت بس اسکے علاوہ کچھ نہیں۔

میرے بھائیو! اس دور میں اگر آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو پہلے خود مسلمان ہونا چاہیے۔ اور اسلام کی سب سے پہلی بنیادی چیز جس کا آپ کو یقین ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ میں دنیا میں اس لئے آیا ہوں ۔ خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ دیکھیں یہ یہاں آکر کتنے رنز بناتا ہے۔ کیا کرتا ہے دیکھو ناں قرآن کے الفاظ خلق الموت والحیوۃ ہم نے موت زندگی کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے لیبلوکم ایکم احسن عملا (67 : الملک : 22) کہ ہم دیکھیں کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے اور کون برے کرتا ہے ہم یہاں کھانے کے لئے نہیں آئے' شادیاں کرنے کے لئے نہیں آئے۔ اولادیں پیدا کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم صرف کمائی کرنے کے لئے نہیں آئے' اس لئے آئے ہیں کہ ہم آخرت کیلئے کتنی تیاری کرتے ہیں اور پھر یہ جو دنیا کی Tentation یہ دنیا کی جو چمکتی ہوئی چیزیں آپ کو نظر آتی ہیں انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا یہ

جو ہم نے Beauty حسن Attraction یہ جو ہم نے دنیا میں پیدا کی ہے کیوں ؟ انا جعلنا ما علی الارض زینة لها لنبلوکم (18 : الکھف : 7) یہ ہم نے صرف آزمائش کے لئے اب اللہ کسی کو بہت بڑا کارخانہ دار بنا دیتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ اللہ کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ صرف دیکھنے کے لئے کہ دیکھ تیرے بارے کیا کہتے ہیں۔ کیا انکے منہ میں بھی پانی آتا ہے کہ ہائے ہمارا بھی کارخانہ ہو اگر ان کے منہ میں پانی آنے لگ گیا' سارے فیل ہو گئے۔

قارون نے اپنی نمائش کی' جلوس نکالا' اپنی زیب و زینت کا' اپنی ٹھاٹھ کا تو جتنے موسیٰ پر ایمان لانے والے تھے ہمارے جیسے کچے مسلمان یا لیت لنا مثل ما اوتی قارون ہائے ہائے ! جو قارون کو ملا ہے کاش ہمیں بھی مل جاتا انه لذو حظ عظیم (28 : القصص : 79) بڑا خوش نصیب ہے دیکھو کتنی دولت کیسے ہمارا یہی حال ہے ناں۔

میرے بھائیو ! آدمی اس وقت مسلمان ہوتا ہے جب ان سرمایہ داروں کو جب ان دنیا داروں کو ان بڑے بڑے لیڈروں کو دیکھ کر آدمی ترس کرے کہ یہ بیچارہ کیا بری حالت میں ہے۔ کیسا یہ دنیا کا مارا مارا پھر رہا ہے اور ذلیل ہو رہا ہے۔ اور یااللہ تیرا شکر ہے تو نے بچا رکھا ہے۔ جب تک آپ کے ذہن میں یہ تصور پیدا نہیں ہوتا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں آپ کا ایمان ہی ٹھیک نہیں۔ یہ امیروں کو دیکھ کر آپ کے دل میں ان کے بارے میں ترس پیدا ہونا چاہیے۔ کہ ہائے یہ کس طرح بھٹکا ہوا ہے یہ کسی طرح دھوکے میں آیا ہوا ہے یہ کیسا بے خبر ہے یہ کیسا اپنے انجام سے غافل ہے۔اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں کم از کم نماز پڑھتا ہوں۔ لذت تو مجھے آتی ہے۔ اللہ میں تیرے دین کا کام کرتا ہوں میری کمائی تو ہوتی ہے اور یہ اب آپ دیکھ لیجئے گا اللہ میرا رحم کرے میں کیا عرض کروں۔ اہل حدیثوں کو دیکھ لیں جب تک ٹوٹا پھوٹا اہل حدیث تھا مسجد نہیں چھوڑتا تھا اور جب مل اور کارخانہ لگ گیا مسجد کے قریب نہیں آتا۔

بھئی پیسے لے جایا کرو مجھ سے چندہ لے جایا کرو چندہ دینے کے لئے تیار خود مسجد میں آنے کے لئے تیار نہیں۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ خدا جیسا غیرت مند کوئی بھی نہیں۔ آپ کی بہن ہو' اس کی بیٹے کی یا بچی کی شادی ہو آپ بھیج دیں اس کے گھر دو ہزار تین ہزار روپے' کپڑے وغیرہ اور خود شادی پر نہ جائیں تو آپ کی بہن کیا کہے گی۔ میں کپڑوں کی بھوکی ہوں میں تیرے پیسوں کی بھوکی ہوں خود نہیں آیا خود نہیں آیا پیسے بھیج رہا ہے۔ اور یہ ہمارا سیٹھ بھی یہی کرتا ہے بجلی کا بل میں دیا کروں گا۔ مسجد کا خرچہ میں اٹھاؤں گا۔ لیکن پانچ وقت کی نماز پر بھی نہیں اور خدا تیرے پیسوں کا بھوکا ہے اللہ کے بندے خدا ایسے پیسوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔ خدا کو وہ پیسے اچھے نہیں لگتے خدا کو تو جو مسجد میں آئے تو اچھا لگتا ہے۔ تو آتا نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں اب امیر ہو گیا ہوں اور یاد رکھئے گا۔ جو دولت آدمی کے دین کی رفتار کو کم کر دے وہ دولت نہیں وہ خدا کا عذاب ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے اس کے طالب ہوں یا نہ ہوں مجھے یہ پورا اندازہ ہے مجھے اس کا پورا احساس ہے کہ یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں یہ بڑی بات ہے اس کا کوئی یقین آپ کے دل میں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دروازے سے نکلے آپ سب کچھ جھاڑ دیں گے۔ حالانکہ اللہ نے اسی لئے فرمایا ہے ولا تغرنکم الحیوۃ الدنیا(35 : الفاطر : 5) شیطان کے دھوکے کو تو اللہ نے بعد میں رکھا ہے دنیا کے دھوکے کو اللہ نے پہلے رکھا ہے۔ یہ سورۃ فاطر کی آیت ہے پہلا رکوع ہے آپ پڑھ کر دیکھ لیں یایھا الناس اے لوگو! ان وعد اللہ حق اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ میں تمہیں اپنے پاس بلاؤں گا اور بلا کر پوچھوں گا منا تو نے دنیا میں جا کر کیا کیا۔ اس کو ہلکا نہ سمجھنا اس میں کبھی شک نہ کرنا اس سے ہٹانے والی اس سے دھوکہ دینے والی کیا چیز ہو سکتی ہے۔ فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے ولا تغرنکم باللہ الغرور اور شیطان دھوکہ دینے والا تمہیں کہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

دنیا کا دھوکہ بہت بڑا دھوکہ ہے بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اب دیکھ لو ہمارے بچے سکول میں جاتے ہیں' کالجوں میں جاتے ہیں بس پہلا تصور یہ ہوتا ہے کہ میرا لڑکا انجینئر بن جائے میری لڑکی پتہ نہیں کہاں پہنچ جائے بس اسی کی فکر ہے۔ قرآن کا ایک لفظ آتا ہو یا نہ وہ دین کو سمجھتی ہو یا نہ اس کی کوئی فکر ہی نہیں۔ اور قرآن میں اللہ اکبر نماز کا ذکر نہ روزے کا ذکر کیا چند لفظوں میں یہ فیصلہ کر دیا فاما من طغى و اثر الحيوة الدنيا جو خدا سے سرکش ہو گیا۔ اس سے نکل گیا اور دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی فاما من طغى ○ و اثر الحيوة الدنيا ○ فان الجحيم هي الماوى ○ (78 :النازعات: 37 ـ 39) جو سرکش ہو گیا اس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی فان الجحيم هي الماوى' دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے اور اب کہیے کوئی اختلافی چیز ہے' یہ کوئی شبہے والی چیز ہے سورۃ نازعات تیسواں پارہ ہے قرآن مجید کھول کر آپ پڑھ کر جا کر دیکھ لیں۔

وہ جو ثعلبہ تھا اس نے یہی تو کہا تھا کہ یا رسول اللہ میرے لئے دعاء کریں اللہ میرے کاروبار میں ترقی کرے مجھے خوب مال دے۔ آپ ؐ نے فرمایا ثعلبہ بھلا یہ مال بھی کوئی دعا کرنے کی چیز ہے۔ چھوڑ تو کس چیز کے پیچھے پڑا ہے۔ نہیں یارسول اللہ میرے بڑے عزائم ہیں اگر میرے پاس دولت آئے گی میں اسے خرچ کروں گا' اللہ کی راہ میں مسجدیں بناؤں گا۔ یہ کروں گا وہ کروں گا۔ اس کی آزمائش تھی اللہ کے رسول ﷺ نے دعا کر دی اور ہمارے ہاں جب ترقی ہوتی ہے سب سے پہلے شہر سے باہر نکلتے ہیں تاکہ آذان بھی سنائی نہ دے مسجد بھی قریب نہ ہو کوٹھی بناؤ۔ محلے میں رہتا ہو گا کبھی نہ کبھی نماز نصیب ہو جائے گی اور جب کوٹھی میں دور چلا گیا تو وہاں سے کون آئے گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتا ہے ترقی ہے اور میں سمجھتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ خدا نے دھکا دے دیا جا دور وہ سمجھتا ہے کہ ترقی ہوئی ہے میں نے باہر کوٹھی بنا لی ہے اور اللہ نے حقیقت میں اسے دھکا دے دیا ہے نمازوں سے گیا جماعت سے گیا'

ثعلبہ کے بارے میں آپ ﷺ نے دعا کر دی اس کا مال اتنا بڑھ گیا کہ اس کو مدینے کے اندر اس کو سنبھال نہیں سکتا۔ باہر ڈیرا لگا لیا۔ اب نمازوں سے گیا۔ (سورۃ التوبہ' تفسیر ابن کثیر)

بھئی قدرتی بات ہے یہ کسی کا قصور ہے یہ جب آپ کوٹھی باہر بنائیں گے تو وہاں آپ کو مسجد ملے گی اور پھر یہ جو اپنے گھر میں مسجد بنا لینا چھوٹی سی یہ کر کروا کے مولوی رکھ لینا اور پھر آپ نے دیکھا ہی ہے مولوی برباد ہی وہ ہوتا ہے جو کسی امیر کے شکنجے میں آ جائے۔ دنیا کا نظام صحیح اس وقت چلتا ہے جب امیر نیچے ہو اور مولوی اوپر ہو اور جب مولوی نیچے آ جائے اور امیر اوپر ہو جائے وہ مولوی بھی پلید ہو گیا اور نظام بھی سارا خراب۔

میرے بھائیو! حکومت کرنا علم کا کام ہے دولت اس کی خادم ہے۔ یہ دو پہیے ہیں اس دنیا کی زندگی کے دو پہیے ہیں ایک علم اور ایک دولت ۔ جب دولت علم کے تابع ہو نظام Smoothly چلتا ہے ٹھیک چلتا ہے اور جب دولت علم کو نیچے کرے دولت اوپر آجائے گاڑی وہیں ٹھک۔ آگے بالکل چلتی ہی نہیں۔ جب سے ہمارے مولویوں نے یہ فتنہ شروع کر دیا امیروں کا سلام کرنا ان کی کوٹھیوں پر جا کر ناشتے کرنا اور ان کے بچوں کو جا کر گھروں میں پڑھانا اس وقت سے مولوی بالکل برباد ہو گیا ہے۔ امام بخاری ؒ کو بادشاہ نے تو کہا تھا کہ میرے بیٹے کو گھر آ کر پڑھا جایا کریں۔ امام بخاری ؒ نے کہا کہ نہیں یہ بات نہیں ہو گی تو بچے کو وہاں بھیجا کر۔ اس نے کہا اچھا پھر اس کے لئے علیحدہ مجلس ہو کم از کم یہ عام لوگوں میں تو نہ بیٹھے۔ انہوں نے کہا نہیں یہ بھی نہیں ہو گا۔ جہاں غریب کا بیٹھے گا وہاں تیرا بیٹھے گا۔ اس نے کہا پھر میں تجھے کس دوں گا۔ انہوں نے کہا کوئی پرواہ نہیں کس لے جتنا تو کس سکتا ہے۔ لیکن میں اپنے مقام کو ختم بھی نہیں کروں گا۔

میرے بھائیو! اب میں کیا روؤں۔ حقیقت یہ ہے سارا تانا بانا دونوں

خراب ہو چکے ہیں اب اگر آپ کو کچھ لینا ہے اور اللہ کے پاس جانا لازمی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ پاس ہو جائیں۔ آپ کو کچھ تھوڑا بہت مل جائے تو پھر میرے بھائیو! اس زندگی کو نہ دیکھیں جو اب چل رہی ہے یہ دھوکا ہے' یہ فریب ہے' بالکل میں آپ سے یہ عرض کردوں اگر آپ اپنے آپ کو درست رکھنا چاہتے ہیں دیکھیں دین میں بھی یہی مثال ہے۔ دنیا میں بھی یہی مثال ہے۔ ہمارا یہ دنیا دار طبقہ آج کل یہ دیکھتا ہے کہ اکثریت کن کی ہے کہتے ہیں انہی کا مذہب سچا ہے۔ اب عرس چلتے ہیں آپ کہیں عرس جائز نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ واہ واہ! کمال ہے دیکھو ناں اجمیر والوں کاعرس ہے' یہ لاہور والوں کا عرس ہے۔ فلاں کا عرس ہے' فلاں کاعرس ہے۔ دیکھو! یہ کہتا ہے کہ عرس جائز نہیں ہے۔ اسی طرح سے اور اکثریت کو دیکھ کر وہ مرعوب ہوتا ہے۔

اور میرے بھائیو! ہم کیا کہتے ہیں کہ اگر دین کو سمجھنا ہے تو آج کل کے لوگوں کو نہ دیکھو۔ اگر دین کو سمجھنا ہے تو ادھر سے چلو۔ یہ نہ کہو کہ تم آمین کہنے والے تھوڑے ہوتے ہو' تم رفع الیدین کہنے والے تھوڑے ہوتے ہو۔ ہم کہتے ہیں آج تھوڑے ہیں جب اصل زمانہ تھا۔ اسلام کا سنہری دور تھا' اسلام اپنے جوبن پر تھا اپنے عروج پر تھا تو سارے رفع الیدین کرنے والے یہ تو بڑھاپا ہے دنیا کا۔ اب تو دنیا اپنے آخر End کو پہنچنے والی ہے۔

سو میرے بھائیو! اگر دین کو دیکھنا ہو تو آپ کو کوئی مثال چاہیے' تو آج کل کے نہ مولویوں کو دیکھو' نہ لوگوں کو دیکھو۔ دیکھو اس زمانے کے لوگوں کو' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھو اور جو دوسرے سادہ لوگ تھے ان کو دیکھو۔ آپ کی دنیا بھی بہتر ہو جائے گی آپ کا دین بھی بہتر ہو جائے گا۔ خالص دین ہوگا تو دنیا کی حالت اچھی ہو جائے گی۔ اور اگر آپ نے وہ صفحہ الٹ دیا تو ادھر سے پردہ لٹکا دیا اور آج کل کے لوگوں کو دیکھنا شروع کر دیا

نہ آپ کا دین بچ سکتا ہے نہ آپ کی دنیا کبھی ٹھیک ہو سکتی ہے۔

ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ صحابہؓ کی زندگی کیسے تھی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کو بطور معیار کے پیش کیا ہے۔ فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا (2 : البقرۃ : 137) اگر دنیا کے لوگ ایمان لائیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو اے میرے نبیؐ کے صحابہ! پھر یہ ہدایت والے ہوں گے۔ تو میرے بھائیو! اگر ہمارا ایمان ہے تو ہمیں صحابہ کو دیکھنا چاہیے' وہ دنیا کی طلب کتنی کرتے تھے ان کی دنیا کی زندگی کیسے گزرتی تھی اور ہم کیا کرتے ہیں۔

اب دیکھو ناں اکثر لوگ یہ کہتے ہیں اچھا جی! پھر آپ کی تقریر کا خلاصہ تو پھر یہ ہو گا کہ یہ ملیں نہیں لگانا چاہیے' ہمیں یہ کارخانے نہیں لگانے چاہیں' ہمیں یہ بھاگ دوڑ نہیں کرنا چاہیے۔ تو ملک کی معیشت کیسے درست ہو گی۔ دیکھو! یہ کیسا پر فریب سوال ہے۔ اب آپ دیانتداری سے بتائیے یہ جو ہمارے ہاں کارخانے لگاتے ہیں اپنا کاروبار بڑھا کر کیا یہ ملک کے فائدہ کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ لوگوں کو چوسنے کے لئے ایسا کرتے ہیں' خون چوسنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ یہ کوئی ملک کے فائدے کے لئے نہیں ہے۔ اور پھر اس کے علاوہ ہمارا یہ فرض ہے جو اعلیٰ چیز ہو وہ لے لیں' جو گھٹیا چیز ہو وہ چھوڑ دیں گھٹیا لوگوں کے لئے۔ اب آپ دیکھیے سبزی لینے جاتے ہیں' چن چن کر آلو لیں گے۔ جو ذرا دبا ہوا ہو' ذرا خراب ہو اس کو نکالتے جائیں گے۔ اگر کوئی کہے کبھی بھئی! یہ بھی تو آخر کسی نے لینا ہے آپ ہی لے جائیں' رشتہ کرنا ہو تو لڑکی کالی کوجی' لولی لنگڑی آپ کہیں گے کہ نہیں ہمیں تو خوبصورت لڑکی چاہیے۔ کوئی کہے جی کتنا ثواب ہے آپ اس کو قبول کر لیں۔ آپ کہیں گے نہیں' اس جیسے بھی اس کے لینے والے بھی بہت آ جائیں گے۔

ہمیں یہی حکم ہے چیز چھانٹ کر اعلیٰ درجے کی لو۔ یہ سوچ لینا اگر ہم نہیں کاروبار کریں گے تو کون کرے گا۔ ارے کاروبار کرنے والے دنیا دار بہت سے

ہوں گے' تم ٹھیک بنو' تم اپنی آخرت کی فکر کرو۔ آخر اللہ نے دنیا میں سب طرح کی جنسیں رکھیں ہوئی ہیں دنیا کا کاروبار چلتا رہتا ہے۔ لیکن مسلمان کو یہ حکم ہے کہ تو چیز اعلیٰ درجے کی اختیار کر جس سے میں بھی راضی اور تیری دنیا اور آخرت کی زندگی بھی بہتر ہو۔

سو میرے بھائیو! وقت بہت تھوڑا سا ہوتا ہے' جمعہ کا وقت اتنا نہیں ہوتا' میں صرف آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس روٹین میں ہم چل رہے ہیں اگر یوں ہی چلتے رہے آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ آپ رکیں' سوچیں اور پھر آپ زندگی کا رخ نئے سرے سے اختیار کریں کہ آپ کو زندگی کیسی اختیار کرنی ہے۔ اگر آپ نے یہ موازنہ کر لیا کہ دنیا اس حد تک کمائیں کہ آپ کے دین کو نقصان بالکل نہ پہنچے تو وہ دنیا خیرو برکت والی ہے۔ اور اگر آپ کے دین کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ دنیا آپ کے لئے لعنت ہے۔ وہ دنیا آپ کے لئے عذاب ہے۔ اس دنیا کی طرف بالکل قدم نہ اٹھاؤ۔ یہ بات میں نے بڑی واضح کر کے آپ کو سمجھا دی ہے۔ اور اس کا بڑا فائدہ ہے۔

آپ دیکھ لیں' اللہ اکبر... عالموں کی اولاد آپ کے سامنے خاندان ہے' ملتان میں بھی کوئی نہ کوئی خاندان ہوگا' والد بہت بڑا عالم اور بیٹا چٹ صاف۔ یہ کیوں باپ نے ترقی کی' لڑکے کو لگایا ہی نہیں ادھر کہ میں تو بوڑھا تھا بیکار تھا۔ دینی مدارس میں روٹیاں کھاتا رہا اور پڑھتا رہا میرا بیٹا ادھر چلے گا۔ اب نتیجہ کیا ہوگا؟ بیٹا ادھر گیا گیا۔ گیا ہی گیا۔ اکیلا ہی گیا؟ نہیں باپ ظالم کو ساتھ لے کر جائے گا۔ خواہ وہ مولوی ہی کیوں نہ ہو۔ بیٹا باپ کو بھی گھسیٹے گا کہ تو بھی آ جا۔ اس لائن پر چلانے والا تو تو ہی ہے ناں۔ اور یہ تباہی ہے اور یہ بربادی اور دنیا کی طرف کوئی قدم اٹھائیں لیکن پہلے دین کی ضمانت لیں کہ آپ کا دین خراب نہ ہوتا ہو۔ بچے کو دین کی تعلیم پوری اس کا ماحول پورا اس کو کس کر کے رکھے' دیکھے! ٹائٹ کر کے رکھے۔ اور اگر آپ نے پرواہ نہ کی تو آپ کا بچہ

Modern ہوتا چلا جائے گا اور دور سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ تو پھر باپ بھی بچ نہیں سکتا۔

میرے بھائیو! یہ تصور ذہن سے نکال دو ہم یہ دیکھتے ہیں آپ دیکھ لیں ہماری نمازیں جب جماعت وغیرہ ہوتی ہے۔ پہلی لائن میں حاجی بوڑھے بڑی بڑی داڑھیوں والے جن کے یہاں اچھاخاصہ جمگھٹا یعنی پرانے نمازی کھڑے ہوتے ہیں' آپ نے کوئی بیٹا ان کے ساتھ کھڑا دیکھا ہے۔ اولاد کو پیچھے چھوڑ کر آتے ہیں۔ خود آ جاتے ہیں حاضری کیلئے ۔ جیسے گھر سے ایک آدمی کی ضرورت ہے۔ دعوتوں میں ہوتا ہے.ناں گھر میں سے ایک۔ آدمی۔ اللہ تو گھر پھر سے یااللہ !میں آگیا۔ بڈھا گھر والوں نے ریٹائر کر دیا' کسی کام کا نہیں ' میں آ گیا۔ اگلی صف میں آکر کھڑا ہوتا ہوں ۔ نہ خدا کو یہ بوڑھا پسند نہ اولاد پسند۔ خدا کو کون پسند بے شک وہ بوڑھا جو تیسری صف میں لیکن بیٹے کو ساتھ لائے۔ پھر خدا کو وہ پسند ہے۔ اور پھر آپ کا بوٹا گھر میں چلتا رہے گا۔ ہرا رہے گا۔ اور اگر یہ صورت نہ ہوئی تو پھر کیا ہے' اچھی چیز کی جگہ گندی چیز اگ جائے گی' اب دیکھ لو میں تو حیران ہوتا ہوں بڑی جگی سی باتیں ہیں' سادہ سی باتیں' عام فہم جو اب میں آپ کے سامنے کرتا ہوں آج کے حاجی اور بزرگ کو کھڑا کر دو اور اس کے بیٹے کو لا کر سامنے برابر کھڑا کر دو' کوئی کہے گا یہ اس کا بیٹا ہے۔ ایسے معلوم ہوگا یہ انگریز کا ہے یا کسی اور کا اور اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے ؟ اس بڈھے پر۔

میرے بھائیو! یہ آپ کو باتیں آپ کو بری لگتی ہوں گی یا اچھی لگتی ہوں گی میں تو بہرکیف جمعہ پڑھا رہا ہوں میرا تو فرض ہی ہے یہ باتیں کہنا۔ آپ کو جھنجھوڑنا' آپ کو ہلانا' خوش کرنا مقصود نہیں' جمعہ خوش کرنا مقصود نہیں ہے' جمعہ تو آپ کے اپریشن کے لئے ہے جو گندہ مواد ہے وہ نکلے۔ آپ کی اصلاح ہو۔ اگر جمعہ کا مقصد یہ نہ ہو' جمعے کا مقصد ہی یہ ہے ساتویں دن دو فرض کاٹ دیئے۔ ساتویں دن جمعہ کے دو فرض چار فرضوں کی بجائے دو کاٹ دیے اور

اس میں یہ خطبہ رکھ دیا۔ ساتویں دن یہ خطبہ کیوں رکھا۔ کہ سات دن میں اگر زنگ لگ جائے اس دنیا کے ماحول میں رہتے ہوئے کوئی خرابی آجائے تو مولوی کھڑا ہو کر دھلائی کر دیے اس کا اپریشن کر کے۔ وہ گند نکال دے۔ عین صفائی کر دے ایسی صفائی کر دے۔ سات دن کام ٹھیک چلتا رہے۔ اتنے میں اگلا ٹیکہ پھر لگ جائے گا۔ لیکن اب ہمارے ہاں کیا ہے۔ مولوی کھڑا ہو گا۔ قصے کہانیاں شعر' یہ وہ واہ واہ سر لگائی اور لوگوں کو بھی محظوظ کیا۔ مولوی بڑا اچھا ہے بڑی اچھی آواز ہے۔ دو اس کو دو ہزار روپیہ۔

یہ میرے بھائیو ! سب بربادی کی تباہی کی علامتیں ہیں۔ اوروں کو تو چیزیں بچ جائیں تو بچ جائیں اہل حدیث کو یہ چیزیں کبھی زیب نہیں دیتیں۔ اہل حدیث بالکل حق کہنے والا' حق سننے والا' حق کو چلانے والا' حق پر عمل کرنے والا' اہل حدیث اپنی زندگی کو سدھارنے والا ہوتا ہے۔ اور اگر آپ یہ نہیں تو بدنام نہ کریں۔ یہ بدنامی والی بات ہے۔ ملتان میں سنتے ہیں جی ! 80 مسجدیں ہیں۔ یا شاید اس سے بھی زیادہ ہوں یا کم و بیش لیکن حالات کیاہیں۔ حالات جو ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ اب آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ کسی بریلوی کی مسجد میں جا کر دیکھ لیں جتنے داڑھی منڈھے یہاں اس سے کم ہی وہاں ہوں گے زیادہ نہیں ہوں گے۔ اور یہ اہل حدیث ہے اور وہ بریلوی ہیں۔ کوئی فرق ہے میرے بھائیو ؟ اہل حدیث آپ سے کوئی سودا کرے وہ کہے بالکل خطرہ نہ محسوس کر یہ اہل حدیث ہے بڑا زبان کا پکا ہوتا ہے۔ اہل حدیث سے کوئی رشتہ کرے کبھی خطرہ نہ محسوس کرے۔ کیونکہ اہل حدیث ظالم نہیں ہوتا۔ وہ عین سنت کے مطابق صحیح انصاف کرنے والا ہوتا ہے۔ اہل حدیث کا تو یہ کردار ہوتا ہے آپ کہتے ہیں کہ اگر مجھے اہل حدیث دیکھنا ہو تو مسجد میں دیکھ لو میں ٹانگیں چوڑی کروں اور رفع الیدین کروں میں اہل حدیث مجھے مسجد میں دیکھ لو اور جب میں باہر نکل جاؤں جا کر دکان پر بیٹھوں پھر نہ امتیاز کرنا کہ اہل حدیث کون ہوتا ہے اور بریلوی کون ہوتا ہے۔ پھر سب بھائی برابر برابر۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر 12

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ (59: حشر: 18)

اللہ تعالی نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ اے ایمان لانے والو! جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ جو کلمہ پڑھ چکے ہیں۔ اتقوا اللہ اللہ سے ڈرو ایمان لانے کے بعد بے خوفی کی زندگی گزارنا یہ گویا ایمان کی نفی ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد جو بھی مسلمان ہوچکا ہے۔ کلمہ پڑھ چکا ہے۔ اس کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لئے کیا ۔بھیجا ہے ہر نفس دیکھے کہ وہ آگے کیا بھیج رہا ہے۔ چونکہ انسان جو عمل کرتا ہے وہ عمل فرشتے فورا نوٹ کر لیتے ہیں اور اس کی ڈائری جو ہے روز کی روز اللہ کے پاس چلی جاتی ہے اور پھر قیامت کے دن خدا اسکا پورا ریکارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ دے گا۔ ھذا کتبنا ینطق علیکم بالحق یہ ہماری کتاب ہے۔ جو ہم نے تیرا ریکارڈ تیار کیا تھا کہ تو نے زبان سے کیا کیا کہا' کانوں سے تو نے کیا کیا سنا' زبان سے تو نے کیا بولا اور اس کے بعد جوارح نے تیرے اعضاء نے تو نے دنیا میں کیا کیا کام کیے۔ اچھے کیے برے کیے۔ یہ سارا ریکارڈ جو ہے یہ تیرے سامنے ہے یہ فرشتوں کا

نوٹ کیا ہوا ہے۔ انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون (45 : الجاثیۃ : 29)
اللہ فرمائے گا۔ کہ جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے میں لکھوا لیا کرتا تھا۔ فرشتہ جو ہے
اسی وقت نوٹ کر لیتا ہے اور قرآن نے اس کی وضاحت دوسری جگہ یوں
فرمائی۔ ما یلفظ من قول بعدہ کوئی لفظ منہ سے نہیں بولتا الا لدیہ رقیب
عتید(50 : ق : 18) مگر اس کے پاس لکھنے والا بالکل تیار' نہ اس کا کبھی پن
خراب ہو نہ اسکی کبھی سیاہی ختم ہو نہ کسی قسم کی کوئی اور لیٹ ہونے کی وجہ۔
جو کچھ انسان کے منہ سے نکلتا ہے فورا فرشتہ وہ نوٹ کرلیتا ہے۔ اسی طرح سے
یہ پوری ڈائری تیار ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

اے ایمان والو ! اگر تم ایمان لے آئے ہو اور تمہارا ایمان ہے کہ اللہ
ہے اور دنیا کا پردہ جب تک ہے۔ اس وقت تک نہیں اس کے بعد پھر سب کچھ
پتہ لگ جائے گا۔ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہا کرو۔ اپنے اعمال کو دیکھتے رہا کرو۔
کہ تمہارے اعمال کیسے ہیں؟ اور میرے بھائیو ! ویسے بھی یہ عقل کی بات ہے
کہ آدمی جو سمجھ والا ہوگا وہ ضرور دیکھے گا کہ میری زندگی کیسی گزر رہی ہے
اچھی گزر رہی ہے یا بری گزر رہی ہے۔ لوگوں میں میں کیا سمجھا جاتا ہوں۔ میں
نہیں سمجھتا کہ کوئی دنیا کا انسان ہو اور اس کو اپنے بارے میں اندازہ نہ ہو اور
دیکھو جو لیڈر ہیں آجکل تو آپ کے سامنے ہیں کہ ایک بدمعاش ہے سرے کا دس
نمبریئے سے بھی بلکہ زیادہ اور دنیا اس کو بہت مانتی ہے کیا اسے اندازہ نہیں کہ
میں بدمعاشی کی وجہ سے لیڈر ہوں۔ ایک آدمی شریف ہے اور شرافت کی وجہ
سے اسے لوگ مانتے ہیں۔ اسے یہ اندازہ ہے کہ لوگ مجھے شریف مانتے ہیں اور
اسی وجہ سے لوگ میری عزت کرتے ہیں۔ میری شہرت یا جو بھی نیک نامی ہے۔
وہ شرافت کی وجہ سے ہے۔ ہر آدمی کو اپنی بساط کا اپنی حیثیت کا جو کچھ بھی وہ
ہے اس کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا اے ایمان والو ! ڈر کر
زندگی گزارو۔ بے خوف نہ ہوتا' لاپرواہ نہ ہوتا' جو کچھ بھی دنیا میں کرتے جا

رہے ہو۔ اس کے بارے میں سوچ لیا کرو۔ یہ جو کچھ میں کر رہا ہوں سب اللہ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ جیسے دیکھو ناں آپ کو پتہ ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ ہر لیڈر کے پیچھے سی۔ آئی۔ ڈی ہوتی ہے۔ ہر بڑے آدمی کے پیچھے جو کوئی بولنے والا' کوئی لکھنے والا ہے' چند آدمی اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ اس کی C.I.D کراتی ہے۔ یعنی چونکہ ان کو تو خاص لیڈروں سے واسطہ ہے۔ عوام سے تو ان کو کوئی خاص واسطہ ہے ہی نہیں۔ لیکن اللہ نے تو ایک ایک کا حساب لینا ہے ایک ایک کے بارے میں پوچھنا ہے کہ تو نے کیا کیا۔ اس لئے اللہ کے ہاں یہ مسنگ (Missing) نہیں ہے کہ کسی کا ریکارڈ ہو' کسی کا نہ ہو۔ اللہ کے ہاں ہر چیز باقاعدہ نوٹ ہو رہی ہے۔ کوئی غریب ہو کوئی امیر ہو۔ کوئی پڑھا ہوا ہو کوئی ان پڑھ ہو کوئی کسی قماش کا ہو کسی اندازے کا ہو۔ کسی طرح کی اسکی زندگی ہو اللہ تعالیٰ باقاعدہ اسکا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ تو اسلئے فرماتے ہیں۔ اتقواللہ اللہ سے ڈرو۔ ولتنظر اور دیکھ لے کل نفس ہر نفس ما قدمت کہ اس نے کل کے لیے کیا بھیجا ہے۔ جیسے آدمی باہر ہوتا ہے اور گھر والوں کا خرچہ بھیجتا ہے۔ یا آدمی جوانی میں بڑھاپے کے لئے کچھ پس انداز' کچھ جمع کر لیتا ہے۔ اسطرح یہ آخرت کی کمائی ہے یہ دنیا آخرت کمانے کے لیے ہے۔ دنیا میں تو آپ آگئے۔ اب یہ ہے کہ آپ کیا کماتے ہیں۔ جو دنیا کا حصہ کماتے ہیں۔ وہ تو یہیں ختم آپ نے کھا پی لینا ہے۔ آخرت کے لئے کیا ہے۔ جو ایک چیز پائیدار ہے رہنے والی ہے اور آپ کی اگلی زندگی کے لیے کارآمد ہے۔ فکر زیادہ اسکی ہونی چاہیے یہ چیزیں تو سب غائب ہو جانے والی ہیں۔ اب آپ دیکھ لیں کس چیز کو بقا ہے؟ ہر چیز کو زوال ہی زوال ہے نہ جوانی رہتی ہے نہ عیش و عشرت رہتا ہے نہ کوئی اور آپ کوئی چیز دیکھ لیں۔ آج کچھ کل کچھ یہ دنیا جا ہی رہی ہے۔ گزر رہی ہے۔ انسان کے اعمال جو ہیں یہ محفوظ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کہ یہ اعمال کیسے کرتا ہے۔

میرے بھائیو! اپنے اعمال کی فکر کرنا یہ اصل ایمان ہے یہ عین ایمان ہے اور اپنے اعمال کے بارے میں بے فکر ہو جانا یہ انتہائی بدبختی کی علامت ہے اور یہ کفر ہے۔ جو آدمی اپنے اعمال سے بے خوف ہے۔ سمجھو کہ اسکا کچھ بھی نہیں اور جس آدمی نے یہ فکر رکھی کہ اللہ کرے میرے اعمال اچھے ہوں۔ کوئی غلطی انسان سے ہو جاتی ہے ساتھ ہی ساتھ حساب صاف کرواتا جائے۔ دیکھو ناں یہ استغفراللہ بعض کو تو عادت پڑی ہوتی ہے۔ ویسے ہی تسبیحیں کرتے رہنا۔ کہ جی میں اتنی تسبیح فلاں چیز کی نکال لیتا ہوں۔ اتنی تسبیحیں فلاں چیز کی نکال لیتا ہوں۔ اب کوئی پوچھے کہ صرف (Reading) پڑھتے ہی جانا۔ استغفراللہ' استغفراللہ ایسی سپیڈ سے کہ جیسے عام لوگوں کا چالا ہوتا ہی ہے۔ بہت لمبی تسبیح بہت لمبی تسبیح لوگوں سے باتیں بھی کر رہے ہیں۔ دانہ بھی دھڑا دھڑا کر رہا ہے۔ اس پڑھنے کا کوئی فائدہ ہے؟ کوئی فائدہ نہیں' یہ تو ایسے ہی ہے جیسے طوطا بولے' یہ ایسے ہی ہے' جیسے سویا ہوا خراٹے مارے' سویا ہوا آدمی بولے' اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ جو پڑھا جاتا ہے۔ کوئی وظیفہ یہ تھوڑی دفعہ کرے لیکن سوچ کر کرے۔ چلو ایک آدھ کوئی ایسا بھی بے خیالی میں بھی زبان پر چڑھ گیا' نکل رہا ہے لیکن پھر دو چار دفعہ کہنے کے بعد پھر سوچے' توجہ مرکوز کر دے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ استغفراللہ' استغفراللہ اگر دیکھو جی سو دفعہ استغفراللہ کہہ لیا لیکن ایک دفعہ بھی دل سے نہ کہا یااللہ میں نے فلاں گناہ کر لیا ہے اللہ مجھے بخش دے۔ یااللہ پتہ نہیں میں کتنے گناہ کر لیتا ہوں۔ جس سے تو ناراض ہوتا ہے۔ اللہ مجھے بخش دے دل میں ایک دفعہ بھی یہ خیال نہیں آیا۔ اور سو دفعہ استغفراللہ کہہ دیا اس کا کیا فائدہ ہوا؟ کچھ بھی نہیں۔

جیسے میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ اگر طوطا بولے یا سویا ہوا آدمی بولے۔ بے مقصد سویا ہوا آدمی بولے تو اس کا کوئی مقصد نہیں۔ فائدہ اسی بولنے کا ہے جس کے پیچھے انسان کا ارادہ ہو' عزم ہو اور انسان سوچ کر سمجھ کر کہ میں کیوں

کہہ رہا ہوں۔ کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ ایک آدمی کہے یااللہ اگر کوئی غلطی ہو تو معاف کردے۔ بھلا بندے کو غلطیوں کا پتہ نہیں ہوتا۔ روز کے روز آدمی جانتا ہے۔ آج میں نے یہ کام کیے ہیں۔ آج میں نے یہ کام کیے ہیں۔ بالاجمال بھی دعا کرے لیکن آدمی کو بالتفصیل سوچ سوچ کر سمجھ سمجھ کر دعا کرنی چاہیے۔

اور حقیقت کیا ہے۔ کہ ہم غفلت کی وجہ سے اس طرف سے بہت بہت پیچھے ہیں۔ غفلت کی وجہ سے توجہ نہیں کرتے۔ ہمارا یقین نہیں ہمارا ایمان نہیں۔ کہ ہمیں سوچ سمجھ کر عمل کرنا چاہیے' سوچ سمجھ کر کام کرنے چاہییے۔ میں نے تو ہنسی میں بات کی ہے۔ وہاں نوٹ بھی ہوگئی ہے۔ دیکھو ناں ہم کتنی دفعہ بات کرتے ہیں اور پھر دوسرا پوچھے کہ آپ نے کیا کہا؟ ارے میں نے تو ویسے ہنسی میں کہہ دیا تھا۔ تو نے اس کی کیا پرواہ کی یعنی آپ کیا سمجھتے ہیں۔ لیکن نوٹ وہ بھی ہوگیا ہے۔ آپ کے کھاتے میں آپ کے ریکارڈ میں نوٹ وہ بھی ہوگیا ہے۔ جس کے بارے میں آپ کہتے ہیں جی میں نے تو ویسے ہنسی میں کہہ دیا۔ اس لیے حدیث میں آتا ہے۔ آدمی بعض دفعہ ایسی بات زبان سے کہہ دیتا ہے اسے خیال بھی نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے کہ وہ جنت سے اتنا دور ہوجاتا ہے جیسے مشرق اور مغرب۔ (رواہ البخاری و المسلم' کتاب الادب باب حفظ اللسان الغیبۃ والشتم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

تو اس لیے آدمی کو بہت سنبھل کر بہت سوچ سمجھ کر بولنا چاہیے اور یہی تو اصل ایمان ہے اور میں ہمیشہ آپ سے یہ عرض کرتا ہوں ایمان والا ہمیشہ سنجیدہ ہوگا۔ ایمان والا کبھی لاپرواہ نہیں ہوگا۔ اسی لئے اللہ نے پہلے کہا۔ اے ایمان والو! اتقوا اللہ اللہ سے ڈرو اور کل کی فکر کرو۔ ایمان والا ہمیشہ ڈر کر وقت گزارتا ہے۔ ڈر کر زندگی گزارتا ہے اور اللہ نے قرآن مجید میں بہت جگہ بیان

کیا کہ جب موت آتی ہے۔ اس وقت بے فکرے کا کیا حال ہوتا ہے۔ جیسے ہماری زندگیاں ہیں۔ آپ کو پتہ ہے زیادہ بیماری ہارٹ کی ہی ہے۔ دل فیل ہوتا ہے اور یہ ایسی موت آتی ہے اللہ میرا رحم کرے نہ توبہ کا موقع نہ کسی نصیحت کا' نہ کسی وصیت کا' نہ لینے کا' نہ دینے کا' جو دل میں تھی سب کی سب بند کی بند۔ کیا پروگرام تھا کیا چاہتا تھا۔ بیوی سے کیا کہنا تھا۔ بچوں سے کیا کہنا تھا۔ کسی دوست سے کیا کہنا تھا اور آجکل یہ بیماری عام ہے ۔ موت کا یہ طریقہ جو ہے یہ راستہ بہت عام ہے۔ ہارٹ اٹیک دھڑا دھڑ اور پھر دوسرے نمبر پر یہ ایکسیڈنٹ لے لو۔ ایکسیڈنٹوں میں بھی یہ ہوتا ہے۔ ہارٹ اٹیک والی بات ہے۔ بس ایک ہی دفعہ رگڑا آیا سب صاف نہ کوئی توبہ' نہ کوئی استغفار' نہ کوئی معافی کی صورت 'نہ کوئی کہنے کی' نہ کوئی سننے سنانے کی کوئی بات نہیں بس بالکل ختم۔ تو اس لئے آدمی کو جیسے آجکل کے حالات ہیں اس کے تحت بہت ہوشیار رہنا چاہیے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ وجاءت سکرۃ الموت بالحق (50 : ق: 19-22) دیکھو جب بھی کبھی یہ موت کی بات ہوتی ہے' گفتگو جب بھی ہوتی ہے نارمل حالات کے تحت ہوتی ہے اور جب کبھی ایسا اتفاقی کوئی حادثہ ہو مثلاً کسی کے گولی لگی اسی وقت اڑ گیا یا ایکسیڈنٹ میں مر گیا۔ یا کسی نے اس کو آگ میں جلا دیا ایک سیکنڈ میں اسکی جان نکل گئی۔ یہ چیزیں Discuss نہیں ہوتی۔ جب ہم عام کہتے ہیں کہ ملک الموت آتا ہے۔ وہ افتتاح کر جاتا ہے۔ جان کے نکالنے کا پھر اسکی پارٹی ہوتی ہے وہ جان نکالتے ہیں اور یعنی بہت نیک ہو آرام کے ساتھ اسے تکلیف نہ ہو اور جو بد ہوتا ہے اس کو تکلیف دے دے کر۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ والنزعت غرقا۔ والنشطت نشطا۔ (79: النزعات: 1-2) یہ پوری تفصیل تو اسی موت کی ہے جو زیادہ تر چارپائی پر آتی ہے۔ جو انسان اپنے گھر میں طبعی موت مرتا ہے۔ چارپائی پر اس کے لیے یہ نقشے ہیں اور جس نے یکلخت کلی دبادی اور قصہ ہی ختم اس کے ساتھ پھر بعد میں بات چیت

ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد بات چیت ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجاءت سکرۃ الموت بالحق آگئی موت کی بے ہوشی یہ جو چارپائی پہ مرتا ہے۔ وجاءت اور آگئی۔ سکرۃ الموت مدت کی بیہوشی بالحق ٹھیک ہے ناں۔ اب تو کوئی شبہے والی بات نہیں۔ ذلک ما کنت منه تحید' اسی سے تو بھاگتا تھا۔ ہائے موت نہ آجائے ہائے موت نہ آجائے۔ ساری عمر یہی ڈر ہائے میں مر نہ جاؤں۔ بیماری ہے تو فوراً ڈاکٹر کے پاس اور کوئی ایسی بات ہے خطرہ ہے دشمنی کا تو انسان چھپتا ہے اپنے بچاؤ کی کتنی صورتیں کرتا ہے۔ فرمایا اس موت سے تو بھاگتا تھا۔ ذلک ما کنت منه تحید یہی وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ اب اس کے بعد جب اسکی جان نکل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لقد کنت فی غفلة من هذا تجھے تو اسکی پرواہ ہی نہیں تھی کہ موت نے بھی آنا ہے۔ اللہ نے آخر تجھے پکڑ لینا ہے۔ لقد کنت فی غفلة من هذا تو اس موت کی طرف سے اس جہان سے منتقل ہونے کی تو بالکل پرواہ نہیں کرتا تھا۔ تجھے بالکل کوئی خیال نہیں تھا۔ لقد کنت فی غفلة من هذا۔ فکشفنا عنک غطاء ک آج ہم نے پردہ ہٹا دیا ہے۔ فبصرک الیوم حدید اگرچہ تیری چارپائی تیری لاش گھر میں پڑی ہے بیوی کے پاس' ماں کے پاس' باپ کے پاس لیکن اب ہم نے پردہ ہٹا دیا ہے۔ یہیں لیٹا ہوا دوزخ بھی دیکھ لے اور ساری اپنی لائن لگی ہوئی دیکھ لے۔ فکشفنا عنک غطاء ک (50 : ق: 19-22) ہم نے تیرا پردہ جو تھا وہ ہٹا دیا ہے پردہ کیا یہ دنیا کا پردہ۔ جیسے بالکل یعنی پردہ لٹکا دیا جاتا ہے۔ بس آپ ادھر نہیں دیکھ سکتے۔ کچھ نظر ہی نہیں آئے گا۔ پردہ جو لٹکا دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے پردہ اٹھا دیا ہے اب۔ دنیا میں دیکھیے اگر اللہ یہ پردہ اب اٹھا دے تو ایمان بالغیب والی بات ہی نہ رہے۔ پتہ لگ جائے کہ دیکھو جی مشرکوں کے مولویوں کا یہ حال ہوتا ہے۔ ان کی جان ایسے نکلتی ہے فرشتے یہ سلوک کرتے ہیں اور موت کا حشر اور انجام یہ ہوتا ہے۔ مشرک

اور بدعتی کی موت کا حشر اور انجام یہ ہوتا ہے تو کوئی پھر مشرک اور بدعتی رہ جائے گا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لیکن اللہ کیا کرتا ہے بس جان نکال لیتا ہے۔ اب پتہ نہیں کیسا ہے پتہ نہیں کیسا ہے۔ اب بھٹو سو سال کے بعد یا پچاس سال کے بعد بہت بڑا ولی ہوگا۔ اس کا مزار بنے گا بہت غضب کا اور دنیا آکر پوجے گی۔ کہ جی بہت بڑا ولی تھا باہر کسی کو کیا پتہ ہے اندر کیا ہو رہا ہے۔ کیا صورت ہے واقعتاً وہ آرام میں ہے یا دکھ میں ہے یا تکلیف میں ہے۔ فلاں کا کیا حشر ہوا کوئی پتہ نہیں۔

اب مرزائیوں کو دیکھو۔ ان کا نبی مرگیا۔ پھر اس کا خلیفہ مرگیا۔ پھر اسکا خلیفہ مرگیا۔ پھر اسکا خلیفہ مرگیا۔ اب مرزائیوں کے دل میں کیا ہے۔ آہا کیسا نیک آدمی تھا' کیسا نیک آدمی تھا بس وہی تقدس ان کے ذہن میں اور اگر اللہ پردہ ہٹادے کہ یہ لو دیکھ لو نیکی کا حال دیکھو اسکی کیا گت بن رہی ہے۔ تو پھر اسکے بعد سارے پردے اٹھ جائیں ایمان بالغیب والی بات ہی نہ رہے۔ اس لئے اللہ نے ایسا پردہ کر رکھا ہے کہ لوگوں کی عقل پر بات کو چھوڑ دیا ہے کہ دین کو ایسے معجزہ دیکھ کر لوگ تسلیم نہ کریں بلکہ دین کو سمجھ کر اپنی عقل سے دین کو تسلیم کرو یہ اس میں حکمت ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ یوں دکھا دے کہ دیکھو بروں کا یہ حال ہوتا ہے نیکوں کا یہ حال ہوتا ہے۔ نیک فلاں قسم کے ہیں فلاں جماعت ہے فلاں مسلک ہے اور بد جو ہیں وہ یہ ہیں یہ مشرک اور یہ بدعتی اور یہ فلاں فلاں دیکھ لو حشر دونوں کا۔ دنیا میں پردہ اٹھ گیا اللہ کبھی ایسا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ پردہ رکھتے ہیں۔ دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ جو یہاں ہے اب اسے دیکھ لیں عقل سے جانچیں' کیسا ہے' نیک ہے' یا بد ہے۔ مذہب اسکا کیسا ہے اچھا ہے یا برا ہے لیکن مرنے کے بعد کوئی پتہ نہیں وہ بھی گیا اور وہ بھی گیا۔ واقعتاً جو نیک تھا وہ بھی چلا گیا اور واقعتاً جو بد تھا وہ بھی چلا گیا۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ ولو تری اذا الظلمون فی غمرات الموت ہم تمھیں دکھاتے نہیں ولو تری اگر

تو دیکھے۔ اذا الظلمون فی غمرات الموت جب برے لوگ موت کی بے ہوشیوں میں ہوتے ہیں۔ جب موت کا وقت ان کے قریب آجاتا ہے۔ جان نکلنے والی ہوتی ہے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا ہے۔ والملائکۃ باسطوا ایدیھم فرشتوں نے اپنے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ جان نکالنے کے لیے۔ دیکھو ناں جان خود بخود ہی نہیں نکل جاتی۔

دیکھو قرآن میں کتنے واضح الفاظ سے' والنازعات غرقا قسم ہے مجھے ان فرشتوں کی جو غوطے مار مار کر جان نکالتے ہیں۔ والنشطت نشطا قسم ہے مجھے ان فرشتوں کی جو ایسے منہ کھول دیتے ہیں جیسے مشکیزے کا منہ مشک کا جیسے مشکیزے کا منہ کھول دیا جاتا ہے اور پانی اسمیں سے نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ جو اس طریقے سے ایسے جان نکالتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ولو تری اذا الظلمون فی غمرات الموت اگر تو بروں کو موت کی بے ہوشی میں دیکھے کہ کیا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں۔ والملائکۃ باسطوا ایدیھم فرشتوں نے اپنے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسکی طرف پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اخرجوا انفسکم نکال اپنی جان۔ سنا آپ نے اب کون اپنی جان نکال کر دے۔ لیکن جان نکالے گا تو فرشتہ ہی ادھر مارتے ہیں اور ساتھ کہتے ہیں نکال اپنی جان کو اب کس طرح سے وہ نکالے کیا وہ کرے یعنی اسکو زچ کرنا۔ اسکو تنگ کرنا۔ اسکو خوف زدہ کرنا اسکو تکلیف دینا جان کے نکالنے کی تکلیف دینا۔

یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ اخرجوا انفسکم نکالو اپنی جانیں۔ الیوم تجزون عذاب الھون اب وہ دن آگیا بہت تمھیں سمجھایا ڈرایا۔ الیوم آج تجزون تمھیں بدلہ دیا جائے۔ عذاب الھون ذلت کے عذاب کا' کیوں؟ بما کنتم تقولون علی اللہ تم اللہ کے بارے میں بکواس کیا کرتے تھے۔ اپنی طرف سے مذہب گھڑ گھڑ کر' اپنی طرف سے مسئلے بنا بنا کر کبھی صلوٰۃ کبھی سلام

کبھی عید میلاد کبھی یہ کونڈے اور کبھی گیارھویں تم نے دین کو ایسا گندہ کر دیا تھا۔ بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق (6: الانعام: 93) تم اللہ کے ذمے باتیں تھوپتے تھے اور بالکل جھوٹ اور میری باتوں کی تمھیں پرواہ ہی کچھ نہیں تھی کہ اللہ کا حکم کیا ہے۔

دیکھو! آدمی کے ذمے کیا ہے؟ آدمی کے ذمے ہے محمد ﷺ کے پیچھے لگنا آدمی کے ذمے دین بنانا نہیں۔ دیکھو! سمجھنے کی بات ہے مسلمان کون ہوتا ہے۔ جو محمد ﷺ کا پیروکار (Follower) ہو' ان کی پیروی کرے۔ ان کے پیچھے پیچھے چلے قدم بقدم قدم بقدم دیکھو اگر لوگ محمد ﷺ کو (Follow) کریں ان کی اتباع کریں۔ تو دیانت داری سے بتائیے۔ لائنیں دو ہو سکتی ہیں کبھی ؟ فرقے دو ہو سکتے ہیں ؟ مذہب دو ہو سکتے۔ یہ بریلوی 'یہ دیوبندی' یہ اہل حدیث' یہ فلاں' کبھی ہو سکتے ہیں۔

آپ دیکھیے ڈرل ماسٹر ڈرل کرواتا ہے۔ ایک آگے ہوتا ہے اور پوری لائین اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ اور حکم ہوتا ہے کہ گردن میں دیکھو بالکل گردن کی طرف دیکھو تاکہ لائن سیدھی رہے۔ اب اگر جب تک پچھلے چلنے والے کی گردن میں نگاہ رکھ کر بالکل سیدھے چلیں گے۔ دیانتداری سے بتائیے دو لائنیں کبھی ہو سکتی ہیں لوگ جاہل کہتے ہیں وہ بھی تو اللہ کے رسول ﷺ کا نام لیتے ہیں۔ یعنی اگر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا نام لیا جائے محمد ﷺ کی اتباع کی جائے ان کو (Follow) کیا جائے تو دو لائنیں کبھی ہو سکتی ہیں؟ عقل والا جو ہے وہ فورا سمجھ جائے گا کہ جہاں اختلاف ہو گا۔ ایک سچا ایک جھوٹا۔ یہ کبھی نہیں کہنا یہ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔ سب ٹھیک ہیں جہاں کوئی لگا ہوا ہے۔ ویسے آجکل پڑھے ہوئے سارے کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات انتہائی جہالت کی اور احمقانہ بات ہے یہ۔ اب ہوتا کیا ہے محمد ﷺ آگے ہیں گروپ لیڈر سمجھ لو۔ آگے جا رہے ہیں۔ اب ان کے پیچھے لائن لگی ہوئی

ہے۔ جو آپؐ کو Follow کرنے والے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بالکل عین سیدھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ نیک لوگ جو بھی چلے آرہے ہیں سب ایک لائن میں۔

اب یکایک حنفی بن گیا۔ حنفیوں کی لائن لگ گئی۔ بھئی یہ کیسے ؟ لائن ایک ہے جانا اس کے پیچھے ہے یہ حنفی لائن کیسے بن گئی تو پھر آپ کو اندازہ ہوگا کہ لائن جارہی ہے۔ چلتے چلتے یہاں امام ابوحنیفہؒ کھڑے ہیں۔ لائن میں بجائے اسکے کہ لوگ اس کے پیچھے لگیں۔ لوگوں نے یوں سطر بنالی۔ یوں نکل گئے سارے۔ امام شافعیؒ یوں نکل گئے کوئی 45 کے اینگل پر گیا۔ کوئی Angle) (Right پر گیا۔ کوئی کسی زاویے پر مڑ گیا کوئی کسی زاویے پر مڑ گیا۔ کوئی کسی زاوئے پر مڑ گیا۔ یاد رکھو جس کی آپ تقلید کرتے ہیں اگر وہ نیک ہے تو کبھی آپ کا مذہب دوسرا نہیں ہوگا۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ وہی بات کہتے تھے جو اللہ اور اس کے رسول کی بات تھی کہ لائن دوسری نہ ہو سیدھ میں رہو میرے نام پر کوئی فرقہ نہیں بنے گا ورنہ لائن دوسری ہو جائے گی۔ امام شافعیؒ یہی بات کہتے تھے جو نیک تھے۔ یہ گدیوں والے یہ یقیناً گمراہ کرتے ہیں۔ لیکن پہلے جو لوگ تھے وہ اس قسم کے نہیں تھے۔ جن کے ناموں پر لوگوں نے مذہب بنا لیے ہیں۔ کوئی حنفی بن گیا کوئی شافعی بن گیا۔ کوئی فلاں بن گیا کوئی فلاں بن گیا۔ یہ اصل میں اماموں کو Follow نہیں کرتے۔ اگر اماموں کو Follow کرتے ہوتے تو لائن ایک ہوتی۔ آگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی لائن میں امام ابوحنیفہؒ ہیں اور اسی کے پیچھے حنفی اور وہ پھر حنفی نہ ہوتے۔ وہ لائن ایک محمدی ہوتی ہے۔ لیکن اب یوں لائن نکل گئی یہ حنفی، یہ شافعی، یہ مالکی یہ فلاں یہ بارہ اماموں والے یہ چار اماموں والے یہ دو اماموں والے یہ ایک والا اب دیکھ لو لائنیں کتنی بن گئیں۔ یعنی دیکھو موٹی سی عقل کی بات ہے۔ عام فہم (Commen Sense) کی بات ہے۔ ہر پڑھا لکھا اس سے اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ اگر لوگ واقعتاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیروی کرتے ہوتے دوسری لائن بنتی؟ کبھی نہ بنتی۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسی احمقانہ بات کہہ دے۔ کہ جی ہاں پھر بھی بن جاتی کبھی نہ بنتی۔

دیکھو لو صحابہ رضی اللہ عنہم' آپس میں تلواریں بھی چل گئیں۔ صحابہ کا مسائل میں بھی اختلاف ہوا لیکن لائن ایک ہی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبکہ انتہائی خلفشار کا زمانہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باقاعدہ فرمان (Circular) جاری ہوا لوگو سن لو۔ اور یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ ان دیننا واحد ہمارا دین ایک ہے۔ و دعوتنا واحدۃ ہماری دعوت ایک ہے ہمارا مذہب ایک ہے کوئی دوسری لائن نہیں۔ جھگڑا جو ہے وہ کیا ہے سیاسی جھگڑا۔ کوئی مجھ پر بدگمانی کرتا ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں میرا ہاتھ ہے۔ میں کسی پر بدگمانی کرتا ہوں۔ یہ جیسے دو بھائیوں میں آپس میں جھگڑا ہو جائے۔ دو بھائیوں میں آپس میں جھگڑا ہو جائے۔ جب دو بھائیوں میں آپس میں جھگڑا ہو جائے۔ تو یہ تو نہیں ایک راجپوت جو ہوتا ہے۔ وہ جاٹ بن جاتا ہے۔ اور دوسرا راجپوت جو ہے وہ ارائیں بن جاتا ہے۔ وہ راجپوت ہی رہتے ہیں۔ جب بھائی لڑیں گے تو دونوں راجپوت ہی رہیں گے۔ یہ تو نہیں کہ کوئی کچھ بن گیا۔ کوئی کچھ بن گیا۔

حضرت علیؓ میدان جنگ میں اعلان کرتے ہیں۔ جب کہ حضرت عائشہؓ مقابلے میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرا ایمان ہے کہ حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ ان کو مغالطے میں ڈالا گیا ہے۔ یہ ایک سیاسی اختلاف ہے سمجھ کا اختلاف ہے اجتہادی غلطی ہے ہمارا اور ان کا مذہبی اختلاف بالکل نہیں۔ اور آج کل کیا ہے یہ مذہبی اختلاف ہے اور یہ بے دینی ہے اور یاد رکھو جب لائنیں دو بن جائیں تین بن جائیں چار بن جائیں تو صحیح لائن تو صرف ایک

ہوگی جو محمدی ہوگی کوئی شبہے والی بات ہے۔ خدا کے لیے اگر آپ نے مجھے پڑھ کر اپنا یہ ایک Point ذہن نشین کر لیا ان شاء اللہ العزیز آپ کی آخرت کے لئے بہت ہی مفید رہے گا۔

دیکھیے! مثلاً بعض بزرگ دیوبندی بڑے نیک تہجد گزار بڑی تسبیح کرنے والے بہت بگلہ بھگت بہت شریف لیکن کٹر حنفی۔ ہر مسئلہ ٹیڑھا' ہر مسئلہ ٹیڑھا' کیا فائدہ نیکی کا' ہے کوئی فائدہ ؟ بالکل کوئی فائدہ نہیں۔ جب لائن ہی غلط ہوگئی۔ دیکھیے ! محمد ﷺ جارہے ہیں کہاں جارہے ہیں۔ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے' جاکر جنت کا دروازہ کھولیں گے۔ جو لائن ہے وہ جنت میں جائے گی اور جس نے لائن یوں نکال لی ادھر کو چلا گیا ادھر کو چلا گیا تو اب وہ کہاں پہنچے گا؟ پھر وہ کہاں پہنچے گا؟ وہ محمد ﷺ کے ساتھ تو جنت میں کبھی نہیں جاسکتا وہ پھر گڑھے میں جائے گا۔ کھڈے میں جائے گا۔

دیکھو! اللہ نے قرآن میں کیا کہا ہے لوگ کہتے ہیں جی جانا تو سب نے وہیں ہے اللہ فرماتا ہے۔ ومامن دابة الا هو اخذ بناصيتها خدا کی یہ شان ہے دنیا میں جتنے چلنے پھرنے والے انسان جن فرشتے جانور جتنے بھی ہیں طاقتور سے طاقتور ہو الا اخذ بناصيتها اللہ کا ہاتھ اس کی پیشانی پر ہے جب چاہے اسے نیچے گرا دے اور پھر۔ ان ربي على صراط مستقيم (11 : هود : 56) ان ربي بے شک میرا رب على صراط مستقيم میرا رب وہ صراط مستقیم پر ملے گا اگر لائن دوسری ہوئی رب کبھی نہیں ملے گا۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں ان ربي على صراط مستقيم بتاؤ خدا کو صراط مستقیم کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ لوگوں نے جانا ہے اور جانا اللہ کے پاس ہے اب خدا بتاتا ہے میں کہاں ہوں گا میں پوری جو سڑک آتی ہے جرنیلی محمدی سڑک میں اس پر ملوں گا ان ربي على صراط مستقيم اے نبی تو کہہ دے کہ میرا رب جو ہے وہ صراط مستقیم پر ہے اور صراط مستقیم کسے کہتے ہیں؟ محمد ﷺ کی لائن کو۔ کیسے شبہ ہے صراط

مستقیم کسے کہتے ہیں۔ محمد ﷺ کی لائن کو جو لائن بعد میں بنی ہے وہ صراط مستقیم نہیں۔ خواہ مولوی بڑی بڑی پگڑیوں والے ہوں بڑی بڑی گدیوں والے ہوں بڑے کبھی خاں مولوی ہوں سب گڑھے میں گئے کھاتے میں گئے سب برباد ہوئے یہ چیز بنیادی طور پر سمجھنے کی ہے جب انسان کی لائن درست ہو دیکھو تھوڑے عمل بھی جو ہوں گے رخ تو وہی ہے۔ بعض دفعہ آدمی وہ آرہا ہے پیچھے ذرا اس کا انتظار کرلیں اور جی وہ تو یوں جارہا ہے بھاڑمیں جانے دو جس کی لائن صحیح نہیں ہے اگر وہ لیٹ ہو جائے وہ قدم تھوڑے اٹھائے یوں سمجھو کہ اس کے عمل میں کچھ کوتاہی ہو کچھ کم ہوں تو اس کا انتظار نہیں کریں گے اس سے رعایت نہیں کی جائے گی ۔ دیکھو ناں ! اب ہم کھڑے ہیں کہ جی وہ آرہا ہے؟ ہاں وہ آرہا ہے میں نے دیکھا ہے اچھا بھئی انتظار کرلو کوئی بات نہیں اگر وہ کہے جی وہ تو جارہا ہے آنہیں رہا تھا جا رہا تھاپھر؟ پھر کہیں گے انتظار کرو۔ انتظار کرنے کی کیا ضرورت وہ تو جتنے قدم اٹھائے گا منزل مقصود سے دور ہوگا وہ اپنے مقام پر جہاں اللہ سے جاکر ملاقات ہونی ہے کبھی نہیں پہنچے گاتو اس لئے میرے بھائیو ! اپنے اعمال کو درست کرو اور اللہ نے یہاں یہی بات کہی ہے کہ فرشتے جان نکالتے ہیں اور کیا ان کو طعن دیں گے کیا جرم بتائیں گے کہ آج تمہیں سزا ملے گی کس جرم کی کہ بماکنتم تقولون علی اللہ غیر الحق کہ تم اللہ کے بارے میں جھوٹ باتیں کہا کرتے تھے۔ جھوٹی بات کون سی ہوتی ہے۔

توجہ سے سنیے ! اللہ کے بارے میں جھوٹی بات وہ ہوتی ہے کہ لوگ اسے دین سمجھیں لوگ اسے مسئلہ سمجھیں ہو غلط یا جھوٹ کیونکہ جونہی بات دین کی ہوگی کوئی مسئلے کی ہوگی لوگ سمجھیں گے کہ یہ اللہ کا حکم ہے یہ رسول کی بات ہے اسی لیے مولوی سب سے بڑا مجرم ہے۔ کوئی لیڈر بات سیاسی کرے گا تو کر دے۔ بھئی اس کی رائے تھی غلط بات ہوگئی ہوگی۔ لیکن اگر مولوی بات کہے جھوٹی' مولوی کوئی بات کہے الٹی تو لوگ کیا سمجھیں گے کہ یہ اللہ کا حکم ہے چنانچہ

دیکھو لونڈوں کا تقدس گیارہویں کا تقدس یہ عید میلاد کا۔ اب عید میلاد کا چندہ اکٹھا ہو اور کوئی دکاندار یا ان کا کولیگ (Colleague) چندہ نہ دے پھر لوگ توبہ توبہ اچھا یہ نبی کا منکر ہے یہ نبی کو مانتا نہیں۔ ہائے ہائے عید میلاد کا چندہ ہو اور یہ چندہ نہ دے یہ نبی کا گستاخ' نبی کا منکر۔ کیوں ؟ لوگ اسے دین سمجھتے ہیں لوگ اسے اللہ والی بات کہتے ہیں۔

اس لیے اللہ جب ایسے لوگوں کی جان نکالتا ہے جو مولوی ٹائپ کے ہیں لیڈر ٹائپ کے ہیں مذہبی لیڈر فرشتے ان سے کہیں گے نکال جان وہ جان اپنی بھلا کیسے نکالے نکالنی تو فرشتے نے ہی ہے اور تکلیف دے کر نکالے گا اور کیا کہے گا کیوں؟ الیوم تجزون تمھیں جزا دی جائے گی سزا دی جائے گی اور سزا میں عذاب الھون تمھیں ذلیل کیا جائے گا۔ بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق تمھارا سب سے بڑا جرم تو یہ تھا سیاسی لیڈر تو سیاسی چالوں سے بات کرتے تھے اور تم اللہ کے دین کو برباد کرتے تھے اپنے طرف سے مسئلے بنابنا کر اپنی طرف سے مذہب بنابنا کر اپنی طرف سے فرقے بنا بنا کر تم لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ وکنتم عن ایاتہ تستکبرون (6 : الانعام : 93) میری آیتوں کی تمھیں پرواہ ہی نہیں تھی کہ اللہ کیا کہتا ہے دیکھو کیا اعلیٰ ایمان ہے اللہ کے سامنے آدمی Surrender کردے کہ نہیں نہیں جو اللہ کا حکم ہے قصہ ختم ہے بس جو اللہ کا حکم ہے اس میں سلامتی ہے اس میں اطاعت ہے۔ اس میں اللہ کی رضا ہے اور پھر اس کے بعد اب دیکھو ناں گیارھویں دینے والا گیارھویں دیتا ہے اور کیا سمجھتا ہے کہ میں گیارھویں کبھی مس نہیں ہونے دیتا قربانی نہ ہو تو نہ ہو۔ کوئی پرواہ نہیں نماز نہ پڑھی جائے تو نہ پڑھی جائے کوئی پرواہ نہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ لیکن اگر گیارھویں رہ گئی' ہائے ! ہائے ! پیر ناراض ہو جائے گا سب کچھ ہی خراب ہو جائے گا۔ اگر اللہ رہ گیا تو اللہ کو پیر خود سیدھا کردے گا۔ اللہ کی کیا بات ہے ہمارا پیر' بڑا ڈاڈھا ہے' اتنا تگڑا ہے کہ اس نے اللہ کو بے بس کر رکھا

ہے وہ اس کو فورا سیدھا کر دے گا۔ آپ نے دیکھا نہیں مشرکوں کا کیا حال ہے مشرک اللہ کا حکم نہ مانے تو اسے ڈر نہیں لگتا مشرک نماز نہ پڑھے تو اسے ڈر نہیں لگتا' مشرک روزہ نہ رکھے تو اسے ڈر نہیں لگتا' مشرک قربانی نہ دے تو اسے ڈر نہیں لگتا۔ لیکن مشرک اگر گیارھویں میں ناغہ ڈالے تو وہ کہتا ہے کہ اب خیر نہیں' اب بچ سکتے ہی نہیں۔ ویسے اس سے پوچھ کر دیکھو کہ اللہ تگڑا ہے یا پیر' ویسے تو کہے گا کہ اللہ تگڑا لیکن دل میں اس کے کیا ہے؟ کہ اللہ کتنا بھی تگڑا ہو اللہ کتنا بھی تگڑا ہو جیسے سبق تو یہیں سے لیتے ہیں ناں۔ آپ نے جس کو ووٹ دیئے وہ ٹھیک ہے تھانیدار کے اختیارات بڑے ہیں' منسٹر کے اختیارات بڑے ہیں لیکن یہ آدمی بڑا ڈاڈھا ہے جس کو پکڑتا ہے فورا کام کروا لیتا ہے۔ مشرکوں کا یہی انداز ہے کہ جن پیروں کو ہم نے پکڑ رکھا ہے جن کی ہم نذریں نیازیں دیتے ہیں جن کے کونڈے شونڈے ہم کرتے ہیں یہ خدا کو کبھی بھاگنے دیں گے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ خدا ان کے کہنے سے باہر جائے۔ جو یہ کہیں گے خدا مجبور ہو گا کہ وہ ہی کرے گا۔ اس لئے وہ عید میلاد میں کوتاہی نہیں کریں گے' گیارھویں میں کوتاہی نہیں کریں گے اور جو پیروں سے متعلقہ چیز ہے اس میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ اگر کوتاہی کر جائیں تو اللہ کے حق میں کر جائیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اور مشرکین مکہ کا بھی یہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آٹھویں پارے میں قرآن مجید میں بیان کیا ہے کہ مشرک کیا کرتے ہیں اللہ فرماتا ہے کہ پیدا میں کروں' فصل میں پیدا کرتا ہوں' جانور میں پیدا کرتا ہوں۔ مشرکین مکہ کیا کرتے تھے۔ یہ بکرا اللہ کے نام کا یہ بکرا پیر کے نام کا' پچاس من دانے پیر کے نام کے پچاس من دانے اللہ کے نام کے۔ مسجد کو دیتا ہے۔ مدرسے کو دیتا ہے اور پھر مزاروں پر پہنچاتا پیروں کے نام کے بھی اور اللہ کے نام کے بھی۔ پیدا کس نے کیا اس غلے کو اور جانوروں کو اللہ نے۔ اللہ کہتا ہے میرے پیدا کئے ہوئے میں سے میری بھی نذر نکالتے ہیں لیکن اپنے پیروں کی بھی

نذر نکالتے ہیں۔ جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت کچھ کرنے والے ہیں۔ اتفاق سے اللہ والا جانور مرجائے' اللہ والا جانور مرگیا جو بکرا اللہ کے نام کیا تھا وہ مرگیا اور پیر والا زندہ ہے یہ تو نہیں کرنا اللہ بڑا ہے اگر پیر کا رہ جائے تو کوئی حرج نہیں؟ پیر والا اللہ کے نام کردو اللہ فرماتا ہے کہ یوں نہیں کرتے بلکہ اگر یوں ہو جائے کہ پیر والا مرجائے اور اللہ والا بچ جائے تو اللہ والا پیر کے نام لگا دیتے ہیں کہ اللہ کو کیا پرواہ ہے وہ بڑی ذات ہے پیر کے نام لگا دیتے ہیں۔ یہ اللہ نے قرآن میں آٹھویں پارہ میں بیان کیا ہے کہ وہاں کے مشرکین کا یہ حال تھا اور آج کل کے مشرکین گیارھویں دینے والے یہ وہ کرنے والے۔

آپ جانتے ہیں وہ کہنے والی بات ہی نہیں ہے۔ گیارھویں نہ دی جائے تو اتنا ان میں خوف' لڑکا نہیں بچے گا لڑکا مرجائے گا۔ جانور نہیں بچیں گے بھینس دودھ نہیں دے گی اگر گیارھویں نہ دی اور اگر نماز نہ پڑھی یا روزے نہ رکھے یا قربانی نہ دی کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اللہ بڑا غفور رحیم ہے وہ بہت بڑی ذات ہے اللہ کو یوں ٹرخا دیا اور پیروں کو یوں چڑھا دیا یہ مشرکوں کا کام ہے۔ لہٰذا جیسے آج کل کی سیاست میں جس نے ووٹ دیئے اس نے سودا کیا۔ دیکھئے جناب ہمیں کام پڑتے رہتے ہیں کہیں آنکھیں نہ پھیرنا نہیں نہیں آجانا کوئی کام ہو فوجداری کا کام ہو کوئی دیوانی کا کام ہو کسی جج سے کہنا ہو کسی تھانیدار سے کہنا ہو۔ کسی ایس۔ پی سے کہنا ہو آؤ۔ہم تمہارے کام کریں گے۔ اب پھر لوگ کیا کرتے ہیں ان کی شہ پر خون کردیں' ان کی شہ پر قتل وغارت کریں ملک میں بدامنی پھیلائیں انہیں کیا ڈر ہے چھڑا لے گا وہ بڑا زبردست ہے۔ یہی حال مشرکوں کا ہے۔ مشرک جب کسی پیر کو پکڑ لیتا ہے اس کے ذہن میں شیطان یہ کہتا ہے کہ یہ بہت بڑا ہے تیرا پیر' بہت تگڑا ہے۔ اب گیارھویں والا پیر' پیران پیر' پیر دستگیر' سب پیروں کے کندھوں پر اس کا قدم ایسی باتیں اڑائی ہوئی جاہلوں والی' اس لئے وہ اس کو کبھی ناراض نہیں کرتے۔ اللہ ناراض ہوتا ہے تو ہو

جائے ہمارا پیر خود ہی اسے منا لے گا۔ اس بے فکری میں کام چلاتے ہیں' پوری زندگی اسی طرح سے مست گزارتے ہیں۔

چلیئے بیان ہو رہا تھا جب جان نکلتی ہے تو جان سختی سے نکلتی ہے اور اللہ کیا کہتا ہے؟ جب جان نکلے گی' مر کر اللہ کے سامنے پیش ہو گیا۔ خدا کہتا ہے یہ قرآن کے لفظ ہیں ولقد جئتمونا فرادی ۔ارے تو اکیلا ہی آیا' پیر تیرے ساتھ نہیں آیا۔ ولقد جئتمونا فرادی ارے تم اکیلے ہی آ گئے۔ کما خلقنکم اول مرۃ جیسے اکیلا تو پیدا ہوا تھا اس وقت پیر صاحب تو نہیں ہوتا اکیلا ہی پیدا ہوتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں جب وہ مر کر میرے سامنے آ جاتا ہے میں کہتا ہوں اکیلا ہی آگیا جیسے گیا تھا اکیلا ویسے ہی اکیلا آگیا۔ جو ہم نے تمہیں دیا تھا اتنے تیرے مربعے تھے اتنی تیری جاگیریں تھیں پوری اسٹیٹ تیری ہوتی تھی کوئی دولت کوئی تیری پارٹی تیرے مزارعے تیرے ووٹر تجھ پر جان دینے والے تیری خاطر جھوٹی باتیں کہہ کہہ کر یہ آج کل چلتا ہی ہے غنڈے جتنے ہیں یہ سب اسی انداز پر چلتاہے ناں اس کو خوش کرنے کے لیے وہ تو تھوڑا کہے گا یہ سب سے زیادہ آگے بڑھیں گے اللہ تعالی فرمائیں گے۔ وترکتم ماخولنکم وراء ظھورکم جو میں نے تمہیں دنیا کی عزت دنیا کی دولت دنیا کا مال حسب نسب سب کچھ دیا سب پیچھے چھوڑ آیا ساتھ لے کر آتا تھا آج تجھے کام آجاتا وما نری معکم شفعاء کم الذین اور مجھے نظر نہیں آتے تمہارے سفارشی جن کی تم گیارھویں دیتے تھے جن کے نام کے تم وظیفے کرتے تھے جن کے بارے میں تمہیں یہ یقین تھا کہ یہ اللہ کو پکڑ کر سیدھا کر دیں گے اور ہمیں چھڑا لیں گے وما نری معکم شفعاء کم الذین میں نہیں دیکھتا تمہارے ان سفارشیوں کو زعمتم جن کے بارے میں تمہارا دعوی یہ تھا انھم فیکم شرکاء کہ وہ تمہارے بارے میں میرے حصہ دار ہیں وہ خدا کو پوچھ سکتے ہیں میرا مرید کیوں نہیں چھوڑتا۔ وہ تمہارے ساتھ نظر نہیں آ رہے۔

دیکھو! دو ہی چیزیں برباد کرنے والی ہیں یا اقتدار، سرمایہ، دولت یہ کرسی یا پھر پیروں کا سہارا جب انسان مرجائے گا اور اکیلا جائے گا ساتھ کس نے ہونا تھا تو اللہ پوچھتا ہے کہ تو مال بھی چھوڑ آیا پیچھے اپنی پارٹی بھی چھوڑ آیا جو تیرے چھوڑے ہوئے غنڈے تیری خاطر قتل و غارت کرتے تھے مار دھاڑ کرتے تھے کوئی تیرے ساتھ نہیں آیا اور پھر وہ تیرا پیر بھی ساتھ نہیں آیا جس کو تو سفارشی سمجھتا تھا کہ وہ اللہ سے کہہ کر سب کچھ کروالے گا تو ان کو میرا شریک سمجھتا تھا۔ خدا پھر اعلان کرے گا لقد تقطع بینکم آج سب رشتے ٹوٹ گئے پیری مریدی کا رشتہ بھی ختم ہو گیا پارٹی والا سسٹم بھی ختم ہو گیا۔ لقد تقطع بینکم و ضل عنکم ما کنتم تزعمون (6 : الانعام : 95) جو تمہارے دعوے تھے جو تمہارے گمان تھے سب کے سب سہارے باطل ہو گئے فیل ہو گئے اور اکیلے تن تنہا آپ میرے پاس آکر پیش ہو گئے۔

میرے بھائیو! توجہ سے دیکھ لو جب بچہ دنیا میں آتا ہے کوئی اس کے ساتھ ہوتا ہے؟ کوئی اس کے ساتھ نہیں ہوتا، اس طرح جب آدمی دنیا سے جاتا ہے اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا، نہ دنیا کا اقتدا نہ دنیا کی عزت نہ دنیا کی دولت، کوئی چیز دنیا کی اس کے ساتھ نہیں ہوتی۔

کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر نکال دینا۔ اس نے کہا اس لئے کہ لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ میرے جیسا بادشاہ شاید ہی کوئی ہو۔ لیکن خالی ہاتھ جا رہا ہوں بالکل کچھ بھی میرے پلے نہیں خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔ یہ فوجیں بھی یہیں رہ گئی حکومت بھی یہیں رہ گئیں۔ فتوحات کے سلسلے سارے ختم ہو گئے کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے جیسے دنیا میں اکیلا آیا تھا ویسے اکیلا تن تنہا دنیا سے جا رہا ہوں۔ کوئی چیز میرے بس میں نہیں ہے۔ اور ویسے بھی سوچ لو بڑی جہالت کی باتیں ہیں۔ جو لوگوں نے جوڑ رکھی ہیں کیا دیوبندی اور کیا بریلوی کہ حضور ﷺ اپنی قبر

میں زندہ ہیں۔ کس قدر گندہ عقیدہ' شرکیہ عقیدہ' کفریہ عقیدہ اور اگر پھر وہ زندہ ہیں تو پیر بھی زندہ ہیں لائین تو ایک ہی ہے ناں پیر بھی زندہ ہیں اس لئے مرید مزاروں پر جاتے ہیں۔ جا کر ان کو تنگ کرتے ہیں۔ اٹھو۔ مجھے تو بیوی کے ساتھ رہتے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں۔ بچہ وچہ کوئی نہیں اب کچھ کر کے دے۔ وہ پیر سے لڑکا مانگتے ہیں۔ یہ سب چیزیں دنیا میں چلتی ہیں اور اللہ دکھا کر لے جاتا ہے۔ دیکھو محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا۔ قطعا نہیں ہو سکتا قطعا نہیں ہو سکتا۔ کوئی بریلوی ہو۔ کوئی شیعہ ہو۔ کوئی دیوبندی ہو۔ کوئی اہلحدیث ہو کوئی بھی ہو جھوٹا کہے سچا کہے دل سے کہے زبان سے کہے۔ کہ حضور سے بڑا نہ کوئی ہوا ہے نہ کوئی ہوگا۔ مخلوق میں سے بڑا نمبر ہے۔ حضور ﷺ دنیا سے مر کر گئے تھے یا زندہ ان کو صحابہ نے دفن کر دیا تھا؟ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اگر یہ عقل والے ذرا بھی سوچیں کہ زندہ کو ہی دفن کر دیا تھا؟ یا قبر میں رکھنے کے بعد زندہ ہو گئے۔ اگر زندہ کو دفن کر دیا تو معاذاللہ ثم معاذاللہ صحابہ جیسا ظالم کون ہوگا کوئی تصور کر سکتا ہے کہ صحابہ نے حضور ﷺ کو زندہ ہی دفن کر دیا اور اگر کوئی یہ احمقانہ بات کہے کہ جی حضور ﷺ کو جونہی جا کر قبر میں رکھا حضور ﷺ زندہ ہو گئے تو ہم پوچھیں گے کہ پتہ کیسے لگ گیا' تجھے کیسے پتہ لگ گیا کہ حضور ﷺ زندہ ہو گئے اور بیوقوف! اگر تجھے پتہ لگ گیا ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں؟ تو بتا اگر تیرا بیٹا مر گیا ہو اور کوئی ڈاکٹر کوئی حکیم یہ شبہ ڈال دے کہ ابھی جان نہیں نکلی تھی' سکتے کی حالت میں تھا' ہم مردہ سمجھ کر دفن کر بیٹھے وہ تو اندر ضرور زندہ ہوگا فورا قبر کھدوا لی جاتی ہے دیانتداری سے بتایئے اگر واقعتاً حضور ﷺ قبر میں زندہ ہوں تو بتایئے ان کو زندہ قبر میں رکھنا بہتر ہے یا ان کو باہر نکال لینا بہتر ہے۔ دنیا کتنی گمراہ ہو گئی' شرک اور بدعت میں ڈوب گئی' فرقے اتنے بن گئے جس کی کوئی حد نہیں۔ اگر حضور

ﷺ ایک دفعہ باہر چکارا دکھا دیں اور آ کر کہہ دیں سب جھوٹے ہو تم۔ یہ فرقہ سچا ہے سارا اختلاف مٹ جائے گا۔ سب مسلمان ایک ہو جائیں گے اور اتنے مسئلے۔ اللہ... رفع الیدین پر لڑائی' تراویح پر لڑائی' ہاتھ باندھنے پر لڑائی' اور حضورؐ وہاں قبر میں بیٹھے مزے کر رہے ہیں۔

اندازہ کرو وہ جدے میں شامی ایک مشرک درس دے رہا تھا۔میں بھی اس کے درس میں بیٹھ گیا۔ اس نے یہی کہا کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں اور دلیل کیا ہے؟ جو جا کر وہاں سلام پڑھتا ہے وہ سنتے ہیں۔ میں نے کہا آپ یہ بتائیے ! سلام تو سنتے ہیں اگر میں جا کر یہ کہوں کہ یا رسول اللہ ﷺ ! آپ کی امت تو برباد ہو گئی خدا کے لئے آپ باہر آ کر آپ لوگوں کو ذرا سمجھا دیں' میری بھی یہ بات سنیں گے کہ نہیں' ادھرادھر دیکھنے لگ گیا۔ میں نے کہا اگر میری یہ بات نہیں سنتے۔ تو مطلب کا سلام بھی نہیں سنتے۔ ایسے مطلبی' معاذاللہ ثم معاذاللہ اپنا سلام تو سن لیں اور میرا رونا' میری فریاد' امت کا ڈوبنا اور امت کا گمراہ ہونا اتنا بڑا نقصان یہ بات ہی نہ سنیں۔ ایسا مطلبی بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ اگر وہ سنتے ہیں تو پھر سب کچھ سنتے ہیں جا کر ان سے کہو کہ یا رسول اللہ آپ کی امت برباد ہو گئی ہے اگر ان میں اتنی طاقت ہے کہ بغیر کسی وسیلے کے اب تک وہ قبر میں زندہ ہیں تو فورا ایک جست لگائیں گے' ایک Jump لگائیں گے قبر سے باہر آ جائیں گے فورا۔ اچھا میری امت گمراہ ہو گئی ہے چلو چلو میں تو دنیا میں آیا ہی اس لئے تھا کہ لوگوں کو راہ ہدایت پر لاؤں لیکن یہ باتیں عقل کی ہیں؟ اور مذہب آج کل بے عقلی کا نام ہے۔ آج کل جو مذہب چلتا ہے یہ بے عقلی کا نام ہے۔ آنکھیں بند' دیکھ لو عیسائی اللہ اکبر ! جیسے پوری بریلوی امت یہ کہتی ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں زندہ ہیں زندہ ہیں زندہ ہیں۔ یہ کبھی نہیں کہتے کہ نکال لو اور اللہ جانتا ہے اگر یہ کہہ دیں کہ زندہ ہیں ہمیں ایک دفعہ پتہ کر لینے دو۔ ہمارے دل کو بہت خدشہ ہے کہ آپ ضرور زندہ ہیں۔ تو

سعودی حکومت کبھی انکار کرے گی' کبھی انکار نہیں کرے گی۔ نکال کر دیکھ لو۔ اس کیلئے یہ جرات کبھی نہیں کرتے کہ حضورؐ کو باہر نکال لیں کہ نہ جی نہ یہ کیوں کر لیں۔ پتہ ہے اگر قبر کھود کر دیکھی تو نتیجہ کیا نکلے گا۔ کبھی کوئی جوان بچہ بنا ہے کبھی نہیں تو جب انسان آگے کو جا رہا ہے مر گیا اب آگے کو جائے گا پیچھے کو نہیں کبھی نہیں آئے گا۔ آگے کو جائے گا آگے جانے میں ترقی ہے۔ پیچھے آنے میں تنزل ۔ اس میں زوال ہے' کیوں؟ جانا کہاں ہے؟ اپنے اصل مقام پر پہنچنا ہے یا جنت یا دوزخ۔

اگر نیک ہے تو دنیا میں آنا تنزل ہے دنیا میں آنا زوال ہے۔ یہ زندگی انتہائی دکھ کی زندگی مصیبت کی زندگی ہے۔ اور اس کے بعد آدمی کے لئے فوت ہو جانے کے بعد کوئی دکھ نہیں۔ اور عالم آخرت کا تو کہنا کیا ہے؟ یہ ناممکن ہے کبھی ہو نہیں سکتا کہ آدمی پیچھے کو آئے۔ مرا ہوا زندہ معجزانہ طور پر جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ کرتے تھے۔ وہ وقتی بات ہوتی تھی۔ وہ وقتی بات ہوتی تھی۔ آدھ گھنٹے کے دس منٹ کے لئے۔(2: البقرہ: 67-73)

جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی لڑکے نے اپنے چچا کو قتل کر دیا جائیداد کے لالچ میں اور کیس کر دیا کہ میرے چچا کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ پتہ کیسے لگے گا؟ پتہ تو لگے گا ہی نہیں۔ نہ کوئی قاتل ملے گا۔ چلو یہ مر گیا' جائیداد مل جائے گی۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان سے کہو ایک گائے ذبح کریں۔ پہلے بہانے بہت بنائے' کیسی ہو؟ کیسی ہو؟ بھلا اللہ کے پاس کیا کمی تھی جو سوال کیا۔ اس کا جواب آیا۔ اتنی قیمتی اتنی مہنگی گائے ملی کہ جو پونجی تھی ساری کی ساری ختم ہو گئی۔ ہو گیا کونڈا' اب گائے کو ذبح کیا اور کہا کہ اس کا ایک حصہ لے کر اس مردے کو مارو' جب تم مارو گے یہ مردہ زندہ ہو جائے گا۔ اور بول کر بتائے گا کہ میرا قاتل فلاں ہے۔ اس کے بعد پھر مر جائے گا۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا انہوں نے گائے ذبح کی

گوشت کا ایک ٹکڑا مردے کو مارا۔ مردے نے زندہ ہو کر بتایا کہ میرا قاتل یہی بے ایمان ہے جو دعوی دار ہے۔ جو مدعی ہے۔ چلو قصہ ختم۔ وہ چلتا بنا۔ یہ تو معجزہ ہے۔ یہ نہیں کہ اس کو برزخ کے بعد دنیا کی زندگی مل گئی ہے۔

یہ نہیں بلکہ آگے کو جائے گا' آگے کو ہی رخ جو ہے وہ آگے کو ہے۔ اس کا رخ پیچھے کو نہیں ہے۔ لیکن جاہلوں نے دیکھ لو کیا دیوبندی' کیا بریلوی سب اس عقیدے میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ اور حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور حالانکہ یہ ایسا جھوٹ ہے ایسا جھوٹ ہے اور حدیث میں آتا ہے بخاری شریف کی حدیث ہے اعلیٰ درجے کی صحیح کہ حضور ﷺ فوت ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر جہاں ان کا رقبہ وغیرہ تھا وہاں گئے ہوئے تھے۔ آئے تو دیکھا حضور ﷺ پر چادر ڈال رکھی ہے اور جان نکل چکی ہے۔ چادر ڈال رکھی ہے۔ چادر ہٹا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کے بعد کہا محمد ﷺ اب آپؐ پر دوسری موت نہیں آئے گی۔ بس جو موت آنا تھی وہ آ چکی۔ اس کے بعد مسجد کا رخ کیا۔ مسجد کی حالت ہی عجیب ہے۔

حضرت عمرؓ' ان کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ کہنے لگے کہ جو یہ کہے گا کہ حضور ﷺ مر گئے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ ابھی آپ ﷺ نے اتنے کام کرنے ہیں۔ اس قدر دشمنوں کی تعداد ہے: یہودی دشمن' عیسائی دشمن' مشرکین دشمن چاروں طرف ابھی تو مسلمانوں نے بہت کام کرنا ہے۔ حضور ﷺ ابھی مرے نہیں' ابھی تو آپؐ کہیں عالم بالا کی سیر کے لئے کہیں گئے ہیں اور واپس آئیں گے' موت نہیں آئی۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ اللہ نے ان کو بڑا مدبر بنایا تھا' انہوں نے سوچا میں جو حضرت عمرؓ سے الجھوں گا۔ کوئی فائدہ نہیں۔ سیدھے ممبر پر چڑھ گئے' ممبر محمدیؐ پر چڑھ گئے۔ اور لوگوں سے کہنے لگے لوگو! سن لو من کان یعبد محمدا فقد مات جس کا معبود

محمدؐ تھا اس کا خدا تو آج مر گیا۔ ومن کان یعبد اللہ اور جو محمدؐ کی نہیں بلکہ اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ فان اللہ حی لا یموت (رواہ البخاری فی کتاب المغازی باب مرض النبیؐ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا) اللہ زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ پھر قرآن مجید کی آیت پڑھی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات اے محمدؐ اگر تو مر جائے تو تیرے دشمن جو تیری موت چاہتے ہیں یہ بچے رہیں گے۔ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (3 : آل عمران : 144) اگر تو طبعی موت مر جائے یا دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔ کیا یہ لوگ دین چھوڑ کر چلیں جائیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خطبہ دیا اور یہ اعلان کیا حضرت عمرؓ کو ایسے جیسے کہ برف پڑ جاتی ہے۔ ٹھنڈے ہو گے۔ دماغ ٹھکانے آگیا۔ لوگ یوں سمجھنے لگے۔ جو حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت سنائی ہے۔ انک میت وانھم میتون (39 : الزمر : 30) کہ اے نبی! تیرے دشمن جو تیری موت چاہتے ہیں ان پر بھی موت آئے اور تجھ پر بھی موت آئے گی۔ موت وہ دروازہ ہے کہ جس سے کوئی بچ سکتا ہی نہیں۔ لوگ سمجھے کہ شاید قرآن مجید کی یہ آیت آج نازل ہوئی ہے۔

اب دیکھو قرآن و حدیث کے فیصلے تاریخ کے فیصلے کیا ہیں۔ اور آجکل کا یہ سنی مسلمان بے چارہ کیسے ڈوبا ہوا ہے۔ حضور ﷺ زندہ ہیں اور جو یہ نہ مانے یہ تو جی نبی کا گستاخ نبی کو تو یہ مانتے ہی نہیں یہ یہ نبی کو نہیں مانتے۔ جہالت سے اس قسم کی باتیں چلتی ہیں۔ میرے بھائیو! دین کو سمجھو۔ جب تک آپ اپنے ذہن کو صاف نہیں کریں گے۔ پہلے اصول کو نہیں سمجھ لیں گے۔ اس وقت تک آپ کی سمجھ میں دین نہیں آئے گا اور اللہ تعالی کے فضل سے جب دین آ جائے پھر کام کرنا بڑا آسان اور میں نے آپ کو بتایا ہی ہے وہ دیکھ لو۔ تیرہ سال آپ ﷺ مکے میں رہے اور صرف دس سال مدینے میں رہے تیرہ سال کی زندگی میں ایک حکم نماز روزہ حج' زکوۃ یہ وہ کوئی بھی حکم نازل نہیں

ہوا' عقیدے کی درستی یہ جو میں ہر جمعے تھوڑی بہت بات اور پھر رگڑا وہی کہ ٹھیک ہو جاؤ۔ لائن سیدھی کرلو۔ تیرہ سال آپؐ نے یہ سبق پڑھایا عقیدہ درست کر دیا۔ اور پھر دس سال کے اندر اندر سارے احکام نماز جماعت تراویح فلاں فلاں پھر زکوۃ کا پھر حج کا پھر فلاں چیز کا' پھر فلاں چیز کا جہاد کے طریقے' مال غنیمت کی تقسیم جتنے احکام شرعی ہیں پورے کے پورے دس سال میں سارے پڑھا دیئے۔ کیوں ؟ جب ذہن صاف ہو جائے۔ پھر مسائل جو ہیں وہ مشکل معلوم نہیں ہوتے ہیں اور اگر ذہن صاف نہ ہو تو یہ نماز میں ہاتھ اٹھانا ہی نہیں سیکھیں گے۔ یہ رفع الیدین ہی سیدھا نہیں کرتے۔ دیکھ لیں پاؤں ہی سیدھے نہیں آپ کبھی حنفی کو کھڑا ہوا دیکھیں نماز میں حنفی "یوں" آگے سے پاؤں یوں کھلے ہوئے پیچھے سے ایڑیاں یوں قریب قریب (Stand easy) اور یہ بالکل غیر شرعی طریقہ ہے۔ شرعی طریقہ کیا ہے؟ بالکل پاؤں متوازی (Parallel) ہوں ایڑھیوں کے درمیان کا اور پنجے کے درمیان کا فاصلہ بالکل برابر ہو' ایڑھیاں باہر کو نکلی ہوئی ہوں تاکہ دوسرا اپنا قدم ملائے تو قدم سے قدم ملے۔ یہ کھڑے ہونے کا طریقہ ہے اور پھر ہاتھ سینے پر باندھے جہاں مشینری ہے۔ یہ وہاں باندھتے ہیں جہاں پوتا ہے سب کچھ ہی ختم ہاتھ مشینری پر باندھے اور اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو یہ کر بتایا تھا۔ اے موسیٰ تو جا رہا ہے۔ فرعون کے مقابلے میں فرعون بڑا ظالم ہے بچوں تک کو وہ قتل کرتا رہا ہے۔ وہ بہت سخت قسم کا ہے۔ اگر کبھی تو ڈر محسوس کرے تو اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ۔ واضمم یدک الی جناحک (20 : طٰہٰ : 22) اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھنا مشینری یہاں ہے اور حضور ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو یوں کھڑے ہوتے کہ آپؐ کا ہاتھ آپؐ کے سینے پر ہوتا تاکہ دل پہ کچھ بوجھ رہے۔ بعض دفعہ اس قدر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سے واقعات نواب صدیق الحسن نے اور امام شوکانی نے لکھے ہیں۔ بہت سے حافظ ایسے ڈرنے والے گزرے کہ جن کی قرآن پڑھتے

پڑھتے جان نکل گئی اس قدر خدا کی خشیت اور خدا کا خوف دل پر طاری ہوا کہ دل پھٹ گیا۔ تو آپ دیکھ لیں یہاں ہاتھ رہ سکتے ہی نہیں۔ جب تک کہ آدمی متوجہ (Attentive) نہ ہو' عین مستعد نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے جو تھکا ہوا ہو۔ ہاتھ یوں آ جائیں گے اور اگر بالکل بدنیت ہو تو ہاتھ یوں آجائیں گے۔ کیونکہ اس میں (Stand easy) آرام ہے اور یہاں یہ اس میں (Action) ہے اس میں ہاتھوں کو اٹھانا اور ان کو یوں یہ اس پر یہ ہتھیلی اس پر ہو اور یوں ہاتھ ہو۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے۔ ہمیں حکم ہوتا تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں کلائی کے اوپر ہو۔ (رواہ البخاری 'مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلاۃ عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ) اور یوں ہاتھ رکھے تھے اور یہاں دیکھ لو اہل حدیث بھی جب کبھی لاپرواہ ہو گا۔ بے خیال ہو گا نماز میں تو ہاتھ نیچے کھسک جائیں گے اور جب وہ الرٹ (Atentive) ہو گا۔ تو ہاتھ اسی صورت میں رہیں گے۔

دیوبندیوں کی نماز' بریلویوں کی نماز تو بیماروں کی نماز ہے۔ وہ خود ساختہ نماز ہے۔ مولوی کی بنائی ہوئی ہے اور جو نماز محمدؐ نے سکھائی ہے وہ ہر ایک آدمی نہیں پڑھ سکتا وہ تو کوئی دل گردہ والا ہو اور ہمت والا ہو۔ متوجہ (Attentive) ہو' عزم سے ہو۔ تب جاکر وہ نماز ادا کر سکتا ہے۔

میرے بھائیو! میں یہ باتیں اس لیے نہیں کہہ رہا کہ کسی کو گرانا مقصود ہے یا کسی اور کو کچلنا مقصود ہے خدا کی قسم میں اتنے زور سے جو باتیں کہتا ہوں صرف اس لیے کہ آپ سدھر جائیں کیونکہ بات ڈھیلی ڈھیلی کی جائے تو دوسرے پر اثر نہیں پڑتا۔ جب بات زور سے کی جاتی ہے تو دوسرے پر اثر پڑتا ہے اور میں چاہتا ہوں اب وقت قریب ہے کہ جب دنیا سے جائیں تو ایک جماعت اچھی خاصی جماعت ہو۔ جو محمدی طریقے کی نماز پڑھنے والی ہو۔ محمدی عقیدہ رکھنے والی ہو۔ ان میں یہ دنیا کی جھول یہ دنیا کی لچک یہ رواداری ان کو بھی خوش رکھنا ان

کو بھی خوش رکھنا اور یہ بات بھی سن لیں جس آدمی کے بارے میں لوگوں کی رائے یہ ہو کہ جی وہ ہمارے ساتھ ہے اور دوسرے کہیں کہ پر وہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ گرونانک کا پتہ ہے گرونانک کا کیا حال تھا۔ جب گرونانک مرگیا تو نقلی مسلمان کہنے لگے یہ مسلمان تھا جنازہ ہم پڑھیں گے اور ہندو کہنے لگے نہیں یہ ہندو تھا جو کچھ کرنا ہے ہم کریں گے اب جس کو مسلمان کہیں مسلمان ہے کافر کہیں ہمارا ہے وہ کبھی ٹھیک ہو سکتا ہے اور ہمارے ہاں بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں کہ دیوبندیوں میں بھی ٹانگ رکھتے ہیں اور اہل حدیثوں میں بھی ٹانگ رکھتے ہیں تاکہ دیوبندی کہیں ہمارے ساتھ ہے اور اہل حدیث کہیں نہیں نہیں ہمارے ساتھ بھی ہے اور جو دونوں کے ساتھ ہو وہ منافق ہے اور مومن کون ہے۔ جس کے بارے میں دوسری رائے ہوسکتی ہی نہیں۔

اب میں بہاولپور میں آیا۔ یہاں پہلے بھی مولوی تھے۔ اور لوگ بھی بہت تھے۔ اب میرے بارے میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ عبداللہ دیوبندیوں کے ساتھ ہے یا بریلویوں کے ساتھ' نہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل سے مجھے تو یہی کہیں گے جی یہ بہت سخت ہے اور میں یہ سب کچھ اسلیے کرتا ہوں۔ تاکہ کہیں میرا نام کسی اور پارٹی میں نہ آجائے۔ اب جماعت اسلامی والے ہمیں بلاتے ہیں کہ ہمارا اجلاس ہے آپ آ جائیں۔ ہم کہتے ہیں تم اپنی جماعت میں بٹھا کر ہمیں بھی برباد کرنا چاہتے ہو۔ تاکہ خدا کے ہاں یہ لکھا جائے کہ یہ بھی ان کی پارٹی میں جاتا تھا۔ تمہارے پیچھے جا کر نمازیں برباد کریں۔ تمہاری مجلس میں بیٹھ کر یہ کریں۔

ہاں الیکشنوں ویکشنوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑے کافروں کو چھوڑ کر ہم چھوٹوں کو ووٹ دے دیتے ہیں۔ عقل سے کام لے کر کہ کون حق کے زیادہ قریب ہے اس کا ساتھ دے دیتے ہیں ورنہ دل سے سوائے' اس جماعت کے جس جماعت کو محمد ﷺ نے تیار کیا تھا' ہمارا قطعا سرے سے

کوئی تعلق نہیں اس لیے میرے بھائیو! خالص ہو جاؤ اور اللہ سے لگ جاؤ۔ اللہ سے تعلق قائم کرو۔ دو ہی تو ہیں جن سے آپ کو تعلق قائم کرنا ہے۔ ایک اللہ اور دوسرا اس کا رسول ﷺ۔ کہیے تیسرا کوئی ہے؟ کلمہ آپ سے یہی پڑھایا جاتا ہے۔ مرتے وقت اسی کلمے کی قیمت پڑتی ہے۔ لا الٰہ الا اللہ معبود صرف اللہ ہے اور اسکا رسول صرف محمد ﷺ' باقی سب امتی ہیں۔ کوئی اس قابل نہیں ہے جس کی اتباع کی جائے۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین۔

خطبہ نمبر 13

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

طہ ○ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی ○ الا تذکرۃ لمن یخشی ○ تنزیلا ممن خلق الارض و السموات العلی ○ الرحمٰن علی العرش استوی ○ لہ ما فی السموات و ما فی الارض و ما بینھما و ما تحت الثری ○ (20 : طہ : 1-6)

ایمان اور یقین کا فرق تو صرف مشاہدہ کا فرق ہے ورنہ جہاں تک ایمان اور یقین کا تعلق ہے ان دونوں میں بالکل فرق نہیں ہونا چاہیے۔ جیسے آنا یقینی ہے ویسے ہی اللہ کے پاس لوٹ کر جانا یقینی ہے۔ جب انسان اپنے ان دونوں ایمانوں میں فرق کر لیتا ہے تو ایمان جو ہے آدمی کا بالکل کمزور ہو جاتا ہے۔ آج کل مسلمانوں کے ایمان کے کمزور ہونے کی وجہ ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو آخرت یاد نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بس اس دنیا میں آئے۔ جو کچھ ہے اس دنیا میں ہے' یہی ہے۔ اور پھر جو جس ماحول میں ہوتا ہے اس کے مطابق اس کا کچھ نہ کچھ ذہن بن جاتا ہے۔ اس کے تحت وہ اپنے مسلمات اور اپنے اعمال بنا لیتا ہے۔

اصل میں مسلمان وہ ہوتا ہے جو محنت کر کے اپنے اسلام کو حاصل کرتا

ہے' جو کماتا ہے۔ جس نے اسلام کو ایک موروثی سمجھ لیا' یہ کہ مجھے ورثے میں مل گیا ہے' جس میں پلا ہوں' جس ماحول میں میری پرورش ہوئی ہے بس وہی ٹھیک ہے۔ اس آدمی میں جان نہیں ہوتی وہ بے کار سا ہوتا ہے

صحیح معنوں میں مخلص وہی ہوتا ہے جو اس کو سمجھتا ہے اور اسلام کو خود اپنی محنت سے کما کر حاصل کرتا ہے۔ صحابہؓ کے ایمان کے بہتر ہونے کی وجوہات بہت سی ہیں' اس میں ایک یہ بہت بڑی وجہ ہے' بہت بڑا سبب یہ ہے کہ وہ کفر سے اسلام میں آئے' انہوں نے اسلام کو خود حاصل کیا اس لئے ان میں بڑی جان تھی' بڑی ہمت تھی' ان کے ایمان میں بڑی طاقت تھی۔ اور ہم لوگ خاندانی مسلمان ہیں' جدی پشتی مسلمان ہیں۔ یہ اسلام ہمیں ورثے میں ملا ہے۔ اور جو جس ماحول میں پلا ہے' بڑھا ہے' بڑا ہوا ہے' اس کی پرورش ہوئی ہے' بس غیر شعوری طور پر وہ اس پر ایمان رکھتا ہے۔ ورنہ جو کسب اور محنت کا تعلق ہے اس سے وہ بہت حد تک بالکل پیچھے ہے اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ جان نہیں' بالکل کمزوری ہی کمزوری ہے۔

اسلام کو سمجھنے کے لئے انسان کو بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا میں اول تو کوئی چیز بھی بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ دیکھ لو علم' علم کیا بغیر محنت کے آ جاتا ہے؟ جو لوگ نہیں پڑھتے آخر دس سال' پندرہ سال' جو لوگ خرچ نہیں کرتے ان کو علم کہاں حاصل ہوتا ہے۔ دینی علم ہو یا دنیاوی علم ہو' نہ وہ لکھنا جانیں گے نہ وہ پڑھنا جانیں گے۔ نہ وہ دنیاوی علوم سے کچھ واقفیت رکھیں گے۔ نہ دینی علوم پر ان کو دسترس ہوگی۔ کچھ واقفیت ہوگی؟ کچھ حصہ ہو گا؟ بالکل کورے کے کورے۔

اسی طرح دنیا میں کوئی ہنر ہے' کوئی ہنر لے لیں۔ وہ بھی محنت سے آتا ہے۔ باپ کے ساتھ کام کرے' کسی استاد کے ساتھ کام کرے کچھ عرصہ لگائے تب جاکر وہ چیز اور کمال اس کو حاصل ہوتا ہے۔ اس بات کی طرف ہمیں توجہ

دینا چاہیے۔ اسلام پر ہمیں محنت کرنی چاہیے اور یہ جو اسلام رسمی سا ہوتا ہے' غیر شعوری سا اسلام جو ہوتا ہے' اپنے ماحول کا جو اسلام ہوتا ہے یہ کوئی خاص فائدہ نہیں دیتا' اس میں جان نہیں ہوتی' اس کے نتائج جو ہیں بالکل کچھ نہیں نکلتے۔

اب ہم لوگ ہندوستان میں پیدا ہوئے' ہندوستان میں ہی ہم نے جدی پشتی اسلام کو حاصل کیا۔ نتیجہ کیا ہے ؟ یہ کہ ہمارے عقائد بہت حد تک غلط ہیں' اللہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ صحیح نہیں' نبی ﷺ کے بارے میں ہمارا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد جہاں تک اعمال کا تعلق ہے اس میں بھی ہم بہت سست ہیں۔ کس قدر غلط چیزیں ہمارے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ جن کے بارے میں اگر کبھی ہم غور کریں تو ہم خود ہی حیران ہوں گے۔ ہم کیا ہیں جو ہم نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے' جو ہم نے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ جو کچھ بھی آپ کو نظر آ رہا ہے' گڑبڑ کا سلسلہ' یہ جو خرابی ہے یہ سب نہ سوچنے کی وجہ سے ہے' توجہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوتی ہے ہم جو ہندوستان کے مسلمان ہیں' اہل حدیثوں کو لے لیں جن کو ہم بڑا معیاری کہتے ہیں کہ اہل حدیث کا عقیدہ بڑا اچھا ہوتا ہے اور اہل حدیث کو بڑی معلومات حاصل ہوتی ہیں' عرب ہمیں دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ ان کا ایمان کیسا ہے۔ اللہ کے بارے میں یہ کیا تصور رکھتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہماری نمازوں کو دیکھ کر' ہماری زندگی کے اور دھندوں کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسا اسلام ہے ان کا اور یہ بڑے پرانے مسلمان ہیں۔ اپنے آپ کو بہت اونچا مسلمان کہتے ہیں۔ حالانکہ اس میں تصنع بناوٹ اور اس کے اندر خرابی اس قدر زیادہ ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں۔

میں نے تو آپ سے بار بار یہ عرض کیا ہے بات توجہ سے سننے کی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائیں تو ہمیں کیا چیز سیکھنی

چاہیئے۔ بالکل بنیادی طور پر اللہ کے بارے میں کہ اللہ پر ایمان کیسا ہونا چاہیئے۔ پھر محمد ﷺ پر ایمان کیسا ہونا چاہیے' یہ ایمانیات کا جو Chapter ہے اس کو خوب سمجھ کر اس کو اچھی طرح پڑھنا چاہیے' اس کو سمجھنا چاہیئے۔ پھر اس کے بعد اعمال' اعمال کو عین سنت کے مطابق ڈھالنا چاہیے اور بالکل اپنے ماحول سے متاثر نہ ہوں' بڑے بڑے عالم اپنے ماحول سے اتنے متاثر ہوتے ہیں' اتنے متاثر ہوتے ہیں کہ ان کا ذہن دوسری طرف جاتا ہی نہیں کیونکہ خود محنت نہیں کی ہوتی وہ اپنے استادوں کو دیکھتے ہیں کہ دیکھو ہمارا فلاں استاد اتنا بڑا تھا ہمارا فلاں استاد اتنا بڑا تھا وہ بھی اسی خیال کا تھا' فلاں اس خیال کا تھا' فلاں اس خیال کا تھا۔

اب یہ تصوف ہے شاید ہی ہندوستان میں کوئی عالم ایسا ہو کیا اہل حدیث' کیا دیوبندی اور کیا بریلوی جن عالموں کو مولویوں کو اس تصوف کی صوفی پن کی چاشنی نہ ہو۔ جتنے بھی ادھر سے پڑھ کر آتے ہیں ان پر تھوڑا سا رنگ اس کا ضرور چڑھا ہوتا ہے۔ حالانکہ تصوف اس قدر خطرناک چیز ہے اس قدر خطرناک چیز ہے جتنا نقصان اسلام کو ان صوفیوں نے پہنچایا ہے' اس تصوف کے چکر میں جتنے مسلمان تباہ ہوئے ہیں' جتنا اسلام Polluted ہوا ہے اسلام کے اندر پلیدی شامل ہوئی ہے اتنا کسی بھی اور چیز نے اسلام کو برباد نہیں کیا۔ اب آپ دیکھ لیں۔ ہمارا اہل حدیثوں کا سلسلہ میاں نذیر حسین صاحب اور پھر دوسرے ان کے شاگرد وغیرہ جو ہیں سب تصوف کے قائل' کوئی وحدت الوجود کا شکار ہے کوئی وحدت الشہود کا شکار ہے کوئی اور صوفیوں کے سلسلے کا کوئی نقشبندی کے چکروں میں کھویا ہوا ہے۔ کوئی چشتی چکر میں پھنسا ہوا ہے کوئی کسی چکر میں' کوئی کسی چکر میں۔ اب یہ شاہ ولی اللہ صاحب' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے حدیث کی بڑی خدمت کی' انہوں نے قرآن کی بڑی خدمت کی ۔ لیکن سارے وحدت الوجود کا شکار ہیں۔

اب وحدت الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے آپ سب کچھ نہ کچھ سکول کی تعلیم رکھتے ہیں۔ یہ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے اور ہمہ اوست کا عقیدہ یہ وحدت الوجود کا عقیدہ۔ ہمارا ہر شاعر جو ہے وہ اس کا شکار ہے اور جتنے سکولوں سے پڑھ کر آتے ہیں اور جتنے یہ مولویوں کے چکروں سے نکلتے ہیں سب کے سب اس کے کسی نہ کسی حد تک شکار ہوتے ہیں۔ اور یہ خالصتاً کفر ہے۔ ایسا گندہ عقیدہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

جن عالموں نے تھوڑا سا سوچا ہے ان کو یہ ہمہ اوست کا عقیدہ بالکل کفر نظر آیا۔ انہوں نے اس میں تھوڑی سی ترمیم کی کہ یہ تو بہت بڑے بڑے بزرگوں کا عقیدہ تھا۔ انہوں نے اس کو وحدت الشہود میں تبدیل کر دیا کہ ہمہ اوست نہیں "ہمہ از اوست" اب اس غلط عقیدے کا انکار نہیں کرتے کیونکہ بزرگوں کی بات ہے اس کو ڈھالتے ہیں اس کو ہلکا (Dilute) کرتے ہیں' نرم کرتے' پتلا کرتے ہیں تاکہ اس کی شدت' اور اس کی حدت' اس کی تیزی جو ہے وہ ختم ہو جائے۔ حالانکہ سارا کفر ہی کفر ہے۔

اب شاہ اسماعیل" جن کو بریلوی حضرات تو ویسے ہی گالیاں دیتے ہیں کہ دیکھو جی! اس کی کتاب "تقویۃ الایمان" دیکھو! وہ کیسا گندہ تھا' کیسا گستاخ تھا' کیسا بے ادب تھا اور اس میں شک نہیں کہ اس میں توحید کا بڑا بیان کیا ہے' تقویۃ الایمان توحید کے بارے میں بڑی معیاری کتاب ہے لیکن اپنے اس ماحول میں جس ماحول میں وہ پلے' جس ماحول میں وہ پڑھے۔ چونکہ تصوف کا چکر تھا۔ چنانچہ صراط مستقیم میں انہوں نے وہ وہ گپیں ماری ہیں کہ اللہ میرا معاف کرے! پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ یااللہ! یہ شاہ اسماعیل" کی باتیں ہیں؟ ایسا آدمی بھی کبھی مسلمان ہو سکتا ہے؟ تو یہ سارے کا سارا چکر تصوف کا ہے۔

اب آپ اندازہ کرلیں ہم نے دیکھا ہے کہ اہل حدیثوں سے بات ہو اہل حدیث عالموں کو آپ کبھی ٹوہ کر دیکھیں آپ حیران ہوں گے اللہ کے بارے

میں عقیدہ صحیح نہیں ہے اور آپ عرب چلیں جائیں جہاں یہ تصنع نہیں جہاں یہ بناوٹ نہیں' وہاں سب سے پہلے عقائد کی تعلیم ہوتی ہے عقائد کے متعلق بتایا جاتا ہے۔ کہ اللہ کے متعلق عقیدہ کیا ہے۔ مولانا مودودی" ان کی عرب میں بڑی قدر تھی اور وہاں بڑی عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھا جاتا تھا۔ اب جوں جوں بات کھلتی جاتی ہے کہ اپنی تفسیر میں وہ اللہ کو عرش پر نہیں مانتے' مولانا اپنی تفسیر میں یہ نہیں مانتے کہ اللہ کی ذات عرش پر ہے جوں جوں ان کا پتہ چلتا جاتا ہے وہ کہتے ہیں ہاں ہاں هذا ضال مضل یہ تو اسلام سے ہی خارج ہے اور یہ عقیدہ اتنا عام ہے اتنا عام ہے جس کی کوئی حد نہیں۔

دیکھیں ! قرآن مجید میں والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ کہ سب انسان جو دنیا میں ہیں خسارے میں ہیں الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات مگر جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کئے' پہلے ایمان لے آئے اور اس کے بعد نیک عمل کئے پھر تواصوا بالحق ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی۔ حق کا وعظ کیا' حق سکھایا۔ حق سیکھا حق کی تبلیغ کی! اور وتواصوا بالصبر (العصر : 103) جو اس کے راستے میں تکلیفیں آئیں ان پر صبر کیا چار کام پہلے ایمان ' پھر عمل صالح' پھر حق کی تبلیغ اور پھر اس تبلیغ پر صبر' جنہوں نے یہ چار کام کئے وہ تو خسارے سے بچ جائیں گے ورنہ سب خسارے میں ہیں۔

اب پہلی بنیادی چیز ایمان ہے۔ اب ایمان میں سب سے پہلے کون آتا ہے۔ اللہ۔ دیکھو ناں ! ایمانیات کا Chapter لیں' آپ کو سب سے پہلے ایمان کس پر لانا چاہیے۔ آمنت باللہ میں اللہ پر ایمان لایا' اللہ پہلے ہے' سب سے پہلے ایمان لانے کے سلسلے میں اللہ کا نام آتا ہے۔ اب اللہ پر ایمان کیا؟ کیسا ایمان لانا چاہیے؟ سیدھی سی بات ہے جیسا قرآن اور حدیث میں کہہ دیا ہے اس میں توڑ مروڑ کرنا' اس میں تحریف کرنا' اس میں تاویل کرنا' اس سے اپنے اپنے مطلب نکالنا' یہ گمراہی ہے سراسر گمراہی ہے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ اللہ کے

بارے میں کیا بتاتے تھے؟ یہ قرآن اللہ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ قرآن مجید اللہ کے بارے میں صاف اور واضح لفظوں میں کہتا ہے کہ اللہ عرش پر ہے' پورا قرآن پڑھ جائیں کوئی ترجمے والا قرآن اٹھا لیں' اس کی Reading کرتے جائیں' خدا اپنی شان بیان کرتا ہے طه ○ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی ○ الا تذکرة لمن یخشی ○ تنزیل ممن خلق الارض و السماوات العلی ○ یہ قرآن کس نے اتارا ہے؟ تنزیل ممن خلق الارض یہ اس اللہ نے قرآن اتارا ہے جس نے زمین کو پیدا کیا اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا' اور خود کہاں ہے؟ الرحمن علی العرش استوی اللہ عرش پر ہے' اور ایک جگہ نہیں ' دو جگہ نہیں' بہت جگہ قرآن مجید کے اندر یہ آیت موجود ہے کہ اللہ عرش پر ہے۔ لیکن آپ یہ بات کر کے دیکھیں سب مولوی ایک سرے سے لے کر الا ما شاء اللہ جس کو اللہ نے یہ سمجھ دی ہو شاید وہ سمجھا ہوا ہو ورنہ سب کے سب "نہ جی! کچھ نہیں کہہ سکتے اللہ کے بارے میں" اگر خدا کو ہم نے عرش پر مانا تو وہ پھر محدود ہو گیا۔ دیکھو! چکر کیا ہے؟ اگر خدا کو ہم نے عرش پر مانا وہ تو محدود ہو گیا۔ وہ تو عرش پر ہو گا۔ یہاں نہیں ہو گا' وہاں نہیں ہو گا۔ وہ تو پھر محدود ہو گیا اور جو محدود ہو وہ جسم ہوتا ہے طول' عرض' جس کی حدود ہوں۔ یہ لمبائی یہ چوڑائی' یہ سائیڈ' یہ سائیڈ یہ سائیڈ' وہ تو محدود ہو گیا اور جو محدود ہو گیا وہ جسم ہو گا اور جو جسم ہو گا وہ حادث ہو گا۔ اور حادث ہو گا تو وہ مخلوق ہو گا' وہ اللہ ہو نہیں سکتا' لہٰذا خدا کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے' اور ادھر قرآن بار بار یہ بات کہتا ہے' بار بار یہ بات کہتا ہے کہ اللہ عرش پر ہے اور بلکہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہؓ اور صحابہ کے دور میں یہ عقیدہ اتنا راسخ اور پختہ عقیدہ تھا۔

حدیث میں آتا ہے' بہت صحیح حدیث ہے ایک آدمی نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مار دیا تو اسے پھر کچھ خیال ہوا کیونکہ بہت نیک لوگ تھے خدا خوفی والے' آ کر

اللہ کے رسول ﷺ سے بات کی' اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: تو نے تو بڑی جاہلیت کا کام کیا۔ لڑکی کو تو نے تھپڑ مار دیا' اگرچہ تیری لونڈی تھی تو نے اس کے تھپڑ مار دیا تو کہنے لگا یارسول اللہ میں اپنی لونڈی کو لاتا ہوں' آپ ﷺ کے پاس لے آیا کہ مجھے ایک غلام آزاد کرنا ہے اور شرط یہ ہوتی ہے کہ غلام وہ آزاد کیا جاتا ہے جو مسلمان ہو۔

مثلاً غلام کب آزاد کیا جاتا ہے؟ قسم کھائی کہ میں ایسا نہیں کروں گا لیکن اس نے دیکھا کہ یہ میری قسم ٹھیک نہیں' مجھے وہ کام کرنا چاہیے مثلاً کہہ دیا کہ میں تجھ سے کلام نہیں کروں گا۔ پھر اب وہ اپنی قسم توڑنا چاہتا ہے۔ قسم توڑ دے اور غلام آزاد کردے' جو بڑی چیز ہے' اگر غلام نہ ہو تو پھر بعد کی بات ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے رکھ لے۔ لیکن پہلا نمبر جو موجود ہے وہ غلام کو آزاد کرنا ہے اور اسی طرح سے آدمی کوئی اور گناہ کر بیٹھے اس میں بھی یہ سزا ہوتی ہے یعنی غلام کا آزاد کرنا اور شرط یہ ہے کہ غلام وہ آزاد کیا جائے گا جو مسلمان ہو' کسی کفارہ میں' کافر غلام کو آزاد نہیں کیا جاتا تو اللہ کے رسول کے پاس اپنی لونڈی کو لے آیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اسے آزاد کرنا چاہتا ہوں' آپ ﷺ اس کا ٹسٹ لیں' اس کو چیک کریں کہ آیا یہ مسلمان ہے؟ تو اللہ کے رسولؐ نے اس سے پوچھا " این اللہ " اللہ کہاں ہے؟ اللہ کے رسولؐ نے اس سے پہلا سوال یہ کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ اب آپ اندازہ کرلیں اپنے ایمان کا اور اپنے مولویوں کے ایمان کا اندازہ کرلیں۔ وہ کہتی ہے فاشارت الی السماء اس نے ہاتھ اوپر کیا' اوپر کو دیکھا' کہنے لگی اللہ اوپر ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا: " من انا" میں کون ہوں؟ کہنے لگی: " انت رسول اللہ " آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جا اسے آزاد کردے یہ مسلمان ہے۔

(رواہ مالک' مشکوۃ: کتاب النکاح' باب فی وجوب کوت الوقیۃ عن معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ)

اب اندازہ کیا آپ نے کہ یہ کتنی عام بات ہے۔ اور ہمیں یاد ہے ہم جس ماحول میں پلے ہیں اللہ کا شکر ہے ہم اپنے بچوں کو' اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اللہ اللہ سکھاتے ہیں' چھوٹا سا بچہ ہو' سال کا ڈیڑھ سال کا دو سال کا' پہلے دن سے اس کا ذہن میں یہ بات بٹھائی جائے کہ اللہ کہاں اور وہ اوپر کو ہاتھ کھڑا کرے کہ اللہ اوپر ہے اور قرآن مجید میں جا بجا جا بجا ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض اے دنیا کے لوگو! تمہیں ڈر نہیں لگتا اس ذات سے جو اوپر ہے وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا(67 : الملک : 16-17) کیا تمہیں اس ذات سے ڈر نہیں لگتا جو اوپر ہے کہ اوپر سے تم پر پتھر برسا دے۔

قرآن مجید میں یہ عام' عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات اوپر ہے اور اوپر کہاں ہے' سب سے اوپر عرش ہے' ویسے یہ زمین ہے' پھر آسمان پہلا سبع سماوات طباقا(71 : نوح : 15) سات آسمان' ایک کے اوپر دوسرا' دوسرے کے اوپر تیسرا' تیسرے کے اوپر چوتھا۔ پھر پانچواں' چھٹا' ساتواں پھر اس کے بعد خدا کا عرش جو تمام کائنات کو' تمام موجودات کو محیط ہے سب کچھ عرش کے نیچے ہے اور اللہ کی ذات عرش کے اوپر ہے۔ ساری مخلوق خدا کے نیچے اور خدا کی ذات جو ہے وہ سب سے اوپر ہے۔

لیکن ہمارا عقیدہ کیا ہے' جاہلوں کا کہ جی! اللہ تو ہر جگہ ہے' اللہ تو اندر بھی ہے' شہ رگ سے زیادہ قریب ہے' وہ تو اندر بھی ہے وہ تو خون میں بھی ہے' وہ تو ٹٹی میں بھی ہے' وہ پیشاب میں بھی ہے' وہ تو ادھر بھی ہے' وہ تو ادھر بھی ہے۔ یعنی اس قدر گند' اس قدر گند اور پھر قرآن۔

اللہ اکبر! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں کا ذکر کیا کہ اللہ کے ہاتھ ہیں' اب مولوی عام طور پر کیا کرتے ہیں۔ کہ ہاتھوں سے مراد قدرت ہے۔ اب شیطان کو اللہ نے جب راندہ درگاہ کیا' شیطان کو پھٹکارا' حکم ہوا کہ

آدمؑ کو سجدہ کرو' شیطان نے سجدہ نہیں کیا' تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا شیطان سے کہا ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی (38 : صٓ: 75) تجھ کو کس نے منع کیا' اے شیطان ! تجھ کو کس نے روکا لن تسجد یہ کہ تو سجدہ کرے لما خلقت بیدی اس کو جس کو پیدا کیا میں نے اپنے دو ہاتھوں سے' یہ قرآن کے لفظ ہیں اب مولوی لوگ کیا کریں گے کیا ترجمے والے کیا تفسیروں والے کیا سب کے سب۔ اجی ! دو ہاتھوں سے مراد تو قدرت ہے۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ اللہ کے ہاتھ ہیں تو پھر اس کا جسم ہو جائے گا۔ اگر جسم ہو گا تو پھر سارا کام خراب ہو جائے گا۔ اب آپ اندازہ کریں یعنی اللہ جب ہاتھ کا لفظ اپنے لئے استعمال کرتا ہے دیکھو ناں۔ کتنا سلامتی کا عقیدہ ہے صحابہ رضی اللہ عنھم کا کیا عقیدہ تھا کہ اللہ جو کچھ اپنے بارے میں کہہ دے' کہہ دے۔ بس !

نہ اس میں اللہ کی توہین ہے نہ اس میں اللہ کی بے عزتی ہے نہ اللہ کی شان میں کمی آتی ہے' اگر تو اللہ کے ہاتھ ماننے میں شان میں کوئی کمی کرنے والی بات ہوتی تو اللہ خود یہ الفاظ اپنے لئے استعمال نہ کرتا۔ یاد رکھیئے گا اللہ نے اپنے لئے ہاتھوں کا ذکر کیا ہے اللہ نے اپنے لئے آنکھوں کا ذکر کیا ہے' اللہ نے اپنے لئے ٹخنے کا ذکر کیا ہے۔ اللہ نے اپنے لئے پنڈلی کا ذکر کیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں اللہ کے قدم کا ذکر ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب التفسیر' سورہ قٓ' باب قولہ "و تقول ھل من مزید" عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

اب سلامتی کا عقیدہ کیا ہے؟ صحیح اسلامی عقیدہ کیا ہے کہ جو جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے قرآن اور حدیث میں فرما دیا۔ اس پر ایمان لاؤ۔ تاویل نہ کرو۔ کہ جی ! ہاتھ سے یہ مراد ہے' قدم سے یہ مراد ہے فلاں چیز سے یہ مراد نہیں' بالکل نہیں' جو اللہ نے کہہ دیا وہ ہمارا ایمان ہے' اللہ کے ہاتھ کیسے لیس کمثلہ شیء (42 : الشوری: 11) اس کی مثال کوئی نہیں۔ اس لئے امام مالکؒ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ جو کہتا ہے کہ میں عرش پر ہوں الرحمٰن علی

العرش استوی عرش پر کیسے ہے ؟ کھڑا ہے بیٹھا ہے' ٹچ (Touch) کر رہا ہے جیسے میں کرسی پر بیٹھ گیا یا میں دری پر بیٹھ گیا' اللہ عرش پر کیسے ؟ دیکھیں امام مالک نے کیا کہا "الاستواء معلوم" کہ استواء کے معانی تو ہم جانتے ہیں کہ کسی چیز کے اوپر ہونا " و الکیف مجہول" کہ اللہ اوپر کیسے ہے ' کھڑا ہے' بیٹھا ہے' لیٹا ہے' ریسٹ کر رہا ہے کہ نہیں بلکہ کیفیت "مجہول " ہے۔ چونکہ اللہ نے بیان نہیں کیا اس لئے ہم کچھ نہیں کہتے۔ والسوال عنه بدعة یہ کریدا کریدی کرنا کہ اللہ عرش پر کیسے ہے' اللہ کے ہاتھ کیسے ہیں' اللہ کی آنکھیں کیسی ہیں' یہ تو بدعتیوں کا کام ہے' یہ گندے لوگوں کا کام ہے' جن کا عقیدہ وہ عقیدہ ہے جو محمد ﷺ نے سکھایا ہے' اللہ کے بارے میں وہ کبھی ایسی باتیں نہیں کرتے۔ (اردو شرح عقیدہ طحاویہ ص : 168)

اب دیکھئے! اللہ سنتا ہے کہ نہیں' کیسے ! کوئی شبہ ہے کسی کو۔ قرآن مجید میں جا بجا و هو السميع العليم وہ سب سننے والا ' جاننے والا ہے ۔ السمیع ہے سننے والا ہے اب دیکھئے ! اگر اللہ سننے والا ہے تو اس کے کان ہوں گے کہ نہیں اب چونکہ اللہ نے اپنے لئے کانوں کا ذکر نہیں کیا اللہ کے رسول نے اللہ کے لئے کانوں کا ذکر نہیں کیا ہم بالکل نہیں کہتے کہ اللہ کے کان ہیں کہ نہیں ہیں۔ نہ ہیں کہیں گے نہ نہیں کہیں گے چونکہ اللہ نے ذکر نہیں کیا' قصہ ختم ہے اور اللہ کے بارے میں Guess نہیں کرنا اللہ کے بارے میں اپنی طرف سے نتیجہ نہیں نکالنا' کہ جب سنتا ہے تو کان ضرور ہوں گے۔ یہ نہیں کہنا اچھا جب کان ہوں گے تو جسم ہوگا۔ یہ بھی نہیں کہنا جو اللہ نے کہہ دیا' اللہ نے کہا میرے ہاتھ ہیں' جس نے آدمؑ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اب دیکھئے ! آپ کبھی قرآن مجید اٹھا کر دیکھیں!

سورۃ ص جہاں لکھا ہے کہ میں نے آدم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔ اے شیطان! تو اس کو سجدہ کیوں نہیں کرتا۔ اب وہاں مولوی ترجمہ کیا

کریں گے ؟ اس کی تشریح کیا کریں گے؟ وہ کہیں گے جس کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہاتھ نہیں مانیں گے کہیں گے قدرت سے پیدا کیا۔ اچھا اب شیطان اللہ سے کہہ سکتا تھا کہ یااللہ یہ کیا فضیلت کی بات ہے۔ تو نے مجھے قدرت سے پیدا نہیں کیا۔ دیکھو ناں اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے اپنی قدرت سے پیدا کی ہے آسمان پیدا کیا اللہ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا' انسان کو پیدا کیا اپنی قدرت سے پیدا کیا' جنوں کو پیدا کیا اپنی قدرت سے پیدا کیا' فرشتوں کو پیدا کیا اپنی قدرت سے پیدا کیا' یہ کوئی فضیلت کی بات ہے اس سے آدمؑ کو شیطان پر superiority کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟ اگر اللہ کی مراد یہ ہوتی کہ تو اس کو سجدہ کیوں نہیں کرتا۔ جس کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا' تو شیطان فورا کہہ دیتا کہ یااللہ! تو نے مجھے قدرت سے پیدا نہیں کیا' تو نے مجھے قدرت سے پیدا کیا ہے ' میں اس کو سجدہ کیوں کروں ؟ نہیں اللہ نے کہا ہے کہ تو اس کو سجدہ کیوں نہیں کرتا' جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے۔

اب اپنے ہاتھ سے باقی چیزوں کو اللہ نے پیدا نہیں کیا۔ فرشتوں کو حکم دیا' زمین بنائی ' آسمان بنائے' فلاں چیز بنائی فلاں چیز بنائی فرشتوں کو حکم دیا۔ فرشتوں سے بنوایا۔ " کن " کہہ کر پیدا کیا۔ لیکن آدمؑ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور یہ عقیدہ اور یہ بات قرآن کہتا ہے۔ لیکن دیکھ لو تاویل کرنے والوں نے توڑ مروڑ کرنے والوں نے اس قدر توڑ مروڑ کی کہ اللہ کے بارے میں تصور کیا ہے عام طور پر ذہن میں کہ جی اگر ہم یہ مان لیں کہ اللہ عرش پر ہے پھر تو محدود ہوگیا وہ تو کوئی جسم ہوگا' وہ تو وہاں کھڑا ہوگا' وہ تو وہاں بیٹھا ہوگا۔ وہ تو پھر ہمارے جیسا ہوگا۔ اللہ کے بارے میں عام لوگوں کا عقیدہ کیا ہے ؟ وہ تو جی لا مکان ہے۔ کیا؟ لا مکان۔ لا مکان ناں ناں توبہ توبہ عرش پر نہیں اگر عرش پر کہیں گے تو پھر یہاں نہیں ہوگا۔ وہ تو پھر محدود ہوگیا۔ خاص جگہ پر ہوگا۔ نہیں لا مکان ہے۔ لا مکان کے معنی اس کے لیے کوئی خاص جگہ مخصوص نہیں۔ یا ہر

جگہ ہے کہ کوئی جگہ اس سے خالی نہیں۔ وہ لطیفہ بنایا ہوا ہے ناں' لوگوں نے جاہلوں نے جاکر کسی سے پوچھااللہ کہاں ہے تو وہ صوفی کہنے لگا تو بتا کہاں نہیں ہے۔ واہ واہ دیکھو جی صوفی صاحب کا جواب یہ لطیفہ آپ نے سنا ہوگا ناں کہ کسی نے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے۔ تو صوفی صاحب کہنے لگے کہ تو وہ جگہ بتا جہاں نہیں ہے' کیا مطلب اللہ تو ہر جگہ ہے اور اس کی مثال لالٹین کو دیکھ لو۔ لالٹین بلب کہ جی اللہ کا منہ کدھر کو ہوتا ہے' اب بلب کا منہ کدھر کو ہوتا ہے۔ لالٹین کا منہ کدھر کو ہے۔ چاروں طرف' چاروں طرف کو ہے۔ حالانکہ اللہ کے لئے منہ کا تصور ہی نہیں۔ یوم تشقق السماء بالغمام و نزل الملائكة تنزيلا (25 : الفرقان : 25) فرشتے اتریں گے' چاروں طرف فرشتے ہوں گے'اللہ کی ذات فرشتوں کے درمیان ہوگی۔ اور اللہ آئے گا' اللہ جی کیسے آئیں گے؟ مثلا میں آؤں یہاں سے وہاں جاؤں۔ یہ جگہ خالی ہوگی ناں۔ کیا اللہ بھی ایسے آتا جاتا ہے One Foot up One Foot Down ایک پاؤں آگے ایک پاؤں پیچھے چلا جا رہا ہے۔ کیا خدا ایسے آتا ہے' امام ابن تیمیہؒ اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں' وہ کہتے ہیں اگر تجھ سے کوئی یہ پوچھے کہ خدا آتا ہے تو کہہ قرآن پڑھ کر کہ خدا خود کہتا ہے کہ "میں آؤں گا" اگر وہ تم سے پوچھے کیسے تو تو اس سے پوچھ کہ تو بتا کہ خدا ہے کیسا؟ میں بتاتا ہوں کہ وہ آتا کیسے ہے' جب تجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ خدا ہے کیسا' میں کیسے بتادوں کہ وہ کیسے آتا ہے' جیسے اس کی شان کے لائق ہے' تاویل (تفسیر) نہیں کرنا کہ خدا آدمیوں کی طرح سے چلتا ہے بالکل کچھ نہیں کہنا' جب قرآن کہتا ہے کہ وجاء ربک تیرا رب آئے گا و الملک صفا صفا (89 : الفجر: 22) اور فرشتے آئیں گے قطاریں باندھے ہوئے۔ کہہ بس اللہ آئے گا' کیسے آئے گا؟ جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ اب یہ بنیادی چیزیں ہیں ایمانیات کی جن کو تسلیم کرنا لازمی ہے۔

اچھا اب ہمارے دوست جو پڑھے لکھے ہیں وہ کہیں گے ان چکروں میں

پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لہٰذا بے خبر رہو' بے خبر ہیں' اس طرف سے بالکل ہی کورے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ جب جاہلوں کی باتیں سنتے ہیں اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دیکھ لو! ہمارے جتنے صوفی' ہمارے جتنے شاعر سب کا وہی عقیدہ جو جاہلوں کا عقیدہ ہے' جو مشرکوں کا عقیدہ ہے' جو صوفیوں کا عقیدہ ہے سب کا وہی عقیدہ۔ اگر پہلے سے معلوم ہو کہ اللہ کے بارے میں ایمان کیا ہونا چاہیے' عقیدہ کیا ہونا چاہیے؟ تو آدمی کبھی کسی دھوکے میں نہیں آتا۔

اب دیکھو ناں! یہ مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ کا دیدار ہو گا۔ اللہ کا دیدار ہو گا۔ میرے خیال میں آپ کو بھی یہ معلوم ہو گا کہ اللہ کا دیدار ہو گا۔ دیوبندی بھی جانتے ہیں' بریلوی بھی جانتے ہیں' لیکن دیوبندی اور بریلوی اسی چکر کا شکار ہیں وہ صوفیوں والا "لامکان" اب سوچیئے! جو "لامکان" ہو اس کا دیدار ہو سکتا ہے؟ جو ہر جگہ ہو اس کا دیدار ہو سکتا ہے۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کو پتہ ہے مشہور ہے کہ کسی کا جہاز کنارے لگ گیا۔ انہوں نے وہاں اپنا کوئی لنگر ڈال دیا۔ نیچے اتر کر وہ سمجھے کہ کوئی جزیرہ ہے' اپنا کھانا پکانا انہوں نے آگ جلائی کھانا پکانا شروع کر دیا۔ تھی وہ مچھلی' اتنی بڑی مچھلی' اتنی بڑی مچھلی کہ نہ ان کو اس کے سر کا پتہ' نہ اس کے پچھلے حصہ کا پتہ نہ اس کے اگلے حصے کا' وہ کوئی جزیرہ سمجھے' وہ سمجھے کہ سب کچھ یہ ہی ہے' ہر جگہ والی بات' جب آگ اس کو پہنچی اس نے حرکت کی اب لگے دوڑنے' یہ کیا ہوا' یہ کیا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہ تو مچھلی ہے پانی میں چلی گئی' جو ہر جگہ ہو' آپ اس کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ہر جگہ ہونے کا معنی ہے کہ آپ اس کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔ حالانکہ اللہ کا دیدار جنت کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ بعض نیک آدمیوں کو خدا کا دیدار دن میں کئی کئی مرتبہ ہو گا' بعض کو ہفتہ میں ایک دفعہ ہو گا' کسی کو بہت زیادہ ہو گا۔ کسی کو کم ہو گا' اپنے اپنے اعمال کے حساب سے اللہ کا دیدار ہو گا اور پھر قرآن مجید میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کے جنت میں آئے گا اور

سلام کہے گا اور سورۃ "یس" قرآن مجید میں ہے کہ سلام قولا من رب الرحیم (36 : یس: 58) رب رحیم کی طرف سے سلام کہا جائے گا' خدا سلام کہے گا۔ جیسے مہمان کسی کے ہاں جائے تو وہ نوکر سے کہتا ہے بیٹھک کھول دو مہمان کو بٹھاؤ' اس کو بٹھاتے ہیں' وہ اس کی خاطر مدارت کرتے ہیں' کھلاتے ہیں پلاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد جب وہ ذرا Set ہو جاتا ہے تو مالک مکان جو بڑا صاحب ہوتا ہے پھر وہ آتا ہے۔ اس کے کمرے میں اس کی بیٹھک میں وہ آتے ہیں اور آ کر اس سے ملاقات ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ فرماتے ہیں جنتی میرے مہمان ہیں' جنتی جو ہیں وہ میرے مہمان ہیں' میں ان کا میزبان ہوں۔ اللہ ان کو جنتوں میں ٹھہرائے گا' بٹھائے گا۔ ان کو سیٹ کرے گا اور پھر خدا آ کر ان سے کہے گا سلام قولا من رب الرحیم ان کو سلام کہے گا۔ اب اللہ کوئی ذات ہے تو آئے گا اور سلام کہے گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ جی وہ ہر جگہ ہے اب آپ اندازہ کیجئے گا جو چیز ہر جگہ ہو' ادھر بھی' ادھر بھی' آگے بھی' پیچھے بھی تو میں کدھر سے کہوں کہ وہ مجھے سلام کہہ رہا ہے۔ ادھر کو جاؤں ادھر بول رہا ہے ادھر کو جاؤں ادھر بول رہا ہے۔ مجھے تو پاگل بنا دیا۔ اگر ایک آواز آپ کو چاروں طرف سے آئے تو آپ پریشان ہو جائیں گے کہ ہیں ہیں! یہ کیا ہے' یہ کون ہے یہ اس لئے دیکھو! موسیٰ کو جب اللہ نے بلایا من الشجرۃ طور کا میدان ہے' درخت ہے' اس درخت کی طرف سے آواز آ رہی ہے من الشجرۃ یا موسیٰ! اب ادھر سے بھی آواز' ادھر سے بھی آواز آ رہی ہے۔ موسیٰ کدھر کو دیکھیں کہ مجھے بلایا ہے اللہ نے قرآن میں بیان کیا کہ جب میری ملاقات موسیٰ سے ہوئی تو آواز کہاں سے آئی؟ من الشجرۃ درخت کی طرف سے آواز آئی یا موسی انی انا اللہ میں اللہ ہوں' ہر جگہ والی بات نہیں چاروں طرف والی بات نہیں ہے' یہ مشرکوں کا عقیدہ ہے جنہوں نے دین کو برباد کیا ہے' جنہوں نے نقشبندی' چشتی' سہروردی' قادری ذکر کے سلسلے اللہ کی

صفات کے گندے سلسلے جنہوں نے یہ سارے سلسلے قائم کئے ہیں یہ انہیں لوگوں کا عقیدہ ہے۔ یہ محمد ﷺ کا عقیدہ نہیں۔ یہ صحابہؓ کا عقیدہ نہیں' یہ چاروں اماموں میں سے کسی کا عقیدہ نہیں۔ لیکن دیکھ لو ساری کی ساری دنیا اس کا شکار ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمعہ ہے۔ آپ کو شاید یہ پتہ نہیں' کیا سمجھتے ہوں گے پتہ نہیں یہ جمعہ کیا ہوتا ہے؟ حقیقت میں یہ جمعہ کچھ لوگ تو کتابیں پڑھتے ہیں' مدرسوں میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں' لیکن بہت کم لوگ' عام لوگ جو ہیں ان کے لئے یہ جمعہ تعلیم ہے' اس جمعہ کے اندر ان کو تیار کرنا' ان کو کورس پڑھانا' ان کو آخرت کے امتحان کی تیاری کروانا۔ یہ جمعہ رکھا ہی اس لئے گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تعلیم ادھوری رہے گی اگر یہ باتیں بھی نہ آئیں' میں وقتاً فوقتاً کبھی کوئی Chapter کبھی کوئی Chapter کبھی کوئی بات کبھی کوئی بات کھول کر آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ آپ کو صحیح علم ہو اور آپ جا کر پریشان نہ ہوں کہ ہائے ہم تو دھوکے میں رہے' ہمیں تو پتہ کچھ نہیں تھا۔ اور یاد رکھئے گا بنیاد وہی ہے جو میں ہر جمعہ آپ سے کہتا ہوں' کیا؟ قرآن اور اللہ کے رسول کی حدیث ' مولویوں کے چہروں کو نہ دیکھیں اور خصوصاً اس زمانے میں تو یہ کام بالکل نہ کریں۔

قرآن مجید اللہ کی قدرت ہے' لوگ کہتے ہیں جی ! ہم لوگ قرآن کو مانتے ہیں ہمیں قرآن سے بڑی محبت ہے' ہمیں قرآن سے بڑا پیار ہے' لیکن یقین جانیں جو مذاق مسلمان قرآن سے کرتا ہے کبھی کسی کتاب سے ایسا مذاق ہوا ہی نہیں۔ ویسے تو ہم چومتے ہیں قرآن کو چاٹتے ہیں' قرآن کو سر پر رکھتے ہیں ' قرآن کو سینے سے لگاتے ہیں' قرآن کو غلافوں میں لپیٹ کر الماریوں میں' طاقچوں میں رکھتے ہیں' بڑا احترام کرتے ہیں ' پیٹھ اس کو نہیں کرتے' لیکن یقین جانیں جو مذاق مسلمان قرآن سے کرتا ہے کبھی کسی دنیا کی کتاب کو نہیں ہوا۔ دیکھ لو ہر

کتاب جس کو بھی کوئی پڑھے گا' آپ گاڑی میں جا رہے ہیں' آپ دیکھتے ہیں کہ فلاں کے ہاتھ میں ڈائجسٹ ہے' اس سے آپ کیا سمجھیں گے کہ یہ اردو کا قومی ڈائجسٹ ہے' یہ اردو جانتا ہے اور پڑھ رہا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے ہاتھ میں تو انگلش کا اخبار ہے' آپ فوراً کہیں گے کہ جب اس کے ہاتھ میں انگلش کا اخبار ہے اور یہ پڑھ رہا ہے تو یہ انگلش کو سمجھتا ہے۔ اگر آپ کہیں اس کی شکل و صورت دیکھ کر وہ بیچارہ ان پڑھ دیہاتی معلوم ہوتا ہے۔ ارے آپ پڑھ رہے ہیں۔ "نہیں جی میں تے تصویراں دیکھدا سی مولوی صاحب" پاگل! اچھا تم نے یہ تصویروں کے لئے مصیبت اٹھائی ہے۔ ہمیں حیرانی ہوتی ہے کہ جب تو پڑھ نہیں سکتا تو تونے اخبار کیوں اٹھایا ہے۔ گھڑی باندھ رکھی ہو اور ٹائم دیکھنا نہ آئے تو ہم کہتے ہیں تیرے جیسا بھی کوئی پاگل ہے۔ بلکہ بعض دیہاتیوں کو تو لوگ پوچھتے ہیں جان بوجھ کر کہ اس نے گھڑی باندھ رکھی ہے اس کو ٹائم دیکھنا بھی نہیں آتا۔ اگر سچ مچ ٹائم دیکھنا نہ آتا ہو تو ہم کیا کہیں گے کہ دیکھو بے وقوف گھڑی باندھ رکھی ہے ٹائم دیکھنا ہی نہیں آتا۔

یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں' اگر کوئی پوچھے بتا قرآن کیا کہتا ہے' مجھے تو کوئی پتہ ہی نہیں' پلے تو کچھ نہیں پڑتا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اللہ تو آپ کے نام چٹھی بھیجے' اللہ تو آپ کے پاس یہ کتاب بھیجے' آپ کی ہدایت کے لئے کہ کہیں دھوکے میں نہ آ جاؤ' کہیں گڑھے میں نہ گر جاؤ' کہیں گمراہ نہ ہو جاؤ' کہیں برباد نہ ہو جاؤ' کہیں شیطان تمہارا شکار نہ کر لے۔ اللہ تو کتاب اس لئے بھیجے اور ہم اس کتاب سے کورے۔ اب دیکھو ناں ہماری یہ مجلس' جمعہ پڑھنے آتے ہیں بڑے اچھے لوگوں کی مجلس ہے۔ لیکن آپ دیکھ لیں آپ میں سے ننانوے فیصد لوگ ایسے ہیں جو قرآن کو نہیں سمجھتے۔ ننانوے فیصد لوگ ایسے ہیں جو قرآن کو نہیں سمجھتے۔ اب بتایئے! اس سے بڑا بھی کوئی مذاق ہو سکتا ہے۔ چلو نیا نیا ہے شروع شروع میں کہیں جی ابھی مسلمان ہوا ہوں۔ چلو ٹھیک ہے اب دیکھ

لو داڑھیاں سفید ہو گئیں' بوڑھے ہو گئے' جدی پشتی مسلمان ہیں لیکن قرآن کیا کہتا ہے؟ جی! مجھے تو پتہ نہیں مولوی جانے اللہ اللہ خیر سلا۔

کہیئے! یہ افسوس کی بات نہیں ہے۔ یہ ہمارے لئے مرمٹنے کا مقام نہیں؟ والدین پر کس قدر افسوس ہے جو اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں لیکن قرآن نہیں پڑھاتے۔ اور ہر پڑھے لکھے پر کتنا افسوس ہے۔ وہ بی۔ اے ہے' وہ ایم۔اے ہے' وہ یہ ہے' وہ وہ ہے۔ لیکن قرآن نہیں پڑھتا۔

خدا کے لئے میرے بھائیو! قرآن کریم کی قدر کرو۔ اور قرآن کریم کی قدر تبھی ہو سکتی ہے جب آپ اسے پڑھیں' سمجھیں۔ اور اگر آپ قرآن کو سمجھتے ہوں' تو آپ پر خدا کی پھٹکار نہ ہو جیسے مولویوں پر پھٹکار ہوتی ہے تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ آپ کا عقیدہ صحیح نہ ہو' آپ کا ایمان درست نہ ہو۔ کیوں؟ قرآن خود کہتا ہے و نقلبهم افئدتهم و ابصارهم کما لم یومنوا به اول مرة (۶: الانعام : 111) جب ایک آدمی جس کو علم ہے وہ سمجھتا ہے وہ صحیح طرح سے ایمان نہیں لاتا ہم اس کو ایسا جھٹکا دے دیتے ہیں' اس کے دل کو اور آنکھوں کو ایسا پھیر دیتے ہیں کہ وہ جتنا مرضی پڑھتا رہے اس کے پلے کچھ پڑتا ہی نہیں۔

اب دیکھ لو یہ مولوی اور دورہ تفسیر' رمضان آئے گا اب بڑی بڑی دور سے دنیا آئے گی' ڈگریاں لے لے کر جائے گی' پگڑیاں باندھ باندھ کر جائے گی۔ مولوی صاحب سارے قرآن کی تفسیر پڑھا دیں گے لیکن مولوی صاحب پکا مشرک' غالی مشرک۔ اب بتایئے! جو قرآن پڑھ کر بھی موحد نہ ہو اب کون سی چیز ہے جو اس کو توحید سکھائے۔ جس کو قرآن سے توحید نہ آئے' جس کا ایمان قرآن سے بھی درست نہ ہو' اس کے ایمان کو کوئی درست کرنے والا نہیں۔

اس لئے اے میرے بھائیو! جو اردو لکھنا پڑھنا جانتے ہیں خدا کے لئے آپ قرآن مجید کی ریڈنگ ایک رکوع کریں' دو رکوع کریں اس کا ترجمہ دیکھ کر کریں۔ اور پہچانیں اس لفظ کا یہ ترجمہ ہے اس لفظ کا یہ ترجمہ ہے۔ آپ نے

دیکھا ہے اب تو قرآن مجید ایسے چھپ رہے ہیں جن میں لفظی ترجمہ کیا ہوتا ہے، دو ترجمے ہوتے ہیں: ایک لفظی ترجمہ و لوحینا الیہ ہم نے وحی کی اس کی طرف۔ اب "لوحینا" سے وحی۔ یہ آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ اگر آپ پڑھنے کے عادی ہو جائیں گے "الیہ" "اس کی طرف" تو اس طرح آپ اس کو پڑھیں گے۔ لفظوں کا بھی آپ کو اندازہ ہوتا جائے گا۔ اور ادھر نیچے اگر بامحاورہ دوسرا ترجمہ ہو گا آپ کا سینہ کھلتاجائے گا۔ آپ کو خوشی ہوگی کہ میں قرآن کو سمجھ رہا ہوں، میں قرآن کو پڑھ رہاہوں اور پھر آپ کا ایمان Automatically۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ Automatic مشین ہوتی ہے۔ نہیں انسان کا دل بھی جب میں صحیح چیز ہوتی ہے تو خودبخود صحیح راستے پر آ جاتا ہے۔ صحیح سمجھتا ہے صحیح سوچتا ہے۔ اس کا ایمان خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ گمراہی سے وہ بالکل نکل جاتا ہے۔ قرآن کو پڑھیں۔ میرے ایک دوست نے (مجھے یاد ہے) میں نے اس سے کہا وہ بے چارہ بے خبر سا تھا۔ میں نے اس سے کہا اللہ کے بندے بحثیں تو ہوتی رہتی ہیں۔ دوست آدمی تھا۔ جب کبھی ملے کوئی نہ کوئی نوک جھوک، کوئی نہ کوئی بات مسئلے کی، عقیدے کی کوئی نہ کوئی بات،

اور دیکھئے کسی کی باتوں کا، کسی مولوی کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا جتنا قرآن خود اثر پیدا کرتا ہے، قرآن میں بڑی تاثیر ہے۔ اللہ کا کلام جو ہے اس میں بڑی تاثیر ہے۔ میں نے اس دوست سے کہا اور میرا بہت تجربہ ہے، بہت سوں کو میں نے یہ مشورہ دیاکہ آپ قرآن مجید ترجمہ والا لے کر اس کو آہستہ آہستہ پڑھا کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ مجھے ملا وہ کہنے لگا کیا بتاؤں قرآن بھی تمہاری طرح سے وہابی ہے۔ لوگ ہمیں وہابی کہتے ہیں ناں عام طور پر جہالت کی وجہ سے۔ کہنے لگا قرآن بھی تمہاری طرح وہابی ہے۔ ہمارے ایک پروفیسر تھے فزکس کے۔ ان سے بڑے اچھے مراسم تھے۔ بڑے اچھے

تعلقات' بڑا ملنسار آدمی تھا۔ ملتان ضرور جاتا کسی نہ کسی مزار پر۔ مشرک ہیں' بالکل شرک کا بڑا ہی رسیا اور نوک جھوک ہوتی ہی رہتی تھی' میں اکثر کچھ نہ کچھ سمجھاتا ہی رہتا تھا۔ میں نے ان سے بھی یہی بات کہی ان کو بھی یہی مشورہ دیا کہ آپ چلو بحث وحث ہم زیادہ نہیں کرتے۔ کچھ ضد سی ہو جاتی ہے' بحث سے ضد سی ہو جاتی ہے۔ آپ قرآن مجید پڑھا کریں ترجمے والا قرآن مجید لے کر' آپ ترجمہ والا قرآن شریف لے لیں' اس کو آپ پڑھا کریں۔ یقین جانیں وہ کہنے لگا۔ سچی بات ہے میں نے قرآن پڑھا ہے' قرآن میں توحید پر تو بڑا ہی زور ہے۔ میں نے ملتان مزاروں پر جانا چھوڑ دیا ہے۔ اب دیکھو ناں قرآن کا اثر' قرآن کی یہ تاثیر ہے۔ لیکن ہم بس قرآن تبرکا جیسے ہندو منتر پڑھ لیتا ہے' سکھ اپنے گرنتھ سے تھوڑے بہت شبکے وغیرہ پڑھ لے اسی طرح مسلمان قرآن کو پڑھتا ہے۔

ارے مسلمانو! قرآن تو بڑی جفاکش کتاب ہے۔ قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے کہ ایک انقلاب پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ جس دل میں قرآن انقلاب پیدا نہیں کرتا سمجھو کہ اس کا قرآن پر ایمان نہیں۔ اور قرآن نے اس پر کوئی اثر نہیں چھوڑا۔ اللہ جانتا ہے جب قرآن پڑھتے ہیں اس قدر دل میں موجیں اٹھتی ہیں' اس قدر دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ بالکل کسی چیز کی پرواہ نہیں اور اسی قدر خوشی ہوتی ہے' اس قدر انسان میں بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ جس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا۔

اب یہ جو باتیں میں آپ سے کر رہا ہوں یہ بڑی بنیادی باتیں ہیں۔ بہت بنیادی باتیں ہیں۔ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا۔ پھر ویسے بھی دیکھ لیں یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے جتنے انسان پیدا کرنے تھے سب سے عہد لیا۔ مشہور بات ہے سب جانتے ہیں کیا کہا تھا؟ الست بربکم آدم کی اولاد سے' آدم کی پشت پر اللہ نے ہاتھ پھیرا۔ جتنی اولاد انکے ذریعے

سے یعنی انسان پیدا ہونے تھے اللہ نے تمام چھوٹے چھوٹے ذرات کی شکل میں' اللہ نے ان کو نکالا (مشکوۃ کتاب الایمان بالقدر الفصل الثانی' عن مسلم بن یسار) اور ان سے یہ عہد لیا الست بربکم کیا میں تمہارا رب ہیں نہیں ہوں۔ یہ قرآن میں ہے۔ سب نے کہا' میں نے' آپ نے' ہر آدمی نے قالو بلٰی (7 : الاعراف: 172) کیوں نہیں ہم مانتے ہیں کہ تو ہمارا رب ہے۔ اچھا۔ اللہ نے کہا دیکھو! اس کو بھولنا نہیں۔ یہ تمہارا میرا عہد پکا ہو گیا۔ یہ کہ تم مجھے رب مانو۔ چلے آئے سارے' اللہ جانتا تھا کہ انسان کمزور ہے یہ تو بھول جائے گا۔ میں اس وعدہ پر ان کو پکڑوں۔ یہ زیادتی ہو جائے گی۔ اللہ نے نبیؑ بھیج دیئے۔ اس وعدے پر اللہ گرفت نہیں کرتا' اللہ نے نبیؑ بھیجے تاکہ اگر وہ اس وعدے کو بھول بھی گئے ہوں تو نبیؑ آکر پھر یاد دلاتا ہے۔ اللہ رب ہے کہ نہیں ؟ ۔بندہ۔ اگر اس کی سمجھ میں نہ آئے تو اللہ سمجھاتا ہے اسے اپنی کتاب کے ذریعے اور نبی اسے سمجھاتا ہے اپنے کلام کے ذریعے کہ دیکھ تیری روزی کا سارا انتظام کس نے کیا ہے۔ تیرے آنے سے پہلے یہ تیاریاں کس نے کیں تھیں۔

اندازہ تو کریں انسان جب اس دنیا میں آتا ہے سب کچھ اس کے لئے پہلے سے تیار نہیں ہوتا ؟ اللہ اکبر! اگر لڑکی ذرا نئی نئی ہو' پہلا بچہ ہو دوسرا بچہ ہو اور اسے تجربہ نہ ہو تو ماں پوتڑے تیار کرتی ہے اس کی ماں' لڑکی کی ماں۔ چھوٹے چھوٹے کپڑے کہ بچہ ٹٹی کرے گا' کپڑے بہت خراب کرے گا۔ میں بچے کے چار پانچ کپڑے بنا لوں' چھوٹے چھوٹے اس کے لئے وہ گدولیاں نیچے بچھانے والی۔ وہ تیار کرتی ہے دیکھو ناں یہ انتظام' ابھی بچہ باہر نہیں آیا' ابھی ٹٹی پیشاب شروع نہیں ہوا۔ اگر ماں بچی ہے' ابھی سمجھ والی نہیں' تجربے کار نہیں تو اس کی ماں یعنی بچے کی نانی ساری تیاریاں کر کے اپنی لڑکی کو دے گی اور اگر وہ خود تجربے کار ہے دوسرا تیسرا' چوتھا بچہ ہے تو وہ بچے کے آنے سے پہلے سب کچھ عین تیاریاں وتیاریاں اس کا بستر' اس کے کپڑے' اس کا یہ' اس کا وہ' جتنا

کہ اس کے ہاتھ میں ہو سب تیار کرتی ہے۔

بچہ جب ماں کی گود سے کپڑوں سے نکلتا ہے۔ پھر وہ دیکھتا ہے کہ خدا نے میرے لئے زمین بچھا رکھی ہے میرے لئے خدا نے رستے بنا رکھے ہیں۔ میرے لئے خدا نے سڑکیں تیار کر رکھی ہیں' میرا کھانے پینے کے لئے کتنا سامان اللہ نے پیدا کر رکھا ہے۔ یہ بارش کس لئے ہوتی ہے' اللہ قرآن میں کہتا ہے اگر میں چند سالوں کے لئے بارش بند کر دوں تمہارے تکلے جواب دے دیں یہ جو لگے ہوئے ہیں پانی نکال لیا اور پی لیا۔ یہ پانی کہاں سے آتا ہے؟ فرمایا: ان اصبح ماء کم غورا فمن یاتیکم بماء معین اگر میں پانی اوپر سے برسا کر لیول پانی کا اونچا نہ رکھوں اور پانی کو میں نیچا کردوں فمن یاتیکم بماء معین (67 : الملک: 30) اے دنیا کے لوگو! اپنی سائنس لڑالو' تم پینے کے لئے پانی بھی نہیں نکال سکتے۔ مختلف باتوں سے خدا یہ یاد کرواتا ہے کہ میں تمہارا رب نہیں؟ جو میں نے یہ سارے انتظام کئے ہیں' یہ ساری تیاریاں۔

میرے بھائیو! اللہ کے بارے میں' اللہ ہے' اس کی سب سے بڑی دلیل کیا ہے؟ انسان کا ضمیر بولتا ہے' جانتا ہے کہ اللہ ہے۔ اس لئے کسی نے پوچھا کسی سے کہ خدا کے ہونے کی دلیل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جب تیری سب آسیں ٹوٹ جائیں' بیمار ہو جائے۔ پہلے وہ ٹوٹکے چھوٹکے ماں ہی دوائیاں دے دیتی ہے پھر آدمی خود بھی دوائیوں کے چکر چلا لیتا ہے' نہیں تو پھر حکیم کے پاس چلا جاتا ہے۔ جب کیس زیادہ Serious ہو جاتا ہے پھر ڈاکٹر کے پاس چلا جاتا ہے اور ڈاکٹر کہہ دے اس کو بالکل لا علاج ہے' علاج نہیں ہو سکتا۔ پھر کون یاد آتا ہے۔ دماغ کدھر جاتا ہے۔ نظریں کدھر جاتی ہیں۔ کوئی ہے جس کے دل میں یہ نہ آئے کہ بس وہی فضل کرے گا۔ جب انسان چاروں طرف سے ناامید ہو جاتا ہے پھر اس کے اندرونی طبقوں بالکل اندر کے حصے میں پھر یہ ہے کہ نہیں وہ ہی فضل کرے تو کرے اور یہ اللہ کا تصور' یہ اس عہد کا جو الست بربکم اللہ

نے صد لیا تھا یہ اس کا اثر ہے۔ میں نے اللہ کے بارے میں عقیدہ بیان کیا ہے اب آپ دیکھئے کہ آپ کا دل کیا کہتا ہے۔ ایک تو ہے ناں شاعروں کی آواز' صوفیوں کی آواز۔ ایک ہے دل کی آواز۔

آپ بتایئے! دیانتداری سے کہ انسان کا دل بغیر کسی باہر کے تاثر کے' کسی باہر کے دباؤ کے' بغیر باہر کے اثر کے انسان کا اپنا ضمیر یہ نہیں مانتا کہ اللہ اوپر ہے چنانچہ اللہ نے نبیؐ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ حضورؐ کو جب انتظار ہوتا وحی کا' فرشتے کا تو آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھتے قد نری تقلب وجهک فی السماء (2 : البقرة: 144) اے نبی! جب تو چہرہ بار بار آسمان کی طرف اٹھاتا ہے تو ہم تیرے چہرے کو دیکھتے ہیں کہ انتظار کر رہا ہے کہ حکم کب آئے گا۔ وحی کہاں سے آتی ہے؟ نیچے سے آیا کرتی ہے؟' جبرائیل ں سے آیا کرتے ہیں' آسمان سے ' اوپر سے آتے ہیں۔ خدا کے فرشتے کدھر کو چڑھ کر جاتے ہیں ڈاک جو لے کر جاتے ہیں' اعمال کی ڈائری لے کر جاتے ہیں کدھر سے آتے ہیں۔ کدھر کو جاتے ہیں تعرج الملائکة و الروح الیه (70 : المعارج: 4) فرشتے اوپر کو چڑھتے ہیں۔ اوپر کو کیوں چڑھتے ہیں جب اللہ ہر جگہ ہے یعنی یہ دل کی آواز ہے جو انسان کی طبیعت میں رکھ دی گئی ہے اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے کہ اللہ اوپر ہے لیکن ہمارے اس گندے فلسفے نے اس گندے تصوف نے' ہمیں گمراہ کرنے کے لئے ہمیں بہکانے کے لئے' اللہ جی تو وہ تو ہر جگہ ہے وہ تو ادھر بھی ہے ادھر بھی ہے لا مکاں ہے۔ وہ تو یہ ہے وہ تو وہ ہے عجیب طرح کا دھندہ بنا کر رکھ دیا ہے اور یہ خدا کا ایک طرح سے انکار ہے۔

اور میرے بھائیو! ہمارے کام بڑے خراب ہیں۔ اب دیکھو ناں اب یہ لوگ آتے ہیں نکاح وٹہ کے سلسلے میں اب یہی بات میں حیران ہوں کہ مسلمان نے سوچنا سمجھنا تو بالکل ہی بند کر دیا ہے۔ نکاح وٹہ ' اسلام کیا کہتا ہے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دو اس کو کہ قرآن کا حدیث کا اس بارے میں کیا حکم ہے اس

کو چھوڑ دیں۔ دیانتداری سے بتایئے کوئی انسان جس میں عقل ہو جس میں شعور ہو جس نے دنیا میں کچھ زندگی گزاری ہو' اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح وٹے پر کیا ہو اس کو اپنی قوم کا اپنی برادری کا وٹے کا نکاحوں کا تجربہ ہو تو دیانتداری سے بتایئے وٹہ کوئی اچھی چیز ہے ؟ وٹہ لگانا' وٹہ لگانے کے کیا معنی ہیں مطلب کیا ہے۔ شرط لگانا۔ اس میں کیا ہوتا ہے؟ لڑکی کے بدلے میں لڑکی۔ اچھا اب آپ سے کوئی پوچھے لڑکی کے پیسے لینا جائز ہیں ؟ لڑکی کو بیچنا جائز ہے ؟ کہیے کیا کہیں گے ناں جی توبہ توبہ ! یہ تو بہت بری بات ہے لڑکی کو بیچنا' اچھا وٹہ کیا ہے ؟ بیچنا نہیں تو اور کیا ہے۔ بات کو سمجھ کر دیکھیں ذرا غور کریں وٹہ کیا ہے؟ اب ہمارے لڑکی پیدا ہو گئی۔ اب میں نے سوچا چلو لڑکے کی شادی ہو جائے کیونکہ ہم دیں گے تب جب کوئی ہمیں دے گا۔ یعنی یہ لڑکی کیا ملی میرے لڑکے کا گھر بن جائے گا۔ اگر لڑکی نہ ہوتی کہ جی ہمارے پاس لڑکی وڑکی تو ہے نہیں لوگ وٹہ کے بغیر نکاح نہیں کرتے۔ اللہ معاف کرے!

اور اگر لڑکی مل گئی' لڑکی پیدا ہو گئی اب میں اسے بیچوں گا اسے۔ کیا قیمت لوں گا۔ لڑکی لوں گا۔ لڑکی پیدا ہو گئی میں اس کو بیچوں گا کیا کروں گا لڑکی لوں گا۔ کس کے لئے ؟ اپنے لڑکے کے لئے۔ کہیے اس میں کوئی شک ہے؟ یہ بیچنا نہیں تو اور کیا ہے؟ کبھی آپ غور کریں اس کا تجزیہ کریں جب آپ یہ شرط کریں گے کہ بھئی ہم تجھے لڑکی دیں گے اس شرط پر کہ تو ہمیں لڑکی دے گا۔ یہ کیا ہے؟ یہ بیچنا ہے۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکی کا نکاح کر دینے سے پہلے جو فائدہ ماں اٹھائے' باپ اٹھائے ' بھائی اٹھائے ' لڑکی کے رشتے دار اٹھائیں وہ سب ناجائز اور حرام ہیں کیوں وہ لڑکی کو بیچنے والی بات ہے۔ اب جب میں رشتہ لوں گا لڑکی کو دے کر لڑکی لوں گا۔

اور چنانچہ دیکھ لیں جن قوموں میں' جن قوموں میں کیا' ریاست میں تو عام رواج ہے اور ہمارے بھی اس علاقے میں جاہلوں میں یہ رواج عام تھا کہ اب

میں لڑکی کا رشتہ دے رہا ہوں۔ جن کو دے رہا ہوں ان کی لڑکی نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے تو لڑکی نہیں ہے۔ اب میں کہوں گا کہ میں تو وٹے پر کروں گا۔ اچھا تو ایسے کر ہمیں لڑکی دے دے ہم تجھے کسی اور سے لڑکی لے دیتے ہیں۔ جتنے وہ پیسے مانگے گا پیسہ ہم دے دیں گے۔ کیسے بیچنا کھل کر آ گیا ناں۔ میں نے یہ وہ مثال دی ہے جس میں بات کھل کر آ رہی ہے جہاں تک ہمارے اوڈ جو ہیں ان میں یہ چیز عام ہے بلکہ ہر جاہل قوم میں ریاست میں بھی یہ بڑا رواج ہے۔ ہمارے علاقے میں ادھر روپڑ ضلع انبالہ میں بڑا رواج تھا۔ بڑا رواج تھا کہ وٹہ میں لڑکی دینا لڑکی لینا۔ اور عرب میں بھی یہ بڑا رواج تھا۔ بعض تو بالکل ننگے لڑکی کے پیسے لیتے۔ لڑکی دے دے لڑکی لے لے' کوئی مہر نہیں علیحدہ مہر نہیں باندھنا۔ بعض علیحدہ علیحدہ مہر باندھتے تھے۔ شغار۔ اس کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟ "شغار" اور حدیث میں لفظ ہیں نهى رسول الله ﷺ عن الشغار اللہ کے رسول نے وٹے کے نکاح سے منع کیا۔ (متفق علیه' مشکوة: کتاب النکاح' باب اعلان النکاح و الخطبة و الشرط عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) اور پھر دوسری حدیث میں یہ آتا ہے لا شغار فی الاسلام وٹے کی کوئی صورت ہو یہ اسلام میں بالکل ناجائز۔ (رواه مسلم' مشکوة: کتاب النکاح' باب اعلان النکاح و الخطبة و الشرط عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) وٹے کی صورتیں کیا ہیں لڑکی کے بدلے لڑکی' لڑکی کے بدلے پیسے' لڑکی کے بدلے وہ پٹہ لکھا لیتے ہیں۔ اچھا چلو کچھ نہیں دے سکتا ہم تجھے یہ لڑکی دیتے ہیں جو اس کے لڑکی پیدا ہو گی پھر وہ ہمیں دے دینا' ہم کسی کا کر دیں گے۔ بدلہ ہو جائے گا۔ اور یہ سب حرام صورتیں ہیں۔ حرام صورتیں ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنوہاشم اور بنو امیہ ان دونوں خاندانوں میں وٹے کا نکاح ہو گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات آئی مہر بھی دونوں طرف مقرر ہے۔ حضرت معاویہ کے علم میں یہ بات آئی گورنر

کو (جو مدینے کا گورنر تھا) لکھا کہ بغیر طلاق کے نکاح کو فسخ کر دے۔ کوئی نکاح نہیں کوئی طلاق نہیں علیحدہ علیحدہ کر دے۔ یہ وہی شغار ہے جس کو اسلام نے منع کیا ہے۔ (رواہ ابی داؤد کتاب النکاح باب فی شغار عن عبدالرحمن الاعرج ﷺ) اچھا نقصانات کیا؟ یہ تجربہ نہیں؟ مشاہدہ نہیں کہ اگر ایک لڑکی کسی وجہ سے آباد نہیں ' اس کا خاوند خراب ہے یا لڑکی کی عادت اچھی نہیں' میاں بیوی میں اس جوڑے میں بنی نہیں۔ اب وہ طلاق دے رہے ہیں یا مار پیٹ رہے ہیں تو اب جو دوسرے ہوں گے دیکھو ہاں ہماری کو ماریں اور یہ ان کی عیش سے بسے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لاؤ اسے بھی جوتے۔ اولے کا بدلہ جو ہوا۔ اگر وہ تکلیف دیں اس کو بھی تکلیف میں رکھو۔ اگر وہ طلاق دیتے ہیں اسے بھی طلاق دو۔ اگر وہ نہیں بھیجتے تم بھی نہ بھیجو۔ کیا یہ مشاہدہ نہیں۔ چونکہ بخاری شریف میں حضرت نافع تشریح کرتے ہیں کہ شغار عربوں میں یہ تھا کہ مہر کے بغیر لڑکی کے بدلے لڑکی' یہ وہ کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع کیا۔ (بخاری' مشکوۃ: کتاب النکاح) تو مولویوں نے اس سے یہ حیلہ نکال لیا کہ مہر علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیا جائے تو ٹھیک ہے۔ چنانچہ ایک عالم اپنے فتوے میں لکھتا ہے کہ میں بھی اسی مغالطے میں تھا۔ کہ اگر مہر علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیئے جائیں تو ٹھیک' نکاح وٹہ حرام نہیں۔ جب میں نے نقصانات دیکھے' خرابیاں دیکھیں وہی خرابیاں' شرط وہی' پریشانی وہی۔ اگر ایک گھر برباد تو دوسرا گھر بھی برباد۔ اس سے اندازہ کیا میں نے کہ ایسی گندی چیز کو اسلام کبھی جائز قرار نہیں دیتا۔

خطبہ نمبر 14

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم ○
الله الذي خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم هل من شركاءكم من يفعل من ذالكم من شیء سبحانه وتعالٰى عما يشركون ○

(30 : روم : 40)

میرے بھائیو! اللہ کے بارے میں آدمی کو جتنی معرفت حاصل ہو اتنا ہی آدمی کا ایمان قوی ہوتا ہے اور ایمان کے قوی ہونے سے آدمی کے اعمال درست ہوتے ہیں۔ ایمان اعمال کے لئے زمین کا حکم رکھتا ہے۔ جیسے زمین اچھی ہو تو بیج اس میں اچھا اُگتا ہے فصل اس میں زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح سے جتنا ایمان اچھا ہو گا اتنے ہی اس میں اعمال جو ہیں اعلیٰ قسم کے بار آور ہوں گے اور اگر ایمان صحیح نہ ہو تو وہ اعمال کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایمان جو ہے وہ اعمال کا کیریئر ہے اگر ایمان میں جان نہیں تو اچھے کام جو ہیں کرنے کے جن سے آدمی کی کمائی ہو سکتی ہے اللہ راضی ہو سکتا ہے وہ آدمی کر ہی نہیں سکتا اور اگر ایمان نہ ہو تو آدمی کہے کہ میں نیک کام کروں گا' کرلے' اس کی مرضی ہے' اللہ اسے جو قبول نہیں کرتا۔ یہ دین کا کچھ اس قسم کا سلسلہ ہے کہ ایمان اور عمل ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح سے آپس میں منسلک ہیں' منطبق ہیں' اس طرح

سے یہ ایک دوسرے کے ساتھ یک جان ہیں کہ جتنا بھی ان کو ملایا جائے اتنا ہی تھوڑا ہے بلکہ اعمال ایمان کا جز ہیں اور ایمان بذات خود عمل ہے اور یہ دل کا عمل ہے۔

ایمان کیا ہے۔ دل کے عمل کو کہتے ہیں ایمان کے معانی دل سے کسی چیز کو سمجھ لینا دل سے کسی چیز کو مان لینا۔ دل سے کسی چیز کا یقین پیدا کر لینا۔ یہ دل کا عمل ہے اگر اللہ کے بارے میں یہ کامل ہو جائے تو سمجھو کہ پھر انسان بہت ہی خوش نصیب ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالی جابجا' جابجا اپنا تعارف کرواتا ہے بار بار یہ کہہ کر اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (30 : روم: 40) اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہ تمہیں روزی دیتا ہے۔ ثم یمیتکم پھر وہ تمہیں مارے گا۔ ثم یحییکم پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ ھل من شرکاء کم من یفعل من ذالکم من شی ء اے دنیا کے لوگو! جن کو تم پکارتے ہو' جن کی تم پوجا کرتے ہو کیا وہ یہ کام کر سکتے ہیں۔ اب یہ دیکھو ناں کیا چیز سمجھائی ہے۔ پہلے اپنے چار فعل بتائے ہیں۔ اللہ وہ ہے۔ خلقکم کہ تمہاری تخلیق اس نے کی۔ ثم رزقکم روزی وہ دیتا ہے۔ ثم یمیتکم پھر موت تمہاری اس کے قبضے میں ہے۔ ثم یحییکم پھر آخرت کو وہ زندہ کرے گا۔ ھل من شرکاء کم من یفعل ذالکم من شیی تم مولا کہتے ہو جن کو' تم معبود کہتے ہو جن کو' تم مشکل کشا کہتے ہو جن کو تم پکارتے ہو۔ کیا ان میں سے کوئی کام یہ کر سکتا ہے؟ جب نہیں کر سکتا تو تمہیں خود ہی شرم آنی چاہیے کہ کوئی اللہ کا شریک کیسے ہو سکتا ہے؟ اور یہ جو آیت الکرسی ہے۔ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم' لا تاخذہ سنتہ ولا نوم یہ کیا ہے یہ صرف اللہ کا تعارف ہے۔ اللہ لا الہ الا ھو الحیی القیوم (2 : البقرۃ: 256) اللہ' اللہ' کون ہے؟ آگے تعارف کروایا لا الہ الا ھو اللہ نے پہلے اپنے بارے میں بتایا اسکی شان' اسکا مقام' اس کا درجہ' اس کا دعوی کیا ہے اپنے بارے میں۔ لا الہ

الا ھو کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں۔ اللہ یہ دعویٰ کیوں کرتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس لئے کہ الحیی القیوم اب پرکھ کر دیکھ لو۔ اللہ کا دعویٰ سچا ہے یا ویسے ہی مان نہ مان زبردستی کا دعویٰ ہے۔ قرآن مجید کا انداز حالانکہ اللہ کا کلام ہے۔ بادشاہ کا کلام ہے۔ بادشاہوں کے بادشاہ کا کلام ہے لیکن جہاں تک سمجھانے کا تعلق ہے ایسے سمجھایا ہے کہ کیا باپ کسی بیٹے کو سمجھائے گا۔ کیا استاد کسی شاگرد کو سمجھائے گا۔ اس میں تکبر نہیں ہے۔ بہت اچھے انداز سے بہت اچھے انداز سے کہ بے وقوف سے بے وقوف بھی سمجھ جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جابجا اپنی تعریف میں یہ فرماتے ہیں تو کیوں؟ تاکہ لوگوں کو اللہ کی پہچان ہو جائے' لوگ دیکھ سکیں کہ جو کام اللہ کرتا ہے وہ اور کوئی نہیں کرسکتا ہے؟ جب آپ دیکھیں کہ نہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تو پھر تم خود کہو گے۔ لا الہ الا ھو کہ الہ بھی وہی ہے پھر اللہ کے سوا الہ بھی کوئی نہیں پھر میرے لیے سہارا بھی وہی ہونا چاہیے مجھے مانگنا بھی اسی سے چاہیے مجھے ڈرنا بھی اسی سے چاہئے مجھے امید بھی اسی سے رکھنا چاہیے۔ اس کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اللہ اپنے علم پر فخر کرتا ہے کہ میرا علم لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء (3 : آل عمران: 5) آپ دیکھیں گے جگہ جگہ اللہ اپنے علم کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ اللہ کا علم ایسا ہے۔ اللہ کا علم ایسا ہے۔ ان اللہ یعلم غیب السموات والارض (49 : الحجرات: 18) اللہ ہی جانتا ہے آسمانوں کے زمین کے غیب پوشیدہ سے پوشیدہ چیز جو تمہیں نظر آسکتی نہیں ہے۔ تم اسے جان سکتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ اللہ ظاہر کو بھی جانتا ہے۔ اللہ باطن کو بھی جانتا ہے۔ اللہ پوشیدہ سے پوشیدہ چیز کو بھی جانتا ہے۔ یوں کیوں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ صفت اور کسی میں نہیں۔

میرے بھائیو! یہ مذہب جتنے بھی ہیں۔ اللہ آپ کو سمجھ دے۔ اگر انسان ٹھنڈے دل سے ضد میں نہ آئے تو حق اور باطل کا فیصلہ چٹکی میں ہوتا ہے۔

ایک منٹ میں ہوتا ہے۔ حق اور باطل کا فیصلہ ایک منٹ میں ہوتا ہے۔ چپ کرکے کسی سے الجھے نہیں۔

آدمی مطالعہ کرے بخاری شریف کھولے۔ اب حدیث میں صاف آتا ہے۔ اللہ کے رسول کی اونٹنی گم ہوگئی۔ آپ کو وہ اونٹنی بہت پیاری تھی۔ ریس میں اس سے کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا۔ بہت دوڑنے والی اور بہت ہی اللہ کے رسول کے ساتھ مانوس تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جگہ جگہ آدمی بھیجے ادھر دیکھو ادھر دیکھو آندھی آئی تھی، اونٹنی نہ ملے۔ چرچا ہوگیا۔ سارے مدینے میں یہودی مذاق کرتے پھریں کہ دیکھو یہ نبی بنا پھرتا ہے۔ کبھی عرش کی باتیں بتاتا ہے۔ کبھی آج سے ہزاروں سال پہلے کی باتیں بتاتا ہے کبھی قیامت کی باتیں بتاتا ہے اور اسکو اپنی اونٹنی کا پتہ نہیں۔ یہ کوئی نبی ہے سب فراڈ ہے۔ بالکل ہنسی کرنے لگے مذاق کرنے لگے اللہ کے رسول کو۔ اب دیکھو ناں حقیقت! اللہ یہ کیفیتیں کیوں پیدا کرتا ہے۔ تاکہ سمجھنے والے حقیقت کو سمجھ جائیں۔ جب اللہ وحی کرتا ہے تو نبی قیامت کی باتیں بتاتا ہے۔ جب اللہ وحی کرتا ہے تو نبی گزری ہوئی باتیں بتاتا ہے ہزاروں سال پہلے کی اور جب اللہ نہیں بتاتا تو نبی کو یہ پتہ نہیں ہے کہ میری اونٹنی کہاں ہے۔ اس سے یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کا علم جو ہے بغیر کسی ذریعے کے ذاتی علم ہے اور اللہ کے سوا کسی کو جب تک کہ دوسرا نہ بتائے علم حاصل نہیں ہوتا۔ تلاش کرتے رہے کرتے رہے۔ اونٹنی نہ ملی آخر جبرائیل علیہ السلام آئے آپ کی پریشانی دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام آئے اور آکر بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی اونٹنی فلاں جگہ فلاں درخت کے ساتھ اس کی مہار اس کی رسی پھنسی ہوئی ہے اور وہاں کھڑی ہے۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کو بھیجا اور وہاں سے اونٹنی منگوائی۔ اب دیکھو کیسے معلوم ہوا اور یہ حدیث "بالکل واضح ہے۔ (صحیح بخاری، تفسیر کبیر ج 15 ص 83 سورۃ الاعراف 188)

یہ ایک صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے چچا کے واسطے سے اللہ کے رسول ؐ سے ایک بات کہہ دی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ عبداللہ بن ابی کہتا ہے کہ جتنے یہ باہر سے مہاجر آئے ہیں۔ آپ ؐ کو بھی شامل کر کے باقی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ' حضرت علی رضی اللہ عنہ ' جتنے مہاجر آئے ہیں ان سب کو کہتا تھا کہ یہ کمیں' ذلیل' کمینے' ان سب کو ہم نکال دیں گے۔ لیخرجن الاعز منها الاذل (63 : المنافقون : 8) یہ جتنے ذلیل ہیں اپنا گھر بار چھوڑ کر بھگوڑے آئے ہوئے ہیں۔ ہم ان سب کو یہاں سے نکال دیں گے۔ اس نے یہ بات کہی ہے۔ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ بات سنی۔ زید رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر اپنے چچا سے کہہ دی کہ دیکھو ! یہ خبیث ایسا ہے۔۔۔ عبداللہ بن ابی۔۔۔ جو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور مہاجروں کے بارے میں ایسے کلمے کہتا ہے کہ ان کو ذلیل بتاتا ہے اور اپنے آپ کو عزت والا بتاتا ہے۔ تو ان کے چچا کو بھی غیرت آئی اس نے جاکر اللہ کے رسول ؐ سے یہ بات کہہ دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصدا کوئی گستاخی کا' بے ادبی کا' توہین کا تصور بھی کرنا لفظا بھی کہنا یہ کفر ہے اور صاف قرآن میں ہے کہ نبی کے بارے میں کوئی بات ذرا بھی قصدا بے ادبی کی کہنا یہ کفر ہے۔ اللہ کے رسول نے اسے بلایا صاف قسمیں کھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ توبہ' توبہ' توبہ۔ آپ ؐ کی شان میں ہم کبھی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو کسی نے بالکل جھوٹ بولا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔ اچھا پھر یہ لوگ مکار بہت ہوتے ہیں۔ فلاں آدمی کو لے آیا فلاں آدمی کو لے آیا نہیں نہیں یا رسول اللہ ؐ۔ یہ تو آپ ؐ کی غیر موجودگی میں آپ ؐ کی بڑی تعریفیں کرتا ہے۔ خطبے دیتا ہے۔ تقریریں کرتا ہے۔ بلکہ مجھے آپ ؐ کے بارے میں یوں کہہ رہا تھا یوں کہہ رہا تھا۔ اپنی پارٹی کو لاکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی

کر دی۔ اللہ کے رسول ﷺ اس کی باتوں میں آگئے اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے چچا سے کہنے لگے کہ دیکھو حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مغالطہ لگا ہے۔ اس نے کتنی آپس میں گڑ بڑ کی بات کہہ دی ہے۔ ان کے دلوں میں کتنی وہ بات آئی ہو گی۔ کہ دیکھو جی ہمارے بارے میں یہ سوچتے ہیں۔ اپنے آدمی کو ڈانٹ دیا اور اس کو سچا سمجھ لیا۔ عبداللہ بن ابی کو سچا سمجھ لیا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہہ دیا کہ اس نے غلط کہا ہے۔ اس کے چچا سے آپ نے یہ بات کہی۔ وہ آکر اپنے بھتیجے کو پڑ گیا۔ اب لوگوں میں بھی یہ بات ہو گئی۔ لوگ بھی کہنے لگے کہ یہ چھوکرے چھلے کا کیا اعتبار ہے؟ یہ بچے بڑے بے احتیاط ہوتے ہیں۔ پرواہ نہیں کرتے ویسے ہی بات اڑا دیتے ہیں۔ دیکھو اب کتنی بے عزتی ہوئی۔ ہوئی نہ شرمندگی خواہ مخواہ چچا اس کا بھی شرمندہ ہوا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جا کر وہ صاف قسمیں کھا گیا۔ ہیں اب کوئی اس طرح سے جھوٹی قسم کھاتا ہے۔ یعنی ایسی فضا پیدا ہو گئی کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اتنے نادم ہوئے۔ اتنے پشیمان ہوئے وہ یہ سمجھتے تھے کہ اے کاش میں ابھی مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔ میں اب کیا منہ دکھاؤں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' وہ بیچارے اتنے شرمندہ تھے۔

(الرحیق المختوم ص 536)

لیکن اللہ کو مومن کی عزت کا بڑا پاس ہوتا ہے۔ اللہ نے سورہ منافقون اتاری اور فوراً اسکے اندر قرآن مجید میں یہ آیتیں اتار دیں کہ یہ عبداللہ بکواس کرتا ہے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس خبیث نے یہ باتیں کہی ہیں اور یہ واقعہ بخاری شریف میں آتا ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں یہ باتیں اتار دیں۔ لیخرجن الاعز منھا الاذل یہ صاف کہتے ہیں۔ کہ اگر مدینے چلے گئے تو اب جا کر ہم ایسا کریں گے کہ عزت والے جو ہیں ان ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ یہ جتنے باہر سے آئے ہیں اللہ کے رسول ﷺ سمیت اور صحابی مہاجر جتنے ہیں

ان سب کو نکال دیں گے۔ مدینہ ہمارا۔ یہ کیا لگتے ہیں مدینے کے۔ اللہ نے قرآن میں یہ آیتیں اتار دیں۔ اب آپ اندازہ کرلیں۔ اب دیکھو بھلا بریلویوں کے جھگڑنے کی بھلا کوئی گنجائش ہے۔ یعنی اگر آپ سب باتیں چھوڑ دیں۔ اب بخاری شریف اللہ کے رسول ﷺ کے حالات پر سب سے اعلیٰ درجے کی صحیح کتاب اور اس کے اندر یہ واقعہ موجود ہے اور پھر حضرت عائشہؓ کا واقعہ اللہ اکبر! اب کوئی شبے والی بات ہے۔

حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کی چہیتی حضور ﷺ کی پیاری بیوی اس پر تہمت لگ گئی۔ اللہ کے رسول نے اسکو میکے بھیج دیا اپنے ماں باپ کے گھر بھیج دیا۔ بھئی لوگ سارے یہ باتیں کرتے ہیں۔ کہ یہ صفوان کے ساتھ باہر سے آئی ہے۔ صفوان کے ساتھ اکیلے میں سفر کیا ہے اور یہ ہے اور بڑی بدنامی ہے۔ اب یہ میرے گھر میں رہے تو ٹھیک نہیں۔ اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا اور اس بیچاری کو پتہ ہی نہیں کہ مجھے کیوں بھیجا ہے۔ وہ یہ ضرور محسوس کرتی تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ پہلے کی طرح سے مجھ سے بولتے نہیں۔ کچھ کھچے کھچے سے' معاملہ جو ہے کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن انہیں پتہ نہیں ہے کہ بات اصل میں کیا ہے۔ اب حضرت مسطحؓ ایک صحابی تھے۔ جو اس معاملے میں پیش پیش تھے۔ وہ بڑے نیک بڑے متقی بڑے پرہیزگار تھے لیکن دھوکے میں آگئے۔ اس بات کو انہوں نے بڑا چرچا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔ حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی بیٹی ہے اور یہ حضرت ابوبکرصدیقؓ کے بھانجے ہیں اور یہی اس بات کو ہوا دینے والے کہ بھئی کیا بعید ہے۔ جوان لڑکی جوان آدمی باہر سے آئے ہیں جنگلوں سے آئے ہیں رات کا وقت ہے ہو سکتا ہے۔ بس اس قسم کے شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ حضرت عائشہ اس مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کو لے کر قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر گئیں۔ تو وہ بیچاری ماں اس مسطح کی ماں کہیں رات

اندھیرے کا وقت تھا۔ اب یہ جیسے ہمارے گھروں میں فلش ہے یا لیٹرین گھروں میں بنی ہوتی ہیں۔ یہ تو تھیں نہیں باہر ہی جاتے تھے کھیتوں وغیرہ میں۔ کپڑوں میں پاؤں الجھ گیا۔ بیچاری گر پڑی تو اٹھی اور اٹھتے وقت اپنے بیٹے کو' عورتوں سے رہا نہیں جاتا' اپنے بیٹے کو گالی دی۔ اس کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ میرے بیٹے کو شرم نہیں آتی وہ اس لڑکی (عائشہؓ) کے بارے میں کیا باتیں کرتا ہے۔

جب حضرت عائشہؓ نے سنا کہ اس کو گالی دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا وہ تو بدری صحابی ہے۔ تو اس کو برا کیوں کہتی ہے۔ وہ کہنے لگی ہائے تجھے پتہ ہی نہیں وہ تو تیرے بارے میں یہ کہتا ہے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کو پتہ لگا۔ حضرت عائشہؓ پر جیسے پانی پڑ گیا۔ پہاڑ گر گئے۔ اب اللہ کے رسول کی بیوی اتنی عزت والی ایسے لاڈ میں پلی ہوئی اور ایسی عزت کی جگہ پر رہنے والی۔ اب آپ اندازہ کریں کہ اسے جب یہ معلوم ہوا کہ سارے شہر میں میرے بارے میں یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ اب ہوں بھی بچی خیر گھر آگئی۔ گھر آکر اپنی ماں سے کہا اماں یہ کیا بات ہے۔ ماں کہنے لگی بیٹی سوکنیں ایسا کرتی ہی ہیں۔ جو تیری عزت تھی اس گھر میں اللہ کے رسول ﷺ کی نظر میں سوکنیں ایسا کرتی ہیں۔ کسی سوکن کی شرارت ہوگی۔ ابا سے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے' وہ کہنے لگے بیٹی میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اتنے میں اللہ کے رسول ﷺ آگئے۔ اب آپ' نے دیکھو کیا کہا۔ یہ باتیں کوئی ہم نے بنائی ہیں۔ یہ بخاری شریف میں ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کہا۔ ان کنت الممت بذنب اے عائشہؓ! اگر تو نے گناہ کیا ہے۔ اگر تو نے گناہ کیا ہے۔ فاستغفری الی اللہ و توبی الیہ عائشہؓ! استغفار کر' اللہ سے توبہ کر' اللہ تجھے معاف کر دے گا۔

اللہ کے رسول رضی اللہ عنہ آکر حضرت عائشہؓ سے یہ باتیں کہنے لگے۔ حضرت عائشہؓ غصے میں بھری ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ دیکھیں! وہ

ایک عورت آئی ہوئی ہے۔ وہ بھی سن رہی ہوگی۔ وہ کہتی ہوگی کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دل میں بھی شک ہے۔ یعنی میرے بارے آپؐ کے دل میں بھی شک ہے۔ اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا میں کچھ نہیں کہتی میں تو وہی بات کہتی ہوں جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہی تھی۔ جب انہوں نے یہ بات بنائی تھی کہ یوسف علیہ السلام کو تو بھیڑیا کھا گیا۔ اب دل میں تو ان کے یقین تھا کہ میرے بیٹے کو بھیڑیا تو نہیں کھا گیا۔ مجھے خواب یہ دکھایا تھا۔ کہ وہ تخت پر بیٹھے گا۔ اللہ اس کو حکومت دے گا اور اس کو بیٹے اور بھائی سارے باپ اور ماں اور بھائی سجدہ کریں گے۔ خواب اللہ نے یہ دکھایا تھا اور اب یہ کہ بھیڑیا کھا گیا۔ یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ تو انہوں نے کیا کہا تھا۔ ان کی بات پر یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ فصبر جمیل تم جو مرضی کہو میں تمہیں جھوٹا تو ثابت نہیں کر سکتا لیکن میں صبر کر سکتا ہوں۔ واللہ المستعان علی ما تصفون اللہ ہی میری مدد کرے گا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ بات کہی۔

(بخاری: کتاب المغازی، باب حدیث افک عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اللہ کے رسول ﷺ پر وحی اترنی شروع ہوگئی۔ سورہ نور کی آیتیں اترنی شروع ہوگئیں۔ شروع شروع کی آیتیں جن میں یہ سارے مسئلے لعان کے قذف کے یہ سارے مسائل کہ بے خبر پاک عورتیں جن پر اس قسم کا دھبہ لگا دیا جائے۔ ایسے آدمیوں کی کیا سزا ہے۔ تہمت لگانے والوں کی کیا سزا ہے اور پھر اگر واقعہ صحیح ہو تو کیا سزا ہے اور پھر حضرت عائشہؓ کے بارے میں لھم مغفرۃ و رزق کریم یہ عائشہؓ پاک ہے۔ اللہ نے اسکو اولئک مبرؤن مما یقولون (24 النور : 26) عائشہؓ پاک ہے بری ہے لوگ جو بات کہتے ہیں وہ بالکل غلط۔ اللہ نے قرآن میں آیتیں اتار دیں۔ اب جب اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیتیں سنائیں۔ اب حضرت عائشہؓ تو بہت خوش ہوگئی۔ ماں جو حضورؐ کی ساس جو تھی اس کا دل بھی بڑا خوش ہوا کہنے لگی بیٹی

اٹھ بیٹی اللہ کے رسول ﷺ کا شکریہ ادا کر۔ اب دیکھو توحید حضرت عائشہؓ کہنے لگی۔ میں ان کا شکریہ ادا کروں یہ مجھ پر شک کرتے تھے اور کہتے تھے اگر تو نے گناہ کیا ہے تو توبہ کر لے۔ میں شکریہ اس اللہ کا ادا کرتی ہوں۔ جو عالم الغیب ہے۔ جسے پتہ تھا کہ میں سچی ہوں اور جس نے میری برءت کی آیتیں قرآن میں اتار دی ہیں اور رہتی دنیا تک لوگ قرآن پڑھیں گے اور یقین کریں گے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پاک تھی اور صاف تھی۔ میں ان کا شکریہ ادا نہیں کرتی۔ (صحیح بخاری: کتاب المغازی' باب حدیث افک عن ام رومان رضی اللہ عنہا)

اب دیکھو! لوگ ہمیں کہتے ہیں یہ بڑے گستاخ ہیں یہ بڑے بے ادب ہیں۔ اب حضرت عائشہؓ کو کیا کہیں گے۔ ارے بھائی! اسی لیے تو ہم کہتے ہیں۔ یقین جانو صحابہ بھی اہل حدیث تھے۔ صحابہ اہل حدیث تھے سو انکی بیویاں بھی اہل حدیث تھیں۔ امام اہل حدیث تھے۔ سارے تابعین' تبع تابعین اہل حدیث تھے۔ ان کا مذہب کیا تھا۔ وہ ان اماموں کو کیا مانتے تھے۔ صحابہ کس کو مانتے تھے۔ قرآن و حدیث کو مانتے تھے اور آج ہم یہی دعوت لوگوں کو دیتے ہیں کہ لوگو! قرآن و حدیث کو مانو۔

دیکھ لو! حضرت عائشہؓ نے اب اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی توہین کی ہے۔ ماں نے کہا کہ اٹھ کر اللہ کے رسول ﷺ کا شکریہ ادا کر۔ حضرت عائشہ نے کیا کہا نہیں شکریے کے لائق اللہ کی ذات ہے۔ جس نے مجھے بری کیا ہے جو عالم الغیب ہے یہ تو دھوکے میں آ گئے تھے۔ یہ تو منافقوں کی باتوں میں آگئے تھے۔ اور مجھ پر شبہ کرنے لگ گئے تھے اور مجھے کہہ رہے تھے و ان کنت الممت بذنب فتوبی الی اللہ واستغفری تو توبہ کر اور استغفار کر یہ تو مجھ سے یہ کہہ رہے تھے۔ میں شکریہ اس اللہ کا ادا کرتی ہوں۔ دیکھو کتنا ایمان ہے اللہ ۔ کتنی پہچان ہے اللہ کی کہ اللہ کون ہے۔

میرے بھائیو! یہ اللہ کی صفات ہیں کہ اللہ عالم الغیب ہے اور جب اللہ کی صفات میں خلل پڑتا ہے تو مذہب بگڑتے ہیں۔ اب دیکھ لو بریلویوں کے ساتھ ہمارا کیا جھگڑا ہے کہ اللہ کے رسول مختار کل۔ مختار کل کے معانی کیا ہیں؟ جو چاہیں کریں۔ ہم کہتے ہیں نہیں' نہیں توبہ' توبہ مختار کل اللہ ہے جو چاہے کرلے۔ یہ صرف اللہ کی شان ہے۔ کوئی خدا کے سوا ایسا نہیں کہ جو چاہے کرلے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ عالم الغیب تھے۔ آپؐ کو علم غیب تھا۔ ہم کہتے ہیں توبہ توبہ علم غیب صرف اللہ کو۔ اللہ کے سوا کسی کو علم الغیب نہیں ہوسکتا۔ قادر' قدیر' قدرتیں رکھنے والا صرف اللہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی قادر' قدیر نہیں ہے جو چاہے وہ ہو یہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ حاضروناظر اللہ ہے۔ اللہ کو پتہ ہے ہر چیز کا کہ کہاں موجود ہے۔ ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ تو یہ صفتیں اللہ کی ہیں۔ لیکن دیکھ لو ہمارے بریلوی بھائی کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ حاضر ناظر بھی ہیں' اللہ کے رسول ﷺ عالم الغیب بھی ہیں' اللہ کے رسول مختار کل بھی ہیں۔ جو صفات اللہ کی ہیں وہ ہمارے بھائیوں نے اپنے پیروں کی یا اللہ کے رسول ﷺ کی بنا دیں۔ اب کیا ہو گیا؟ ایک فرقہ علیحدہ بن گیا اور ان کے ایمان والا معاملہ صاف ہو گیا' ایمان بالکل برباد ہوگیا۔ اس لئے قرآن مجید میں اللہ اپنا تعارف کرواتا ہے۔

میرے بھائیو! قرآن پڑھنے کا فائدہ بھی یہی ہے کہ جو قرآن کو پڑھتا ہے اور قرآن کو سمجھتا ہے۔ اس کا عقیدہ بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اب دیکھو آیت الکرسی۔ آیت الکرسی کی کیا شان ہے اور بالکل صحیح روایت ہے۔ کہ نماز کے بعد آدمی کسی سے بات کرنے سے پہلے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے۔ اسکے جنت میں جانے میں صرف موت رکاوٹ ہے۔ جونہی فوت ہوگیا۔ جنت کا راستہ کھلا ہوگا اور اس کی جنت اسکی آنکھوں کے سامنے ہو گی۔

کیوں؟ کیونکہ آیت الکرسی میں اللہ کا صحیح تعارف ہے۔ اللہ کی صفتیں ہیں

اور اگر وہ صفتیں آدمی مان لے۔ ان پر یقین پیدا کر لے دل سے ان کو تسلیم کر لے۔ تو سمجھو کہ اللہ پر ایمان صحیح ہو گیا اور جب اللہ پر ایمان صحیح ہو گیا۔ تو ساری زندگی بدل گئی۔ اللہ لا الہ الا ھوالحی القیوم اللہ کون ہے؟ اسکا دعوی یہ ہے کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں اس کا یہ دعوی کیوں ہے۔ الحی القیوم وہ ایسا زندہ ہے۔ جس کو موت کبھی نہیں آئے گی اور باقی جتنے بھی ہیں ان کو سب کو موت ہے اب دیکھ لو آدم علیہ السلام سے لیکر انسانوں کا سلسلہ یہ تو آپ مانتے ہی ہیں سب سے افضل مخلوق انسان ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک انسان جتنے بھی ہوں گے سب نے مرنا ہے۔ کچھ مر چکے ہیں کچھ مر جائیں گے' کچھ پیدا ہو چکے' کچھ پیدا ہوں گے' قیامت آئے گی جتنے انسان ہیں سب فوت ہو جائیں گے کوئی انسان باقی نہیں رہے گا۔ آدم علیہ السلام فوت ہو گئے۔ ابراہیم علیہ السلام فوت ہو گئے۔

موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام ایک قیامت کی نشانی ہیں آسمانوں پر زندہ ہیں۔ اتریں گے زمین پر آئیں گے۔ یہاں شادی کریں گے اولاد ہو گی۔ فوت ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں چار قبروں کی جگہ ہے تین دفن ہو چکے ہیں۔ حضورؐ کی قبر ہے وہاں حضرت ابوبکرؓ کی قبر ہے اور حضرت عمرؓ کی قبر ہے۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور بنے گی۔ چار قبروں کی جگہ ہے۔ جب وہ آئیں تو ان کو فوت ہونے کے بعد وہاں دفن کیا جائیگا اور آپؐ نے فرمایا جب قیامت قائم ہو جائے گی۔ لوگ قبروں سے اٹھیں گے' میں اور عیسیٰ علیہ السلام درمیان میں ہوں گے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ہماری سائیڈوں پر ہوں گے۔ ہم چاروں وہاں سے اٹھیں گے۔ اور مدینے والوں کو لیں گے وہ ہمارے ساتھ ملیں گے۔ پھر اس کے بعد مکے والے ہمارے ساتھ ملیں گے اور بھی ہمارے ساتھ ملیں گے۔ ہم سب میدان محشر میں اکٹھے ہو جائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام پر بھی

موت آئیگی جب اللہ کے رسول ﷺ پر بھی موت آگئی۔ آپؐ فوت ہو گئے تو اس کے معانی کیا ہوئے کہ مخلوقات میں سب سے بہتر انسان پر بھی موت آتی ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں جس پر موت نہ آئے۔ (رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء' مشکوۃ کتاب الفتن باب نزول عیسی علیہ السلام الفصل الثالث عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

فرشتے بھی مریں گے۔ حتیٰ کہ ملک الموت جو موت کا فرشتہ ہے اس پر بھی موت آئے گی۔ جبرائیل علیہ السلام پر بھی موت آئے گی۔ اسرافیل علیہ السلام میکائیلؑ ہر فرشتہ جو ہے اس پر موت آئے گی۔ خدا ان کو پھر زندہ کرے گا۔ جیسے خدا انسانوں کو زندہ کرے گا۔ وہ اب زندہ ہیں۔ ہم زندہ ہیں۔ لیکن کل کو ہمارا نام و نشان بھی نہیں ہو گا اور اللہ الحی کیسا زندہ ہے۔ زندہ تھا زندہ ہے زندہ رہے گا۔ کبھی زوال نہیں۔ اللہ کے لیے موت نہیں۔ موت تو دور کی بات ہے اللہ کے لیے نیند نہیں اللہ کے لیے اونگھ نہیں۔ کیوں' یہ کمزوری کی علامتیں ہیں۔ موت کا آنا' نیند کا آنا' اونگھ کا آنا جو ایسا ہو۔ اب دیکھو جی اوھو میری آنکھ لگ گئی میری نماز رہ گئی۔ اب اندازہ کریں۔ مسلم شریف اٹھائیں حدیث کی صحیح کتاب بخاری شریف اٹھائیں حدیث کی صحیح کتاب مشکوۃ شریف میں بھی یہ حدیثیں موجود ہیں۔ اللہ کے رسولؐ خیبر سے آرہے ہیں اور صحابہ کی پوری فوج ساتھ ہے۔ خیبر میں جنگ کے دن کے تھکے ہوئے پھر رات کا سفر کیا۔ جب پچھلی رات ہوئی تو ایک جگہ اچھی آئی پڑاؤ والی' صحابہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہیں نماز پڑھیں گے۔ یہیں تھوڑی دیر ذرا(Rest) کرلیں آرام کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر ہم نے یہاں آرام کیا تو ہماری نماز رہ جائے گی۔ کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔ سونے کا وقت نہیں ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپؐ لوگ بے شک آرام سے سو جائیں میں جاگتا رہوں گا۔ میں وقت پر اذان دوں گا اور سب کو اٹھا دوں گا۔ اچھا بھئی ٹھیک

ہے۔ سارے بے فکر ہو کر سو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ وضو کر کے نفل پڑھنے لگ گئے۔ نفل پڑھتے رہے۔ جب دیکھا کہ اب بالکل اذان کا وقت ہونے کو ہے تو ذرا ستانے کے لیے اونٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ جیسے ہم گاڑی میں سیٹ پر بیٹھتے ہیں۔ لیکن ایسی آنکھ لگی آخر وہ بھی آدمی تھے سارے دن کے تھکے ہوئے ایسی آنکھ لگی کہ سورج نکل آیا۔ سورج کی دھوپ نے اٹھایا۔ اللہ کے رسولؐ بھی سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ بھی سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی پڑے ہیں۔ سارے سوئے پڑے ہیں۔ اب دیکھ لو کوئی بریلوی رہ سکتا ہے۔ اگر کوئی آدمی دل سے قرآن حدیث پڑھے تو یعنی یہ کوئی بناوٹ کی بات ہے؟ کوئی توہین کی بات ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے آنکھ کھلی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بلال یہ کیا ہو گیا۔ حضرت بلالؓ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر آدمی ہوں اور اس پر اللہ ناراض نہیں ہوتا۔ (رواہ مسلم و مالک' مشکوۃ: کتاب الصلاۃ باب تاخیر الاذان)

یاد رکھو آدمی کام چور نہ ہو نمازوں کا چور نہ ہو۔ پھر اتفاق سے اس کی آنکھ نہ کھلے جس وقت وہ اٹھ کر نماز پڑھے گا۔ خدا اس کو پورا ثواب دے گا۔ کہ یہ میرا بندہ ہے۔ یہ تو لیٹ ہونے والا ہے ہی نہیں۔ یہ تو اتفاق سے ہو گیا ہے انسان ہے، میں اس کی کمزوریوں کو جانتا ہوں۔ میں اس کا ثواب کم نہیں کروں گا۔ تسلط ہو گیا ہے۔ یہ حدیث کے لفظ ہیں۔ یہاں شیطان کا تسلط ہو گیا ہے کہ ہماری آنکھ نہیں کھلی اس جگہ کو چھوڑو یہاں سے چلو۔ اس جگہ سے مارچ کی آگے چلے گئے۔ آگے کچھ فاصلے پر جا کر پڑاؤ کیا۔ پھر وہاں جا کر اذان دلوائی۔ سب نے سنتیں پڑھیں اور پھر آپؐ نے سورج نکلا ہوا ہے آپ نے جماعت کروائی۔ اب دیکھ لو کون کون ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ' حضرت عثمانؓ بھی ہیں اور سب سے اونچی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں۔

اور بالکل اسی طرح کا واقعہ جب کہ آپؐ مدینے ، مکے کو آرہے تھے۔

اس وقت بھی راستے میں ایسا ہوا۔ تو یہ اللہ کے رسول ہیں اور ادھر اللہ کیا کہتا ہے۔ آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم اللہ کون ہے حی ہے زندہ ہے۔ زندہ کیسا؟ لا تاخذہ سنتہ ولا نوم جس کے لیے موت تو درکنار اس کے لئے نہ اونگھ ہے اور نہ نیند۔ لیکن دیکھ لو اللہ کے رسول ﷺ نماز کے کتنے پابند' کتنے شائق' نماز کا کتنا خیال رکھنے والے' سورج نکل آیا اور صبح کی نماز ابھی پڑھنی ہے۔ دھوپ نے ان کو اٹھایا ہے۔ وہ بھی انسان تھے اور اللہ کے لیے یہ بات نہیں ہے۔ کہ اللہ اونگھ جاتا ہے اللہ سو جاتا ہے۔ جی اللہ سویا ہوا ہے اب دعا کا نہ مانگو۔ ذرا ٹھہر کر مانگنا ذرا اٹھ کھڑا ہو۔ "ناں" کسی وقت مانگو اس سے وہ ہر وقت دیکھتا ہے۔ وہ ہر وقت جاگتا ہے۔ کسی وقت اس کے لیے کمزوری کسی وقت اس کے لیے اونگھ' نیند کوئی زوال کا نام و نشان نہیں اور پھر اللہ میرا معاف کرے۔

اللہ کے لیے کوئی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسکے پاس خزانوں میں کمی ہے۔ بعض دفعہ ہم جاتے ہیں۔ بھئی بات تو ٹھیک ہے لیکن فنڈز ختم ہو گئے۔ اب خزانے میں پیسہ نہیں ہے۔ اب نیا بجٹ آئے گا تو پھر (Sanction) کریں گے۔ اگلے بجٹ پر ذرا اسکو چھوڑ دیں۔ اللہ فرماتا ہے۔ وان من شئی الا عندنا خزائنہ تمھیں تو یہ یورینیم یہ دھات جس سے ایٹم بم بنتا ہے۔ کہیں مل جائے تو تم اچھلتے ہو کہ جی یورینیم مل گئی۔ یہ ملک بڑا امیر ہے اسکو یورینیم مل گئی ہے۔ فرمایا وان من شئی الا عندنا خزائنہ (15 : الحجر: 21) ہمارے پاس ہر قسم کا خزانہ ہے۔ ہم تمھاری ضرورتوں کے لحاظ سے اس کی (Distribution) کرتے ہیں۔ اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ کسی کو تانبا دے دیا کسی کو لوہا دے دیا۔ کسی کو یورینیم دے دیا کسی کو پلاٹینم دے دیا کسی کو کچھ کسی کو کچھ دے دیا۔ لیکن اللہ کے پاس سب کچھ ہے اور وافر ہے جتنا کوئی چاہے اسکے پاس موجود ہے اور کبھی اسکے خزانوں میں کمی نہیں آتی۔ یہ اللہ کی شان ہے اب جب یہ

اللہ کی صفتیں ہوں گی اور ان پر بندے کا ایمان ہو گا تو پھر وہ کبھی مزار پر جاکر کہے گا دے دے؟ سوچو' جو اللہ کو مانتا ہو گا جو اللہ کو پہنچانتا ہو گا وہ کبھی کسی مردے کے پاس جائے گا اور جاکر پھر کہے گا کہ مجھے لڑکا دے دے۔ مقدمے میں میرا کام کردے کوئی اور میری مصیبت دور کر دے۔

تو انسان جب قرآن پڑھے۔ میرے بھائیو! قرآن کس کے پاس سے آیا ہے۔ قرآن کسی کے دماغ کی اپج نہیں ہے۔ قرآن کسی کے ذہن کی پیداوار نہیں ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ یسمعون کلام الله (2 : البقرة : 75) قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کو پڑھنے سے آدمی کو اللہ کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے۔ اس کا ایمان درست ہوتا ہے اور جب کسی کا ایمان درست ہوجائے۔ تو پھر اسکے اعمال بھی درست ہو جاتے ہیں اور جب ایمان اور اعمال سیٹ ہو گئے۔ بندہ اللہ کا دوست ہو گیا تو پھر وہ کامیاب ہی کامیاب ہے اور یہی ذلک الفوز العظیم (9 : التوبه: 72) یہ بڑی کامیابی ہے کہ جس کا ایمان بھی درست ہو جائے اور اس کے اعمال بھی درست ہو جائیں اور پھر جب انسان قرآن مجید پڑھتا ہے تو اللہ اس کے لئے کئی انداز سے قرآن مجید میں چیزیں بیان کرتا ہے۔

اب موسی علیہ السلام کی ماں دیکھیے دنیا میں سینکڑوں واقعات ایسے ہوتے ہیں۔ اب ایک واقعہ اللہ نے قرآن میں بیان کیا۔ موسیٰؑ کا کہ فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا۔ اس کو کسی نے یہ وہم ڈال دیا خواب آیا۔ اس نے تعبیر پوچھی کسی نے بتایا کہ ان میں سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا۔ جو تیرا بیج مار دے گا۔ تیرا صفایا کر دے گا اس نے کہا اچھا میں پیدا ہی نہیں ہونے دوں گا۔ جو پیدا ہو گا میں صاف کرتا جاؤں گا۔ چنانچہ پہرے لگا دیئے۔ سپاہیوں کی ڈیوٹی لگا دی۔ کہ نگرانی کرو جو بچہ بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہو اس کو صاف کردو۔ چنانچہ جونہی کوئی عورت حاملہ ہوتی اور یہ رپورٹ پہنچ جاتی۔ جیسے کسی

نے فصل بوئی۔ حلقے کا پٹواری پہنچ جاتا ہے۔ پہلے سے ہی باقاعدہ اس کی نشان دہی کہ یہ کتنی فصل ہوگی۔ اس پر لگان لگاتا ہے۔ اس سے مالیہ لیتا ہے۔ یہ وہ رپورٹیں ہوتی ہیں۔ تو حمل کی باقاعدہ رپورٹ پہنچتی۔ جب دن پورے ہوگئے۔ تو سرکاری دائیوں کے ذریعے نگرانی ہوتی۔ کہ فلاں عورت حاملہ ہے۔ اب ڈیلوری (Delivery) ہو رہی ہے۔ بچہ پیدا ہوگیا۔ جوں ہی لڑکا پیدا ہوا۔ سپاہی ظالم آئے چھری پھیر گئے۔ کہ لے لو تمہارا بچہ قتل معاف۔ اگر لڑکی ہے زندہ چھوڑ دیا کہ اسے پالو ہمارے کام آئے گی۔ تم غلام قوم ہو ہم اس لڑکی سے کام لیں گے۔ بیگار کا کام لیں گے۔ غلامی تھی۔ زندگی خراب تھی۔ ہوتا رہا اسی طرح سے' ہوتا رہا اسی طرح سے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے۔ کہ دیکھو میں کون ہوں اللہ نے اپنا تعارف کروایا ہے۔ ان اللہ بالغ امرہ (65 : الطلاق : 3) ادھر یہ دنیا کے واقعات حکومت ایک کام نہیں کرنے دینا چاہتی ہے کہ یہ نہیں ہوگا۔ فرعون یہ فیصلہ کیے ہوئے ہے۔ کہ لڑکا بنی اسرائیل میں نہیں پیدا ہوگا۔ اللہ کہتا ہے۔ میں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے۔ ان اللہ بالغ امرہ (کہ میں جو کام کرنا چاہتا ہوں میں کرکے چھوڑتا ہوں۔ خواہ کچھ ہو جائے۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین○ ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامٰن وجنودھما منھم ما کانو یحذرون (28 : القصص : 5-6)

ہم نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ فرعون جو خدائی کا دعوی کرتا ہے۔ ہم بنی اسرائیل سے اسکو چت مروائیں گے۔ ہم نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا اور میری شان کیا ہے۔ ان اللہ بالغ امرہ میں نے جو کام کرنا ہوتا ہے کرکے چھوڑتا ہوں کوئی میرا مزاحم نہیں ہو سکتا۔ کوئی میرے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتا اور پھر واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون (12 : یوسف : 21) لوگو! اللہ پر ایمان لایا کرو اللہ اپنے ہر کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو

جانتے ہی نہیں۔ اسی لیے اب دیکھو ناں ہم حرام کیوں کھاتے ہیں۔ ہم رشوت کیوں نہیں چھوڑتے۔ ہم حرام کی کمائیوں کی طرف دوڑ دوڑ کر کیوں جاتے ہیں۔ اے جی مولوی صاحب گزارہ کس طرح کریں۔ اب اسکے معانی ہو گئے کہ حلال طریقے سے اللہ دے نہیں سکتا۔ جب تک ہم حرام سے نہ لیں اگر حرام میں ہاتھ نہ ماریں۔ حلال سے اللہ دے نہیں سکتا۔ اللہ قرآن میں کیا کہتا ہے۔ واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون میں اپنے ہر کام میں غالب ہوں۔ لوگوں کا ایمان نہیں' میں تو جو کرنا چاہتا ہوں کرکے چھوڑتا ہوں۔ اچھا اب پھر ہوا کیا موسیٰؑ کی ماں حاملہ۔ اللہ نے موسیٰؑ کو پیدا کرنا تھا۔ بچہ پیدا ہو گیا۔ بالکل دن قریب آئے۔ اب موسیٰؑ کی ماں ڈر رہی ہے۔ کہ جیسے سپاہی آتے ہیں اور آکر سپاہی چھری پھیر جاتے ہیں۔ اسکا بھی یہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰؑ کی ماں سے (Contact) کیا۔ ولوحینا الی ام موسی ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو ڈائریکٹ وحی کردی۔ کہ دیکھ ڈرنا نہیں۔ ہم ایک بات پر تلے ہوئے ہیں اور ہم وہ کام کرکے چھوڑیں گے۔ گھبرانا نہیں۔ یعنی اللہ نے پردہ ڈال دیا کہ یعنی حمل ہے اور پتہ ہی نہیں لگنے دیا کسی کو۔ پیٹ ہی نہیں بڑھنے دیا۔ کسی کو پتہ ہی نہیں لگنے دیا کہ پیٹ میں بچہ ہے کہ نہیں۔ وقت گزرتا گیا وقت گزرتا گیا۔ آخر جب بچہ ہو گیا۔ تو بچہ کسی سے چھپ تو نہیں سکتا۔ پھر پتہ لگنا ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے پہلے سے اسے کہہ دیا۔ ایک صندوق بنالے صندوق بنا کر رکھ لے۔ ڈرنا بالکل نہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہ۔ جب تو خطرہ محسوس کرے کہ ڈاکو آگئے۔ ظالم حکومت کے کارندے آگئے۔ بچے کو صندوق میں ڈال کر نہر میں ڈال دے۔ ولوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی ان ارضعیہ اسکو دودھ پلاتی رہ فاذا خفت علیہ جب تجھے ڈر لگے کہ اب آکر قتل کردیں گے۔ لوگوں کو پتہ تو لگ ہی گیا ہے۔ تو پھر اس کو صندوق میں ڈال

دے اور اس کو پانی میں بہا دے۔ پھر میں جانوں میرا کام جانے۔ ہم خود اسکی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ موسیٰؑ کی ماں نے یہ کیا دل نہیں چاہتا تھا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے دل پر پٹی باندھی ان کادت لتبدی بہ لو لا ان ربطنا علی قلبھا (28 : القصص : ع - 13) اگر میں اس کے دل پر صبر کی پٹی نہ باندھتا۔ وہ شور مچا دیتی کہ بچہ میرا جارہا ہے۔ ماں کب صبر کرتی ہے دیکھو اللہ نے کتنی باریک باریک باتیں بیان کی ہیں۔ تاکہ لوگوں کو اللہ کا تعارف ہو۔ فرمایا ہم نے ماں کو یہ صبر دیا۔ وان کادت لتبدی بہ وہ قریب تھی کہ شور مچا دیتی اپنے اس بچے کو ضائع کر دیتی کہ یہ میرا بچہ جارہا ہے۔ لو لا ان ربطنا علی قلبھا اگر ہم اس کے دل پر صبر کی پٹی نہ باندھ دیتے۔ لیکن اللہ نے اس کو صبر دیا اور بچے کو اس نے بہا دیا۔ اور پھر چھوٹی بہن جو تھی ان کی اس کو پیچھے پیچھے بھیج دیا کہ یہ صندوق نہر میں جارہا ہے۔ تو بیٹی جا اور دیکھ یہ صندوق کدھر کو جارہا ہے۔ اب وہ نہر جو تھی وہ سیدھی فرعون کے محلوں کو جاتی تھی۔ اللہ نے اس صندوق کا رخ سیدھا فرعون کے محلوں کی طرف کر دیا اور موسیٰؑ کی بہن قصیہ فبصرت بہ عن جنب وھم لا یشعرون اللہ نے موسیٰؑ کی بہن کا نقشہ بھی کھینچا ہے۔ کہ وہ جا رہی تھی ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے جا رہی تھی اور کن انکھیوں سے یوں دیکھ رہی تھی کہ صندوق کدھر جارہا ہے اور کیسے جا رہا ہے اور کدھر کو مڑ رہا ہے۔ کسی کو یہ شک بھی نہ پڑے کہ یہ لڑکی پیچھے پیچھے دیکھ رہی ہے اور لڑکی دیکھتی بھی ہے کہ صندوق کدھر جا رہا ہے۔ اب جب دیکھا کہ وہ صندوق جو ہے فالتقطہ آل فرعون جب عین فرعون کے محلوں پر جو نہروں پر بنے ہوئے تھے۔ جب وہاں پہنچ گیا۔ اس کے کارندوں نے اس کے نوکروں نے وہ صندوق پکڑ لیا۔ اللہ نے گھر پہنچا دیا۔ بچہ بڑا ہو کر موسیٰؑ جیسا پیغمبر، پیغمبروں کی اولاد پیغمبر بننے والا۔ اب ظاہر ہے کہ اس کا حسن اسکی معصومیت اس کی جاذبیت اسکی کشش جو اس میں دل کشی ہو گی اس کے کیا کہنے۔ جو دیکھے وہی لٹو

ہو جائے۔ تو فرعون بڑا گھاگ تھا کہنے لگا یہ کسی بنی اسرائیل کی شرارت ہے۔ انہوں نے ڈر کے مارے اپنے بچے کو پھینکا ہے۔ لیکن اللہ نے اپنے وکیل ساتھ ہی چھوڑ رکھے تھے۔ بیوی کہنے لگی پتہ نہیں کدھر سے آیا ہے۔ اولاد میرے نہیں۔ شاید ہمیں یہ فائدہ دے۔ میں اسکو بچہ بنالوں گی۔ میں پال لوں گی۔ چھوڑ وہم ہی ہیں کہ یہ ہو جائے گا۔ وہ ہو جائے گا۔ اللہ نے ان کے گھر پہنچا دیا۔ بچی نے آکر ماں کو بتادیا کہ اماں اب ڈرنا ہے تو ڈر لے اور اگر خوش ہونا ہے تو خوش ہو لے۔ بچہ تو دشمن کے ہاتھ میں چلا گیا۔ پہلے تو سپاہیوں کا ڈر تھا اب دشمن کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اب اللہ کا کمال دیکھئے۔ بچے کو پال دیتا کوئی اور' دودھ پلا دیتی کوئی اور لیکن مزا نہ آتا۔

اب اللہ تعالی قرآن میں بیان فرماتے ہیں۔ تو اب فرعون کو یہ فکر ہوئی کہ بچے کو کوئی دودھ پلائے۔ تاکہ میں اسکے سپرد کردوں۔ انائیں بلائیں دائیں بلائیں۔ لیکن موسیٰ نے وحرمنا علیه مراضع منہ ہی نہیں کھولا کہ کسی کا پستان منہ میں لے لے اور دودھ پی لے۔ کیوں دیکھو' اللہ اکبر.... اللہ صاحب ارادہ ہے۔ اللہ ارادے والا ہے اللہ تدبیروں والا ہے۔ اللہ حکمتوں والا ہے۔ اللہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں بیان کیا کہ ہم نے سب دائیوں کا دودھ موسیٰ پر حرام کر دیا۔ کہ نہیں تجھے تیری ماں کا ہی دودھ پلانا ہے۔ اب ایک بلا دو بلا تیسری بلا۔ جو بھی آئے۔ موسیٰ منہ ہی نہیں کھولتے۔ اب کیا علاج ہو۔ وہ جو موسی علیہ السلام کی بہن پیچھے پیچھے گئی تھی۔ اماں نے بھیج دیا ہوگا۔ بیٹی جا' جا کر دیکھ' ہوتا ہے کیا؟ وہ بھی اس مجمعے میں چلی گئی۔ محل میں وہ جو اتنا شور وہاں پڑا تھا۔ عورتیں بچے سارے جمع تھے۔ وہ بھی وہاں تھی۔ اب جب کسی کا دودھ نہیں پیتا۔ سارے ناامید ہو گئے۔ وہ کہنے لگی اگر آپ کہیں تو میں آپ کو ایک عورت بتاتی ہوں ہمارے محلے میں ہے اس کا دودھ ہر کوئی پی لیتا ہے۔

دیکھو اللہ کے کام کس طرح سے خدا کام کرواتا ہے۔ اب بھلا کوئی ٹوہ لگانے والا ہوتا تو وہ فورا دیکھتا کہ یہ بچی کس کی ہے اور پتہ کیا ہے۔ پھر یہ ہے کہ اس کا ڈاکٹری معائنہ کرواتے کہ وہ تو زچگی کی حالت میں ہوگی۔ تازہ تازہ بچہ پیدا ہوا ہوگا۔ سارا کیس (Trace) ہو جاتا سارے کیس کا پتہ لگ جاتا لیکن نہیں۔ اللہ نے ایسا پردہ ڈالا کہ اچھا بلاؤ بلاؤ اس دائی کو۔ موسیٰؑ کی بہن گئی اماں کو بلا کر لے آئی۔ اماں چلی' آ گئی۔ فرعون نے بچہ دیا۔ بچہ جونہی ماں کی گود میں آیا اس طرح سے دودھ پینے لگ گیا بچی ماں تھی' اسکی ماں تھی۔ فورا دودھ پینے لگ گیا۔ اب کیا ہو گیا سرکاری کوٹھی سرکاری وظیفہ خرچہ سرکاری اور موسیٰؑ پل رہے ہیں اور جس کے ہاتھ سے خدا نے مرواتا ہے۔ اسی کی پرورش فرعون کر رہا ہے اور اللہ نے کیا کہا واصبح فواد ام موسی فارغا جب بچہ نکل گیا۔ موسیٰؑ کی ماں کا دل بالکل خالی ہوگیا۔ ہائے میرا بچہ گیا اب پتہ نہیں کیا بنے گا۔ ہم نے اسکے دل پر پٹی باندھی اور پھر اس طرح سے فرددنٰہ الی امہ ہم نے یہ چال کی فرددنٰہ الی امہ بچہ ماں کو لوٹا کر واپس کر دیا کہ کی تقرعینہا تاکہ ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ اگر کسی اور عورت کو بچہ ملتا بے شک وہ اسکو اچھی طرح سے پالتی دودھ پلاتی لیکن موسیٰؑ کی ماں تو تڑپتی رہتی ناں۔ فرددنٰہ الی امہ ہم نے بچہ اسکی ماں کو واپس کروایا۔ کی تقر عینہا تاکہ اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے۔ ولا تحزن اس کو غم نہ رہے۔ ولتعلم اس کو یقین ہو جائے۔ ان وعد اللہ حق کہ اللہ کے وعدے سچے ہوتے ہیں۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون لیکن لوگ ہی اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔

جن کو اللہ کی معرفت نہیں ہے وہ کہتے ہیں دیکھو جی اگر ہم حرام نہیں کمائیں گے کھائیں گے کہاں سے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اللہ زندہ ہے وہ دیکھتا ہے وہ میری مجبوریوں کو جانتا ہے۔ میں ڈر جاؤں میں حرام کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤں۔ چند دن کی دیر ہے اللہ ضرور حلال دے گا۔ اللہ برکت کرے گا۔ میں

حرام کی طرف پیش قدمی نہ کروں۔ لیکن کوئی پرواہ نہیں۔ سو اللہ تعالی نے یہ کیا اور نتیجہ کیا نکالا۔ لن وعد اللہ حق یہ دکھانے کے لیے کہ موسیٰ کی والدہ کو یہ پتہ لگ جائے کہ اللہ کے وعدے بھی سچے ہیں اور اللہ جو کرنا چاہتا ہے۔ اس پر اللہ قادر اور قدیر ہے۔

سو میرے بھائیو! ہم نماز پڑھتے ہیں ہم جمعہ پڑھتے ہیں۔ اگر پھر بھی ہمارے لیے اللہ والی کھڑکی بند ہی رہے۔ اللہ کا یقین پیدا نہ ہو اللہ کی طرف سے ہمیں تسلی نہ ہو۔ اللہ سے ہمیں محبت نہ ہو اور اللہ ہمیں قریب نظر نہ آئے۔ تو پھر کیا ہماری نمازوں کا فائدہ کیا ہمارے جمعوں کا فائدہ۔ ہمیں اللہ کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے اور یقین جانیں نماز کی لذت بھی اسی وقت آتی ہے۔ روزے کا مزہ بھی اسی وقت ہی آتا ہے۔ اور حج کا فائدہ بھی اسی وقت پہنچتا ہے جب کہ آدمی اللہ کو پہنچانتا ہو۔ کیونکہ یہ جتنے فرائض اور ارکان دین ہیں یہ سب کے سب (Exercises) ہیں یہ ساری پریکٹسیں ہیں انسان کو اللہ کے قریب کرنے کے لیے اللہ کے ساتھ ملنے کے کیلئے کہ بندے کے دل میں اللہ کا صحیح یقین پیدا ہو جائے۔

تو اس لیے اب رمضان شریف بھی آرہا ہے اس کے لیے تیاری کرنی چاہیے' تیاری کرنے کے لیے قرآن مجید با ترجمہ پڑھنے کی سمجھنے کی کوشش کریں اپنی کمائی کو دیکھیں اور اس کا جائزہ لیں حرام کمائی والا۔ میں آپ سے کیا عرض کروں لوگ ہمارے بارے میں پہلے ہی کہتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ لوگو! ڈھیلے ڈھیلے لوگوں کے پیچھے نمازیں نہ پڑھا کرو یہ دیوبندی ڈھیلا مذہب ہے۔ چولیں ہلی ہوئی ہیں۔ وہ اسلام نہیں ہے جو محمد ﷺ طے کر گئے تھے۔ دیکھ لیں سوچ لیں میں کوئی بغض کی بات نہیں کر رہا۔ انتشار کی بات نہیں کر رہا سمجھنے کی بات ہے۔ جب اللہ کے رسول گئے تھے تو دین کیا تھا۔ قرآن اور حدیث تھا۔ کیا اور کوئی تھا حنفی بنتا پھر دیوبندی اور بریلوی بنتا کوئی نہیں لیکن آج دیکھ لو

اب کیا بن گئے لوگ' کوئی کچھ بن گیا کوئی کچھ بن گیا' مسلکے بدل گئے مسلکے گئے۔ لائنیں بدل گئیں عقیدے بدل گئے سب کچھ علیحدہ علیحدہ ہو گیا۔ اور پھر اب سب ٹھیک یہ بھی ٹھیک وہ بھی ٹھیک۔ میری سمجھ میں نہیں آتا

انسان اپنی نگاہ سے تھوڑا سا خم ہو تھوڑی سی ٹیڑھ ہو فورا دیکھ لیتا ہے کہ یہ (Piller) سیدھا نہیں۔ یہ ستون (Piller) سیدھا نہیں دور سے ہی نظر آتا ہے۔ یہ پلر ٹھیک نہیں ہے یہ دیوار ٹھیک نہیں ہے اور پھر ادھر اتنا فرق عقائد کا اتنا فرق مسائل کا اتنا فرق اعمال کا اور پھر بھی "ایک ہی ہیں" کوئی فرق نہیں ہے۔ جب ہم یہ بات کہتے ہیں۔ کہ ایک خالص موحد آدمی کو' قرآن و حدیث کے پابند کو' جس کا مشن جس کا مذہب جس کا دین یہ ہو کہ خالص محمد ﷺ کی پیروی ہو۔ اس کو کسی دیوبندی کسی بریلوی کسی شیعہ کے پیچھے کبھی ایسے کو اپنا امام نہیں بنانا چاہیے۔ اس سے بہتر ہے کہ اکیلا نماز پڑھ لے اپنی بیوی کو پیچھے کھڑا کرے اپنے بچے کو پیچھے کھڑا کرے اور نماز اکیلے پڑھے' بجائے اس کے کہ ایسے کو اپنا امام بنالے جو راستے سے ہٹ گیا ہے۔ جو ٹیڑھا چلا گیا ہے جس کا مذہب غلط ہے۔ جس کا راستہ صحیح نہیں تو لوگ کہتے ہیں یہ بڑے تشدد والے ہیں یہ بڑا متشدد ہے۔

تو اب آپ سوچیں کیا یہ بات تشدد کی ہے کہ اسلام جب صراط مستقیم ہے جتنے آپ بیٹھے ہوئے ہیں سب پڑھے لکھے آدمی ہیں سب سمجھتے ہیں اهدنا الصراط المستقیم (1: الفاتحة: 5) صراط مستقیم سے کیا مراد ہے؟ اسلام' تو اسلام جو ہے سیدھے راہ کا' سیدھے خط کا تصور جو دیتا ہے تو یہ کیوں تاکہ آپ کو خم فورا نظر آجائے۔ اور جب آپ کو خم نظر آجائے تو آپ سمجھ جائیں کہ اس میں خم ہے اور جہاں خم ہے وہ اسلام نہیں ہے۔ آپ بالکل اس کے پیچھے نہ لگیں بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ دیکھئے جی! یہ مولوی کیا باتیں کرتا ہے۔ یہ زمانہ ہے اتحاد کا' یہ زمانہ ہے اتفاق کا' اس زمانے میں ہمیں اکٹھے ہونا چاہیے۔

ہمیں اتحاد کرنا چاہیے اور یہ اختلاف کی باتیں کرتے ہیں۔

حالانکہ سن لیجئے گا' خوب سن لیجئے گا اگر کسی کو شبہ ہو تو بعد میں بھی مجھ سے اس پر (Discuss) کر سکتا ہے۔ سارے قرآن میں ساری احادیث میں اللہ نے کہیں نہیں کہا اے مسلمانوں اتحاد پیدا کرو۔ اتحاد کوئی چیز نہیں۔ اتحاد اور اتفاق کوئی چیز نہیں۔ بالکل غلط بات ہے۔ حقیقت کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے خوب سمجھ لو میں ایک لفظ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ پہلے حق کو پہچانو۔ پھر حق پر اکٹھے ہو جاؤ۔ یہ اتحاد ہے اگر یہ کیا جائے کہ دیوبندی' بریلوی' شیعہ ایک ہو جاؤ۔ اب اس کے معانی کیا ہوئے۔ شیعہ بارہ امام۔ یہ سنی جو اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ یہ چار امام۔ امام ابوحنیفہؒ' امام شافعیؒ' امام مالکؒ' امام احمد بن حنبلؒ چار امام اور ہم کوئی بھی امام نہیں۔ ایک اللہ کے رسول ﷺ تو اب ان تینوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ تو کیا کریں گے۔ کہ شیعو! بارہ تم چھوڑ دو۔ یہ بھی بہت ہیں اور حنفیوں سے کہیں گے تم بھی چھوڑ دو کوئی بھی نہیں مانتے مل کر کام کرلو۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ سودے بازی کر لو یہ دین ہوگا۔

میرے بھائیو! سوچو یہ دین ہوگا۔ کچھ Give کچھ Take' کچھ دے دو کچھ لے لو اس اتحاد کو خدا پسند کرے گا؟ بالکل نہیں قرآن کیا کہتا ہے؟ قرآن کہتا ہے کبھی متضاد کبھی مختلف نظریات رکھنے والے کبھی مختلف فرقے۔ میں اتحاد کے لیے تمہیں بالکل نہیں کہتا۔ کیا کہتا ہوں۔ وَاعتصموا بحبل الله جميعا (3 : آل عمران : 103) اپنی جگہوں کو چھوڑ کر۔ حق پر آجاؤ۔ یہاں آکر اکٹھے ہو جاؤ۔ اگر یہاں اکٹھے نہیں ہوتے۔ بھاڑ میں جاؤ۔ تمہارے اتحاد کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس اتحاد کے لیے۔ آج کل کا مسلمان یہ جاہل مسلمان اتحاد کے لیے کہتا ہے۔ اس میں اسلام کا خون ہے۔ اس میں اسلام کا نقصان ہے اس میں اسلام برباد ہوتا ہے اور میں نے دیکھا ہے دیوبندی اور اہل حدیث اتحاد کر لیں۔ مرزائیوں کے بارے میں اکٹھے ہو جائیں تو کیا ہوگا۔ اکٹھے نمازیں پڑھیں گے۔ اب دیوبندی بہت ہیں کوئی حد ہی نہیں ہے۔ چار پانچ اہل حدیث مل جائیں گے

ان کو دیکھیں گے کہ وہ بھی رفع الیدین نہیں کرتے یہ بھی چھٹی کر دیں گے۔ اب اتحاد ہو رہا ہے۔ سنتیں صاف ہو رہی ہیں۔ پھر اور مسئلوں میں بھی دیکھیں یہ باتیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔

یہ جماعت اسلامی یہی تو کرتی رہی ہے۔ جماعت اسلامی نے مختلف ذہن رکھنے والوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ کہ چھوڑو چھوٹی چھوٹی باتوں کو۔ چھوڑو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو۔ نتیجہ کیا نکلا نہ دین ملا نہ دنیا ملی۔ ان کا دین بھی برباد ہوا ان کی دنیا بھی برباد ہوئی اور اللہ کوئی ایسی چیز نہیں چاہتا جس میں دین کا نقصان ہو اور میں نے دیکھا ہے اب دیکھ لو اتحاد بھٹو کے خلاف ہوا۔ دیوبندی' بریلوی اور شیعہ اور اہل حدیث اکٹھے ہوئے۔ نعرے کیا لگتے تھے نعرہ حیدری یاعلی اور اہل حدیث بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب وہ اہل حدیث خدا کو جاکر کیا منہ دکھائے گا۔ کہ تو موحد تھا تجھے شرم نہیں آئی تھی۔ کیا اتحاد ہوا دین کو برباد کر بیٹھا اور یاد رکھیے گا یہ اصول ہے۔ جب اعلیٰ چیز کسی ادنیٰ چیز سے ملے گی۔ تو نقصان اس اعلیٰ کو ہو گا ادنیٰ کو تو تھوڑا بہت فائدہ ہی پہنچے گا۔ میں نے دیکھا ہے۔ جہاں بھی اہل حدیث دیوبندیوں سے اور بریلویوں سے ملے وہاں اہل حدیثوں کا ہی بیڑا غرق ہوا۔ ملتان اجڑ گیا ملتان کے اہل حدیث بے کار ہو گئے اور سنتیں انہوں نے چھوڑ دیں سنتوں کی ان کے دلوں سے جو غیرت اور محبت تھی وہ نکل گئی۔

جماعت اسلامی کی مثال موجود ہے۔ جتنے اہل حدیث اس جماعت اسلامی میں گئے وہ گئے ہی گئے ختم ہو گئے بالکل برباد ہو گئے۔ تو آپ دیکھ لیں "چاول" پہلے بھی میں نے آپ کو مثال دی ہے۔ اعلیٰ درجے کے باسمتی چاول اور گھٹیا چاول دونوں کو ملا کر ڈھیر لگا دو منڈی میں پھر بیچ کر دیکھو قیمت کیا لگے گی۔ اعلیٰ کی لگے گی یا گھٹیا کی لگے گی۔ بین بین قیمت آجائے گی۔ دس روپے سیر والے چاول ایک طرف پانچ روپے سیر والے چاول ایک طرف دونوں وڑا کر دو۔ تو کیا ملے گا۔ مشترکہ کی کیا قیمت پڑے گی چھ روپے' دس روپے والے کے دس روپے

کبھی نہیں ملیں گے وہ اپنی قیمت کھو بیٹھا ہے۔ وہ نیچے آگیا۔ اس لیے مذہب کا اتحاد بالکل جائز نہیں۔

اپنی جماعت والوں سے کہا کرتا ہوں۔ چھوڑ دو ان باتوں کو ان اتحادوں میں کچھ نہیں رکھا۔ یہ سراسر نقصان والی باتیں ہیں اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں یہ نظریہ وہ نظریہ ہے جو عین قرآن اور حدیث پیش کرتا ہے۔ سو آپ کو کرنا کیا چاہیئے۔ حق کی دعوت دو اصل دین کی دعوت دو اور اس پر لوگوں کو جمع کرنے کی کوشش کرو کہ اس پر لوگ جمع ہوجائیں اور قرآن کیا کہتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا اکٹھے ہو جاؤ۔ کہاں؟ اللہ کی رسی پر اکٹھے ہو جاؤ یہ نہیں کہ اپنے اپنے گھروں میں اکٹھے ہو جاؤ۔ نہیں محمد پہ آکر جمع ہو جاؤ۔ جو محمد ﷺ تمہیں پکڑاتے ہیں ان کے ہاتھ سے وہ لو اور اگر تم نے کسی اور پر سمجھوتا کر لیا۔ دو چار امام مان لیے دو چار کتابیں مان لیں ادھر کا ادھر کا کر کروا کے تو پھر کیا ہوا سب کے سب برباد ہو گئے۔ سو یہ بات ہے جو کہ سمجھنے کی ہے۔

میرے بھائیو! میں آپ سے عرض کروں جہالت کا دور ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ تعلیم عام ہے۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زمانہ اس قدر اندھیر کا اور تاریکی کا زمانہ ہے اگرچہ اس زمانے میں یہ دنیا کی تعلیم عام ہے۔ ویسے زمین بڑی ہموار ہے اگر کوئی صحیح تبلیغ کرے بہت فائدہ پہنچتا ہے اور مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے اللہ جانتا ہے۔ میں نے ہر مجلس میں تقریر کرکے دیکھی ہے۔ پروفیسروں سے مجھے واسطہ پڑتا ہے۔ ڈاکٹروں سے مجھے واسطہ پڑتا ہے۔ مختلف سوسائیٹیوں میں میں گیا ہوں۔ جہاں بھی جاکر گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ہے لوگ ہماری بات کو سنتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بالکل حق ہے۔ یہ کیوں؟ یہ حق کی تاثیر ہے۔ یہ حق کی خاصیت ہے۔ کہ حق دوسرے کے دل میں اثر کرتا ہے۔ لیکن بھئی یہ مہنگا قربانی بڑی دینا پڑتی ہے۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین

خطبہ نمبر15

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدی هدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فی النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم○

قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا ○ يهدی الی الرشد فامنا به ولن نشرک بربنا احدا○ (72 : الجن : 1-2)

میرے بھائیو! یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نازل کیا ہے یہ کس غرض کے لیے آیا ہے اس لیے کہ ہماری دنیا کی زندگی بہتر ہو جائے اور ساتھ ہی ہماری آخرت بھی بہتر ہو جائے دنیا کی زندگی کے بہتر ہونے کا کمال کیا ہے کہ آدمی اللہ کو پہچان لے اللہ سے اس کا تعلق کماحقہ قائم ہو جائے یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ عزوجل نے جنوں کی زبان سے یہ بات کہلوائی ہے۔ قل اوحی الی اے نبی تو بتادے لوگوں کو کہ اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انه استمع نفر من الجن کہ جنوں کی ایک پارٹی میرے پاس آئی۔ جنہوں نے قرآن سنا قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآن عجبا وہ قرآن سن کر اپنی قوم میں گئے اور جاکر انہوں نے یہ رپورٹ دی۔ کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ کیا کرتا ہے؟ يهدی الی الرشد وہ گائیڈ کرتا ہے وہ ہدایت کرتا ہے وہ رہنمائی کرتا ہے الی الرشد بھلائی کی طرف فامنا به ہم اس پر ایمان لے آئے۔ یہ جن قرآن مجید

کے نزول سے پہلے آسمانوں پر جایا کرتے تھے انہوں نے وہاں اپنے اڈے بنائے ہوئے تھے وہاں جاکر گھات لگائے بیٹھ جاتے جو کچھ اوپر فیصلے ہوتے کہ دنیا میں انسانوں کے ساتھ یہ فیصلہ ہونا ہے جنگ ہوگی' یہ ہوگا' فلاں ہوگا فلاں کے ساتھ یہ کرنا ہے یہ کرنا ہے۔ وہاں سے وہ سننے کی کوشش کرتے جو کوئی ایک آدھ بات یا تھوڑا بہت ان کے کان میں پڑ جاتا وہ لے کر دوڑتے ان کا جو اپنا سلسلہ تھا اس کے تحت یا تو وہ خود نیچے پہنچنے کی کوشش کرتے اور اگر دیکھتے کہ ہم پکڑے گئے اور ہمیں کوئی شعلہ لگ گیا یہ جو ہم دیکھتے ہیں کہ ستارے ٹوٹتے ہیں تو پھر وہ جلدی سے جو ان کے ساتھی ہوتے ان کے کانوں میں بات ڈالتے۔ یہ بات یوں ہے یہ بات یوں ہے اور پھر نیچے ایک نظام قائم ہوتا باقاعدہ انسان جنوں نے جنوں کو اپنے تابع کیا ہوتا تھا وہ کاہن کہلاتے تھے۔ وہ اپنی دکانداری چلاتے تھے لوگ ان کے پاس "سن گن" لینے کے لئے کہ کیا ہوا' کیا ہوگا' میرا بیٹا کہاں گم ہوگیا ہے' فلاں بات کیا ہے ' فلاں بات کیا ہے ؟ ان کی دکانداری چمکتی تھی کوئی تھوڑی بہت باتیں صحیح ہوتیں تھیں۔ اپنی طرف سے بہت کچھ وہ ملا کر ایک افسانہ بناکر ایک پوری کہانی بناکر دنیا میں سلسلہ چلاتے رہتے اور یہ عام کام تھا۔ جب قرآن اترنے لگ گیا تو پھر یہ سلسلہ ختم ہوگیا اب وہ اوپر نہیں جاسکتے تھے کان لگا کر سن نہیں سکتے تھے اگر کوئی جاتا تو ان کے ساتھ بہت سختی کی جاتی وہ اس change پر اس تبدیلی پر بڑے حیران ہوئے یہ کیا ہوگیا ہے۔ پہلے ہمارے لئے سننے سنانے کی اور دنیا میں دکانداری چلانے کی کافی گنجائش تھی اور اب اس پر پابندی لگ گئی ہے آخر کیا معاملہ ہے انہوں نے دنیا میں اپنی مختلف پارٹیاں بھیجیں کہ جاؤ جاکر پتہ کرو کہ کیا واقعہ کوئی دنیا میں کوئی خاص واقعہ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے یہ ہم پر سختی کی جارہی ہے اور یہ پابندی لگ گئی ہے۔

چنانچہ ان کا ایک گروپ پھرتے پھراتے ادھر نکل آیا جہاں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے ان جنوں نے

قرآن مجید سنا' ان پر بڑا اثر ہوا' ان کو یہ بات سوجھی کہ یہی ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے یہ پابندی لگ گئی ہے۔ یہ کتاب نازل ہو رہی ہے اور یہ نبی مقرر ہوگیا ہے اس پر قرآن نازل ہوتا ہے اس لیے ہم پر پابندی لگا دی گئی ہے کہ اب ہم اوپر جاکر اپنا پرانا سلسلہ پرانی کارروائی جاری نہیں رکھ سکتے تو اللہ تعالیٰ نے وہ واقعہ قرآن مجید میں دو جگہ بیان کیا' ایک سورۃ احقاف میں اور ایک سورۃ " جن " میں۔ یہ جو ایک آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں دیکھیے کیا بیان ہوا ہے' قل اے نبیؐ! تو لوگوں کو بتا دے اوحی الی مجھے اللہ نے بتایا ہے انه استمع نفر من الجن کہ جنوں کی ایک پارٹی نے قرآن سنا اور کیا کہا؟ قرآن عجیب ہے یہ کلام عجیب کلام ہے اور اسکی تاثیر بہت غضب کی ہے۔ قرآن کیا کرتا ہے؟ یھدی الی الرشد یہ راہ ہدایت بتاتا ہے' قرآن کیا کام کرتا ہے ؟ ہدایت کی راہ بتاتا ہے اور اسی کی تفسیر اللہ نے خود قرآن میں بیان کی ہے ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم (17 : الاسراء : 9) یہ قرآن زندگی کی وہ راہ دکھاتا ہے جو اقوم ہے shortest ہے سب سے چھوٹی اور بالکل سب سے سیدھی ان ھذا القرآن یہ قرآن یھدی ہدایت کرتا ہے دکھاتا ہے للتی وہ راہ ھی اقوم جو بہت سیدھی ہے بہت اعلیٰ ہے صاف ستھری ہے اور یہاں جن بیان کرتے ہیں۔ کہ انا سمعنا قرآنا عجبا ہم نے کتاب سنی ہے یھدی الی الرشد جو بھلائی کی ہدایت کرتی ہے فامنابه ہم تو ایک ہی وار سے گھائل ہو گئے۔ ہم نے تو ایک ہی دفعہ سن کر ایمان قبول کرلیا۔ ہم تو مسلمان ہوگئے۔ اب ہم نے کیا سیکھا ہے۔ مسلمان ہوکر ہم نے کیا سیکھا ہے ولن نشرک بربنا احدا قرآن نے ہمیں کیا سکھایا ہے کہ ہم شرک کبھی نہیں کریں گے۔ آج تک تو ہم حماقتوں میں پڑے رہے ہم انسانوں کو بہت اونچا درجہ دیتے تھے انسان ہمیں بہت اونچا درجہ دیتے تھے وانه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا انسان ہمیں مشکل کشا سمجھتے تھے اور ہم انسانوں کو بہت

اونچا سمجھتے تھے لیکن ہم نے جب سے قرآن سنا ہے۔ ہم نے یہ سیکھ لیا ہے ولن نشرک بربنا احدا (72 : الجن: 6) خدا کا کوئی شریک نہیں۔

میرے بھائیو! جو قرآن پڑھ کر شرک کرے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔ وہ مولوی ہو یا جاہل ہو اللہ جانتا ہے بہت اخلاص کے ساتھ میں یہ بات آپ سے کہتا ہوں جب قرآن پڑھتے ہیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ اللہ ہمارے بریلوی عالم بڑے بڑے عالم ان میں موجود ہیں یہ قرآن کو کیوں نہیں مانتے؟ قرآن کیسی کھول کر صاف باتیں کرتا ہے اسکے باوجود یہ بریلوی شرک کرتے ہیں قرآن مجید نے اللہ کے بارے میں کیا تعلیم دی ہے۔

خوب توجہ سے سنئے! اپنے عقیدے کو درست کیجئے۔ کوئی کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو جائے لیکن رسول اللہ ﷺ سے بڑا کوئی نہیں ہے ساری مخلوق میں عرش' فرش' آسمان' زمین' انسان' جن' زندے' مردے' اولیا' نبی' سب میں اللہ تعالی نے محمد ﷺ کی شان سب سے زیادہ رکھی ہے۔ لیکن اللہ کے مقابلے میں وہ کیا ہیں کچھ بھی نہیں۔ یہ قرآن سکھاتا ہے۔

دیکھو! اللہ اپنے نبیؐ سے بڑا پیار کرتا ہے لوگوں کو ڈانٹتا ہے کہ اگر تم نے میرے نبی کی ذرا بھی خلاف ورزی کی تو سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔ لیکن لوگوں کو توحید سکھانے کے لیے اللہ اسی قرآن میں اپنے نبی سے کہتا ہے اے نبی تجھے امید تھی کہ میں یہ قرآن تجھے دوں گا؟ تیرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ قرآن جیسی کتاب میں تجھ پر نازل کروں گا چنانچہ سورۃ القصص کے بالکل آخری رکوع میں ہے وماکنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب تجھے خیال بھی نہیں تھا تجھے امید ہی نہیں تھی تیرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا ان یلقی الیک الکتاب کہ یہ قرآن تجھ پر نازل کیا جائے گا اور ہمارے یہاں بریلویوں میں کیا مشہور ہے کہ جی حضورؐ کو سب کچھ پہلے سے ہی پتہ تھا وہ تو سب کچھ پہلے سے ہی جانتے تھے وماکنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب (28 : القصص:

88) تیرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا' تجھے بالکل خیال نہیں تھا' تجھے امید تک نہیں تھی کہ یہ کتاب تجھ پر ڈالی جائے گی الا رحمة من ربک یہ تیرے رب کی رحمت ہے تجھ پر اللہ نے یہ کلام نازل کر دیا۔

اب یہ بات اللہ نے کیوں جتلائی تاکہ ہمارے بریلوی بھائی سیدھے ہو جائیں۔ یہ جو بزرگوں کو چڑھانے والے ہیں' نبیوں کو اٹھا کر خدا کے ساتھ ملانے والے ہیں' ان کے دماغ درست ہوجائیں اب اللہ نے کلام نازل کردیا۔ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ خدا کی بہت بڑی رحمت ہے' قرآن اتر رہا ہے' تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال یہ قرآن اترتا رہا اللہ ایک دن اپنے نبی سے کہتا ہے ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک اے محمد ﷺ ! ہم نے یہ قرآن تجھ پر نازل کیا ہے' اگر ہم چاہیں تو تجھ سے سارا چھین لیں۔ آج تک ہم نے جتنی تیری طرف وحی کی ہے قرآن اتارا ہے سارے کا سارا تجھ سے لے جائیں تجھے پہلے کی طرح سے کورا کر دیں کہ تجھے قرآن کا ایک لفظ بھی نہ آتا ہو۔ پھر ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا پھر کوئی تیرا حمایتی ہے جو تجھے واپس لے کر دے دے کہ نہ ناں اس سے قرآن واپس نہ لو اس کے پاس رہنے دو۔ (17 : الاسراء : 87)

دیکھو ! اللہ نے یہ بات کیوں کی ہے کیا خدا کی اور نبی کی کبھی دشمنی ہوئی ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف لوگوں کو سکھانے کے لیے اللہ کون ہے اور محمد کیا ہے ؟ دیکھو یہ قرآن کی آیتیں ہیں ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا اگر ہم چاہیں جتنی وحی آج تک تجھ پر کی ہے سب واپس لے جائیں پھر تیرا کوئی حمایتی کوئی وکیل نہیں کھڑا ہو سکتا جو ہم سے واپس لے سکے الا رحمة من ربک یہ تیرے رب کی رحمت ہے جو اللہ نے قرآن تجھ پر نازل کیا ہے اور ایسی نعمت اللہ نے تجھے دی ہے۔

میرے بھائیو ! بریلوی بھائی درس دیں گے۔ ترجمے کریں گے' خدا کہتا ہے او

میرے محبوب اے میرے محبوب ! جیسے کوئی عاشق معشوق سے باتیں کرتا ہے اور ان کے ذہن میں کیا تصور ہوتا ہے کہ خدا نبی کی موڑ سکتا ہی نہیں۔ نبیؐ کی بات کو کبھی رد کر سکتا ہی نہیں حالانکہ قرآن صاف بتاتا ہے رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے بارے میں دعائیں کر کے تھک گئے ابو لہب آپ ﷺ کا چچا تھا سوچنے کی بات ہے میرے بھائیو ! کیا آپ ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ میرا یہ چچا مسلمان ہو جائے۔ کہتے ہیں جی پیر کی نظر کرم ہونی چاہیے ۔ کیا رسول اللہ ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ میرا چچا ابو طالب میرا چچا ابو لہب مسلمان ہو جائیں بتائیے کیا جواب دیں گے آپ۔ اگر آپ یہ جواب دیں کہ حضور چاہتے ہی نہیں تھے آپ یہ کہہ سکتے ہیں' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' آپ یہی کہیں گے کہ آپ تو بہت ہی چاہتے تھے' آپ ﷺ نے بڑی دعائیں کیں (صحیح بخاری' کتاب المناقب باب قصة ابی طالب عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ)

لیکن قرآن کیا کہتا ہے انک لا تھدی من احببت اے نبی ! تیرے اختیار میں ہدایت نہیں ہے کہ تم اپنے کسی پیارے کو ہدایت دے دو۔ میری مرضی ولکن اللّٰہ یھدی من یشا(28 : القصص : 56) یہ میری مرضی ہے جس کو چاہوں ہدایت دوں' ہدایت دینے پر آ جاؤں تو بلال جیسے کالے کو حبشہ کا ہے اسکو بلا کر جنتوں میں بھیج دوں اور تیرے چچا کو اٹھا کر دوزخ میں پھینک دوں اور پھر اللہ تعالی نے اس امت کے کسی کافر کا نام کھول کر نہیں لیا آپ ﷺ کے چچا کا نام کھول کر لیا ہے تبت یدا ابی لھب وتب ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں' سارا جہان جانتا ہے ابولہب حضور کا چچا تھا اور قرآن کیا کہتا ہے تبت یدا ابی لھب وتب ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں ماغنی عنہ مالہ وماکسب نہ اسکا مال جو اسکے ورثے میں ملاتھا وہ کام آیا اور نہ اسکی اپنی کمائی کام آئی سیصلی نارا ذات لھب وہ دوزخ میں جائے گا سیصلی نار ذات لھب وہ دوزخ میں جائے گا وامرتہ حمالة الحطب (111 : اللھب : 1-4) اس کی بیوی بھی دوزخ

میں جائے گی' حضور کی چچی اگر نبی کے اختیار کی کوئی بات ہوتی۔ چاہنے کے باوجود' دعاؤں کے باوجود۔ تو کیا یہ ہو سکتا تھا کہ نبی کا چچا دوزخ میں چلا جائے اب دیانت داری سے سوچئے کیا ہمارا آج کل کا ہمارا یہ جاہل مسلمان قرآن کو سمجھتا ہے قرآن کو مانتا ہے؟ نہیں' بالکل نہیں' قرآن پر ایمان ہی نہیں ہے۔

ابراہیم علیہ السلام دیکھو لو خدا کے کتنے پیارے تھے۔ اللہ نے قرآن میں کہا ہے واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا (4 : النساء : 125) اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنالیا کتنی بڑی شان ہے کوئی اس کا تصور کر سکتا ہے۔ اور یہ قرآن کے لفظ ہیں واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنالیا لیکن حال کیا ہے اسکے باوجود کہ اللہ نے دوست بنایا فرشتے انسانی شکل میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ ابراہیم علیہ السلام کو کوئی پتہ نہیں لگا کہ یہ فرشتے ہیں۔ وہ سمجھے کہ کوئی مسافر کوئی راہی ہیں' میرے ہاں مہمان ٹھہرے ہیں' ان کے کھانے کا انتظام کروں فوراً' ان سے پوچھا نہیں کہ کھانا کھاؤ گے' گھر میں بچھڑا کھڑا تھا اس کو ذبح کیا' اس کو روسٹ کیا اور بھون کر گوشت و جاء بعجل حنیذ لے آئے اور لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور ان سے کہا کہ کھاؤ۔ فلما را ایدیھم لا تصل الیه نکرھم جب انہوں نے دیکھا کہ ہائے یہ عجیب ہیں' ہاتھ ہی نہیں بڑھاتے' کھاتے ہی نہیں' ڈر گئے کہ یہ کہیں میرے دشمن ہی نہ ہوں۔ کیوں کہ پہلے زمانے کے دشمن نمک حرام نہیں ہوتے تھے کہ دوستی بھی لگائیں اس کے گھر سے کھائیں اور پھر اسکو لوٹ لیں۔ آجکل یہ بھی ہوتا ہے جس نے لوٹنا ہوتا ہے وہ دوست بنتا ہے۔ وہ ڈر گئے کہ کہیں یہ میرے دشمن نہ ہوں۔ جب فرشتوں نے جانچ لیا کہ یہ تو گھبرا گیا۔ ابراہیم علیہ السلام تو ڈر گئے کہنے لگے لا تخف اے ابراہیم ڈر نہ ہم تجھے بیٹے کی خوش خبری دینے آئے ہیں ایک سو بیس سال کے لگ بھگ عمر تھی بہت بوڑھے تھے بیوی بانجھ تھی کبھی بچہ ہوا ہی نہیں تھا۔ بیوی بھی بہت بڑی عمر کی اسی نوے سو سال کی۔

جب انہوں نے کہا کہ ہم تجھے بیٹے کی خوش خبری دینے آئے ہیں۔ وامراتہ قائمۃ فضحکت مائی سارہ جو بیوی تھی پاس ہی کھڑی تھی ہنسنے لگی ہیں۔ اس عمر میں میرے بچہ ! وقالت عجوز عقیم (51 : الذریات : 29) کہنے لگی بوڑھی ہوں بہت بوڑھی ہو بانجھ ہوں آجتک کبھی بچہ ہوا ہی نہیں۔ میرے بچہ ! فرشتوں نے کہا کہ تو کیوں ناامید ہوتی ہے اتعجبین من امر اللہ و رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید (11 : ھود : 73) تو تعجب کرتی ہے اللہ کے کاموں ؟ میں خدا جو چاہے کرے بوڑھوں کو اولاد دے دے بانجھوں کو اولاد دے دے' نہ دے تو جوانوں کو نہ دے' یہ سب اسکی مرضی ہے' کسی کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔

پھر ابراھیم علیہ السلام ان کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر کہنے لگے معلوم ہوتا ہے تمہارا اور مشن بھی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں تجھے خوش خبری دینے آئے تھے اور لوطؑ کی قوم کو تباہ کر کے جانا ہے' اس قوم پر ہم نے عذاب نازل کرنا ہے ' اللہ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ جب فرشتوں نے یہ کہا کہ ہم لوطؑ کی قوم کو تباہ کرنے لیے آئے ہیں۔ تو ابراھیم علیہ السلام کہنے لگے۔ ہیں ! ان فیھا لوطا (29 : العنکبوت : 32) یہ تم کیا کام کرو گے۔ ان میں تو میرا بھتیجا لوطؑ پیغمبر رہتا ہے' تم اس قوم کو تباہ کرو گے یجادلنا فی قوم لوط ابراھیمؑ ہم سے بحث کرنے لگا' اللہ یہ کام نہ کر' اس قوم کو تباہ نہ کر اب دیکھو کتنا بڑا پیارا کیا کہہ رہا ہے ؟ یجادلنا قرآن کے لفظ ہیں ہم سے مجادلہ کرنے لگا فی قوم لوط لوط کی قوم کی سفارش کرتے کرتے مجادلے تک کی نوبت آگئی' پھر خدا خود ہی تعریف کرتا ہے ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب ابراہیم (علیہ السلام) بڑا شریف آدمی تھا' بڑا ہی رحم دل تھا' بڑا بردبار تھا' بہت ترس والا اور بہت خدا کی طرف رجوع کرنے والا۔ اسکو ترس آگیا کہ ہائے یہ قوم برباد ہو جائے گی اس قوم پر عذاب آجائے گا' اللہ کہتا ہے یا ابراھیمؑ اے

ابراهیم ! ٹھیک ہے میں نے تجھے دوست بنایا ہے لیکن اعرض عن ھذا باز آجاؤ اس سے۔ ہم فیصلہ کریں کہ اس قوم کو ہلاک کرنا ہے اور تو کہے "نہ" ؟ یا ابراھیم اعرض عن ھذا اے ابراہیم اس بات سے اعراض کر اپنا منہ موڑ لے یہ بات بالکل نہ کر انہ قد جاء امر ربک رب کا فیصلہ ہو چکا۔ خدا کے فیصلے کو کوئی ٹالنے والا نہیں، نہ کوئی دوست نہ دشمن، دشمن نے تو خیر کیا ٹالنا تھا وانھم اتیھم عذاب غیر مردود (11 : الھود : 69-76)ان پر وہ عذاب آئے گا کہ کسی کے ٹالنے سے ٹل نہیں سکتا۔ کسی کے ہٹانے سے ہٹ نہیں سکتا۔ ابراہیم علیہ السلام کی آخری بات کہ یااللہ ان میں تو لوط بھی ہے میرا بھتیجا بڑا نیک، بڑا شریف، نوجوان ہے، اللہ نے کہا مجھے تجھ سے زیادہ پتہ ہے نحن اعلم بمن فیھا ہم تجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ وہاں کون کون رہتا ہے کس کس کو مارنا ہے کس کس کو صاف کرنا ہے ارے یہ ڈاکٹر اپریشن کرتے ہیں تو خون نہیں نکلنے دیتے۔ اللہ اپریشن کرے تو لوط، کو نہ بچا سکے ؟ فرمایا ہم بہتر جانتے ہیں بس چپ رہ بالکل بات نہ کر۔ (29 : العنکبوت : 32)

میرے بھائیو ! اللہ کو پہچانو آجکل کا مسلمان برباد ہی اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس کو اللہ کی پہچان نہیں ہے وہ اللہ کو کیا مانتا ہے اولیاء کو نبیوں کو اللہ کا شریک جیسے اللہ اور وہ رشتہ دار ہیں کوئی چچا کوئی بھتیجا کوئی بھائی کوئی کچھ کوئی کچھ جیسے دنیا میں سفارش۔ اے جی فلاں افسر سے کام ہے یہ شیخوپور کا رہنے والا ہے اس کا باپ میرا واقف ہے فلاں اس کا بھتیجا ہے فلاں اسکا چچا ہے فلاں اسکا فلاں ہے اس کو پکڑ لو وہ کام کروادے گا لیکن کوئی اللہ کا شریک نہیں جو اللہ تعالٰی کے سامنے دم مار سکے۔ اللہ کہتا ہے ضرب لکم مثلا من انفسکم ------- میں تمہارے لیے ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ اور تمہارے اندر سے ہی مثال بیان کرتا ہوں من انفسکم خدا کہتا ہے تم مجھے یہ بتاؤ ھل لکم من ماملکت (P30 :الروم : 28) تم بتاؤ تمہارے غلام لونڈی، تمہاری زمین میں، تمہارے

مکان میں' تمہاری جائیداد میں' تمہاری ملکیت میں شریک ہوسکتے ہیں ؟ کیسے ؟ جیسے تم میرا شریک کرتے ہو' فلاں میرا شریک ہے' فلاں میرا شریک ہے' کیا تم اپنے غلاموں کو' اپنی لوڈیوں کو' اپنا شریک بناسکتے ہو؟ اپنے مکان زمین میں' جائیداد میں' اپنی ملک میں کیا جواب دو گے۔ کہ اجی ! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' میں برداشت نہیں کرسکتا کہ نوکر دم مار سکے۔

خدا کہتا ہے کہ غلام ہو' چاہے لونڈی ہو' چاہے مالک ہو' چاہے مملوک ہو لیکن اللہ کے برابر کوئی بھی نہیں۔ وہ خالق اور یہ مخلوق وہ مالک یہ ملوک' میرا شریک کیسے کوئی بن سکتا ہے۔ تم کہتے ہو اللہ اس کی رد نہیں کرسکتا۔ اللہ فلاں کی موڑ نہیں سکتا وہ جو چاہے کروالے جو چاہے کروالے جب تمہارے غلام لونڈی تمہاری ملک میں شریک نہیں ہوسکتے تو میری مخلوق میں سے میرا کیسے کوئی شریک ہوسکتا ہے ؟

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا و لم یکن لہ شریک فی الملک نہ اللہ کی کوئی اولاد نہ اس کی کوئی بیوی نہ اسکے ملک میں کوئی اس کا شریک ولم یکن لہ ولی اور کوئی اللہ کا دوست نہیں من الذل کہ اللہ نے کوئی دوست بنایا ہو کہ ضرورت پر کام آئے گا' اپنی ذلت کے ڈر سے اللہ نے کسی کو دوست بنایا ہو کوئی خدا کا ایسا ساتھی نہیں۔ خدا کوئی کمزور ہے قادر علی ان یخلق مثلھم ان یشاء یذھبکم اگر چاہے اللہ خدا اپنی طاقت بیان کرتا ہے اگر خدا چاہے جتنے تم اس وقت دنیا میں ارب ہا ارب لوگ آباد ہو آن کی آن میں سب کو صاف کردے ان یشاء یذھبکم و یستخلف من بعدکم ما یشاء کما انشاکم من ذریۃ قوم آخرین (17 : الاسراء : 99) اور پھر نئی دنیا آباد کردے آج اگر خدا چاہے سب کو ملیامیٹ کردے کسی کا نام و نشان نہ چھوڑے اور بالکل نئی دنیا آباد کردے کوئی strike ہو جائے گی' کسی جگہ لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے ؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ خدا کے سامنے کوئی دم مار سکے۔

خدا فرما چکا ہے قرآن کے اندر
میرے محتاج ہیں سب پیر و پیغمبر

جب وقت آجائے بس ختم' اللہ چاہے تو ٹال دے' خدا چاہے تو صاف کردے۔

نہیں طاقت سوائے میرے کسی میں
کہ کام آئے تمہاری بے بسی میں

میرے بھائیو! یہ کبھی خیال نہ کیا کرو کہ یہ اتنے بڑے بڑے مولوی ہیں۔ بریلویوں کے مولوی شیعہ کے عالم' دیوبندیوں کے عالم' فلاں جماعت کے عالم' فلاں کے عالم' اتنے بڑے بڑے عالم ہیں وہ یہ قرآن نہیں پڑھتے اور ہم نتیجہ کیا نکالتے ہیں کہ نہیں وہ بھی پڑھتے ہیں آخر وہ بھی سچے ہیں۔ اب قرآن مجید کو پڑھ کر دیکھو' دیکھو یہ سادہ رواں دواں ترجمہ میں آپ کے سامنے کرتا ہوں' میں حیران ہوتا ہوں کہ اللہ اگر کسی کو دھکا نہ دے دے تو کبھی ہو نہیں سکتا کہ قرآن کو پڑھ کر آدمی پھر بریلوی رہ جائے' پھر غلط راہ پر رہ جائے' اب دیکھئے! یہ قرآن مجید کا ترجمہ دو تین آیات ہیں' آپ کے سامنے پڑھتا ہوں' اور بالکل ترجمہ صاف سادہ وقالوا اور کافروں نے کہا لن نومن لک اے نبی ہم تیری بات نہیں مانیں گے حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا جب تک تو ہمارے سامنے یہاں چشمے جاری نہ کردے۔ مکے کے کافر نبی سے کہنے لگے ہم تجھے نبی نہیں مانتے تو ہم سے بھی زیادہ بھوکا ہے تو ہم سے بھی زیادہ غریب ہے تجھ سے تو ہم امیر ہیں تو نبی کیسا؟ پھر تو کہتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ہم تجھے نبی نہیں مانتے۔ ہاں اگر تو یہ کرکے دکھادے کہ ہمارے دیکھتے دیکھتے یہاں چشمے جاری ہو جائیں او تکون لک جنة من نخیل وعنب یا تیرا باغ ہو جس میں کھجوریں ہوں اور جس میں انگور ہوں تفجرالانہار خللها تفجیرا اور اس میں نہریں چلتی ہوں دیکھو ناں ذہن ہمیشہ کیا ہوتا ہے کہ جی بڑا آدمی ہونا چاہیے کافروں کے

ذہن میں کیا بات تھی کہ کوئی چوہدری ٹائپ ہو بڑا لینڈ لارڈ ہو کوئی بڑا زمیندار ہو یہ بیچارہ غریب کی۔ ہم تجھے نبی کب مانیں گے جب تیرا باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا فتفجر الانهار خللها تفجيرا اور اس میں نہریں چلتی ہوں کہاں کی بات کرتے ہیں جہاں پانی پینے کو نہیں ملتا' سعودیہ میں ہم گئے ایک لوٹا دو تین روپے کا ایک لوٹا پانی کا وضو کرنے کے لئے دو تین بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی مہنگا ایسا خشک علاقہ ! او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا تو ہمیں ڈراتا رہتا ہے کہ خدا کے عذاب سے ڈرو' کوئی آسمان کا ٹکرا نہ آ جائے یا تو ہمیں کرکے دکھا دے یا آسمان سے ٹکرا گر جائے اور تیرے دشمن جو ہیں وہ صاف ہو جائیں یا پھر تو کہتا ہے قیامت آئے گی قیامت آئے گی اللہ بھی آجائے گا فرشتے بھی آجائیں گے۔ خدا دربار لگائے گا او تاتي بالله والملائكة قبيلا اللہ کو لے آ فرشتوں کو لے آ ہمارے سامنے کھڑے ہو جائیں ہم پھر تجھے نبی مانیں گے او يكون لك بيت من زخرف (17 : اسراء : 93) یا تیرا گھر سونے کا بنا ہو بڑے بڑے چوہدری تو ہم بھی ہیں لیکن تو ہم سے بھی بڑا امیر ہو تیرا گھر سونے کا ہو یا او ترقى في السماء تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائے ہم تیرے اس چڑھنے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے تو ہماری آنکھوں پر ہی جادو کر دے حتى تنزل علينا ہم تب مانیں گے تو جائے اور اوپر سے کتاب لے کر آئے اور ہمیں لا کر دکھادے اور ہم اس کتاب کو پڑھ لیں پھر ہم تجھے نبی مانیں گے دیکھو کیا کیا باتیں' کیا مطالبہ کر رہے ہیں' جو کام ایک انسان نہیں کر سکتا۔ تو کیا جواب ان باتوں کا ؟ اللہ جواب دیتا ہے قل اے نبی ! ان کو جواب دے سبحان ربی میرا رب پاک ہے کوئی اس میں کمزوری نہیں وہ سب کچھ کر سکتا ہے' سونے کا گھر بنادے' آسمان پر چڑھادے' چشمے جاری کردے' یہ کردے' وہ کردے' جو تم کہو وہ سب کچھ کر دے سبحان ربی میرا رب تو پاک تمام کمزوریوں سے ہے لیکن میں هل كنت الا بشرا رسولا میں بشر رسول ہوں'

میں کچھ نہیں کر سکتا هل کنت نہیں ہوں میں الا بشرا رسولا میں بشر رسول ہوں میرے بس کی کوئی چیز نہیں ؟ میں گھر سونے کا بنا سکتا ہوں' نہ چشمے جاری کر سکتا ہوں' نہ آسمان پر چڑھ سکتا ہوں' نہ یہ کرسکتا ہوں نہ وہ کر سکتاہوں' میں بشر رسول ہوں بشرا رسولا یہ پندرھواں سپارہ ہے اپنے گھر جاکر قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لو سادہ ترجمہ پڑھو اور بریلویوں کاجو ترجمہ ہو وہ پڑھ کر دیکھو اور پھر اپنے رشتہ داروں کو سناؤ کہ دیکھو قرآن کیا کہتا ہے اور تمہارے مولوی کیا کہتے ہیں۔

اب دیکھئے آگے اللہ نتیجہ نکالتا ہے وما منع الناس ان یومنوا اذ جاء هم الهدی الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا لوگ دنیا میں آج تک پہلے جتنے پیغمبر بھی آتے ہیں لوگ اپنے پیغمبروں پر ایمان کیوں نہیں لائے وما منع الناس کس چیز لوگوں کو روک دیا ان یومنوا ایمان لانے سے اذجاء هم الهدی جب ان کے پاس پیغمبر ہدایت لے کر گئے کس بات نے روکا الا ان قالوا انہوں نے' کافروں نے یہ کہا ابعث اللّٰہ بشرا رسولا (17 : الاسراء: 90 - 95) تجھ بشر کو' آدمی کو' انسان کو خدا نے رسول بنایا ہے ؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھو یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ پہلے دن سے کافروں کا عقیدہ آج تک کیا رہا ہے کہ رسول بشر نہیں ہو سکتا۔ اور بشر رسول نہیں ہو سکتا۔ پہلے کافر کیا کہتے تھے۔ الا ان قالو ابعث اللّٰہ بشرا رسولا بشر رسول بن جائے' یہ نہیں ہو سکتا' اور ہمارے بھائی بریلوی چونکہ خاندانی مسلمان ہیں۔ ہر مسلمان کلمہ پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللّٰہ محمد ﷺ کو رسول مانتا ہے وہ کہتا ہے کہ حضور رسول ہیں۔ وہ بشر نہیں ہوسکتے کافر کیا کہتے تھے پیغمبروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اپنے سامنے دیکھتے تھے کہ کھاتے پیتے ہیں چلتے پھرتے ہیں ان کی بیویاں ہیں ان کی اولادیں ہیں ہمارے جیسے ہیں۔ یہ رسول نہیں ہوسکتا اور بریلوی اتفاقی طور پر قدرتی پر رسول مانتے ہیں محمد رسول اللّٰہ پھر کیا کہتے ہیں رسول بشر نہیں ہو

سکتا حضور ﷺ بشر نہیں تھے' وہ نور تھے' بات وہی ہوئی ناں کہ بشریت اور رسالت دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ وہ کہتے تھے کہ تو بشر ہے ہم تجھے دیکھ رہے ہیں اس لیے تو رسول نہیں ہو سکتا اور یہ کہتے ہیں حضور کو کہ تو رسول ہے اس لئے تو بشر نہیں ہو سکتا' تو نور ہے' دیکھو یہ قرآن' اب اللہ فیصلہ کرتا ہے اللہ سمجھاتا ہے بڑے پیار سے' بڑی محبت سے' بڑی وضاحت کے ساتھ۔

اے نبی! تو ان پاگلوں کو سمجھا کہ کیا کہہ قل لو کان فی الارض ملائکۃ قل تو کہہ دے لو کان فی الارض ملائکۃ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے یمشون یہاں چلتے پھرتے مطمئنین اطمینان سے رہتے لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا تو ہم آسمان سے فرشتہ رسول اتارتے لیکن زمین میں کون ہیں؟ انسان آباد ہیں اور انسانوں کو ہدایت دینی ہے اس لئے ہم نے انسان کو رسول بنایا۔ دیکھو یہ ترجمہ ہے بالکل سادہ ترجمہ اپنے گھر جاکر پندرھواں سپارہ کھولیں سورۃ بنی اسرائیل کھولیں اور 11 ر 11 رکوع سورت بنی اسرائیل کا بھی گیارھواں رکوع' پندرھویں پارے کا بھی گیارھواں رکوع' اس کو دونوں رکوع دسویں گیارھویں میں دیکھیں پھر یہ آیتیں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں ان کو پڑھ کر دیکھ لیں بحثوں سے کبھی بات سمجھ میں نہیں آتی بحثوں میں ضد ہو جاتی ہے سمجھ میں بات کب آتی ہے۔ جب بندہ بحث کے موڈ میں نہ ہو سمجھنے کے موڈ میں ہو کہ دین میں ضد کیسی' دین میں کوئی ہار جیت ہوتی ہے؟ دین میں تو ہدایت کی بات کہ صحیح چیز میری سمجھ میں آ جائے میرے بھائی کی سمجھ میں آجائے میری برادری سمجھ جائے ہم دوزخ سے بچ جائیں اللہ ہمیں ہدایت دے!

اس کو یاد رکھیئے' پندرھواں پارہ میں جو آیتیں میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں' ان کو پڑھیں اور دیکھیں قرآن دعوی کرتا ہے۔ دیکھو قرآن کے مقابلے کی کوئی کتاب نہیں لیکن قرآن کا فیلڈ کیا ہے؟ قرآن تاریخ کی کتاب

نہیں قرآن جغرافیے کی کتاب نہیں ہمارے بے وقوف یہ جو ان پڑھ سے ہوتے ہیں آج کل کا پڑھا ہوا بھی ان پڑھ ہی ہوتا ہے یہ جو کالجوں کے پڑھے ہوتے ہیں یہ ان پڑھ ہوتے ہیں پتہ وتہ ان کو کچھ نہیں ہوتا ہمیں تو تجربہ ہے۔ کسی کی سوسائٹی ہو فزکس کی کیمسٹری کی جغرافیے کی ہسٹری کی' کسی اور Subject مضمون کی' تو وہ کہتے ہیں قرآن میں سب کچھ ہے قرآن میں سائنس بھی ہے قرآن میں کیمسٹری بھی ہے قرآن میں فزکس بھی ہے قرآن میں ہسٹری بھی ہے قرآن حکیم میں یہ بھی ہے' بس جی! کوئی ایسی آیت پڑھو۔ جس میں ہمارا مضمون ہو حالانکہ قرآن کریم کسی Subject کی کتاب نہیں قرآن کا صرف ایک Subject ہے بندے کو بندہ بنانا بس ہدایت ضمناً کوئی تاریخ کی بات آجائے کوئی جغرافیے کی بات آجائے کوئی کسی اور علم کی ضمناً بات آجائے تو آ جائے ورنہ قرآن کا فیلڈ کوئی اور Subject ہے ہی نہیں ذلک الکتاب لاریب فیہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے لیکن کام کیا ہے ھدی اللمتقین (2: البقرۃ:1۔2)

میرے بھائیو! مسلمان ہونے کی کوشش کرو۔ دیکھو کوئی آدمی بیمار ہوجائے کوئی ایکسیڈنٹ ہوجائے ڈاکٹر کو بلاتے ہیں تو آتے ہی کیا کرتا ہے سب سے پہلے نبض دیکھتا ہے کبھی دیکھا آپ نے سب سے پہلے وہ نبض پکڑتا ہے کیا دیکھتا ہے کہ اس میں حس ہے۔ اس میں حس ہے احساس ہے اگر کوئی حس نہیں ہے تو کہتا ہے کہ جی یہ مرگیا۔ میرے بھائیو! اگر آپ کے ایمان میں حس نہیں تو ایمان مردہ ہے اللہ نے کافر کو مردہ کہا ہے ایک تو واقعتاً مردہ ہے اللہ کافر کو بھی مردہ کہتا ہے کیونکہ اس کے اندر ایمان نہیں ہوتا قرآن میں ہے انک لا تسمع الموتی (27: النمل: 80) تو مردے کو نہیں سنا سکتا ہے انک لا تسمع الموتی تو مردے کو نہیں سنا سکتا اور پھر تو کیا مردے کو سنا سکتا ہے؟ تو بہرے کو سنا سکتا ہے؟ اس کو سنا سکتا ہے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تو نتیجہ کیا نکلا جیسے آدمی

مر جاتاہے کب جب حس نہ رہے ایمان مر جاتا ہے ایمان مردہ ہو جاتا ہے جب حس نہ رہے۔

اسلام کی حس کیا چیز ہے ؟ دیکھیں ! آپ کو کوئی چیز گرم لگادے اگر آپ میں جان ہے بے شک آپ بیمار ہوں تڑپ جائیں گے ہل جائیں گے آپ پر کوئی پانی ڈال دے آپ کو کوئی آواز دے آپ کو کوئی چٹکی چونڈی بھرے کوئی اس قسم کی حرکت ہو اگر حس ہے تو اس کو فورا پتہ لگ جائے گا تو اگر آپ میں ایمان ہے اور وہ زندہ ہے تو اس کے اندر حس کا ہونا لازمی ہے اور حس کیا ہے جب اسلام کے خلاف کوئی بات ہو آپ کو فورا محسوس ہو۔ کیسے اتنے بیٹھے ہیں پڑھے لکھے ہیں یہ بات غلط ہے یا صحیح ہے کوئی اسکو چیلنج کرسکے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے اور اب دیکھ لو پاکستان کا کیا حال ہے کیا نہیں ہو رہا اسلام کے خلاف ؟ سب کچھ ہو رہاہے ملک کے خلاف سب کچھ ہو رہا ہے اور آپ بے حس ہیں بالکل سن۔ کچھ ہوا جی' کچھ ہوا جی کوئی بولا کہ نہیں اچھا بالکل حرکت نہیں بے حس اور بے حس مردہ ہوتا ہے اور جس کا ایمان مردہ ہو جائے آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے یہ مسلمان ہے؟ مسلمان نہیں بالکل مسلمان نہیں مسلمان وہ ہوتا ہے کہ جب اسلام کے خلاف کوئی بات آجائے اسے فورا پتہ لگے اس میں حرکت پیدا ہو جائے اس میں غیرت پیدا ہو کہ نہیں میں یہ برداشت نہیں کرتا اور اگر آپ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور سب کچھ ہوتا رہے تو پھر آپ کے مردے ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

قومیں کب تباہ ہوتی ہیں جب بے حس ہوجائیں قومیں جب مردہ ہو جاتی ہیں بے حس ہو جاتی ہیں تو خدا کا عذاب آجاتا ہے قرآن کہتا ہے وماکان ربک لیهلک القری بظلم تیرا رب کبھی کسی ملک کو تباہ نہیں کرتا ظلم کے سبب۔ واهلها مصلحون (۱۱ : هود : 117) اگر ان میں کوئی تحریک چل رہی ہو کوئی ان کو جگانے والا موجود ہو کھڑا ہو جائے تم دیکھتے نہیں کیا ہورہا ہے اللہ اس قوم

پر عذاب نازل نہیں کرتا اور جب سارے سننے سے عاری ہو جائیں خبریں سن لیں اور ٹھنڈے ہوگے' کوئی حرکت نہیں کوئی جوش نہیں کوئی ولولہ نہیں کوئی کروٹ نہیں بس ختم معاملہ پھر خدا کا عذاب آیا ہی آیا آیا ہی آیا۔

اس ملک میں مسلمان تو کماحقہ شاید ہی کوئی آیا ہے پہلے سے لے کر آخر تک کافر تو بہت بڑے بڑے آئے ہیں اس پاکستان میں ہمارے سربراہوں میں مسلمان جسے کہنا چاہیے ایسا تو کوئی بھی نہیں اور کافر بڑے بڑے آئے ہیں۔ لیکن کافر برداشت ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ ملک کا دشمن نہ ہو چلو یہ آج نہیں تو کل چلا جائے گا ملک تو ہے شاید کل کو کوئی مسلمان بھی آجائے اور اگر کوئی ایسا آجائے اسلام کا بھی دشمن اور ملک کا بھی دشمن صاف' بالکل پھر کیا گنجائش باقی رہ جائے گی۔

میرے بھائیو! یہ جگہ بڑی خطرناک ہے اگر نمازیں کام دیتی ہوتیں تو فرشتے نمازیں پڑھنے کے لیے کافی تھے۔ اللہ نے جب کہا۔ اے فرشتو! میں انسان کو پیدا کرنے والا ہوں وہ فساد بھی کرے گا' وہ گڑ بڑیں بھی کرے گا۔ بڑی بڑی خرابیاں بھی پیدا کرے گا' اور اچھے کام بھی کرے گا۔ فرشتوں نے کہا یا اللہ کیا فائدہ کیوں پیدا کرتا ہے؟ عبادت کرنے کے لیے ہم تھوڑے ہیں ہماری خوراک ہی یہ ہے' ہماری زندگی ہی عبادت کے ساتھ ہے۔ خدا نے کہا! مجھے صرف عبادت نہیں چاہیے کہ سجدہ میں ہی پڑا رہے اللہ ھو' اللہ ھو' اللہ ھو' حق اللہ ھو ہڑک' اللہ ھو کھڑک اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک اللہ کی حکومت قائم نہ ہو جائے اللہ کی حکمرانی دنیا میں نہ ہو اگر عبادت ہی کرنی کروانی ہوتی تو فرشتے کافی تھے اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا اور انسان کے لیے یہ شرف ہے کہ وہ اللہ کی حکومت قائم کرتا ہے اور وہی اللہ کو پسند ہے وہ اپنی خواہشات کا مقابلہ کرتا ہے وہ شیطان کا مقابلہ کرتا ہے وہ کفر کا مقابلہ کرتا ہے۔ اپنی ضروریات بھی پوری کرتا ہے لیکن کفر کا مقابلہ کرکے اللہ کا جھنڈا گاڑتا ہے۔ یہ اللہ کو بہت پسند ہے

فرشتوں سے اونچا اس کا درجہ ہے۔

انسان کا درجہ فرشتوں سے کیوں اونچا ہے؟ اس لیے کہ فرشتے کے لیے نیکی ہی نیکی ہے' نیکی ہی نیکی ہے فرشتہ برائی کر سکتا ہی نہیں۔ اور انسان کے لیے یہ بیوی ہے حلال ہے یہ غیر ہے یہ حرام ہے اور دل حرام کی طرف زیادہ جاتا ہے آپ نے دیکھا نہیں بیوی کتنی خوب صورت ہو' کتنی ہی اچھی ہو' لیکن جس سے یارانہ لگ جائے وہ زیادہ پیاری لگتی ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے اب جو اپنے نفس کا مقابلہ کر کے حلال کھاتا ہے حرام کے قریب نہیں جاتا حلال پر اپنے آپ کو پابند کرتا ہے حرام کی طرف رخ نہیں کرتا یہ فرشتوں سے بہت اونچا ہے اور جو بے کار ہوجائے ٹس سے مس نہ ہو بے غیرت ہوجائے وہ فرشتوں کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اونچا ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ سیدھا دوزخی ہے۔

میرے بھائیو! غیرت کی پریکٹس کیا کرو۔ غیرت کی پریکٹس کیا کرو۔ کیسے؟ اپنی برادری' میں اپنے خاندان میں' اپنے گھروں میں برائی کو دیکھو روکو۔ بائیکاٹ کرو ان سے علیحدہ ہو جاؤ ان سے اپنے غصے کا مظاہرہ کرو تاکہ تمھاری پریکٹس ہو جائے تو ملک میں کوئی کام کر سکو اور اگر دیوث بن کر بیوی بے پردہ کوئی پرواہ نہیں لڑکی بے پردہ کوئی پرواہ نہیں خاندان کی لڑکیاں آوارہ پھریں کوئی پرواہ نہیں۔ اور رشتے کے لیے آپ کتنی چھان پھٹک کرتے ہیں؟ میں نے دیکھا ہے بڑے بڑے داڑھیوں والے حاجی شادیوں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کے گھروں کی عورتیں لڑکیاں نوجوان لڑکیاں ایسے پھرتی ہیں جیسے مینا بازار میں پھریں کیا فائدہ ہے۔ ایسے حاجی ہونے کا کیا فائدہ ایسی داڑھی کا کیا فائدہ ایسی نماز کا؟ یا تو یہ حاجی وہاں ہو نہیں یا تو یہ حاجی یہ نمازی وہاں ہو نہیں اور اگر یہ وہاں ہے تو بے حیائی وہاں نہ ہو اور اگر آپ اپنی بیٹی کا یا اپنی ہمشیرہ کا یا کسی اور کا بے حیائی کے کاموں میں آپ بے حسی مظاہرہ کرتے ہیں تو آپ جیسا دیوث آپ جیسا بے

غیرت کوئی نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو بھیجا کہ جا کر فلاں قوم کو فلاں شہر کو تباہ کر دو ملیا میٹ کر دو ان کا تختہ الٹ دے فرشتہ آگیا آگے بگلا بھگت تھا تبلیغی جماعت کا آدمی تھا جو بڑی عبادت کرتے ہیں ذکر فکر میں لگے رہتے ہیں فرشتے کو ترس آیا دیکھ کر کہا یااللہ ! تو نے حکم دیا کہ فلاں قوم کو تباہ کر دے وہاں تو فلاں عبادت کرتا ہے دن رات تیرے ذکر میں لگا رہتا ہے ذکر فکر پر محنت رگڑے پر رگڑا رگڑے پر رگڑا خدا نے کہا اس پلید کو سب سے پہلے برباد کر۔ (رواہ البیہقی' مشکوۃ: کتاب الآداب باب الامر بالمعروف و نہی عن المنکر عن جابر رضی اللہ عنہ) یہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کسی کو شبہ ہو جب مرضی دیکھ لے۔

اللہ کا حکم تھا دیر کیسے ہوتی چنانچہ فرشتے نے آکر پہلے اسکا تختہ الٹا اس کے بعد ساری قوم کو الٹ دیا۔ جب صفائی ہوگئی تو فرشتے نے پوچھا یااللہ وہ تو بڑا مومن متقی پرہیز گار تھا تہجد گزار تھا اور بڑا نیک اللہ اس کی صفائی کیوں کردی فرمایا وہ سب کچھ تھا لیکن بے غیرت تھا نکاح ہوتے تو وہ ان میں شریک ہوتا پارٹیاں ہوتیں تو وہ ان میں شریک ہوتا تسبیح ہاتھ میں اور بیٹھے ہیں اور خدا کو کون سا بندہ اچھا لگتا ہے یایہ نہیں'یا وہ نہیں۔ اور جو کہے دونوں ہی ٹھیک ہیں دونوں ہی ٹھیک ہیں یہ بھی ٹھیک ہے وہ بھی ٹھیک ہے وہ تو بے غیرت ہے۔

میرے بھائیو ! انداز سخت ہے باتیں میری سخت ہیں۔ لیکن آپ کی اس میں ہدایت ہے آپ توبہ کریں اپنے نفس کی اصلاح کریں میں بار بار آپ سے کہتا ہوں بار بار آپ سے کہتاہوں نجات کا معاملہ بڑا ہی خطرناک ہے۔ حدیث میں آتا ہے ایک آدمی اکیلا جنت میں چلا جائے اس کی بیوی دوزخ میں چلی جائے بے نماز ہو۔ بیوی دوزخ میں چلی جائے بے پردہ ہو اس کی لڑکی دوزخ میں چلی جائے گی ایسا کبھی نہیں ہو گا جب بیٹی دوزخ میں چلی جائے گی تو اباجی کو ساتھ ملائے گی آجاؤ آپ میرے باپ تھے خرچہ تو آپ ہی دیتے تھے۔ کار پر تو آپ مجھے سکول

لے کر جایا کرتے تھے آپ بھی میرے ساتھ آئیں ادھر کہاں جاتے ہیں چنانچہ قوا انفسکم و اھلیکم نارا (66 : التحریم : 6) اللہ نے فرمایا لوگو اپنی جانوں کو بچاؤ اپنے گھر والوں کو بچاؤ دوزخ کی آگ سے۔ اور اگر آپ کہیں میں تہجد پڑھتا رہوں' بیوی کو بھی چھٹی' لڑکی کو بھی چھٹی' لڑکے کو بھی چھٹی' ماحول سب ٹھیک ٹھاک جو چلتا رہے ناممکن ہے وہ آدمی کبھی بخشا جائے؟ کبھی نہیں بخشا جائے گا؟ اور یہ دور وہی دور ہے پلید بے ایمان یا پھر بگلا بھگت' بے غیرت' دیوث ایسے مومن کی ضرورت ہے جو خود بھی مومن ہو اور لوگوں بھی سیدھا کرے جتنی طاقت ہے جتنی ہمت ہے لیکن جس میں حرکت ہی کوئی نہیں۔ بے حس ہے وہ مردہ ہے وہ خدا کے عذاب کا مستحق ہے۔

سوال : قربانی کے جانور کیسے ہوں۔

دیکھیے قربانی کے جانور کے لیے پہلی بات تو یہ ہے کہ قربانی کے جانور کون کون سے ہیں اونٹ' گائے' بھیڑ' بکری ہمارے اس علاقے میں بھینس کی قربانی کا رواج بہت ہے۔ لیکن عرب میں حضور ﷺ کے زمانے میں بھینس پائی ہی نہیں جاتی تھی جو کہتے ہیں بھینس کی بھی قربانی ہے وہ کہتے ہیں بھینس اور گائے میں کوئی فرق نہیں حالانکہ فرق نمایاں ہے تو اس لیے بھینس کی قربانی مشکوک ہے اس قربانی سے بچنا بہتر ہے۔ قربانی گائے ہی کی ہے یا پھر اونٹ کی' بھیڑ کی اور بکری کی کوئی عیب جانور میں نہیں ہونا چاہیے۔ اسکی آنکھ' اس کا کان بالکل نہ کٹا ہوا ہو یہ جو کہتے ہیں تہائی تک کٹا ہوا ہو تو جائز ہے یہ حنفیوں کے مسئلے ہیں ڈھیلے ڈھیلے بالکل صحیح نہیں جو نظر آئے دور سے کہ کٹا ہوا ہے وہ جانور قربانی کے لائق نہیں لنگڑا نہ ہو اور پھر اسکے بعد اتنا کمزور نہ ہو کہ ہڈی کی مخ اس کا گودا ختم ہو بدبودار بھی نہ ہو جیسا کہ جو یہ بکرے ہوتے ہیں جو ریوڑوں میں پھرتے ہیں بالکل بے کار سے ہو جاتے ہیں' قربانی کے دن چار ہیں دسویں گیارھویں بارھویں تیرھویں چار دن قربانی ہے اصل دن دسویں کا ہے۔ لیکن

شریعت نے چار دن رکھے ہیں کہ جو دسویں کو نہ کر سکے وہ گیارھویں کو کر لے بارھویں کو کر لے تیرھویں کو کر لے رسول اللہ ﷺ نے قربانی نہ کبھی گیارھویں کو کی ہے نہ کبھی بارھویں کو کی ہے نہ کبھی تیرھویں کو کی ہے جیسا کہ نماز ظہر کا وقت کا کب سے شروع ہوتا ہے زوال سے' زوال ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو گیا اور ایک مثل سایہ تک رہتا ہے۔ لیکن آپ' نے کبھی پچھلے ٹائم نماز نہیں پڑھی ہمیشہ اول وقت نماز پڑھتے تھے۔

یہ ظہر کا وقت ہے اب لوگ ہمارے جمعے کے لیے بڑے تنگ ہوتے ہیں جو نئے نئے کچے کچے لوگ ہیں جن کو سمجھ نہیں ہے حالانکہ ہم جمعہ میں اگر دیر کرتے ہیں تو صرف ان دوستوں کے لیے جو نئے نئے آتے ہیں اگر ہم ملتانیوں کی طرح سے یا اور شہر میں جو اہل حدیث ہیں ان کی طرح سے جمعہ پڑھائیں کہ ساڑھے بارہ ختم چھٹی تو اہل حدیث جو تین چار تھے وہی رہتے پانچ کبھی نہ ہوتے یہ جو اللہ کا شکر ہے ہمارا باغ دن بدن دن بدن سرسبز ہوتا ہے بڑھتا ہے بہاولپور ڈویژن میں اہل حدیثوں کی عام اشاعت ہو رہی ہے یہ اسی کا فضل ہے کہ ہم جمعے میں تھوڑی سی تاخیر کر دیتے ہیں۔ لیکن جمعہ کا وقت ختم نہیں ہوتا ایک مولوی بہت گرم آیا باہر کا کہ جی جمعے میں آپ نے اتنی دیر لگا دی میں نے کہا جمعہ کا وقت ختم ہو گیا اب عصر شروع ہو گئی کہ جی نہیں تو پھر میں نے کہا تو کیوں تنگ ہوتا ہے۔

قربانی تیرھویں تک ہے' اصل دن قربانی کا دسویں ہی تاریخ ہے لیکن تیرھویں تک قربانی ہو سکتی ہے۔ اور گیارھویں' بارھویں' تیرھویں کو ایام تشریق کہتے ہیں اور کل ایام تشریق میں ذبح کر سکتے ہیں (رواہ البیہقی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر 2476) حدیث حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پورے ایام تشریق گیارھویں' بارھویں تیرھویں قربانی کے دن ہیں ان دنوں میں قربانی ہو سکتی ہے (رواہ احمد و ابن

حبان' تفسیر ابن کثیر سورۃ الحج)

سوال: عورت ذبح کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب : میرے بھائیو ! عورت بھی مسلمان ہے جوان ہو بوڑھی ہو کسی عمر کی ہو عورت ایسے ہی ذبح کر سکتی ہے جیسے کہ مرد ذبح کر سکتا ہے گھر میں مرغی ذبح کرنا ہو کچھ بھی کرنا ہو عورت قربانی خود ذبح کر سکتی ہے اسی طرح عورت اپنی قربانی آپ کر سکتی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں آتا ہے حضرت ابو موسیٰؓ اشعریؓ اپنی بیٹیوں سے کہتے کہ کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرو (رواہ البخاری' کتاب الاضاحی بلب من ذبیح ذبیحۃ غیرہ) مثلاً بکرا ہے عورت خود نہیں لٹا سکتی۔ بھائی سے یا کسی اور سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ' اسکو لٹاؤ چھری وہ پھیر دے عورت کا ذبح کرنا بالکل صحیح اور جائز ہے کوئی فرق نہیں پڑتا یہ جاہلوں کی باتیں ہیں کہ عورت ذبح کر دے تو جانور حرام ہو جاتا ہے ہمارے ہاں ہمارے گھر کے سامنے وہ ایک لڑکی بیچاری قرآن مجید پڑھتی تھی۔ ان کو ضرورت پڑ گئی کوئی مہمان آگئے ہوں گے وہ مرغی لے آئی کہ ہماری مرغی ذبح کر دو میری لڑکی نے چھری پھیر دی اس نے گھر جاکر مرغی دی اور کہہ دیا کہ بی بی جی نے ذبح کی ہے انہوں نے واپس کردی یہ تو حرام ہوگئی ہے اسے ہم تو نہیں رکھیں گے۔

اب یہ جہالت کی بات ہے بے خبری کی بات ہے۔ حدیث میں آتا ہے ایک آدمی کی لونڈی تھی بکریاں چرایا کرتی تھی ایک جانور تڑپنے لگا دیکھو عورتیں بھی مسئلے جانتی تھیں اس نے دیکھا کہ یہ تو ضائع جارہا ہے حرام موت جارہا ہے اس نے تیز دھار پتھر لیا اور جسم کسی کے حصے پر چیرا دے کر خون نکال دیا مالک آگیا اس نے دیکھا کہ دو باتیں ہوگئیں ایک تو یہاں سے ذبح نہیں کیا کہ گلے سے ذبح کرے اور دوسرے عورت نے یہ کام کردیا اب یہ حلال ہوگیا یا نہیں؟ اس نے نبی ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا حلال ہے طیب ہے کھاؤ کوئی ناجائز والی بات نہیں۔ (رواہ البخاری' مشکوۃ کتاب الصید و الذبائح عن کعب بن مالک)

تکبیریں یہ جو اب عید شروع ہوگی ویسے تو بعض کہتے ہیں جب سے چاند دیکھا جائے اس وقت سے تکبیریں کہنی چاہیے۔ لیکن 9 تاریخ سے تکبیریں شروع کر دینی چاہیے کہ تیرھویں کی عصر تک تکبیریں جاری رکھنی چاہیے اور پھر اس بات کو ذہن میں رکھ لیجیے گا کہ جب ہم قربانی کے لیے جانور لیتے ہیں تو اس کو خوب دیکھتے ہیں نیچے سے' اوپر سے' اسکی آنکھ' اسکے دانت' اسکے کان' اسکا ناک' اسکا یہ اور اس کا وہ بندہ جانور کو دیکھتا ہے اللہ بندے کو دیکھتا ہے۔ جس نے قربانی کرنی ہوتی ہے۔ آپ جانور کو دیکھیں گے کہ یہ جانور ٹھیک ہے کہ نہیں۔ اللہ بندے کو دیکھتا ہے یہ مسلمان بھی ہے کہ نہیں۔ اسکا پیسہ حلال کا ہے کہ نہیں۔ اس کا عقیدہ بھی صحیح ہے کہ نہیں آپ کا کیا خیال ہے کیا مکے کے لوگ قربانیاں نہیں کرتے تھے کوئی فائدہ تھا ان کو میرے بھائیو! سب سے پہلے اسلام کو سیدھا کر لو مجھے یہی ڈر ہے ہمارا اسلام اللہ کو پسند نہیں ہے اور جسکا اسلام اللہ کو پسند نہیں اسکی قربانی اللہ کب قبول کرے گا؟

اگر اللہ ہم سے راضی ہو اللہ کو ہمارا اسلام قبول ہو تو پاکستان کا خدا کی قسم یہ حال کبھی نہ ہو جب پاکستان کا یہ حال ہورہا ہے تو اسکے صاف معانی ہیں کہ پاکستانیوں کے اسلام کو اللہ قبول نہیں کرتا ان کی قربانیاں سب بے کار ہیں کہیں یہ کیسی بات ہے جو میں نے آپ سے کہا ہے آپ جانور کو دیکھتے ہیں اللہ آپ کو دیکھتا ہے۔ کیوں غلط بات ہے یہ ؟ بس اسکو اپنے ذہن میں رکھیں اور آپ مسلمان ہوجائیں گے۔ اب فیشن بن گیا ہے پٹواری بھی قربانی کرتا ہے اور وہ جانتاہے کہ یہ پیسہ رشوت کا ہے تحصیلدار چھوٹا افسر بڑا افسر دس دس ہزار بیس بیس ہزار کا جانور لے کر قربانی کرتاہے کوئی فائدہ ہے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میرے بھائیو! قربانی کرو یہ تسلی کر لو پیسہ حرام کا تو نہیں ہے اب حج کو لوگ جاتے ہیں ارے! ابو جہل حج نہیں کرتا تھا کبھی سوچا آپ نے خدا کے لیے کبھی عقل سے بھی کام لے لیا کرو مسلمانو! کبھی عقل سے بھی کام لے لیا کرو۔

ابو جہل حج نہیں کرتا تھا؟ کوئی فائدہ ہوا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ قربانی کے لیے عقیدے کا صحیح ہونا ضروری ہے پیسے کا حلال ہونا ضروری ہے آپ رشوت کے پیسے کی قربانی کریں۔ اب لفظ بے کار سا ہے خدا سڑ جاتا ہے۔ جل جاتا ہے غصے میں آجاتا ہے یہ بے ایمان مجھے حرام دیتا ہے۔ دیکھ لو آپ صدقہ خیرات کرتے ہیں آپ کی ماں مر گئی آپ کا باپ مر گیا آپ کا کوئی عزیز رشتہ دار مر گیا آپ صدقہ خیرات کرتے ہیں دیگیں چڑھاتے ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں میری میت پر ماں' باپ' رشتہ دار پر خدا کا رحم ہو خدا کو غضب آتا ہے یہ حرام خور یہ بے ایمان مجھے حرام دیتا ہے۔ خوب سمجھ لو آپ کو یہ بات بری لگے یا اچھی لگے جب آپ حرام کا پیسہ نیکی کے کام پر صرف کرتے ہیں۔ خدا کو غیرت آتی ہے کہ یہ بے ایمان ہے اور مجھے بھی اپنے جیسا بے ایمان سمجھتا ہے

حدیث کے لفظ ہیں ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا اللہ پاک ہے وہ پاک چیز کو قبول کرتا ہے۔ (رواہ مسلم' مشکوۃ کتاب البیوع باب الکسب و طلب الحلال عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

میرے بھائیو! کیا فائدہ جمعہ پڑھ کر اگر آپ نے یہ سبق بھی نہ سیکھا قربانی کرنے سے پہلے اپنے پیسے کو دیکھ لیا کرو۔ اپنے حصہ داروں کو دیکھ لیا کرو۔ گائے میں سات حصے دار ملتے ہیں سب نتھو فتو ایرا غیرا شامل ہوتے ہیں اگر جانور کا کان نہ ہو تو قربانی نہیں ہوتی اگر ساتواں حصہ ہی بے ایمان کا ہو تو قربانی ہوجائے گی؟ آپ گائے میں سات حصے دار شامل ہوتے ہیں ایک مشرک ہے بدعتی ہے بے کار ہے اسکی قربانی نہیں ہے اب سات حصوں میں سے ایک حصہ مر گیا کان نہ ہو تو قربانی نہیں ہوتی ایک حصہ ہی ختم ہو جائے تو قربانی ہوجائے گی؟ وہ بالکل نہیں ہوگی یہ باتیں عقل کی ہیں اور عقل والوں کے لیے ہیں بے عقلوں کے لیے مسئلہ کیسا؟ بے عقل کے لیے' خردماغ کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا وہ تو ڈفر ہے مسئلہ عقل والوں کے لیے ہوتا ہے عقل کی بات عقل والوں

کے لیے ہوتی ہے بے عقلوں کے لئے کیا بات؟ اس لئے دین کو سمجھو۔

سوال: طلاق کا اختیار صرف مرد کو ہے؟

جواب: اور یہ عورت پر ظلم ہے عورت کو بھی حق ہونا چاہیے کہ وہ مرد کو طلاق دے دے۔ چھٹی کروا دے' اس پر غور کریں' یہ کیسی حماقت کی بات ہے' یہ کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔

حالانکہ اللہ نے مسئلہ یہ رکھا ہے اگر خاوند بیوی کو کہہ دے انت علی کظھر امی تو میرے لیے ایسی ہے جیسے کہ میری ماں وہ حرام ہوجائے گی جب تک کفارہ نہ دے وہ اس کے قریب نہیں جاسکتا لیکن اگر مرد عورت کے پاس جائے اور عورت کہہ دے ابا جی کوئی فرق نہیں پڑتا تیری بیوی جو ہے تیری مرضی کر کیونکہ طلاق دینے کا حق جو ہے وہ مرد کو ہے عورت اباجی کہہ دے بھائی جان کہہ دے پتر کہہ دے کچھ کہہ دے کچھ فرق نہیں پڑتا کوئی فرق نہیں پڑے گا مرد اگر کہہ دے کہ تو ماں ہے تو فلاں ہے تو فلاں ہے پھر آپ کو کس کسائی ہوگی آپ کو سزا ملے گی آپ مجرم ہیں اللہ کا قانون ہے اور فطرت کا تقاضا ہے۔

و آخر دعونا عن الحمدللہ رب العلمین۔

خطبہ نمبر16

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم' بسم الله الرحمن الرحيم ○

فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرک بعبادة ربه احدا۔ (18 : الكهف : 110)

میرے بھائیو! جیسے پیدائش یقینی ہے اس میں کسی کو کبھی شبہ نہیں ہوا۔ نہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سے موت یقینی ہے اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔ نہ کسی کافر کو نہ کسی مسلمان کو۔ کیونکہ یہ چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں پیدا ہونا اور مرنا۔ یہ دونوں چیزیں نظر آتی ہیں اس لیے ان دونوں میں کوئی شبہ نہیں کرتا مسلمان ہو یا کافر ہو۔ اور ایمان والی بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد پھر اللہ سے ملنا۔ جسے اس پر زندگی اور موت کی طرح یقین نہ ہو وہ کافر ہے۔ اللہ سے ملاقات ضروری ہے اللہ کے سامنے پیشی اور حاضری ضروری ہے یہ یقینی ہے اور ایسے ہی یقینی ہے جیسا کہ ہمارا پیدا ہونا یا ہمارا مرنا۔ اس میں جتنا آدمی یقین پیدا کرے اتنا ہی کامل مومن ہے اور جتنا اس میں تردد ہوگا اور یقین نہیں ہوگا اتنا ہی وہ ناقص ہے اور اگر بالکل خیال نہیں وہ کافر ہے۔ کافر کوئی علیحدہ جنس نہیں ہوتی۔ وہ بھی آدم کی اولاد ہیں۔ وہ بھی انسان ہی ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ کی ملاقات کا یقین ہے وہ مومن ہوتے ہیں اور جن کو اللہ کی ملاقات کا یقین نہیں

کافر ہوتے ہیں اور پھر قدرتی بات ہے کہ جس کو اللہ کی ملاقات کا یقین ہو گا وہ اس کے لیے تیاری بھی لازمی کرے گا۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جابجا اپنی ملاقات کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ فمن کان یرجوا لقاء ربه جسے یہ خیال ہے کہ مجھے اللہ سے ملنا ہے وہ پھر تیاری کرے۔ فمن کان یرجوا لقاء ربه جسے یہ خیال ہے کہ مجھے اللہ سے ملنا ہے اسے تیاری کرنا چاہے اور تیاری کی صورت کیا ہے فلیعمل عملا صالحا نیک عمل کرے۔ ولا یشرک بعبادة ربه احدا اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ جو سرے سے عبادت ہی نہیں کرتا وہ بھی گیا اور جو غیر کو شریک کرلیتا ہے وہ بھی برباد ہو گیا۔ ملاقات کس کو نصیب ہوگی جس کے دل میں یہ شوق ہو یہ تڑپ ہو۔

چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ من احب لقاء الله احب الله لقائه جو اللہ کی ملاقات چاہتا ہے اللہ اس کی ملاقات چاہتا ہے۔ (متفق علیه' مشکوة کتاب الجنائز باب تمنی الموت و ذکرہ عن عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ) دل کو دل سے راہ ہے۔ عام طور پر کہتے ہیں اگر کسی سے محبت کریں یقینی بات ہے وہ بھی آپ سے محبت کرے گا۔ اللہ کا معاملہ اس سے بھی بہت تیز ہے بہت آگے ہے۔ اگر بندہ اللہ سے محبت کرنے لگ جائے اللہ اس سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ یعنی ہم دیکھتے ہیں لوگوں کے ساتھ جو جتنا میلان کرتا ہے اتنا ہی اس کی طرف دوسروں کا میلان ہوتا ہے تو محبت کرنے سے محبت ہوتی ہے۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو دوسرا بھی نہیں کریگا۔ ادھر سے Responce تبھی ہو گا جب ادھر سے کچھ پیش رفت ہوگی۔ مخلوق کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ لیکن پھر اللہ کا پیارا وہ ہوتا ہے جس کو اللہ کی ملاقات کا شوق ہو اور وہ اس کے لئے تیاری کرے اور تیاری کے لیے یہی ہے کہ آدمی نیک عمل

کرے اور نیک عمل کے لیے نبی کے پیچھے لگے نبی ﷺ کی سنت پر چلے۔
یاد رکھیے گا یہ بات جو ہے بالکل یاد رکھنے کی ہے اس کو ازبر کر لینا چاہیے۔
کبھی اسکو نہ بھولیں۔ عمل کے قبول ہونے کی دو شرطیں ہیں کوئی پڑھا ہوا ہو یا
ان پڑھ ہو اس بات کو یاد کر لے کہ اللہ کے ہاں قبولیت کیلئے دو شرطیں ہیں ایک
تو یہ کہ وہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہو۔ اور دوسرے یہ کہ وہ نبی
ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔ آپ ؐ کی سنت کے مطابق ہو۔ اگر دونوں
میں سے ایک شرط بھی مس ہو جائے تو عمل برباد' عمل گیا۔ وہ عمل نیک نہیں
کہلاتا اللہ کے ہاں وہ قبول نہیں ہوتا۔ اب ان دونوں باتوں کو یاد رکھ کر آپ
اپنی زندگی کو بھی جج (Judge) کر سکتے ہیں اور دوسروں میں بھی کھرا کھوٹا پہچان
سکتے ہیں کہ نیک ہے کیسا ہے۔ ہم لوگ دھوکے میں آجاتے ہیں۔ تسبیحیں
سن کر وظیفے سن کر نمازیں پڑھتا دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ بڑا نیک ہے۔ اگر اس کا
عمل سنت کے مطابق نہیں خواہ وہ کتنا بڑا حاجی کیوں نہ ہو۔ کتنی نمازیں کیوں نہ
پڑھتا ہو۔ وظیفے جتنے مرضی کرتا رہے۔ اس کا عمل اللہ کے ہاں نیک نہیں۔ اللہ
کے ہاں قبول نہیں ہو سکتا۔ اسکے لیے ضروری ہے جیسے میں نے آپ کو یہ بات
بتائی کہ یعنی انسان کے عمل کے لیے دو چیزیں بہت ضروری ہیں ایک تو وہ عمل
اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہو اب بہت سے لوگ پیسہ خرچ کرتے ہیں اور دل
میں یہ خیال ہوتا ہے شہرت ہو جائے' عمل برباد۔ بے شک وہ اہل حدیث ہو بے
شک وہ کتنا بڑا نیک سے نیک کیوں نہ ہو اگر دل میں یہ خیال ہو رقم دیتے وقت
پیسہ خرچ کرتے وقت مسجد پر یا کسی یتیم مسکین پر' کوئی کسی کو قرآن مجید لے کر
دیا یا کھانا کھلایا یا کچھ اور کیا۔ اگر دل میں یہ خیال ہے کہ دنیا میں شہرت ہو
لوگوں میں نام ہو تو سب برباد کوئی اس کا فائدہ نہیں بالکل اسکا کوئی فائدہ نہیں
اور اگر اس نے کام بے شک کر دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر جیسا کہ
اب محرم آئے گا۔ کتنے لوگ ہیں سنی بھی اور مسلمان دوسرے شیعہ بھی جو

سبیلیں لگاتے ہیں۔ کھانے کھلاتے ہیں اور وہ سارا کر کرا کے یا وہ گیارھویں دیتے ہیں۔ فلاں بزرگ راضی ہو جائے ایسا ہو جائے ایسا ہوجائے سب بے کار اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ دونوں چیزیں لازمی ہیں۔ اس کو ازبر کر لینا چاہیے۔ اسکو کبھی نہ بھولئے۔

اسی لئے کہتے ہیں کہ جو آدمی صحیح معنی میں اہل حدیث ہوتا ہے۔ وہ لڑھکتا نہیں کبھی یہ لوگ جو جلدی جلدی لڑھک جاتے ہیں اہل حدیث ہو سکتے ہیں ؟اہل حدیث ہمیشہ عالم ہوتا ہے۔ خواہ ان پڑھ ہی ہو۔ کتابیں بے شک نہ پڑھ سکتا ہو۔ لیکن جو صحیح معنوں میں اہل حدیث ہوگا یقیناً وہ عالم ہوگا۔ اصولوں سے وہ واقف ہوتا ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی لکھنا پڑھنا جانتے تھے ؟ صحابہ کل ایک لاکھ کے لگ بھگ میں سے صرف چالیس آدمی ٹوٹا پھوٹا لکھنا جانتے تھے۔ تو اسی طرح سے علم جو ہے وہ کیا ہے علم اصل میں صحیح چیز کی پہچان کا نام ہے کہ آپ پہچان سکیں کہ کھرا کیا ہے کھوٹا کیا ہے۔ جائز کیا ہے ناجائز کیا ہے۔ جائز کون سی چیز ہوسکتی ہے اور ناجائز کون سی چیز ہوسکتی ہے۔ اب یہ اکثر ہم نے دیکھا ہے جو اہل حدیث برائے نام اہل حدیث ہیں وہ بدعتیوں کی تعریفیں کرتے ہیں۔ وہ بریلویوں کی تعریفیں کریں گے۔ وہ شیعہ کی تعریفیں کریں گے۔ وہ اوروں کی تعریفیں کریں گے۔ یہ بڑا ولی اللہ تھا۔ جی اس نے لنگر لگا رکھا تھا۔ جی وہ یہ کرتا تھا جی وہ یہ کرتا تھا۔ جی وہ ایسا تھا۔ ہم فوراً اس سے یہ جان لیتے ہیں کہ یہ بے کار ہے یہ اہل حدیث کسی کام کا نہیں یہ شخص ہے۔ بالکل اسے پتہ ہی کچھ نہیں جو صحیح معنوں میں اہل حدیث ہوتا ہے وہ کبھی دھوکے میں نہیں آتا۔ وہ عین صحیح جج کرتا ہے وہ صحیح دیکھتا ہے۔

اور یہ بات آپ اگر ذہن نشین کر لیں گے تو ان شاء اللہ العزیز آپ کے علم میں بھی بڑا اضافہ ہوگا کہ ہر نیکی' نیکی نہیں ہوتی۔ اس کے لیے ضروری ہے وہ نیکی دو شرطیں پوری کرے۔ ایک تو یہ اللہ کی رضا کے لیے اور دوسری یہ کہ

وہ نبیؐ کی تعلیم کے مطابق ہو۔ آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ اگر وہ سنت کے مطابق نہیں اس کا کوئی ثواب نہیں بالکل بے کار ہے۔ اگر وہ اللہ کی رضا کے لیے نہیں لوگوں کے لیے ہے۔ دکھلاوے کے لیے یا کسی پیر فقیر یا کسی ولی' نبی کسی چھوٹے بڑے کے نام کی ہے۔ سب بے کار ہے وہ شرک ہے۔ تو عمل صالح کے لیے یہ دو چیزیں ہیں۔

تو جسے یہ خیال ہے کہ میری اللہ سے ملاقات ہوجائے ورنہ خدا تو ہر ایک سے بات کرے گا۔ وہ ڈانٹ ڈپٹ کی بات ہوگی۔ اللہ کلام تو ہر ایک سے کرے گا لیکن بعض سے ڈانٹ ڈپٹ کی جیسے چور سے تھانیدار بات کرتا ہے۔ چور آئے پولیس والے اس سے بات تو کرتے ہیں لیکن کیسی بات۔ اس کو ملاقات تو نہیں کہتے۔ ملاقات یہ ہے کہ آئے اس کو بڑی عزت کے ساتھ بٹھایا جائے۔ پھر اس سے باتیں پوچھی جائیں۔ پیار اور محبت کی باتیں ہوں اس کے دل میں بھی خوشی ہو اسکے دل میں بھی خوشی ہو۔ یہ ہے ملاقات' یہ بات چیت بالکل اور انداز کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں بعض لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ولا یکلمھم اللّٰہ (2 : البقرۃ : 174) اللہ ان سے کلام تک نہیں کرے گا اور دوسری جگہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ جب وہ واویلا کریں گے شور مچائیں گے چیخیں گے دوزخ میں چلائیں گے دھاڑیں ماریں گے تو خدا کہے گا قال اخسؤا فیھا ولا تکلمون (23 : المومنون : 108) دور ہو جاؤ مجھ سے بات نہ کرو۔ خدا مالک فرشتے کے ذریعے ان کو یہ بات پہنچا دے گا۔ اور اللہ تعالی بھی بات کرے گا تو ڈانٹ ڈپٹ کی بات کرے گا پیار محبت کی بات نہیں کرے گا اور جس سے خدا کی دوستی ہوگی۔ جو خدا کی ملاقات کا متمنی ہو گا جس کو شوق ہے کہ میری اللہ سے ملاقات ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ خدا اس کو اپنے پاس بٹھائے گا۔ جیسے افسر بٹھاتا ہے برابر یا سامنے کرسی پر۔ یا ادھر یا ادھر کرسی پر خدا ساتھ بٹھائے گا۔ برابر اور بٹھا کر اس سے پوچھے گا کہ ہلکا سا کوئی عمل' اس کے گناہ کا

کوئی عمل' خدا کہے گا سنا تو نے یہ کام کیا تھا۔ وہ کہے گا ہاں یا اللہ یہ گناہ مجھ سے ہوا تھا خدا کہے گا جا تجھے معاف کر دیا۔ بس اتنے پر ہی اسے چھوڑ دے گا۔ تو وہ پیچھے ہٹ کے ہنسے گا خوشی سے خدا کہے گا کیا بات ہے تو ہنستا ہے کہے گا یا اللہ میرے دل میں تو بڑا ڈر تھا کہ مجھ سے بڑے بڑے گناہ ہوئے ہیں۔ اگر اللہ نے پکڑ لیا اللہ نے سوال کر لیا تو کیا حال ہو گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو میرا دوست تھا۔ میں نے تیرے ساتھ دوستوں والا حساب کیا ہے۔ میں نے تیرے ساتھ پولیس والا حساب نہیں کیا جو غیروں سے حساب کیا ہے وہ نہیں کیا میں نے تجھے چھوڑ دینا تھا۔ مجھے تجھے معاف کر دینا تھا اسی لیے میں نے تجھ سے یہ نرم سی بات پوچھی اور حدیث میں آتا ہے اللہ اپنے جو دوست ہوں گے۔ ان سے آہستہ بات کرے گا۔ تاکہ کسی دوسرے کے کان میں نہ پڑ جائے۔ (متفق علیہ' مشکوۃ: کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق باب الحساب و المیزان عن ابن عمر رضی اللہ عنہما) اس کا پردہ فاش نہ ہو اسکی رسوائی نہ ہو اور جن کو خدا کو ذلیل کرنا مقصود ہو گا خدا بر سر عام اس سے سوال کرے گا۔ تو نے یہ کام کیا تھا تو ایسا تھا تو ایسا تھا تو ایسا تھا تاکہ اسکی رسوائی بھی ہو اس کی ذلت بھی ہو کیونکہ اسے چھوڑنا نہیں اسی لیے یاد رکھیے گا۔ جب اللہ کسی کا دوست ہو جاتا ہے اللہ پھر اسے ذلیل نہیں کرتا اور دنیا میں بھی خدا کا یہی معاملہ ہے۔ اللہ اسکی عزت کا بہت خیال رکھتا ہے مصیبت تو یہ ہے کہ ہم خدا کو دوست نہیں بناتے اگر ہم خدا کو دوست بنائیں تو نماز ہماری بالکل اور طرح کی ہو۔ نماز میں اتنی لذت محسوس ہوتی ہے جب بندہ خدا کا دوست ہو جاتا ہے جیسے کشش ہوتی ہے۔

اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ جو مومن ہوتا ہے نماز کا وقت آ جائے تو بے چین ہوتا ہے (ریاض الصالحین: باب 13) جیسے مجھے دوست سے ملنا تھا وعدہ کیا تھا وہ میرا انتظار کرتا ہو گا۔ جیسے وہ بے چین ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جو مومن ہوتا جس کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے وہ بے چین ہوتا ہے جب نماز

کا وقت آجاتا ہے۔ اور اگر وہ نماز جلدی بھی پڑھے کسی ضرورت کے تحت کوئی کام ہے گاڑی کا معاملہ کچھ ایسا معاملہ ہے وہ بے شک ایک ایک دفعہ سبحان ربی العیظم سبحان ربی الاعلی کہے۔ تو وہ اس کا ایک دفعہ کا کہنا بھی اللہ کو پسند ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ دوست سے جلدی جلدی دوڑے جاتے بات کرتے جائیں اس کا دل آپ کے ساتھ ہوتا ہے اور اگر آپ کا دل ساتھ نہیں خواہ دو گھنٹے بیٹھے رہیں دل ملتا ہی نہیں بات بنتی ہی نہیں ۔ تو اسلیے دیکھیے ہم جمعہ پڑھتے ہیں اللہ کے ساتھ نہ ملے۔ محبت پیدا ہوئی نہ ہوئی اللہ کے دین سے محبت نہ ہوئی۔ تو پھر مزا کوئی نہیں جمعہ پڑھنے کا۔ یہ نمازیں پڑھنے کا جمعہ پڑھنے کا کوئی اسکا فائدہ نہیں ہے۔

میرے بھائیو کوشش یہ کرو کہ آپ کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ دین میرا ہے جب اللہ میرا تو اسکا جو دین ہے وہ بھی میرا۔ اسکی حفاظت کرنا جو ہے یہ اللہ کی محبت کو بڑھاتا ہے۔ اگر ناجائز کام کریں گے خلاف سنت کریں گے تو خود ہی برے لگیں گے۔ ورنہ آپ دیکھیے ہمارے گھروں میں کیا حال ہے آپ نمازی ہیں حاجی ہیں داڑھی آپ کی لمبی لمبی ہے اور آپ کے گھر میں سارے کیسے بیوی بے پردہ کوئی اسے دین کا خیال نہیں لڑکیاں بس انگریز کی بیٹیاں لڑکے بالکل ہی ٹومی ایک آزاد ذہن کے اور آپ ان کے باپ ہیں اور ملنا جلنا بیاہ شادی اٹھنا بیٹھنا سب ٹھیک ٹھاک بالکل۔ اور اگر آپ کی محبت اللہ سے ہوجائے گی۔ پھر لازما آپ اپنے ماحول کو آہستہ آہستہ change کریں گے اپنی بیوی کو بدلیں گے اپنے بچوں کو بدلیں گے اور اپنے ماحول کو گردوپیش کو بدلیں گے یہ کیسا ہے۔ پھر یہ حال نہیں ہوگا۔

اللہ اکبر ! ہمیں بیاہ شادیوں میں جانے کا موقع ملتا ہے ہم نے دیکھا ہے بڑے بڑے بزرگ اور نیک۔ حاجی داڑھیوں والے لڑکی کا رشتہ کرتے ہیں۔ جو باراتیں آتی ہیں ان میں کون لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ ! تلاش کرنے سے بھی کوئی

داڑھی والا نظر نہیں آتا۔ بس اسنے رشتہ تلاش کرلیا اس کے معانی یہ ہیں کہ خود چٹ ہے۔ یہ داڑھی والا خود چٹ ہے۔ اس کے دل میں اللہ کی محبت ہی نہیں ہے اگر اس کے دل میں اللہ کی محبت ہو۔ تو پھر یہ اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو پھر انسان خدا سے ڈرتا بھی ہے۔ اور اس کو خدا سے امید بھی بڑی ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک جوان آدمی بیمار ہوگیا۔اسکی حالت بڑی نزع کی ہوگئی قریب المرگ تھا آپ اس کی عیادت کے لیے گئے۔ اس سے پوچھا سنا کیا حال ہے؟ وہ جو قریب المرگ جوان تھا موت میں تھا اس سے پوچھا سنا کیاحال ہے وہ کہنے لگا یا رسول اللہ میں اللہ کی معافی کی امید کرتا ہوں لیکن مجھے گناہوں سے بھی ڈر لگتا ہے۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ' مشکوۃ کتاب الجنائز باب تمنی الموت و ذکرہ عن انسؓ) میں جا تو رہا ہوں اللہ کے پاس مجھے اسکی معافی کی بڑی امید ہے۔ لیکن جب میں اپنے گناہوں کو دیکھتا ہوں مجھے ڈر لگتا ہے فرمایا تو کامیاب ہے۔ دیکھو ناں جو بچہ باپ کا لحاظ نہ کرے لاڈ پیار کرے لیکن لحاظ نہ کرے تو لوگ کہتے ہیں تو نے بچے کو بگاڑ لیا ہے وہ محبت کسی کام کی نہیں۔ اگر بچے کے دل سے باپ کا ڈر اٹھ جائے دیکھا تو باپ کو تھپڑ لگا دیا باپ کو گالی نکال دی۔ تو یہ لاڈ پیار کسی کام کا نہیں ' ایمان کس چیز میں ہے' دونوں چیزوں کے بین درمیان میں ہے کہ خدا سے محبت بڑی ہو کہ ان شاء اللہ ضرور مجھے معاف کردے گا۔ لیکن ساتھ ساتھ اپنے گناہوں سے ڈرتا بھی ہو کہ کہیں اللہ ناراض نہ ہوجائے میں اپنے آپ کو ٹھیک کرلوں یہ رجاء 'امید کے اور خوف کے درمیان بین بین زندگی ہے یہ اس آدمی کی زندگی ہوتی ہے جسے اللہ کی ملاقات کا خیال ہے اور وہ تیاری کرتا ہے اور جو آدمی جیسے جاہل لوگ کہتے ہیں' وہ غفور الرحیم ہے وہ بے فکر ہو کر اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ جو برائی سامنے آئی کرلی یہ بگڑے ہوئے ہیں ان کا ذہن ٹھیک نہیں اور جو آدمی ناں جی ناں ہماری بخشش نہیں ہو سکتی ہماری

بخشش نہیں ہو سکتی توبہ توبہ ہم تو گنہگار ہیں یہ بھی برباد یہ بھی گیا۔

ہمیشہ پیار والے سے پیار بھی ہوتا ہے اپکی حیثیت اس کی پوزیشن اسکی شان کے لحاظ سے اس کا دل میں مقام بھی ہوتا ہے رعب بھی ہوتا ہے اس کی ہیبت بھی ہوتی ہے تو مومن جو ہے کبھی حدود نہیں پھلا نگتا۔ مومن جو ہے وہ کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ وہ حدود سے نکل جائے کہ امید ہی امید ہے یا ڈر ہی ڈر ہے۔ دونوں چیزوں کا وہ پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے جب اس جوان سے پوچھا کیف تجد تو کیسے پاتا ہے اپنے رب کو کہنے لگا یارسول اللہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں عفوۃ اسکی معافی کی مجھے امید ہے کہ مجھے معاف کردے گا۔ ساتھ ہی اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں کہ خدا کی ذات بے نیاز ہے وہ بہت بڑی ذات ہے۔ اس سے ڈر لگتا ہے فرمایا تو کامیاب ہے تو پاس ہوجائے گا اور حدیث میں آتا کہ انسان اپنے دل میں امید کا غلبہ رکھے امید کو غالب رکھے اور خدا فرماتا انا عند ظن عبدی بی میرے بارے میں بندہ جو گمان کرے گا میں وہی پورا کروں گا۔ (صحیفہ ھمام بن منبہ ص 91) بشرطیکہ کام کرنے والا ہو۔ نکھٹو مفت خورہ نہ ہو۔ کام کرنے والا ہو میرے بارے میں اگر حسن ظن رکھے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کچھ لوگ دوزخ میں واویلا کریں گے شور مچائیں گے اللہ ان کو باہر نکال لے گا اور ان سے پوچھے گا کیا بات ہے تم شور کیوں مچاتے تھے اتنا کہیں گے یا اللہ جل رہے تھے بڑی تکلیف تھی۔ ہمیں تیری رحمت کی امید تھی کہ چلو شور مچاؤ اللہ رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا دوزخ میں پھر جاؤ۔ وہ کہیں گے یا اللہ ہم تو امید کرکے شور مچا رہے تھے۔ تیری امید کرتے تھے کہ تو معاف کردے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ میں نے تجھے معاف کردیا۔ (رواہ الترمذی ابواب صفۃ جہنم باب ما ذکر من یخرج من النار من اہل التوحید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) یعنی یہ نہیں کہ اللہ کی رحمت پہلے بہت کچھ تھی اور بعد میں کچھ یہ تو آزمائش کے طور پر ہے ۔ اس

بندے کا وہ جذبہ ابھارنے کیلئے اس سے وہ چیز اگلوانے کے لیے اللہ تعالی اس کو یہ چانس دیں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ پر نمازیں پچاس فرض کیں جب آپ معراج پر گئے اللہ نے پچاس نمازیں فرض کیں۔ تو پھر خود ہی اللہ نے یہ انتظام کر دیا کہ موسیٰ ؑ کو راستے میں کھڑا کر دیا۔ جب آپ ؐ پچاس نمازوں کا حکم لے کر واپس آئے تو راستے میں موسیٰ علیہ السلام کو راستے میں کھڑا پایا۔ موسیٰ ؑ نے کہا کہ کہیے ! کیا حکم ہے آپ ؐ پر۔ اللہ نے آپ کو کیا تحفہ دیا ؟ آپ ؐ نے فرمایا کہ اللہ نے پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ موسیٰ ؑ نے کہا کہ میں تجربہ کر چکا ہوں پچاس بہت ہیں جا کر اللہ سے رعایت کروائیں۔ چنانچہ حضور ؐ واپس چلے گئے۔ یااللہ کچھ تخفیف کر دیں اللہ تعالی نے پچاس کی پینتالیس کر دیں پھر موسیٰ علیہ السلام ملے۔ کہنے لگے کم کراؤ اور ہوتے ہوتے بار بار آپ ﷺ گئے موسیٰ ؑ ملتے رہے آپ جاتے رہے اور ہوتے ہوتے پچاس کی پانچ رہ گئیں۔ پھر موسیٰ ؑ کہنے لگے کہ آپ ﷺ کی امت پانچ بھی نہیں پڑھے گی خدا سے جا کر کم کروائیں۔ آپ ؐ نے فرمایا ! اب مجھے شرم آتی ہے میں نہیں جاتا۔ یہ سب انتظام اللہ کر رہا تھا کیونکہ' اللہ چاہتا تھا کہ میں اس امت پر تخفیف کروں۔ چنانچہ پھر آپ ؐ نیچے ہی آگئے اوپر نہیں گئے۔ پانچ میں بھی تخفیف ہو کہ پانچ کی ایک رہ جائے تو جب اللہ نے دیکھ لیا کہ اب محمد ﷺ پانچ پر قانع ہو کر صبر کرتے جا رہے ہیں۔ اللہ نے آواز دی اے محمد سن ما یبدل القول لدی و ما انا بظلام للعبید۔ (50 : ق : 29) ہم بات کو بدلا نہیں کرتے مجھے پہلے سے منظور تھا کہ پانچ پڑھانی ہیں میں تو ثواب پچاس کا ہی دوں گا۔ تو جو کام اللہ تعالی کسی سے کروانا چاہتا ہے تو اس کے لیے انتظام بھی کر دیتا ہے لیکن آدمی کے دل میں رغبت بھی ہو آدمی کے دل میں شوق ہو اور میں کیا عرض کروں شرک ورک گیارویں وغیرہ اور پیروں فقیروں کو پکارنا یہ باتیں آج کل بڑی بحث بنی ہوئی

ہیں حالانکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ چیزیں اس وقت پیدا ہوتی ہیں' کوئی پیر کوئی فقیر کوئی ولی کوئی سہارا اس وقت تلاش کرتا ہے جب اللہ سے اصل میں واقفیت پوری نہیں ہوتی۔ اللہ سے محبت ہو پھر کسی غیر کے سامنے اس کا دل جاتا ہی نہیں کسی طرف کسی پر اس کی نگاہ جاتی ہی نہیں۔ وہ یہ سمجھتا ہے اللہ سے بڑا مہربان کون ہوسکتا ہے۔ اس کے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے اللہ سے بڑا مہربان کون ہوگا کیوں کسی اور کے پاس جاؤں اللہ سے زیادہ سننے والا کون ہوگا۔ میں جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کے پاس جاؤں۔ یہ کوئی مسئلہ ہے کہ پیر سے کہو پھر پیر اللہ سے کہے گا اب سوچیں پہلے پیر سنے گا یا پہلے اللہ سنے گا۔ پہلے پیر کو ترس آئے گا یا اللہ کو ارحم الرحمین پیر ہے یا اللہ ؟

جس کے دل میں خدا بس جاتا ہے جس کی توحید صحیح ہوجاتی ہے۔ جس کا ایمان درست ہو جاتا ہے۔ جو اللہ کو پہچاننے لگ جاتا ہے۔ جس کی اللہ سے دوستی لگ جاتی ہے۔ وہ شرک کی طرف کبھی رخ ہی نہیں کرتا یہ مشرک وہی لوگ بنتے ہیں جن کو ادھر سے اندھیرا ہے بالکل اللہ سے جان پہچان کوئی نہیں اور جو اللہ کو پہچانتا ہے اللہ سے محبت ہے وہ کبھی کسی اور طرف دیکھتا ہی نہیں

اب حدیث میں آتا ہے اللہ اکبر! حضور نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمھیں بتاؤں کہ سب سے پہلی بات اللہ مومنوں سے کیا کرے گا۔ جب لوگ مر جائیں گے وہاں اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے خدا سب سے پہلے مومنوں سے کیا بات کرے گا۔ مومن سب سے پہلے اللہ سے کیا بات کریں گے اب یہ بات بڑی عجیب طرح کی ہے ہر ایک نے کہا ہاں یا رسول اللہ بتایئے ضرور بتایئے۔ تو اللہ کے رسول نے فرمایا کہ جب اللہ مومنوں سے ملے گا تو خدا ان سے پوچھے گا هل احببتم لقاءی کیا تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ شادی ہوتی ہے بیوی آتی ہے پھر اس کے بعد محبت کی باتیں ہوتی ہیں وہ جی کہ آپ آئے تھے دیکھنے کے لیے آئے تھے اسی وقت سے میرے دل میں خیال تھا اللہ کرے میرا نکاح اس سے ہو

جائے' میرا دل پہلے ہی مائل تھا۔ خدا پوچھے گا ھل احببتم لقاءی کیا تم میری ملاقات چاہتے تھے کیا تمھیں شوق تھا کہ تم مجھ سے ملو مومن کہیں گے ہاں یااللہ ہمارا دل بہت چاہتا تھا خدا کہے گا لما کیوں تمہارا دل کیوں چاہتا تھا وہ کہیں گے یااللہ ہمیں تیری معافی کی امید تھی۔ ہم نے زندگی گزاری اپنی طرف سے بڑی کوشش کرتے رہے لیکن پھر بھی گناہ ہوتے رہے۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ تجھ سے ملاقات ہو جائے اور پھر معافی کی صورت بن جائے۔ ہمارے دلوں میں یہ تڑپ تھی۔ خدا کہے گا جاؤ قدوجبت لکم المغفرۃ تمہاری مغفرت واجب ہو گئی۔ میرے ذمے ہوگیا کہ اب میرے مہمان ہو۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ' مشکوۃ کتاب الجنائز باب تمنی الموت و ذکرہ عن معاذ بن جبلؓ)

دل میں یہ تصور' یہ خیال پیدا کرو۔ پھر آپ دیکھیے گا دعا میں کیا مزا آتا ہے۔ کس طرح سے آپ کے دل سے دعا نکلے گی اور تیر کی طرح سے جائے گی اور پھر مومن یاد رکھے گا دعا آپ نے کرذی اور یقین کے ساتھ کی لیکن اگر قبول نہیں ہوتی تو مومن کبھی یہ نہیں کہتا کہ خدا میرا دوست نہیں۔ اگر خدا دعا قبول نہ کرے کچھ دیر کے لیے جو یہ نتیجہ نکالے' نہیں وہ نہیں بنے گا۔ وہ اللہ کا دوست کبھی نہیں ہو سکتا۔ خدا بعض دفعہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ کیا یہ میرا دوست ہے کہ میں دیکھتا ہوں تو یہ کہے گا کہ ہاں دوست ہے۔ روک لوں نہ دوں تو کہے کچھ نہیں کچھ نہیں ختم ہے کام' جس سے محبت ہوتی ہے۔ پھر اس سے مطلب والی بات نہیں ہوتی ۔ اور بعض دفعہ تجربہ کار لوگ جو ہیں کتابوں میں بھی لکھتے ہیں ویسے زندگی کا بھی تجربہ ہے کہ بیوی خاوند سے بڑی خوش۔ خاوند چونکہ نئے نئے شوق میں کپڑے بنا کر دے گا زیور بنا کر دے گا۔ بیوی بھی محبت کے بڑے دعوے کرے گی بہت اظہار کرے گی جو سمجھ والے ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی اس کی خواہش کو ٹھکرا دیتے ہیں وہ کہتی ہے مجھے یہ کپڑا بنا دے مجھے یہ زیور بنادے وہ کہتا ہے کہ نہیں نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں پھر یہ دیکھتا ہے کہ اب اس کا کیا حال

ہے۔ اگر وہ پھر بھی کچی ہے اس کے دل میں ویسی ہی محبت ہے تو وہ سمجھ جاتا ہے یہ مطلبی نہیں۔ کہ کھانے پینے کی اور چیزوں کی طالب نہیں ہے۔ سچ مچ اسکے دل میں یہ ہے کہ یہ میرا خاوند ہے۔ میرا تعلق ابدی تعلق ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اگر یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہی کیا۔ دیتا ہی کچھ نہیں کنجوس ہے اور اگر یہ کہنے لگ گئی سمجھ لو معاملہ ختم ہوگیا۔

اس لیے مومن جب اللہ سے دعا کرتا ہے بڑی پیار کی دعا ہوتی ہے۔ بڑی محبت کی دعا ہوتی ہے یہ نہیں کہ دو دن کی 'دس دن کی' مہینہ کی اگر قبول نہیں ہوتی ناں جی ناں ختم ہے کام بالکل کچھ نہیں ہوا اب دیکھ لو ایوب علیہ السلام اور ہم اللہ اکبر! گھر کے سارے افراد جو تھے مر گئے ۔ سارے جانور مر گئے۔ مال کا نقصان جانوں کا نقصان۔ خود اکیلے بچے ایک بیوی بچ گئی اور خود بھی مریض اور مریض بھی ایسے کہ سارے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور پھر کوئی ایک دن کی تکلیف نہیں ایک مہینے کی تکلیف نہیں ایک سال کی تکلیف نہیں کئی سال اسی طرح سے گزر گئے کئی سال ہی اسی طرح سے اسی تکلیف میں گزر گئے ۔ آخر اللہ کے پیارے تھے اس لئے کبھی دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ اللہ میرا نہیں ہے یا وہ کچھ نہیں کر سکتا یا وہ کرتا ہی نہیں کوئی پرواہ ہی نہیں۔ کبھی نہیں یہ خیال آیا۔ بالآخر جب اللہ کو امتحان کے بعد کہ یہ سچ مچ ہی میرا ہے اور اسکو مجھ سے محبت ہے پھر اس کے بعد اللہ کو جب بیماری دور کرنا منظور ہوئی۔ تو ایوبؑ اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں بیمار ہیں اٹھ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ارکض برجلک اے ایوبؑ! جہاں بیٹھے ہو وہاں پاؤں مارو۔ پاؤں مارا پانی کا چشمہ ابل پڑا اللہ نے کہا اس پانی سے اپنے آپ کو دھو بھی اور پانی پی بھی بیماری تیری منٹ میں سب دور ہو جائے گی یعنی اس قدر ان کا صبر اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے ۔ انا وجدنه صابرا نعم العبد۔ (38 : ص: 42 ۔ 44)

ہم نے اسکو صابر پایا ۔ بڑا ہی اچھا دوستوں کی بات ہے اور ہم......... مولوی

صاحب دعا کریں مجھے اولاد نہیں ہوتی ہمارے گھر میں فلاں مریض ہے ایک دن دو دن خود بھی کرلی مولوی صاحب بڑا زور لگایا پتا نہیں کیا بات ہے اصل میں جی اللہ تو ہماری سنتا ہی نہیں پیروں کی ہی سنتا ہے اور پھر مزاروں پر چل پڑتے ہیں خدا نے دکھا دیا یہ چٹ یہ کورا یہ ختم اگر اس میں ایمان ہوتا تو یہ سمجھتا مجھ سے زیادہ کوئی پیر کوئی فقیر کوئی مردہ کوئی زندہ ہو سکتا ہے!

میرے بھائیو! جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ حقیقت میں پاگل ہیں بے سمجھ ہیں بے وقوف ہیں انہیں عقل نہیں ورنہ سوچیں اللہ پہلے سنے گا یا پیر؟ مشرک یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ پیر پہلے سن سکتا ہے اور اللہ بعد میں سنتا ہے پھر رحم کرنا ترس کرنا۔ ترس کرنا مہربانی کرنا ارحم الرحمین رحمٰن اور رحیم اللہ کا نام ہے یہ کسی پیر فقیر نبی ولی کا نام ہے نہیں دنیا میں آج مسلمان صحیح العقیدہ صحیح العمل ہی نہیں ہے۔ یاد رکھیے گا جب دنیا میں کوئی آدمی معیاری نہیں رہے گا۔ دنیا فوراً ختم ہو جائے گی کبھی نہیں آگے چلے گی۔

یہ دنیا کی گاڑی دو پہیوں پر چلتی ہے نیکی اور بدی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرشتے پیدا کئے تھے جہاں صرف نیکی تھی بدی گناہ نہیں تھا دنیا میں ادھر جن تھے کہ صرف شر ہی شر تھا نیکی نہیں تھی اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا جن میں نیکی بھی ہوگی بدی بھی ہوگی اور اسی اصول پر یہ دنیا چلتی ہے کفر کرنے والے کفر کریں گے روکنے والے روکیں گے۔ تبلیغ کرنے والے تبلیغ کریں گے باطل کے داعی بھی ہوں گے حق کے داعی بھی ہوں گے دنیا چلتی رہے گی برائی ہوتی رہے گی حق والے کم ہوں گے باطل والے زیادہ ہوں گے اور کام جو ہے چلتا رہے گا۔ چلتا رہے گا جب کفر کا' باطل کا' اتنا غلبہ ہوجائے گا اتنا غلبہ ہوجائے گا کہ حق والا کوئی نہیں رہے گا فورا قیامت قائم ہو جائے گی۔ قیامت اس وقت ہی آئے گی جب حق کی آواز اٹھانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ پھر قیامت آجائے گی تو دنیا میں آج بھی اللہ کے نیک بندے خال خال کہیں کہیں بہت کم موجود ہیں۔

تو میں یہ چاہتاہوں ہم یہ جو جمعہ پڑھتے ہیں ۔ اللہ جانتاہے دل میں یہ بڑی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ یہ اتنے آدمی آتے ہیں ان میں سے کوئی معیاری بنتا جائے۔ جس کے دل میں یہ شوق ہو کہ میری آخرت درست ہوجائے اور یاد رکھیے گا جو آدمی اپنی آخرت کو درست کرنا چاہتا ہے خدا اسکی دنیا کبھی خراب نہیں کرتا۔ دنیا تو مفت کی چیز ہے اگر ایک بندہ خدا سے آخرت کی طلب کرے خدا اسے چونگے میں دنیا دے دیتا ہے چنانچہ صحابہ کو دیکھ لو صحابہ نے اپنے ایمان کو درست' اپنے اعمال کو درست کیا اور اللہ نے دنیا کیسی دی۔ دیکھ لو کوئی فیکٹری نہیں لگائی انھوں نے کوئی کارخانہ نہیں تھا کوئی اور نہیں تھا۔ اتنی دولت خدا نے دی اتنی دنیا دی اور حکومت بڑھتی چلی گئی اسلام پھیلتا چلا گیا۔ اور دیکھ لو دنیا میں کس عزت سے ان کا نام لیاجاتا ہے اور اب بھی یہ تجربہ ہے آپ خدا سے آخرت مانگیں اور اس کے لیے کوشش کریں اور دیکھیں دنیا آپ کے پیچھے پیچھے آئے گی ۔ یہ تو ہمارے بڑے بڑے بے وقوف ہیں۔ اللہ اکبر !ایک آدمی نے اللہ کے رسول سے پوچھا۔ کہ یارسول اللہ میں کیا طریقہ اختیار کروں کہ دنیا میرے تابع ہو جائے دنیا میرے پیچھے لگ جائے دولت بے بہا آئے فرمایا دنیا کی طلب نہ کر دنیا خود آئے گی۔

اور اگر تو دنیا کی طلب کرے گا تو دنیا تیرے منہ پر تھوکے گی چنانچہ دیکھ لو بھٹو ویسے کہتے ہیں بہت ذہین تھا بڑا حسین تھا بلکہ Ordnary Genious Extra تھا لیکن دیکھ لو بیوقوف بھی اتنا بڑا تھا جس کی کوئی حد نہیں جب لوگوں نے مطالبہ کیا کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے استعفیٰ دے دے اگر کہتا یہ لو میں چھوڑتا ہوں ساری دنیا اسے اٹھالیتی کوئی بات پیدا ہی نہ ہوتی لیکن اسلام کی سمجھ نہیں تھی ۔ دین کی سمجھ نہیں تھی دنیا کا بیوقوف تھا۔ دیکھ لو مار کھائی اور کیسے مار کھائی اب جمال الدین ناصر مصر کا جب اسرائیلیوں نے ہوائی اڈہ بھی تباہ کردیا اور مصر کا ستیاناس کردیا تو اس نے فورا استعفیٰ دے دیا کہ میں نالائق ثابت ہوا

ہوں میں نااہل ثابت ہوا ہوں لہٰذا میں استعفیٰ دیتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں بس آپ ہی ہیں مزے سے حکومت کرتا رہا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے کیا پیارا گر بتایا۔ جب کسی نے پوچھا کہ میں کیا طریقہ اختیار کروں کہ دنیا میرے پیچھے آئے۔ فرمایا دنیا کی طرف نہ دیکھو دنیا کی طلب نہ کرو دنیا خود بخود تیرے پیچھے آئے گی اور اگر تو دنیا کی طلب کرے گا دنیا تیرے پاس نہیں آئے گی اگر آئے گی بھی تو ذلیل ہو گا۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ، مشکوۃ، کتاب الرقاق عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ)

میرے بھائیو ہم مسلمان ہیں یہ جمعہ پڑھتے ہیں اور میں آپ کے سامنے قرآن حدیث کی بات بیان کرتا ہوں میں بڑے دعوے کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں اور اللہ کا فضل ہے یہ مجھے تجربہ ہے کوئی کیسا بھی پڑھا ہوا کیوں نہ ہو۔ جب ہماری مجلس میں آجاتا ہے کوئی وجہ ہی نہیں کہ اس کا دل شہادت نہ دے کہ یہ بات بالکل حق ہے یہ کیوں ہے؟ کیوں یہ میرا کمال نہیں یہ قرآن حدیث کی بات ہے یہ اللہ اور اس کے رسول کا طریقہ ہے اسلام کھرا، اسلام خالص، اسلام ہی ہے جو قرآن و حدیث کے اندر ہے۔ میرے بھائیو! مولویوں کو نہ دیکھو۔ کہ فلاں کتنا بڑا مولوی ہے فلاں مسجد میں کتنے لوگ آتے ہیں؟ ادھر کیا ہوتا ہے؟ دیکھو اللہ کے رسول ﷺ کو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو آپ میری اس بات کو نوٹ کرلیں۔ مسلمانوں کی حالت کب بدلے گی جب مسلمانوں کے سامنے نمونہ صحابہ ہوں گے مسلمان اپنی زندگی وہ بنائیں گے جو اللہ کے رسول کی اور صحابہ کی تھی تو پھر مسلمانوں میں انقلاب آجائے گا۔ مسلمانوں کو دنیا میں تسلط اللہ دے گا اور جب تک مسلمانوں کے تارے یہ روس والے ہیں کیمونسٹ یا سوشلسٹ یا نیشنلسٹ ہیں۔ اب ہمارا لڑکا ہو، اب میں غریب ہوں تو میں نے اپنا لڑکا کسی پرائیویٹ سکول میں کسی ٹوٹے پھوٹے سکول میں پڑھالیا اور جو ذرا بڑا ہوگیا چار پیسے ہو گئے وہ کہے گا نہیں ان سکولوں کا ماحول اچھا نہیں وہ

بچے کو کہاں بھیجے گا صادق پبلک سکول میں یا وہاں جہاں نرسیں پڑھاتی ہوں یا مسیں پڑھاتی ہوں وہاں بھیجے گا۔ کہ جی یہ پہلے دن سے انگریزی بولنا سیکھے یہ بالکل انگریز کا بچہ بن جائے۔ جب تک مسلمان کا یہ ذہن رہے گا۔ مسلمان ہمیشہ ذلیل ہو گا۔

میرے بھائیو! مسلمانوں کی ذلت کا سبب خدا کی قسم مسلمانوں کی آنکھ کے تارے مسلمانوں کے Sample مسلمانوں کے نمونے کون؟ صحابہ ہوں گے' ان کی زندگی ان کے اصول ان کے قاعدے ہوں گے تو مسلمان دنیا میں حکمران ہو گا اور مسلمان کبھی ذلیل نہیں ہو گا اب یہ باتیں اللہ میرا رحم کرے۔اخباروں کو دیکھ لو جمہوریت جمہوریت الیکشن الیکشن اور یہ اور یہ اور چل سو چل سو چل انگریزوں کے طریقے آزادی آزادی۔

ارے بھائیو! حکومت کا مقصد کیا ہے' حکومت کا مقصد یہ ہے اللہ کا قانون جاری ہو اب بتایئے اس کے لیے الیکشن کی کیا ضرورت ہے؟ حکومت کا بڑا مقصد کیا ہے؟ امن و امان قائم کرنا نہیں یہ لوگوں کو بڑا مغالطہ ہے حکومت کا مقصد امن امان قائم کرنا نہیں ۔ کیوں امن و امان end نہیں امن و امان قائم کرنا ایک وسیلہ ہے ایک ذریعہ ہے آپ امن و امان قائم کرنا چاہتے اچھا جی امن و امان قائم کر کے پھر کیا ہو گا کہ لوگ مزے سے بسیں گے تو پھر لوگوں کے بسنے سے کیا ہوتا ہے اسلام کیا کہتا ہے اسلام یہ کہتا ہے کہ اے انسانوں میں نے تجھے دنیا میں خلیفہ بنا کر بھیجا ہے تمہارا کمال یہ ہے کہ قانون میرا آئے تم اس پر عمل کرو اس لیے دنیا میں حکومت قائم کی جاتی ہے اسلام کا نظریہ ہے کہ دنیا میں حکومت کیوں قائم کی جائے ۔ اس لیے نہیں کہ کوئی حکمران ہو اسلیے نہیں کہ وہ عوام کا نمائندہ ہو۔ وہ اللہ کے قانوں کو اللہ کے احکام کو جاری کر دے سب سے نمازیں پڑھائے نگرانی کرے کہ کوئی شخص ایسا نہ ہو جو اللہ کے حکم کے خلاف کام کرتا ہو یہ حکومت کا تصور ہے اور یہ ہمارے لیڈروں کے اور ہماری حکومت

کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں اور جب تک مسلمان یہ نہیں سوچے گا مسلمان کبھی عزت نہیں پاسکتا ذلیل سے ذلیل تر ہوگا۔

اب آپ دیکھ لیں ضیاء صاحب چھوڑنا نہیں چاہتے ' لوگ کیا سوچتے ہیں یا تو ٹیں کرو یا الیکشن کرواؤ۔ اگر ٹیں کرے گا کوئی تو پھر ضیاء سے بھی زیادہ چھٹا ہوا آئے گا جو اسلام کا بھی دشمن ہوگا۔ ویسے کام اسلام کا یہ بھی کچھ نہیں کرتے لیکن وہ جیسا کہ جب بھٹو تھا ہمیں خطرہ ہوتا تھا جب داڑھی والوں کو ڈر ہوتا تھا اور اب داڑھی والا بے فکر ہوتا ہے الٹا اب سوشلسوں کو کیمونسٹوں کو خطرہ ہے۔ ضیاء کا یہ فائدہ ہے اگرچہ اسلام وسلام کچھ نہیں لیکن کم از کم یہ فائدہ ضرور ہے اب داڑھی والوں کو خطرہ نہیں۔ اگر وہ آرام سے زندگی گزارے تو مزے سے زندگی گزار سکتا ہے۔ لیکن بھٹو کے دور میں کیا تھا۔ داڑھی والوں کو فکر تھی کہ لسٹیں بن گئی ہیں میرا نام اس میں ضرور ہوگا۔ اب اگر کوئی ضیاء کو ہٹائے گا تو کیا کرے گا اگر کوئی مارے گا اور مسلمانوں کو صاف کرے گا جو گردنیں اڑائے گا اور مسلمانوں کو صاف کرے گا ایسا تو شاید ہی نظر آئے کہ کوئی فوج میں ایسا ہو جس کو تکلیف ہو رہی ہو کہ ضیاء اسلام نہیں لا رہا یہ بڑا ظلم کررہا ہے۔ ہٹاؤ اسے میں اسلام لاتا ہوں اگر خدا کرے کوئی ایسا آجائے تو کیا کہنے بڑی خوش قسمتی ہے۔ لیکن ایسا نظر کوئی نہیں آتا اور اگر الیکشن ہو گئے اور سیاسی لیڈر آگئے تو پھر کیا ہوگا۔ دو مہینے یا تین مہینے بمشکل تمام کام چلے گا اس کے بعد آپس میں جوتیوں میں دال بٹے گی اور پھر مسلمانوں میں آج تک کبھی بھی کسی نے جمہوریت کے ساتھ دنیا کے کسی ملک میں زندگی نہیں گزاری عراق لے لو شام لے لو مصر لے لو کوئی ملک لے لو کبھی بھی مسلمانوں پر ہمیشہ حکومت ڈنڈے سے ہو گی' باتیں جو ہیں کہ ڈنڈا اسلام کا ہو تو بڑی سعادت ہے بڑی خوش بختی ہے بڑی ہماری قسمت اچھی ہے اور اگر وہ کچھ بھی ہوجائے گا معاملہ بد امنی کا خدا کا عذاب علیحدہ اور اپنی پریشانی علیحدہ تو خیر یہ تو دور کی بات تھی

میرے بھائیو ہمیں اپنے آپ کو مسلمان کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب آپ مسلمان ہوں گے دیکھیے میں بھی آپ سے ایک ہوں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کسی فخر کے لیے نہیں ہے۔ دل اتنا مطمئن ہے دل اتنا مطمئن ہے جس کی کوئی حد نہیں۔

اسلام تم کہو یا نہ کہو ضیاء لائے گا نہیں اور نہ آئے گا اور نہ کوئی اور جمہوریت والے اسلام لائیں گے۔ نہ ضیاء لائے گا لیکن تم الیکشن الیکشن الیکشن تم ضیاء سے یہی مطالبہ کرتے ہو ناں الیکشن الیکشن اور ہم کیا کہتے ہیں ہم ضیاء سے یہ کہتے ہیں۔ اللہ کے بندے اسلام لاؤ اگرچہ اسلام لانا اس نے نہیں نہ الیکشن سے اسلام آئے گا نہ ہمارے مطالبے سے اسلام آئے گا لیکن ہم خدا سے جاکر کہہ سکیں گے۔ کہ یا اللہ ہم نے اور کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ اسلام لاؤ۔ اسلام کو نافذ کرو۔ اور تم کیا کہتے ہو الیکشن الیکشن ...جمہوریت جمہوریت... ارے یہ اسلام آنے کا کوئی طریقہ نہیں۔

میرے بھائیو خود مسلمان ہوجاؤ۔ جب آپ مسلمان ہو جائیں گے آپ کا انجام اچھا ہوگا۔ دنیا میں سو فتنے اٹھیں۔ سو انقلاب آئیں آپ کو کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی اور یہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ جب میدان محشر ہوگا دنیا بڑی پریشان ہوگی۔ لیکن جو مومن ہوگا۔ جس نے دنیا میں اطمینان سے زندگی گزاری ہوگی ایمان پر' خدا اس کو کہے گا تو آجا میرے پاس تو آرام سے بیٹھ تجھے کوئی خطرہ نہیں۔ (رواہ البخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقۃ بالیمین)

میرے بھائیو! اس کھلبلی میں اس فتنے کے زمانے میں اس شور شرابے کے زمانے میں آپ کا فائدہ کس میں ہے کہ آپ اسلام کو نافذ کریں۔ اپنے گھر میں اپنی بیوی پر' اپنے بچوں پر' آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ جاکر یہ دیکھیں کہ آپ کی بیوی نے نماز پڑھی ہے کہ نہیں اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو آپ ان کے خلاف

تادیبی کاروائی کریں۔ کسی کو مارنا ہو تو ماریں۔ ڈانٹنا ہو تو ڈانٹیں پیار سے سمجھانا ہو تو پیار سے سمجھائیں یہ آپ کا فرض ہے اگر آپ یہ دیکھتے ہیں کہ بچی کے کپڑے نہیں تو کپڑے لا کر دیتے ہیں۔ یہ دیکھئے کہ بچی نماز پڑھتی ہے یا نہیں پڑھتی۔ ورنہ آپ بہت بڑے مجرم ہیں آپ بہت بڑے ظالم ہیں آپ کی نجات کی کوئی صورت نہیں اپنی نجات کی فکر کرو۔ اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنے گھر میں کوئی کام خلاف شریعت نہ ہو پردے کا معاملہ ہو۔ اللہ میرا معاف کرے آدھا تیتر آدھا بٹیر آدھا اسلام۔

جن گھروں میں پردہ ہے بھی اول تو فیشنی پردہ ہے وہ پردہ نہیں بے پردگی ہے۔ بالکل بے پردگی ہے اور اگر ہے بھی تھوڑا بہت تو پھر دیور سے کوئی پردہ نہیں بیوی میری لے جارہا ہے میرا بھائی سسرال سے میری بیوی کو میرا بھائی لا رہا ہے میری بیوی کو سیر کروانے کے لیے میرا بھائی لے جارہا ہے میرا بھائی ہے کوئی پردہ نہیں۔ یہ کوئی اسلامی پردہ ہے کسی نے پوچھا یارسول اللہ دیور اور جیٹھ کے بارے میں پردے کا کیا حکم ہے فرمایا وہ تو موت ہے موت۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامرأة الا ذو قوم عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ) غیر آئے گا تو پتہ لگے گا غیر کوئی حرکت کرے گا تو معلوم ہو جائے گی دیور اندر ہی اندر جو مرضی کرے پتہ ہی نہیں لگتا۔ لگے گا خاوند کے سر اگر حمل ہوگیا تو خاوند کے سر جو ہوجائے خاوند کے سر کام وہ کر رہا ہے اور یہ پردہ ہے یہ کوئی پردہ نہیں ہے۔ میرے بھائیو ہم نے تو اسلام کا ستیاناس کردیا ہے یاتو بالکل بے پردہ کوئی شرم و حیا نہیں عورت Hand in Hand ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے بازاروں میں پھر رہی ہے Shopping کر رہی ہے ہم مسلمان ہیں اور اگر پردہ کروایا بھی ہے برقعہ ایسا فسٹ کلاس جو آوازیں دیتا جائے۔ بازار میں اور گلی میں کہ مجھے دیکھو مجھے دیکھو یہ پردہ ہے اور اگر دوسرا بھی ہو تو کسی سے ہے کسی سے نہیں مولوی سے پردہ اور کسی سے پردہ ہی نہیں

اب ہم نے بہت سی عورتیں ایسی دیکھی ہیں جو بالکل پردہ نہیں کرتیں۔ لیکن اگر میں سامنے جاؤں تو فوراً برقعہ فوراً پردہ یعنی اندازہ کریں یہ کوئی اسلام ہے میرے بھائیو مسلمان بننے کی کوشش کرو میں یہ باتیں بدل بدل کر آپ کے سامنے اس لئے لایا ہوں خدا جانتا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ آپ دل سے مسلمان ہو جائیں۔ اور صحیح سادہ مسلمان کوئی تکلف انگریزی تہذیب کا کوئی شائبہ آپکی زندگی میں نہ ہو بدعت اور شرک کا کوئی دھبہ آپ پر نہ ہو خالص قرآن و حدیث پر چلنے والے سیدھے سادھے مسلمان بن جائیں جب آپ یہ زندگی بنالیں گے۔ میں ان شاءاللہ العزیز آپ کو گارنٹی دیتا ہوں ۔آپ کو یقیناً اللہ کے رسول کا ساتھ نصیب ہوگا آپ کو یقیناً اللہ اپنے عرش کے نیچے جگہ دے گا جہاں سکون اور اطمینان ہوگا۔ اور آپ کے لیے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی اور اگر یہ منافقت والی بات رہی آدھا تیتر آدھا بٹیر آدھا کفر آدھا اسلام تو پھر آپ دوسروں سے زیادہ مریں گے آپ پر دوسروں سے زیادہ خدا کا غضب ہوگا۔ دیکھیے پانچ چھ آدمی یا دس آدمی کسی مجلس میں بیٹھے ہیں ان میں ایک میرا دوست بھی ہو جس سے میری ان بن ہے یا میرا رشتہ دار ہو جس سے میری لڑائی ہے میں اس سے بات نہیں کروں گا اوروں سے کروں گا اب کوئی پوچھے یہ تیرے زیادہ قریبی ہیں' حالانکہ میں ان کو جانتا ہی نہیں' پتہ نہیں کس قوم کے ہیں' پتہ نہیں کہاں کے ہیں' میں ان سے بولنا گوارہ کروں گا' بولنا پسند کروں گا' میرے بھائیو! بالکل اسی طرح کا جو مسلمان ہے وہ نقلی مسلمان ہے اور جو نقلی مسلمان ہے جو غضب خدا کا اس پر ہے خدا کا وہ غضب کافر پر نہیں ہوگا جو ہم لوگ ہیں آدھا تیتر آدھا بٹیر اسلام کو بدنام کرنے والے جو غضب ہم پر خدا کا ہے یقین جانیے وہ غضب خدا کا جاپانیوں پر روسیوں پر امریکیوں پر نہیں کیوں؟ ہم خدا کے ہو کر بگڑے ہوئے ہیں ہم خدا کو بدنام کرتے ہیں خدا کی کتاب کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں خدا کے رسول کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں جو ہم پر اللہ کا غضب ہے تو اس لیے سیدھے ہو جاؤ اور

کوشش کرو آپ کے اندر سے تمام خرافات' تمام بے ہودگیاں' غیر اسلامی چیزیں انگریز کی تہذیب کی یا رسم و رواج کی' قومی اور برادری کے چکر جو ہیں ان سے نکل کر اپنے آپ کو خالص مسلمان بنانے کی کوشش کرو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک دو آدمی بیٹھے تھے۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا میں تمہیں ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ جو پاس بیٹھے تھے ان سے کہنے لگے۔ ہاں اس سے بڑی اور اچھی بات کیا ہوگی کہ آپ ہمیں وہ دکھائیں جس کے بارے میں اللہ کے رسول نے کہا ہو کہ وہ جنتی ہے۔ انہوں نے کہا وہ جو کالے رنگ کی حبشی عورت جارہی ہے مجھے یہ بات یاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ مجھے مرگی کے دورے پڑتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعا کریں اللہ مجھے صحت دے دے تو اللہ کے رسول نے فرمایا کہ ان صبرت فلک الجنۃ اگر تو صبر کرے تو اللہ تجھے جنت دے دے گا اگر تو چاہے تو میں دعا کرتا ہوں اللہ تیری بیماری کو بھی ٹھیک کر دے گا۔ وہ کہنے لگی یارسول اللہ مجھے جنت مل جائے گی؟ یہ سودا مجھے منظور ہے چلی گئی' تھوڑی دور جاکر واپس آئی پھر آکر کہنے لگی یارسول اللہ میرے لیے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تو تو چلی گئی تھی کہ میں صبر کروں گی کہنے لگی یا رسول اللہ وہ بات ختم۔ (متفق علیہ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض و ثواب المرض عن عطاء بن ابی رباح) وہ باب بند ہوگیا۔ وہ بالکل ٹھیک ہے مجھے اس پر اتفاق ہے میں تو اس لیے آئی ہوں جب مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے میں ننگی ہو جاتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا یہ کریں کہ خدا میرا پردہ فاش نہ کرے میرا کپڑا جو ہے ٹھیک رہے اب آپ اندازہ کریں ۔ یعنی کہاں ہم یہ باتیں سمجھاتے ہیں بڑے استدلال کے ساتھ کہ جنت کے لیے طلب کرو۔ جنت کے لیے کوشش کرو کہاں اللہ کے رسول نے ایک سادہ سا گر بتا دیا لیکن وہ کتنا مہنگا سودا ہے کتنا مہنگا سودا ہے لیکن جن کا جنت پر ایمان تھا' دیکھ لو اس نے سودے کو

فورا منظور کر لیا اور اگر ہم یہ کہیں کہ تو اپنی بیوی کو ٹھیک کرے گا تیرے لیے یقیناً جنت ہے' اگر تو اپنی بیٹی کو ٹھیک بنالے گا' اگر تو اپنے بیٹے کو درست کرے گا' اگر تو اسلام کو نافذ کرے گا اگر تو زندگی کو ٹھیک بنا لے گا' set کر لے گا تو جنت کا حقدار بن جائے گا۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ مولویوں کی باتیں جمعہ تک رہتی ہیں اب آپ جمعہ پڑھ رہے ہیں دل کافی نرم ہیں دل میں احساس ہے لیکن جونہی جوتے پہنیں گے سب چھٹ جائے گا عین صاف ہو کر بازار میں جائیں گے ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین۔ (45 : الجاثیہ : 32) ہمیں خیال ہو جاتا تھا جنت کا اور ان چیزوں کا یقین وقین ہمیں کوئی نہیں ہوتا تھا۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ عملی طور پر اسکے لیے تیار ہوں۔

اب دیکھو لو مجھے وہ وقت بھی یاد ہے۔ جب ہم چھوٹے تھے میں اکلوتا باپ کے گھر تھا اباجی میری بڑی فکر کرتے تھے کہ یہ پلے گا کیسے؟ کیا ہو گا؟ اور ایسا اور ایسا اور اتنا فکر ۔ میں سمجھتا تھا بس پتہ نہیں کیا بنے گا بعض کو یہ کوئی خیال نہیں اور اب میں دیکھ رہا ہوں باپ کا نام و نشان نہیں اور اب مجھے اولاد کی فکر ہے اپنی ٹانگیں قبر میں ہیں اور تیاریاں ہو رہی ہیں کہ پتہ نہیں کہ آج گولی چلتی ہے موت والی کہ کل چلتی ہے بس وہ گئے یہی تو زندگی تھی۔ تو دنیا کی حقیقت کو سامنے رکھ کر یہ چکارے یہ نظارے ۔ ان کو چھوڑیں اصل راہ جو ہے وہ یہی ہے کہ آخرت کی فکر کریں اب دیکھیے ! میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ جو ہے وہ میرے ساتھ رہے میری بیوی میرے ساتھ رہے ہمیں یہ فکر کہ ہم جنت میں اکٹھے ہوں لیکن جنت میں ہم کب اکٹھے ہوں گے جب آپ نماز پڑھیں گے بیوی کو ساتھ نماز پڑھائیں اٹھ تو بھی نماز کا وقت ہو گیا ہے میں مسجد میں جا رہا ہوں تو بھی یہاں گھر میں نماز پڑھ بیٹی کو بھی ساتھ ملا تم دو تین مل کر یہاں جماعت کر لو بچے کو ساتھ لے کر مسجد میں آ جائیں دیکھیں سب جنتوں میں جاتے ہیں کہ نہیں اللہ تعالی قرآن میں فرماتے ہیں الحقنا بهم ذريتهم وما التنهم من عملهم من

شئی۔ (52 : الطور :21) باپ اول درجے میں ہوگا جنتی اور اولاد یا بیوی کہیں نچلے درجے میں ہوں گے باپ کہے گا یا اللہ میں اکیلا یہاں کیا کروں بیوی میری کہیں' بچے میرے کہیں' ٹھیک ہے وہ جنت میں ہیں آرام میں ہیں وہ دوزخ میں نہیں کہیں قید خانے میں نہیں ۔ لیکن یا اللہ میرے تو اکیلے کا دل نہیں لگتا ۔ خدا کہے گا جاؤ ان کو بھی بلاؤ وہ بھی ساتھ رہیں۔ یعنی درجہ جو بڑی محنتوں سے ملتا ہے خدا فضل کرے گا اور ساتھ ملادے گا اور اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کریں گے اچھا تو نچلے درجے میں چلا جا۔ اب تو فسٹ کلاس میں ہے تھرڈ کلاس میں چلا جا جہاں تیری بیوی ہے ناں ہم ان کو پرموٹ (Promote) کریں گے ان کو ترقی دیں گے اور سب کو فسٹ کلاس میں اکٹھا کردیں گے۔

لیکن میرے بھائیو! کوئی کوشش تو کرو اب یہ کہ رہے یہی چال جیسے میں دیکھتا ہوں یہ جو غریب ہے یا دوسرے کتنی کوشش کرتے ہیں کہ میرا بیٹا بی۔ اے کر جائے' میرا بیٹا ایم ۔ اے کر جائے' یہ کسی طرح سے ڈاکٹر بن جائے یہ کسی طرح سے انجینئر بن جائے۔ اگر خدا کے لیے اس کوشش کا دسواں حصہ بھی ہو تو بیڑا پار ہو جائے گا بیٹے کا بھی بیڑا پار ہو جائے گا اور حالانکہ انجینئر بھی دھکے کھاتے پھرتے ہیں ڈاکٹر بھی دھکے کھاتے پھرتے ہیں دنیا جگہ ہی دھکے کھانے کی ہے۔ دنیا میں کون آدمی عزت کے ساتھ سکون کے ساتھ زندگی گزار سکتا ہے

جمعہ پڑھنے آتے ہو۔کچھ نہ کچھ لے کر جایا کرو گرہ دے کر مضبوطی سے جو آپ کے گھر میں ساتھ جائے اور جاکر بیوی پر اسکا اثر ہو بلکہ آپ کو اپنی بیوی کو اپنی بچیوں کو اپنے رشتہ داروں کو جمعہ میں لانا چاہیے تاکہ وہ خود سنیں ان کا ایمان درست ہو ان کا عقیدہ درست ہو آپ کی نجات ہو جائے گی۔

